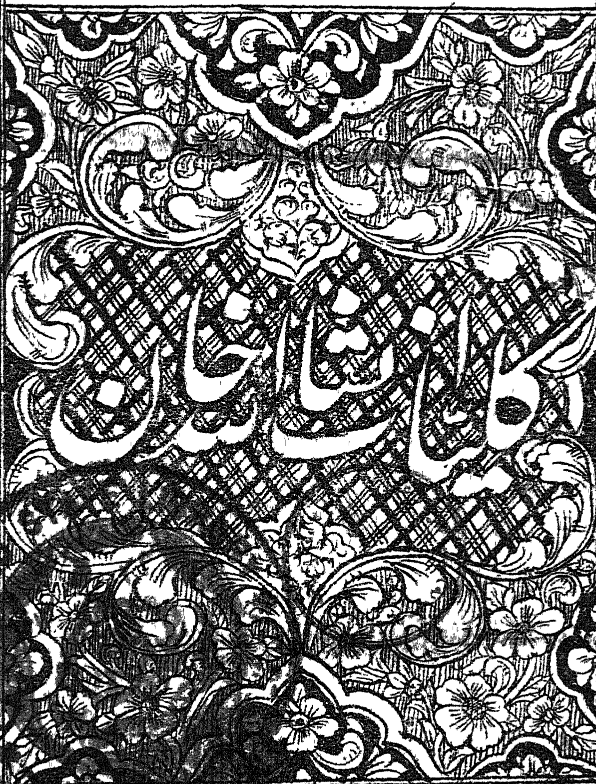
بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان



کلیات انشا خان

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مزین مقبول جہان ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

صنما برب کریم بیان تیری ہین ہر ایک یہ مبتلا — کہ اگر الست بربکم تو ابھی کہے تو کہین بلے

ہوس جمال حبیب ہو تجہسے کچہہ پہیر دلا تو کلیم وش — نہ وہ لن ترانی او وہ ہی کی سن ارنی ہمکہنی پہ جی جلا

وہ جو محو مست نظارہ ہین یہی آہ بہر کہین ہیکہ وہ — کہ اوسی تجلی نور سے ہمین مثل طور دیا جلا

پہ محمد عربی تو دی وہ سہ جام بادۂ نور وہ — کہ نہ سوجہی مشکر مین ساقیا مجہی کچہہ جہان کا بر بہلا

بر وان ساقی کوثر اسے خم کو پیر مغان ہلا — سبہی اہل وجد کو می پلا کی تو شیخ و شباب کو دی صلا

یہ جو کشتی کعبہ مین ہی نقطہ یہ غلط ہی محض اسی نمط — جہہ سر کہہ او جہاں کی نظر کر دن نظر آہی مجہکو وہ کربلا

تجہی اقتضا اور تو کیا کہون وہ جہان مین لگی ہی طرفہ ہر — جو خدا کے نور سے پر ہو کہ محال دہر مین ہی خلا

در نعت و منقبت

ای عشق کب مجہی شاہد اصلی کو دکہا لا — تم خندیدی ہی و فقک اللہ تعالےٰ

ہی تجکو جنون کی قسم ای جذبہ محبت — اوس نور تجلی کی جہلک مجہکو جہکا لا

اتنا تو بہا وادی وحشت مین کہ میری — ہی پانی نظر مین بہی پڑا اشک سے چہالا

سوجھی ہی مجھے عالم اطلاق کے نزول
الفت سے نے تو تقیید کے جھگڑے سی نکالا

ہر چند کہ عاصی ہون پر امت مین ہون اوسکے
جسکا ہے قدم عرش معلی سے بھی بالا

مولا ہی جہان رہبر عشاق محمد
سب عقدۂ مشکل کا مرے کھولنی والا

امید مجھی ساقی کوثر سے ہے جس کے
ہی جام تولا سے مرا نشۂ دوبالا

ق

قنبر کو کرے حکم کہ جلدی سے خبر لے
انشا ہے غلامون مین مرے اوسکو چھڑالا

زنہار نہ پہونچی کہین آسیب جہنم
اولاد نبی کی اوسے سایہ مین بلا لا

سب اوسکی تصدق سی حسین ابن علی کے
بخشا کے غفور اپنی سے تو جرم و خطا لا

ایضاً

لاہوت پہ نہ دیکھین جو قدسیان تماشا
سو ہمکو ہے دکھاتا عشق بتان تماشا

تک کیسی چشم وسعی یہان سیر میکدہ کے
ہے گا عجب مزے کا پیر مغان تماشا

جسنے سنے یہ میرے اشعار جوش سے بولا
نام خدا ہے تو کچھہ ای نوجوان تماشا

اللہ ری فصاحت اللہ ری بلاغت
ایسا کہان جھگڑا ایسا کہان تماشا

شوخی ادا سو ایسی جوش و خروش اتنا
بندش دھوان سو یہہ اور طرز بیان تماشا

دیوان سینکڑون ہین ہمنی تو دیکھے لیکن
اور نہین نظر پڑا کب پایا جو یہان تماشا

کیا خوب واہ ماشاء اللہ ہے عجب کچھہ
دیوان میر انشا اللہ خان تماشا

کیون شہر چھوڑ عابد غار جبل مین بیٹھا
تو ڈھونڈھتا ہی جسکو ہی وہ بغل مین بیٹھا

دلمین سما رہا ہے یون داغ عشق اپنی
جسطرح کوئی بھونرا ہووے ہی کنول مین بیٹھا

ق

سب یار تیری دم کا ہی یہ شمار جو مین
یہان ایک کل مین اوٹھا اور ایک کل مین بیٹھا

تار نفس ترے ہی ہاتھہ ای یار مجھکو تو نے
کھینچا تو پل مین اوٹھا چھوڑا تو پل مین بیٹھا

رحمت خدا کی انشا صد آفرین کہ تجھسے
ہر ایک قافیہ کیا گرم اس غزل مین بیٹھا

کچھہ یہ مجھی کو یون نہین اوسکی بین رخش لیا
غنچے بھی چٹ سے فق ہو گئے سارے جس سے گھونٹ لیا

نالہ بھرا جو باد مین سے شمیم یار کے
میری تمہاری رابطے دیکھی بہم تو رشک سے
منی ڈوپٹہ جب ترا آنکھون سی اپنی مل لیا

تضمین گلو لگی چھٹ گئین بو سمن نی غش کیا
نل تو پچھاڑ کھا گرا اوسکی دمن نے غش کیا
اوسکی شمیم ناز سے باد یمن نے غش کیا

اچھے غزل پڑھ اور ایک انشا بدل کے بحر اب
سنتے ہی تیری گفتگو اہل سخن نے غش کیا

مجھی بیخودی جو کچھ آگئی تو لپٹ کی یار نی غش کیا
گھڑی ایک مین جو جھمک مٹی تو کہا زبان سی بھی اجی
ابھی سیر گل کو یہ آیا تھا اسی ہمنے خوب ہنسایا تھا
یہ بہار لالہ کو کچھ کہ سب مری آنکھون دیکھ رہا تھا جب
مری دل مین ایسا پڑ گیا مری جیسی چین بچھڑ گیا
اری بید مشک و گلاب دو نہ گلاب ہو وی تو آب دو
مجھی جہاں تک بھی تو ہو سنگون لگی کہنی ہای یہ کیا کرون
تجھی دو یار سہو غشی یہ کچھ اس طرح سے ادا ہوئی

سو کچھ ایسی وہ ہے کہ تو کہی ابھی آ بہار نی غش کیا
اری لو گو جلد لیسی دو ذرا لو مری بیقرار نے غش کیا
کسی اور ہی کا یہ سایہ تھا کہ ہماری پیار نے غش کیا
تبھی ہم تو سمجھی تھے اسکی اب دل داغدار نی غش کیا
مری بھاوین باغ او جڑ گیا مری جان نثار نی غش کیا
غرض اب جو ہو سو شتاب دو کہ امیدوار نی غش کیا
اری کچھ تو بول کہ مین سنون تجھی کس خمار نی غش کیا
کہ یہ مینی جیکی سے عرض کی اسی دو دیار نی غش کیا

غزل اور بحر مین انشا اب تو بدل کی قافیہ کوئی پڑھ
کہ جہان کے اہل سخن کو ہی تری اشتہار نے غش کیا

مینے جو وجد مین یہان جیب کو پھاڑ غش کیا
سیر کنان جو گذری کل ریگ روان کی وضع پر
تم نہ پی عیادت آئی زخمی تیر غمزہ نے
آہ گھڑی کو دکن ہمنے اوسکی دھیان مین
کسکی یہ جہان تک تا تک کی باس ہماری ہی یہان
لی جو گئی نسیم صبح وادی نجد کی شمیم

کہتی ہین اوسنے بھی وہان مونڈ کیواڑ غش کیا
وادی قیس دیکھ کر ہمنے اوجاڑ غش کیا
مفت مین اپنی سینہ کے پہاڑ ہی او کھاڑ غش کیا
دیکھ لے سن پڑی ہوی جھاڑ و پہاڑ غش کیا
دل نے جو اوس کو اڑ کے تاڑ دہاڑ غش کیا
شاہد حی نے ایکبار کہا کی پچھاڑ غش کیا

اور بھی ایک اب غزل انشا لکھ اور بحر مین
تیری تو گفتگو کو خوب یارون نے تاڑ غش کیا

ویژن جھوٹ نوٹ تنخواہ ٹوٹ سی غش کیا
ہم سچ مچ ایسی روے کہ یہان چٹ سی غش کیا

دروازہ سی جو آپ نہ نکلے تو ہمنے آہ
سر کو پٹک کے رات کو چھوکھٹ سی غش کیا

ساقی نہین صراحی سے کی کچھ احتیاج بھی
آگی ہی ہمنے اسکی تو غٹ غٹ سی غش کیا

ہوکر وہ چہرہ بات وہ کیا کر سکے بھلا
ہو جسنے پانو نکی تری آہٹ سی غش کیا

اتنی رچی ہوئی ہے یہ پردون مین کسکی باس
یون مینے گر کے شب جو چھپر کھٹ سی غش کیا

ہوتی تھی دلکو یون تو سدا بیخودی ولی
کچھ اسنے آج اور ہی کروٹ سے غش کیا

انشا غزل جو طرح ہوئی ہی سو اب وہ پڑھ
اوسکی تو خوب ہمنے سجاوٹ سے غش کیا

ٹھہری یہ اوسکی صرف نہ بلبل نے غش کیا
جٹ جٹ بلا مین غنچون نی لین گل نے غش کیا

صحن چمن مین گل و سنبل نڈھال سے
یہان کسکی عاشق رخ و کاکل نے غش کیا

گیسو کی جسکی لٹ نظر آئی جو باغ مین
مار سیاہ طرہ سنبل نے غش کیا

چل نکلی خلطی مین یہ بطمی کہ اوسیہ رات
سو بار کبک خندہ قلقل نے غش کیا

عالم کو میری خانہ بدوشی کی سوچ سوچ
خلوت مین صاحبان توکل نے غش کیا

ق

تنہا نہ کاظمین کے کچھ زائرین کو ہی
میرے ہی ان آنسوؤنکی تسلسل نے غش کیا

روتا ہوا جو مین شط بغداد تک گیا
وہانکی ہمہ ساکنان سر پل نے غش کیا

انشا یہ لکھی قافیہ ایک اور لکھہ غزل
تیرے سخن پہ بلبل آمل نے غش کیا

تنہا نہ اوسکو دیکھہ کے محفل نے غش کیا
اپنی بھی جان لوٹ ہوئی دل نے غش کیا

سچ نسیم سر پہ اوڑاتی ہی آج خاک
شاید کسی اسیر سلاسل نے غش کیا

صدقے مین اس جگر کے کہ کشتہ کی نعش سے
خون بہ چلا تو دیکھہ کی قاتل نی غش کیا

آیا جو میری گھر تو بناوٹ کو سوچیو
رکھہ دلپہ ہاتھہ اوس بت قاتل نے غش کیا

مجنون پہونچ شتاب کہ آتی ہے نجد مین
تنہا نشین پردۂ محمل نے غش کیا

دریا ہی معرفت کی تموج کی شان پر
معمورۂ خراب کی ساحل نے غش کیا

سر چھاڑ منہ پھاڑ جو وحشت نظر پڑے — حضرت جنون ہی مرشد کامل نے غش کیا

یہ تیسری غزل بھی بہ تبدیل قافیہ
انشا نے ایسی لکھی کہ بس دل نے غش کیا

تو اوسکی چھاتی تانک تانک جس تن نے غش کیا — لیکن نہ اوسکو سوجھہ پڑی کس نے غش کیا

دیکھا اوسکی گل چمن میں خماری وہ انکھڑیاں — بے اختیار ہو گل نرگس نے غش کیا

بیٹھی ہیں ہم تو دل کو مسوسے ہوے میاں — تو جان اوسکو دے کہ تجھی جس نے غش کیا

آیا وہ خود فروش جو بازار حسن میں — سودے میں اوسکے سینکڑوں مفلس نے غش کیا

گھائل کو تیرے تھا تو افاقہ سا کچھہ ولے — پھر زخم سینہ تک جو لگا اسنے غش کیا

تیرے مریض عشق کے تیور اگتی جو آنکھ — اوسکے ہر ایک ہمدم و مونس نے غش کیا

دانتوں کی نیچے داب لی اونگلی وہ شوخ و شنگ — بولا جب اوسکی عاشق بیحس نے غش کیا

جب ہاپ کیا پڑا ہی مگر ہائے بول بھی — ایسی جی کو نئی جانی کہ یہ سنکے اسنے غش کیا

ایسی ہی وضع سے تو لکھہ اب چار میں غزل
انشا ترے سخن پہ تو مجلس نے غش کیا

ایسا ہی ایک رند سبو کش نے غش کیا — جسکی ادا پہ ساقی مہوش نے غش کیا

افشان رخ پہ اوسکی جو زلفیں بکھر گئیں — بل کھا کے ہر ایک مار منقش نے غش کیا

گھبرا اٹھے انشا میں دھواں دھار دیکھہ کر — ہر ایک پری کی بھیس میں آتش نے غش کیا

تھا صید گشتہ کون وہ جسکی لہو کو سونگھہ — نتھنے پھلا پھلا ترے ابرش نے غش کیا

اس پانچویں غزل کی نئی وضع مست دیکھہ
انشا سے شاعر بھی بیغش نے غش کیا

ساقی کی انکھڑیوں نے مجھے بادہ کش کیا — چتونکو اوسکی دیکھہ کے نرگس نے غش کیا

غفلت تو آگئی تھی نشے میں ہمیں ولے — جیتے تو پھر بھی شکوہ فرط عطش کیا

نیچا اوٹھا کے پیار سے اونگلی اوٹھائی اور — صد شکر پانچ بوسوں کو آج اوسنے شش کیا

تعویذ نقش سے جو نہ آیا تو اپنے ہاتھہ — صفحہ پہ دل کی نام ترا منقش کیا

یہ لوٹنے کے جا ہی گدہی پہ سوار ہو
زاہد نے عزم کعبہ باین ریش وغش کیا

انصاف تیری ہاتھ میاں خود و خدا
طرز سخن کو تو نے مری سیچ رش کیا

انشا اب اور بحر میں لکھہ ایک غزل کہ یاں
جام سخن کا حق نے تجھے جرعہ بخش کیا

جس دم کہ تری محو تجلے کو غش آیا
لوگوں نی کہا حضرت موسی کو غش آیا

عکس رخ ساقی سی ہوا جام جو روشن
خورشید یہ کانپا کہ مسیحا کو غش آیا

دیکھا جو ہم آغوش ہمیں اور تہلیں گل
بیخود ہو گرا وامق و عذرا کو غش آیا

کوچہ میں ترے آج جو ہی بھیڑ بہت سی
شاید کہ کسی عاشق رسوا کو غش آیا

نظارہ کی تاب اپنی نہ لایا نہ یہ دیکھو
دیکھہ آئینہ اوس شوخ خود آرا کو غش آیا

جب ادہی مجنوں سی چلا قافلہ آگے
بی ساختہ وہاں ناقہ لیلا کو غش آیا

جس وقت وہ یوسف سی ہم آغوش تہی اوس وقت
سنتے ہی ترا نام زلیخا کو غش آیا

بالیں پہ سمٹ کر کے جو لوگ آئی ہیں اوسکے
شاید تری بیمار تمنا کو غش آیا

گر نے نہ دیا اوسکو ملایک نی زمیں پر
جس دم ترے دردی کش صہبا کو غش آیا

ایک مست نی انجیل کے چھیڑی جو مقامات
بس سنتی ہی رہبان کلیسا کو غش آیا

بیخود ہو گرا بزم میں انشا تو وہ بولا
آغا کو غش آیا مری مرزا کو غش آیا

رہا ہی ہوش کچھہ باقی ابھی لب چھیڑی جا
یہی آہنگ ای مطرب بس اک اور چھیڑی جا

مجھی اس درد میں لذت ہی ای جوش جنوں اچھا
مری زخم جگر کے ہر گھڑی ٹانکی اودھیڑی جا

پڑی ہیں آشنا اپنی جو گرداب محبت میں
کنارے کب لگیں گے دیکھتی اون سبکی بیڑی جا

کہیں ای صبر جلدی بھاگ اپنی خیر چاہے تو
یہ دیکھہ آئی ہیں فوج اشک کی ہیم ڈریڑی جا

سوال بوسہ پن کہنی لگا وہ شوخ غصہ ہو
بہت اچھا سمجھہ لونگا بھلا تو مجھکو چھیڑی جا

وفور مے سے حالت غش کے ہی انشا کو ای ساقی
شراب پرتگالی کے دیئے مونھہ پر تریڑی جا

خواصِ اعجازِ عیسوی کیوں نہ رکھے ساقی ایاغ اپنا
کہ مثل خورشید چرخ چارم ہے ایک گھڑی سے دماغ اپنا

خدا ہی جانے کدھر سدھاری شکیب و صبر و قرار و طاقت
ہر ایک یاں نیں سی دے گئی ہیں ہماری سینہ کو داغ اپنا

جو لوگ تشریف لے سدھارے عدم کو ان کی ملی خبر کیا
سنو اچنبھا کہ جیتے جی ہے ملا نہ ہمکو سراغ اپنا

شگوفوں کا رنگ اڑ چلا ہے خموشی ہے بیہ زبان درازی
ہماری رونی یہ مت ہنسا کر سنبھال منہ اے چراغ اپنا

نہ لوگ الفت کی داغ کو اب نظر لگا مت کہیں تو انشا
ٹک اسپہ الحمد پھونک پڑھ کر کہے ہی یہ چشم و چراغ اپنا

دیکھنا جب مجھی کو شان یہ گالی دینا
کس سے تم سیکھے ہو ہر آن یہ گالی دینا

اختلاط آپ سی اور مجھسے کہا انکا ایسا
واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا

ق

اب تو نادان ہو تم نا جا ہو سو یاری کہہ لو
پر تمہیں ہوویگا نقصان یہ گالی دینا

آخرش ہو گی جوان پھر تو کسی بھاوی گا
چند روز اور ہی مہمان یہ گالی دینا

تہمت بوسہ عبث دیتی ہو منظور جو ہو
کرکے بیفایدہ بہتان یہ گالی دینا

دیجئے دیجئے ہے عین سعادت اپنے
عاشقوں پر تو ہی احسان یہ گالی دینا

تیری غصہ سے جو انشا ہو خفا ناحق ہے
ہاں تجھے چاہیے نادان یہ گالی دینا

خیال کیجئے کہ آج کام میں نے کیا کیا
جب اونے دی مجھی گالی سلام میں نے کیا

کہا یہ صبر نے دل سے کہ لو خدا حافظ
حقوقِ بندگی اپنا تمام میں نے کیا

جنون یہ آپ کے دولت ہوا حصول مجھے
کہ ننگ و نام کو چھوڑا یہ نام میں نے کیا

لگا یہ کہنے کہ خیر اختلاط کے خوبی
حوالے یار کے خالی جو جام میں نے کیا

جھڑک کے کہنے لگے ٹک چلی بہت اب تم
کبھی جو بھول کے اونسے کلام میں نے کیا

ق

کیا زبانی دل گریاں کہ کہتا ہے
صنم کو اپنی غرض اب تو رام میں نے کیا

نہیں نہ ہانیو بہتان ہی یہ سب اوسپر
ہنسی کے واسطے یہ اتہام میں نے کیا

تمہاری واسطے ٹک تم نہیں اپنی غور کرو
کبھی کسی سے نہو جو مدام میں نے کیا

مقیم کعبہ دل جب ہوا تو زاہد کو
روانہ جانب بیت الحرام میں نے کیا

مزا یہ دیکھیے گا شیخ جی رکی اوسکے
جو اونکا بزم مین کل احترام مینے کیا

عجب طرح کی غزہی چاندنی مین دیکھی رات
قرار جا کے جو بر پشت بام مینے کیا

ہوس یہ رہ گئی صاحب نے پر کبھی نہ کہا
کہ آج سے تجھے انشا غلام مینے کیا

غزل بطور میر سجاد

جھمکا چمک کا تیری اس نمک کا
نہ لیتا جو مکا تو تھا بن کمک کا

تیرے ہمارا و سمین گفتار رہتے
دیا بوتے دانہ جوار اور مکا

بھلا اوسکی اوصاف کسی بیان ہون
جو مسجود ہووے سما اور سمک کا

جرہی لات و عزا کی وہ لات سر پہ
کہ اسکا نہو رعد کا اوس کھمک کا

یہ ہی میر سجاد کا طور انشا
دیوانہ ہون مین تو غرض اس چمک کا

پر تو سے چاندنی کے ہے صحن باغ ٹھنڈا
پھولونکی سیج پر آ کر دے چراغ ٹھنڈا

شفقت سے ہاتھ تو دہر تک پیہ میرے ہو
یہ آگ ساد کہتا سینہ کا داغ ٹھنڈا

مے کی صراحی ایسی لا برف مین لگا کر
جسکی دہوئین سے ہووے ساقی دماغ ٹھنڈا

تجنیس حسن دنی کی ہو جو چشم یار رو
ہمنے مدام پایا اوسکا او جاغ ٹھنڈا

ہین ایک شخص لاتے خس کے شراب انشا
دہو دیا گلاب سے تو کر رکھہ ایاغ ٹھنڈا

اس بندہ کی چاہ دیکھیے گا
اور اوس کا نباہ دیکھیے گا

مین کیسی بناتا ہون تمسے
انشا اللہ دیکھیے گا

جو جین اشکون کی تل رہی ہین
یہ حشمت و جاہ دیکھیے گا

عاشق سمجھے جان کرتے مین قتل
تقصیر و گناہ دیکھیے گا

انشا سے آپ اب خفا ہین
یون پھر کے نگاہ دیکھیے گا

جھوٹا نکلا قرار تیرا / اب کسکو ہے اعتبار تیرا
دلمین سوا لکھہ چٹکیان لین / دیکھا بس ہمنے پیار تیرا
دم ناک مین آرہا تھا اپنے / تھا رات یہ انتظار تیرا
واللہ کہ کام آرہی گا / مجھہ سا کرنک یار تیرا
کر جب جہان تک تو چاہے / میرا کیا اختیار تیرا
لپٹون ہون گلے سے آپ اپنے / سمجھون ہون کہ ہے کنار تیرا

انشا سے نہ روٹھہ مت خفا ہو
ہے بندۂ جان نثار تیرا

ہی ترا گال مال بوسہ کا / کیون نہ ٹھہرے سوال بوسہ کا
موبنہ لگتے ہی مونہہ پہ تیرے / پڑ گیا نقش لال بوسہ کا
زلف کہتی ہے اوسکی مکھڑے پر / ہمنے مارا ہے جال بوسہ کا
صبح رخسار اوسکی نیلے تھے / شب جو گذرا خیال بوسہ کا
انکھڑیان سرخ ہو گئین جٹ سی / دیکھہ لیجے کمال بوسہ کا
جان نکلی ہے او میان دی ڈال / آج وعدہ نہ ٹال بوسہ کا
گالیان آپ شوق سے دیجے / رفع کیجے ملال بوسہ کا
ہے یہ تازہ شگوفہ اور سنو / پھول لایا نہال بوسہ کا
ق
عکس سے آئینہ مین کہتا ہے / کھینچ مت انفعال بوسہ کا
برگ گل سے جو چیز نازک ہو / وہان کہان احتمال بوسہ کا

دیکھہ انشا نے کیا ہی قہر کیا
متحمل یہ گال بوسہ کا

زلف کو تھا خیال بوسہ کا / خط نے لکھا سوال بوسہ کا
دوپہرے تیوری کے زیر سایہ ہوا / سب قلمبند حال بوسہ کا
چشمک خال رخ نے صاف کہا / ہے تبسم یہ مال بوسہ کا

سبزۂ نو دمیدہ نے مارا
گرد رخسار جاں بوسہ کا

رہ گیا تیرے ٹھوڑی پر باقی
اب مکان خال خال بوسہ کا

ہو غضب اپنے بال جو دیجئے
بات یہ سارا و بال بوسہ کا

تیرے غصے سے اب کوئی انشا
چھوڑتا ہے خیال بوسہ کا

دست جنون سے ای وای ویلا
سو سے نیا ہے ٹک پاؤں پھیلا

جام مے عشق موند آنکھ پیا
ہے ایک ہی گھونٹ کڑوا کسیلا

ابر ہوا سے چمکے ہے بجلی
مست رو بیٹھ ساقی لا جام مے لا

کرتے تھے مذکور سید انہارا
فرہاد و شیرین مجنون و لیلا

وہ صاف نکھرا ہے تیرا انشا
کیونکر نہ اپنا دل ہووے میلا

فقیرانہ ہے دل مقیم اوسکی رہ کا
غرض کیا کہ محتاج ہو بادشہ کا

خدنگ آہ کاری فلک بطرح ہی
بھروسا تو تارونکی مشت زرہ کا

خرابات کی جب سی لذت پڑی ہے
چھٹا چھٹا مسجد و خانقہ کا

ق

طواف حرم تجھکو زاہد مبارک
مرا اور تیرا نہیں ساتھ رہ کا

صنم خانہ جاتا ہون تو مجھکو ناحق
نہ بہکا نہ بہکا نہ بہکا نہ بہکا

تری مونہہ سی کچھ بو جو آتی ہے مے کی
دماغ دل اسوقت جاتا ہے مہکا

رقیبونکی دل چاک مثل کتان ہون
گذار اس طرف ہو اگر اپنے مہ کا

تری آشنائی مین کیا ہمنے پایا
دیا نقد دل اور اپنی گرہ کا

چمک کر تو ای برق مت مار چشمک
تو مستونکی آتش کو مت اور دہکا

نہیں لطف ہے ساقیا مے کشی کا
کہ تو بھی بہک اور مجھکو بھی بہکا

کبھی تجھسے انشا نے بوسہ نہ مانگا
گنہ گار ہے وہ فقط اک نگہ کا

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا — لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا
مشغول کیا چاہئے اس دلکو کسی طور — لی لیوینگے ڈھونڈھ اور کوئی یار ہم اچھا
گرمی نے کچھ آگ اور بھی سینہ میں لگائی — ہر طور غرض آپ سے ملنا ہی کم اچھا
اغیار سے کرتے ہو میرے سامنے باتیں — مجھ پر یہ لگی کرنے نیا تم ستم اچھا
ہم معتکف خلوت بتخانہ ہیں اے شیخ — جاتا ہے تو جا تو پئے طوف حرم اچھا
جو شخص مقیم رہ دلدار ہیں زاہد — فردوس لگی اونکو نہ باغ ارم اچھا
کہہ کے گئی آتا ہوں کوئی دم کو ابھی میں — پھر دینے لگی گل کی سی طرح مجھکو دم اچھا

اس ہستی موہوم سی میں تنگ ہوں انشا
واللہ کہ اس سے بمراتب عدم اچھا

ہے ظلم اوسکو یار کیا ہمنے کیا کیا — کیا جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا
داغوں سے اپنے سینہ سوز انکو اے نسیم — یہاں رشک نوبہار کیا ہمنے کیا کیا
اوس رشک گل کے خواہش بوس و کنار کو — اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا
دست جنون سے اپنے گریبان صبر کو — اے عشق تار تار کیا ہمنے کیا کیا
اوس سنگدل کے ہجر میں چشموں کو اپنے آہ — مانند آبشار کیا ہمنے کیا کیا
وحشت یہ دیکھ ناصح مشفق نے جو کہا — ہرگز نہ زینہار کیا ہمنے کیا کیا
جاگے تمام رات عبث مفت آپ کی — کہنے کو اعتبار کیا ہمنے کیا کیا
پھیلائے اون نے پاؤں تو شب تا بہ صبحگاہ — پھر عجز و انکسار کیا ہمنے کیا کیا
باہم گر جو تھے خفگی سب گئی اوسے — بے اختیار پیار کیا ہمنے کیا کیا
آزادگی کو سلطنت ملک عشق کا — مختار کاروبار کیا ہمنے کیا کیا

رہ رہ کے دلمیں آدمی ہے انشا یہی کہوں
اس دل کو بیقرار کیا ہمنے کیا کیا

تک آنکھ ملاتی ہے کیا کام ہمارا — تسپر یہ غضب پوچھتی ہو نام ہمارا
تمنے تو نہیں خیر یہ فرمائی بارے — پھر کن نے لیا راحت و آرام ہمارا

مینے جو کہا آئیے مجھ پاس تو بولی	کیون کسلئے کس واسطے کیا کام ہمارا
رکھتی ہین کہین پانون تو پڑتا ہے کہین اور	ساقی تو ذرا ہاتھ تو لے تھام ہمارا
ٹک بیٹھ ادھر غور کر انصاف یہ ہو وا	جو جرم و گنہ غیر سے ہو نام ہمارا
ای باد سحر محفل احباب مین کہیو	دیکھا ہے جو کچھ حال ترے وام ہمارا
گر وقت سحر جاتی ہو تو یہ ارشاد	ہے وقت ملاقات سر شام ہمارا
پھر شام کو آئی تو کہا صبح کو یہ نہین	رہتا ہے سدا آپ پہ الزام ہمارا
سرگشتگی راحلہ شوق مین ای عشق	پڑتا ہے نئی وضع سے ہر گام ہمارا
ای برہمن دیر محبت مین صنم کے	اللہ ہی باقی رکھے اسلام ہمارا
ہم کوچۂ دلدار کے ہوتے ہین تصدق	ای شیخ حرم سے ہی احرام ہمارا

بیتابی دل کی سبب اوس شوخ تک انشا
پہونچی ہے بلا واسطہ پیغام ہمارا

اگر ہماری کرے کوئی بند بند جدا	تو یہ قبول نہین ہے وہ خود پسند جدا
کدھر سے آکی دکھائی مجھی مین وہ کہ تری	ادا نگہ ہے جدا ہین جھروکی بند جدا
ہمیشہ پانون تلی دلکو میری روندتی ہی	وہ رخش حسن جدا ناز کا سمند جدا
تری ہی اور اوسکی یہ صحبت ہوی ہر روز	کہ درد مند سے ہو جیسے دردمند جدا
رقیب نے تو مری جان بھی کہا دلی	خدا کرے نہ کہین ہو تجھسے یہ لوند جدا
نہ لہہ تو شیخ مجھے زہد سیکہہ مستی چھوڑ	تری پسند جدا ہے مری پسند جدا
خجل ہے آپ کے دیوار کے بلندی تو	ہماری آہ جدا رستی کمند جدا
تری شہید کی بالین پہ صبح تک شب کو فن	اگر کی بتی جدا جلتی ہے سپند جدا
دہائی دیتی ہین عاشق جو تیری کوچہ مین	فغان بلند جدا ہے [illegible] بلند جدا

نمک فشان ہی ہمارے زخم دل پر ای انشا
سبھوں کی ہنسنی جدا تا جہون کے نیند جدا

رہروان عشق کی جس دم علم آگے دھرا	سدرہ کے سایہ مین دم لی یہ قدم گر گئے ہم

تجھ بن اے ساقی شراب سبز کا ساغر بھر
دیکھتے ہی مجھے لگا تیوری چڑھانے کل و شوخ
ہے مری آنکھوں میں گویا جام جم آگے دھرا
پھول کا دونا جو میں نے کر کے دم آگے دھرا

سائیں اللہ دہ ڈوہا سبزہ نہیں درکار یہاں
ہجنہ یہ افیونیکا کھولا پیش وکم آگے دھرا

جسنے یارو مجھسے دعوا شعر کے فن کا کیا
مینے لیکر اوسکی کاغذ اور قلم آگے دھرا

بیٹھتا ہے جب تندیلا شیخ آکر بزم میں
ایک بڑا مٹکا سا رہتا ہے شکم آگے دھرا

سید انشا وہاں کریں ہیں سیر بام عرش پر
یہاں کمند آہ کا ہے پیچ و خم آگے دھرا

مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب اولٹا
کہ پڑا ہے کج خم میں قدح شراب اولٹا

عجب اولٹی ملک کی ہیں اجی آپ بھی کہ تم سے
کبھی بات کی جو سیدھی تو ملا جواب اولٹا

چلی تھی حرم کو رہ میں ہوئے ایک صنم کے عاشق
نہوا ثواب حاصل یہ ملا عذاب اولٹا

یہ شب گذشتہ دیکھا وہ خفا سے کچھ ہیں گویا
کہیں حق کرے کہ ہووے یہ ہمارا خواب اولٹا

ابھی جھڑ لگا دے بارش کو ہی مست بہرہ کو نعرہ
جو زمیں پہ پھینک ماری قدح شراب اولٹا

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اولٹا

جو شے وعدہ پر جو جھوٹے تو نہیں ملاتے تیوریں
انہی لوادرسے بھی تماشا یہ سنو جواب اولٹا

کھڑے چپ ہو دیکھتے کیا مرے دل او جڑ گئے کو
وہ گنہ تو کہدو جس سے یہ دہ خراب اولٹا

غزل اور قافیوں میں نہ کہی سو کیونکہ انشا
کہ ہوا نہ جو د بنجود آورق کتاب اولٹا

مجھے چھیڑنے کو ساقی نے دیا جو جام اولٹا
تو کیا بہک کے مینے اوسے ایک سلام اولٹا

سحر ایک ماتھ مینکا مجھے جو دکھاکے اون نے
تو اشارا مینے تاڑا کہ ہے لفظ شام اولٹا

یہ بلا دھواں نکلتا ہے مجھے اسگھڑی تو ساقی
کہ نظر پڑے ہے سارا در و صحن و بام اولٹا

جو ہیں اوس گلی سے کیونکر وہاں تو سیر موڑ
کوئی کھینچتا ہے ایسا کہ پڑے ہے گام اولٹا

در میکدہ سے آتی جھنک ایسی ہو فری کے
کہ پچھاڑ کھا کے گرا وہاں دل تشنہ کام اولٹا

نہیں اب جو تو نے بوسہ تو سلام کیوں لیا تھا
مجھی آپ پھیر دیجے وہ میرا سلام اولٹا

لگے کہنے آب ملیح تجھی ہم کہا کرینگے
کہیں اونکلی گھر سے بڑھ کر جو پھر اعلام اولٹا

مجھے کیوں نہ بڑائی تری زلف اولٹ کی کافر
کہ سکھا رکھا ہی تونے اوسی نقطہ رام اولٹا

تری سید ہی سادہ ہیں ہم تو بھلی آدمی ہیں یارو
ہمیں کج جو سمجھے سو خود و لدالحرام اولٹا

تو جو باتونہیں کریگا تو پھیا تو لگا کہ سمجھا
مری جان وہ لگی باتک سنے مرا کلام اولٹا

فقط اس لفافہ پر ہی کہ خط آشنا کو بھیجی
تو لکھا ہے اوسنے انشا یہ ترا ہی نام اولٹا

خوب خوب

ہے بند ہا سینہ کے تار کا جھولا
کیوں نہ لی جھوٹنے یار کا جھولا

گانہ ای مطرب آگی ہے مشتاق
میگھہ کا اور ملار کا جھولا

اے صبا باغ میں ہلا یا کر
تو مرے گلعذار کا جھولا

رونق افزا ہے عکس سے تیری
نہر اور آب شار کا جھولا

تیری ہاتھوں میں یہ کہیں نہ گر ٹوٹے
رسن تاب وار کا جھولا

تجھ سے نازک پری کو چاہیے ہی
صرف پھولوں کی ہار کا جھولا

نکہت گل کے جھولنے کے لئے
ہے نسیم بہار کا جھولا

ہو گئے کس دنکو قطرہ انشا نے
منتظر ہے پھوار کا جھولا

چاہیے طفل اشک کو انشا
قرۂ قطرہ بار کا جھولا

دیوار پھاند نی میں دیکھوگے کام میرا
جب دہم سے آکہو نکا صاحب سلام میرا

ہمسایہ آپ کی میں لیتا ہوں ایک حویلی
اس شہر میں ہوا گر چندی قیام میرا

جو کچھ کہ عرض کے ہے سو کر دکھاؤنگا میں
واہی نہ آپ سمجھیں یونہیں کلام میرا

اچھا جب مجھے ستاؤ جتنا کہ چاہو میں بھی
سمجھو نگا گر ہے انشا اللہ نام میرا

میں غش ہوا کہا جوں ساقی نے مجھ سے ہنس کر
یہ سبز جام تیرا اور سرخ جام میرا

پوچھا کسینے مجھکو اون سے کہ کون ہی یہ
تو بولی ہنس کی یہ بھی ہے اک غلام میرا

محشر کے تشنگی سے کیا خوف سید انشا

کوثر کا جام دیگا مجھکو امام میرا

یا اگر کھل نے موہنہ مین دل بیتاب کا کھٹکا
تو جوگی جی دہرا رہ جائیگا سیماب کا گٹکا

گرو جی کوئی اوڑ سکتے ہیں کھل جاوے ابھی قلعی
جو ہم ترکیب دیوین نقرہ مہتاب کا گٹکا

تری لب چوستی ہی چشمہ کوثر پہ اڑتا گا
تو گویا حق مین میری بن گیا عناب کا گٹکا

بہت پروار پر سے شیخ ارو سینہ گھونٹ یا غیبی
کوئی پیڑہ کہ جلیلہ کیا مگر سرخاب کا گٹکا

عمل اچھا نہ تھا دم کا رکھتا ہے نہین انشا
پر اوسکو کوئی سمجھے یا اولی الالباب کا گٹکا

اے عشق جلوہ گر ہی خود تجھہ مین ذات مولا
یا انسا سبحات سبحا فالسابقات سبقا

تمنے سکھا دیا کیا جبریل کو نہ جانے
جہٹ زیر سدرہ اون نے جو بستر اجہایا

جو شخص جبہ سا ہو خدمت مین یہان تمہاری
کیونکر نہ پہر وہ دیکھے لاہوت کا تماشا

فرما دین آپ جو کچھہ حقا کہ وہ ہی سچ ہے
ای میری پیر و مرشد ہان باز شاہ دادا

گر حکم ہو تو سائین سلفی کا دم لگا کر
بہشکارون اور بہی مین سنیر کو ایک کہڑا

سبزا اگر چہ بلا نا منظور صبح دم ہو
تو بیچے برگ کوئی الناشطات نشطا

ہی پاؤ مین تمہاری بیٹھا ہوا مراقب
چارم فلک پہ عیسی کھینچی ہوئی اودہا

کر و بیان تمہین سب کیون نشوانہ سمجھین
روح القدس ہے ادنی ایک بالکا تمہارا

انتا نہ جھنکی پھر یے تشریف لائی ہے
حضرت سلامت انشا ہی آپ ہی کا چیلا

مینے جو آرسی مین بلبل کا موہنہ چڑایا
ساقی نے کہکے قہقہ قلقل کا موہنہ چڑایا

اللہ حضرت آدم کس جز کا کل تہا ہم مین
جس جز نے اپنے آخر اوس کل کا موہنہ چڑایا

پاس اوسکی زلف کی جو آئی مجہے تو مینے
سو کر کے شاخ شانہ سنبل کا موہنہ چڑایا

ہیرا لال لال ڈوری کہلائی فصل گل مین
نرگس نے تیری ساقی یہان گل کا موہنہ چڑایا

کل شیخ بو علی کو ایک ٹوٹی پیالی نیچے
مینے کہا کہ تمنے اس جل کا موہنہ چڑایا

دو باتین فارسی کی سیکھہ و شی میر انشا
بس لکھنؤ سے ساری کابل کا منہ چڑایا

کیا خدا سے عشق کے مین رونما ہی مانگتا
مانگتا بھی اوس سے تو ساری خدائی مانگتا

کر رہی لیکر آہ کی کیتا ہی یون دل چیخ سے
تجھ سے ذل ہو کر بڑا صاحب لڑائی مانگتا

یون کہا رندون نے جب پٹ شیخ کی پگڑی کو اتار
وو بڑائی ہے یہ سر اسکا بڑائی مانگتا

اوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

وا درس کوئی جو مل جاتا تو انشا عشق سے
الامان مین بادشہ کے دی دہائی مانگتا

عشق نے چھیڑا اوٹھایا اور تازہ شقلا
لیگیا دل چھین ایک میلا کچیلا چلبلا

رات پر دھر ہاتھ میری آگ سی ایک ہنگدی
گدگدی آمیز چٹکی کا بنا تھا چٹکلا

دیکھکر مجھکو رو ہانسا سا لگی فرمانے آپ
ٹھیسرا یہ میری چڑھی ناک اپنی ہٹ سیلا

اوس پری کو رشک سے لیلا نہ کیونکر پیٹ کر ہی
سو لگی تھی قیس کا بیٹے مٹانا غلغلا

وہ بیان کر انشا ناک اوسکی عرفہ منظر کی سمت
عرش کا در وا ہوا جلدن چھپی پردا کھلا

جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا
دو پلٹنے کا ادرا اوسکو کوڑا لگا

مری ہی جو باز و مین ایک نیل سا
سو تیرے ہے پاؤنکا توڑا لگا

اجی چشم بد دور نام خدا
تمہین کیا بھلا شسخ جوڑا لگا

بھلا آپ شرمائے کس واسطے
کبوتر کا باہم جو جوڑا لگا

یہ دکھتی نگاہون سے گھورا مجھے
کہ وہ کہنے میرے دل کا پھوڑا لگا

لگی کہنے انشا کو شب وہ پری
مجھے بھوت ہو یہ نگوڑا لگا

پیدا ہوا جی عشق سے جب سنگ مین کیڑا
پھر کیون نہ پڑے رحم دل تنگ مین کیڑا

عکس لب جان بخش سے جون بیر بہوٹے
بھرتا ہے پڑا ایک قدح بنگ مین کیڑا

کیڑی کی پر انگیا مین لگا رادھکا بولے
ہے گشت یہ کاٹیگا میری انگ مین کیڑا

موںہہ چنگ نے فنکاری کی یہ ادھ کہ جھجاک کر
کیڑی نے کہا ہے تری موںہہ چنگ مین کیڑا

جگنوں کو نہ رکھ محرم شبنم میں اری چھوڑ
اک زہر بھرا ہے مری بلبل تنگ میں کیڑا

جھینگر کے سن آواز مراقب ہو کہ ہے یہ
مشغول عبادت عجب آہنگ میں کیڑا

الجھی ہیں یہ ریشم کے نہ یہ خط شعاعی ہے یہ
ہے مہر بھی ایک عالم نیرنگ میں کیڑا

دوڑی ہی ترے انکھوں کی اگر دیکھی تو وہ ہیں
[illegible] آئینہ کے زنگ میں کیڑا

ہے سید نعت [illegible] اللہ [illegible]
[illegible] عقل کے فرہنگ میں کیڑا

وہ مور ہے کہ فوج [illegible]
[illegible] مقابل ہو کبھی [illegible] میں کیڑا

شدہ شدہ [illegible]
[illegible] سینکڑوں فرسنگ میں کیڑا

زاہد جو چھپ جائے تو جوں کرمک شب تاب
ہے ہیچ کوئی مقعد پر تنگ میں کیڑا

چونکی گرہ بند سے سمجھے کہ در آیا
[illegible] کے ایک نقطہ خوش رنگ میں کیڑا

اس دور میں افسوس نہیں خواجوی کرمان
ہوتا تو بتاتا وہ ہر ایک رنگ میں کیڑا

من بعد فنا ناک سے ایک ناگ ہو نکلا
تھا کبر کا وہ جو سر ہوشنگ میں کیڑا

سایل ہو جگت بولنی پہ مجھ سے تو وہیں
پڑ جاوی تھی لگاہ جگت جنگ میں کیڑا

انشا نے جیوا البتہ دل کو تو آیا
جاندار سمندر نطہ ایک جنگ میں کیڑا

نہیں بھوک پیاس سے کیا غرض وہ جو قید تن سے ہوئی رہا
تو خزاں او نہیں دیونگی وا تو یہ منتشا بہا

کہ وہ ہے عقدہ کشائیاں نہیں ہوتیں کچھ بھی بجز خدا
کبھی بیٹھے کر کے رجوع کچھ نہ کہا کہا نہ کہا تہا

لغت ندا کی تو دم بحث پہ لگا رہی ہے کہ وہ ہے ملی
نہ ہو کہ دا ہو گا وگی تم کہا نہ تو مہ بنا و گرم تہا

ہے جام شاہی اگر جلا تو لب آپ کے عشق کے کر صدا
کہیں اس مقام سے پھر نہ جا نہ ہو اس طریق سے کار آ

مجھی یہ دو مصرع فارسی ہیں انشا اسے پہ جواب
نبود رجامت دوا بتجربہ ہو گزشت جیتا جیتا

کیا ہو پیشتر آج چاند لا ای مراد اپنی یہ چاند نکلا
تو ایک ساقی بھی گھر سے اپنی شراب کی بہر کو نا نکلا

جو گھر سے گا ذرا سیر وہ کیڑ دیکھو نا ذرہ میں سو نور ساند نکلا
اری بھلی سب اہل دید دیکھو نیا یہ بدلے سے چاند نکلا

یہاں جو تشریف آپ لائے کہ مہر سے آج چاند نکلا
کہا مہ کنعان شہر سے کی آگی جو خوب سوچا تو ماند نکلا

جہانگی تھی راجہ بہرتری جی کنوان نبانیکو وہان کھنچ
زمین کھودی تو ایک جوگی دہری ہو سر پہ ناند نکلا

جو ڈھنڈھی ٹھنڈی چلی ہوا ای آہ چہانو تار فتنگی جل نکل کر
گلون کی نکہت کو قافلہ بھی چمن سے ہو لا دیچہاند نکلا

بہت سنبھالا کہ نالہ اپنا ڈہی تیغ برین سے لیکن
ستارے جتنے چمک رہی تھی سبھونکو وہ روندتا نکلا

خیال تھا اونکو ماہ نو کا تو کس سے یہ وہ کہہ رہی ہیں
ٹک اپنی کوٹھی پہ دیکھ انشا کہیں سے ہی آج چاند نکلا

چل نہ امرؤں میں جھولین لین درختوں کی ہوا
چھا گئی کالی گھٹا ہے تیرہ بختوں کی ہوا

رات دیکھی تھی اونکی جہ کی سو مرے دامن میں آج
بچ رہی ہے سیکڑوں پریوں کے تختوں کی ہوا

مرقد بولوں ہوا ہے کھیل ایل اون سی تو
سخت کرتے ہو دیوانوں کو درختوں کی ہوا

شیخ یہ بربات ہے جیسے پیری ٹک ہو کی جھٹہ
آدمی کو جن کری ہی تیرے بختوں کی ہوا

پھر پھیرا آتا ہے انشا وہ ہر مصرعہ مجھکو یاد
چل نہ امرؤں میں جھولین لین درختوں کی ہوا

ہوں گئی کشتہ اونکی بھی اشاروں کی چوٹ کا
تھا جنکے سر دو پٹہ تمامے کے گوٹ کا

کیا جانے لوٹ پوٹ کیا کسکی پھوٹ نے
ہے درد سا جو ایک ہمین پھوٹ پھوٹ کا

پہن گھن باز ایک کھلاڑی نٹ بڑھی ہے
آسان نہیں ہے مارنا کچھ اونکی گوٹ کا

اے قرص آفتاب نہ ٹلیا ہے مجھے کہ دین
بس معتقد ہوں اپنی ہی ساہین کے ریٹ کا

گزری عمل ہے جب کے تبادی گورنی ہمین
کچھ جہاڑ جھونک نقش کوئی کوڑی ٹوٹ کا

انشا گہرفشانی ان آنکھوں کی کیا کہوں
ایک عالم اونہیں حامت سے پایا ٹکے پوٹ کا

زاہد میرے مولا کی اسرار نہیں پاتا
غافل او سہی کیا یا دہی ہوشیار نہیں پاتا

ہر چند کہ تیور تو لڑ جاتی ہیں آپسین
پیر اپنا کچھ اگلا سا میرے پیار نہیں پاتا

خون کرنی پہ پہلے اپنا ہاتھ نسی تری ہی ہی
یہ کیا کر بات اس دم میں تلوار نہیں پاتا

چلنے کو تو حاضر ہوں میں وادی وحشت میں
یاں قافلہ پر کوئی ظلار نہیں پاتا

گو وعدہ کیا تمنی اور کھائی قسم لیکن
تسکین دل اپنا کچھ اسے یار نہیں پاتا

اللہ یہ دشمن ہے اے شوخ تو میرا اب
جب مجھکو تو پاتا ہے ہتیار نہیں پاتا

گو روپ بدلتا ہے ہر روز نئے انشا
صحبت میں کبھی اوسکی پر بار نہیں پاتا

غلام میں تو ہوں ان چاچونکی کھچ پچ کا
مزے کی تو صاحب ہے او سپر چبوترہ پچ کا

جو لوگ پیچکی ہوئے ہیں انھونکی پیچ کچی
کہ وصف کرتے ہیں ایسی ہی وضع کی

عبث نہ آتی تو بکبک سی مغز کھاتا ضحم
کہ آشنا نہیں میں اسطرح کی کچ پچ کا

سمند ناز پہ وہ شہسوار جو نکلا
تو نعل ساتھ گیا بازار بیچ بیچ کا

لچک سی آگئی ہے شاخ گل کے شانہ میں
خدا کے واسطے اپنی کمر کو مت لچکا

نہ جھوٹ موٹ گواہی دلائی مجھسے
کہ سکنے والا ہوں نکمہ بہاٹ میں تو سچ کا

جو خوب سوچو تو ہے نام جسکا استغنا
وہی تو [illegible] ہے انشا ہزار لالچ کا

ہوا ہے اشک دل باغ داغ کا بیٹا
تو کیوں نہ کہیے پھپولی کو داغ کا بیٹا

نہ جھونک آدگی شعلہ کو بہار میری عشق
کہ ہی ہری ہی یہ صاحب او جاغ کا بیٹا

مثال عیسی مریم مقابلہ نے کیا
لباس عکس میں پیدا چراغ کا بیٹا

نہ بیٹھ سر مینا کو جیسے شاید ہو
خفیف قاضی عالی دماغ کا بیٹا

حباب بادہ کو کیونکر کہی نہ پیار انشا
کہ ہے یہ شیشہ کا پوتا ایاغ کا بیٹا

مجھے کیا ملا ایک عرش سے مجھے عشق ہو گیا اے خدا
بہت اونکو لکھوں تو والسلام علی من اتبع الہدی

ارے اے جنون جہان گشتا مجھے اوسکی باپ سے گئی ڈرا
یہ تلاطم [illegible] شوق ہے اسی اپنی [illegible] کو دا

دل قیس کیونکہ نہ عشق کرے سنی آہ جبکہ وہ صد [illegible]
کہ وہ اوسکی لیلی ماہ وش ہوئی اور شخص [illegible] خدا

تری آنکھ سے ہے مجھے خطر نگرا سطرف سے بس اب گذر
ارے عشق کچھ تو خدا سے ڈر میری دلکی [illegible] گدا

نکلے ساتھ دلا انکی حرم اور دہر میں مست جھنگ
در میکدہ سے ہے سر ٹیک نہیں [illegible] شیدا

مجھے آفت آئی نہ گھیر لے کہ گناہ بھی میں بہت کئی
مجھے ایک کشتی بادہ دے ارے اے حباب کے ناخدا

رہ اتقا سی بھلا سو گیا کہ یاس میں نہیں تسنا
کہین انشا انکی محبت یا مجھی آونکی رہ سہی اچھا

دل ستم زدہ تباہیون نے لوٹ لیا
کہانی ایک سنائی جو ہیر رانجھہ کے
یہ صبح لالہ غدر روشن سے ہوئے
صبا قبیلہ لیلے مین اوڑ گئی یہ خبر

ہماری قبلہ کو وہابیون نے لوٹ لیا
تو اہل ورد کو پنجابیون نے لوٹ لیا
کہ کوہ و دشت کو سیرابیون نے لوٹ لیا
کہ ناقہ محمد کے اعرابیون نے لوٹ لیا

کسی طرح سے نہین نیند آتی انشا کو
اوسی خیال مین بیخوابیون نے لوٹ لیا

آ جاوے گی [illegible] نہین [illegible] پردا
ہی یہ والان [illegible] حکم جو ہو تو ابھی
[illegible] کہ [illegible]
[illegible] جو [illegible] پر اچھلوائے
اوس [illegible]

رہ گیا آپ [illegible] اکڑ پردا
ایک [illegible] پردا
[illegible] پردا
[illegible] پردا
[illegible] پردا

ہے زمانہ پہ بڑا اپنے غلام انشا کا
آپ رکھ لیجیے یا حضرت زہرا پردا

ہوا پیدا یہ وہ دل ہی کہ وہ قاف کا جوڑا
[illegible] دایم [illegible] سوز دروں والی
فراق [illegible] اوس چاہ ذقن کا [illegible]
کہا سب گھنی والون نے دشمن زیر یا صاحب
[illegible] آگ لگی [illegible]
[illegible] بہارت کی [illegible] سوا ہمان اور تو کچھ ہی
[illegible] کیا اوسکی مین باتین غرض [illegible] تو جانب
[illegible] ڈھونڈھا نہ پایا راج مین ہر [illegible] کی لنگی

کہ وہان پریون کی ایک قصہ [illegible]
[illegible] کا جوڑا
عیش طوفان اون لوگون کی [illegible]
نیا [illegible] جب ان کی مخمل زرباف کا جوڑا
[illegible] آگی لپٹ ہی اور بڑھی نداف کا جوڑا
نہین ہم پاس صاحب کے لحاف ولاف کا جوڑا
زمانہ مین نہ ہوگا کوئی اس حراف کا جوڑا
کہین حضرت سلامت آپکے انصاف کا جوڑا

مشابہ ہی اوسی گدسی ای لیلی ترا مجنون
بنا جسکی لئے ایک تاش کے موباف کا جوڑا
کہان یہ بال بیڑ و بیر سمجھہ جو ٹیکے پر چھائین
کہ ہی پشت شکم آئینہ شفاف کا جوڑا
بغیر از چہرۂ یوسف کہ تہا وہ ماہ کنعان مین
نہین کوئی جہان مین تیرے روی صاف کا جوڑا
یہ تتنی ہے جو بڑکنی اگر چڑہ جائی ہے پر تو
کبھی عکس روپ سی گنیش جی صراف کا جوڑا

رہیگا چار سو ستر برس انشا زمانی مین
کہ او سیر نسیخ رہا ہی عین و شین و قاف کا جوڑا

جو بھیجا ابر کو دریا نی ناو ریاٹ کا جوڑا
تو وہان بجلی نے طوفان اور ہی لہر گہاٹ کا جوڑا
یکچہ و کوئی جہر بدلی مین دکھلائی نہین پڑتا
مگر آتا نظر ہی تو گھٹولی گہاٹ کا جوڑا
نہ ہاتھہ آیا جو جو تاٹ باٹ اور چکی کا
تو پہنا ایک صاحب نی فرنگی ٹاٹ کا جوڑا
مروڑ ہی فوج انگریزی نی وہ ایک ایسی ہی بل کے
کہ رسی کٹ گئی ملکر کے ٹوٹا جاٹ کا جوڑا

کسو ہندو بچہ کی یاد مین لکھیسی ای انشا
نکلتا ہے بڑا جو الا مکھی کے لاٹ کا جوڑا

چمک کر رات کو گرجا یہ برق و رعد کا جوڑا
کہ سمجھا ہم دگر سے ہوش قبل و بعد کا جوڑا
گریبان سی کہین جو جس گیا تہا جامۂ کعبہ
تو وہان قیتون کر موباف اونکی جعد کا جوڑا
وہی تجہیز و تکفین ذی حجہ تک شاہ بدلا دیوے
ملایا جن نے ہی شوال اور ذیقعد کا جوڑا
معاذ اللہ وہ دشمن جو کوئی سادات کا ہووے
یقینا وہ تو ہی دنیا مین ابن سعد کا جوڑا

فقط امید رکھتی ہین نہ خالی یاس سے انشا
کیا پیدا خدا نی ہے وعید و وعد کا جوڑا

نہ کیون ہو جیتے مدآہ اہل عزم کا جوڑا
نعت کے ساتھہ ہی وہان گتھہ رہا ہی جرم کا جوڑا
نکال آواز ایسی گڑگڑا کر ای بیان ساقی
کہ ہوا رسید سلفہ کی تیری بزم کا جوڑا
جو کچھہ بیان ٹہاتی و لیکن سو لیکر اٹھیئے وتا پریج
کہ ہے مشہور یہ باتو نکلیں عزم و حزم کا جوڑا
صبا نی چادر گل سے بدل ایک گور مجنون پر
بنا کر رکھدیا گلہائی شمع بزم کا جوڑا

زرہ وہ اودہی انشا خود بکتر و استانی ہان

یہی مرد و نکو اوترا عرش پہ یہی بزم کا جوڑا

ملا ہے ہمین اسی منہ سے سحاب و برق کا جوڑا
اونھین پر سج گیا ہے التیام و خرق کا جوڑا

نہین ہے صوفیونکی ذات خالی خرق عادت سے
کہ کر کے کار عدنی اقسام حرق و غرق کا جوڑا

یمین اللہ دونونکو کہین الہی تا ابد قایم
یہی ایک رہ گیا ہے شاہ غرب و شرق کا جوڑا

کیا اسپند تارونکا فلک نے آتش گل پہ
ہمین کر جب وہ آیا خوب زرق و برق کا جوڑا

ہماری سر پہ انشا سایہ ہے ایسی شہ دین کا
ہما طاؤس گردون جسکی تاج فرق کا جوڑا

ہوئی جب لیلۃ القدر اوس پہ کی عید کا جوڑا
چھپا یا اونکی جاٹیونمین قبل و بعد کا جوڑا

ہوا ابر نے کل تیسوین کا چاند دکھلایا
بڑا طوفان یہ شوال پر دی قعد کا جوڑا

زحل طالع رقیب اور آپ اوسکی مشتری ہر دم
بندھا ہے بطرح دو نجم نحس و سعد کا جوڑا

پڑا رہتا ہے ان آنکھونکی کعبتین کے تلی
ہمیشہ طایر قدسی وعید و وعدہ کا جوڑا

کہین ہے شال باف ایسا جو جاڑون تک بنا دیوے
ہمین ایک اوس صنم کے موہی باہم جعد کا جوڑا

ہمین اور اونکو رات انشا بہم دیکھا تو شرماکر
رہا جب ابر کو دامن مین برق و رعد کا جوڑا

ہمین مت مانگ کی ایسی کسی کم ظرف کا جوڑا
کہ یخ بجلنے کی صورت بن رہا ہو برف کا جوڑا

ق

بندھی خون سر فرہاد کی ڈگری تھی یہان جبتک
عبث لوگون نے قصہ سرخی شنجرف کا جوڑا

ہوا تحصیل فارغ شیخ اوسکی دام مین آیا
جہان جبتک قسم کا تھا اسم و فعل و حرف کا جوڑا

لو اپنی جی مین یہ ہی جوڑ جوڑ آگے کے لیئے سے
اونسی پہنا دین ایک اوراق نحو و صرف کا جوڑا

لگی کیا صید معنی کے کہ اپنی پاس ہے انشا
قیامت ایک شاہین نگاہ ژرف کا جوڑا

لیا چہین ابرو و مژگان سی عام و خاص کا جوڑا
کہی وہ چشم سعد ابن ابی وقاص کا جوڑا

تامل کیجیئے توگو ہر شب تاب ہاتھ آوے
یہان موجود ہے ہر غوطہ غواص کا جوڑا

نکلتے تیس صوفی حال کرتے وہان جب مل جاتا
بہم سیمرغ قاف و ققنس رقاص کا جوڑا

نہیں ہم فن کو باہم دیکھ سکتی ایک یہ بیچ ہی
لگا اتعاص سے ہو لا یحب القاص کا جوڑا

اجی دیکھو کہ جب تم آرسی مصحف لو تو انشا
پڑھی گا سورہ الحمد اور اخلاص کا جوڑا

جواہر سے ملا تا کون یہاں اعراض کا جوڑا
یہ ہی باندھا ہوا خود مبدء فیاض کا جوڑا

حفاظت بحر و بر کے تب تو سونپی جا بقدرت سے
بنے ہی جب خضر اور الیاس سے مرتاض کا جوڑا

تضا فی خارجی کے واسطے نبوا کے بھیجا ہی
عجب ایک ریسمان پنبۂ امراض کا جوڑا

غرض کے عرض کے تکرار کی جس دم تو وہ بولی
پہن آئی ہو تم تو اطلس اغراض کا جوڑا

لٹہ اور بعیت یہاں تک ہو کہ میرے کاٹ پر دن بھی
مجھے بھیجا تو کلکتہ سے ایک مقراض کا جوڑا

وہ دو دو زلفیں نہیں ہیں ایک کالی ناگ کا جوڑا
بنایا جن سے فنکار ریکھو حق نے آگ کا جوڑا

نہ کیونکر بن کے بن میں سو کی بھولی نظر آویں
جو جنگل جی سے جوگی آپ لیویں بھاگ کا جوڑا

انھیں کیا نعمت الوان سے جنکو عرش سے اترا
یہی ایک جو کی روٹی اور او بالی ساگ کا جوڑا

ہمارا جب یہاں چلتے تھے موتی ہنس کے جوڑے
ہاں کا اب شتری سٹا کر بنا ہی کاگ کا جوڑا

لگا دی دون سے اس جنگل کو لیلی ایک جوہی ہو گئی
یہ دہریت قہر کچھ انشا نے دیت راگ کا جوڑا

گیا بہت جھگڑی ہیں بیابان گرد کا جوڑا
تو ٹکرایا بہم دو نو کی آہ سرد کا جوڑا

شعاع مہر اگر زعفران کے کھیت پر جاوی
سنہری تو بھی دو عاشق کی رو زرد کا جوڑا

سیاہی سوزن مژگاں سے تیری قیس نے لیلی
گلابی ریشم رگھا ہی برگ ورد کا جوڑا

مبارکباد گائی عیب سی ٹکرا کی تیشہ سے
شہانا جب ہوا فرہاد غم پرورد کا جوڑا

لباس خاک میں جو دو بگولی اڑ گئی شاید
یہ دو دو وحشی تھیں پہنا تھا جنھوں نے گرد کا جوڑا

لکھا رکھیں ہیں حسب المدعا دو عرضیاں انشا
ملا گر وقت تو موجود ہے یہ فرد کا جوڑا

نہ ای زاہد پہن نبوا کے موٹی سوت کا جوڑا
کہ اوتری گا تجھی استبرق لاہوت کا جوڑا

مرصع پوشی اگر دونکی ستارون سے عبث ہیرے
نہ نکلا وہان تو تیری حقہ یاقوت کا جوڑا

غزالان حرم کی فوج کا سرخیل ہو لیکن
کہان قیس بنی عامر تری سبوت کا جوڑا

تمہاری بطنی اور بطنے کے خل کرینکیوں پیوی کا
نہ دیکھا جن نے سو میل تلے کے بہوت کا جوڑا

نظر آمی تری انشا اگر دونر کس جادو سے
تو باہم لڑپڑے ہاروت اور ماروت کا جوڑا

صنم خانہ مین جب بولا بت ناقوس کا جوڑا
لگا تہا کرکے آگے تا چلنے طاؤس کا جوڑا

جو سوتے ہین وہ راتونکو تو کیا کیا سیر کرتا ہون
سرہانی رکھہ کے بلور ہی کوئی فانوس کا جوڑا

نہ سمجھو کہکشان کا عکس دریا مین ادہر دیکھو
کہ ہے مارسیاہ و نالۂ مایوس کا جوڑا

کرام کاتبین کے تسکل کا اونکی طرف سے یہان
ملا پہرتا ہے اپنے ساتھہ ایک جاسوس کا جوڑا

رصد جو تارون نے تاک دل انکو رسی باندھے
ستارے جانتے ہین اسکو بطلیموس کا جوڑا

ہما کے مور چھل پر نور تن باندھے تھے انشا کو
کہی بھیتے کہ ہے یہ چیز کیکاوس کا جوڑا

نہین مجھہ پاس اے قمری تری کھڑاک کا جوڑا
تری مین کمو تنلی ہی چھوڑ دو لگا ناک کا جوڑا

یہ خاصیت ہے انکی آنکھونکی جون آتشی شیشے
کسینے ہی کہین دیکھا ہی اس اوڑ لاگ کا جوڑا

اڑے سل کوئی گیندا ہو وہی سے آپ سے تکر
کہ جوگی جی یہ جوڑا ہے اوسیکے کہاگ کا جوڑا

جہاد یوا دتری جو کیلاس سے اپنی جٹا دسلے
تو شاید بن سکے اس جوگ کے بیراگ کا جوڑا

پہنکا جاتا ہون سوز عشق کے گرمی ہی اے انشا
خدا نے کیا بلا یہ دل بنایا آگ کا جوڑا

شرابی کا یہ پھٹا اوس پری کی ناش کا جوڑا
کہ اوڑ لا لگا فلک پر جائے بیٹھا باش کا جوڑا

ملا ہی آب سے جیون تو ہم بہی دیکہی کہہ بیٹھے
یہی تھا پاس اپنے اس نگاہ فاش کا جوڑا

پڑا کرتا ہی جشن نشن آئینہ کو جب دیکھے
کہان ہے کوئی تیری عاشق خستہ اش کا جوڑا

ہوئی ہے روح عیسیٰ و کوہ کن باہم گر ایک جا
قضارا ہو گیا ہے نقش و نقاش کا جوڑا

بہلا جو مرد افیونی ہوا وسکو ہو کیا سمنے
کفایت میکند یکدانہ خشخاش کا جوڑا

جو دلبا دلی ہاتھی سی تڑ کر کٹ مین ہو کوئی
تو ٹھہری بار ے گیند ال تمہاری لات کا جوڑا

وہ قمری سرو پر جو بولتی ہے اندنون اوسنے
نیواڑا ایک جہاؤ لعل کے فراش کا جوڑا

کسی جوگی نے چھو منتر سکھایا ہے مجھے انشا
لئی پھرتا ہون مین چٹکی مین اپنی پاش کا جوڑا

کہین مچھیرا ہوا دیکھا جو ایک سرخاب کا جوڑا
تو ڈارہین مار کر رویا بطِ گرداب کا جوڑا

نہ آنکھین تر ہوئین فرہاد کیکش پر جو شیرین کے
تو نکلا بیستون سے پھوٹ کر سیلاب کا جوڑا

گھٹا ٹوپا اوس پرچی نالکی کا کچھ ہوا ایسا
تو باٹ ایک اوسین لیکر چادر مہتاب کا جوڑا

بہت پرواز پر ایک دن کی سنتے ہین آیا ہی
پر اپنی دم مین کوئی اوسنے کیا سرخاب کا جوڑا

ق
وہی سوزش زدہی یکبارگی جو چاہ مین ڈوبے
جنھون کو نیگیا وہ مار موج آب کا جوڑا

اونہین فرہاد یون کی ہین یہ آنکھین اشک آلودہ
پریزادون نے جنپر طوطیا دولاب کا جوڑا

ق
نہ لگا کہا سے ہرگز آپ کے گذری ہی ان سیابین
پڑا جپکا کری گو مہر عالمتاب کا جوڑا

کہین تو شال کا بوٹا کہین زربفت کا ٹکڑا
کہین اطلس کہین پیوند ہے کمخواب کا جوڑا

لیے انشا کو بھی دو ہزار اونکی لبو تسی کل
دوگانا دیکی سید ہی ہاتھ مین عناب کا جوڑا

ہمین سے کیا بندھی ہی تیری رخ نمناک کا جوڑا
کہ ہے وہان کان آنکھ اور موہنہ بناشنہ ناک کا جوڑا

سحر کے موہنہ سے مل دینگی بھبوت اکسیر کا اگر
بگولا گر جو آتی ہین یہہ پہنی خاک کا جوڑا

سجا ہے دختر رز سی پری نے آج ای ساقی
عجب ابریشم رگہای برگِ تاک کا جوڑا

ہزارون ہہ سکے پاس اس سے پیہم ٹلتی جاتی ہین
نہو کیون چرخ گردون ای کلال اس خاک کا جوڑا

یہ نکلین ایک افیونی کی آنکھین گور سے باہر
کہ لالہ جی نے دیکھا کاسہ تریاک کا جوڑا

اوٹہا دم ہنہناتی ہے نسیم صبح کے گھوڑے نے
اسی کر تیجی اپنے توسن چالاک کا جوڑا

قیامت بی ادب ہین جو تلون مجھین ای انشا
کہ ہین وہ دونو آنکھین گردش افلاک کا جوڑا

ملی یار ہی ستہ جو ہرتال کر کے راکھہ کا جوڑا
تو تا بنی سرجی او گلین کوئی لونی لاکھہ کا جوڑا

تصور نے تری ایک دہوپ سے سو تو نکو دکھلائی
ہوا ساون بہی اونکو جیٹھ اور بیساکھ کا جوڑا
نہیں کچھ بھید سی خالی یہ تلسی داس جی صاحب
لگایا ہی جو ایک بہونر سی تنے آنکھ کا جوڑا
پلٹ کرشن جی سے رادہکا یو نہیں لگے کہنے
ملا ہے چاند سے ای لوانڈ میری ہاتھ کا جوڑا

یہ سچ سمجھو کہ انشا سے جگت سیٹھ اس زمانہ کا
نہیں شعر و سخن مین کوئی اوسکی ساتھ کا جوڑا

جس شخص نے کہ اپنی نخوت کے بل کو توڑا
راہیں اپنی اوسنے گویا جبل کو توڑا
اپنا دل شگفتہ تالاب کا کنول تھا
افسوس تو نے ظالم ایسے کنول کو توڑا
کہلی تہی کہڑا تہا دیکھا جو مجھکو آتے
ہاتہ اوسنے کرکے اونچا جبت ایک ہیکل کو توڑا
تہا ساعت فرنگی دل جیب جو ہو رہا ہی
کیا جانئے کہ کسنے اسکی کل کو توڑا
وار او جسم پی کیا کیا تجھسے شکست پائی
اے چرخ تو نے کس کس اہل دول کو توڑا
مفلس کے بر مین یار وہ لاچی کب آیا
رکہتا ہے گرم زر کا جسکی بغل کو توڑا
آنکھوں نے اپنی آنسو کچھ ایسے پہوٹ نکلے
فوارہ کی کیفیت جیسے نل کو توڑا
لینے سے جنس دل تو ظالم تو آج ہی چک
پڑ جائیگا وگرنہ میرا اسکا کل کو توڑا

احوال خوش اونہوں کا انشا میاں جنہوں نے
اوس ذات سجت سے بل بند اجل کو توڑا

کیا کہوں احوال تیری عاشق بیتاب کا
اشک جو ٹپکا سو گویا قطرہ تہا سیماب کا
دیکھتی اگر جھگڑا چادر مہتاب کا
لہرین لیتا ہے سمندر عالم سیماب کا
تہی جو کمبل پوش اونکی سامنے کیا تذکرہ
صاحب شال و سمور و قاقم و سنجاب کا
سوزن عیسی سے دم کرنے لگی قد و بیان
یہ ضمیمہ رہ گیا تہا عالم اسباب کا
کوئی سفلہ بڑہ چلا حد سے تو یاروں نے کہا
ایک یہ بہی جوش تہا برسات کے سیلاب کا
لطف وہ شام اودہ کا دیکھے جاکر دوست
ہو جو فیض آباد میں نوکر میاں داراب کا
نعرہ ہو سی کھینچے زلزلہ سا آ گیا
حال کرنا ہم نے دیکھا مسجد و محراب کا
اس منہ سے ہین یہ بیٹھی کسقدر ہین شیخ جی
تو ند تم اونکی نہ سمجھو ہے یہ مشکا راب کا

اور بھی پرواز اگر منظور ہو تو زرا ابا
کا نمونہ لیجیے دم میں اپنے پر کوئی سرخاب کا

پکڑ لیجے ہاتھ دو سر کر ادھر سے سینہ آپ
گر نہ دیکھا ہو تو دیکھا ماہی بے آب کا

کیا ہے پیچ و تاب یہ صاحب رنگ کا کیا تھیر
اور ایسی ظالم یہ دیکھا پائچہ کمخواب کا

نالہ و آہ و فغاں سے ربط ہے جنکو مدام
غل نیا کیوں نہ خوش آوے انہیں دولاب کا

مانگتا ہے یہ دعا اٹھوں پہر انشا سدا
یا الٰہی بول بالا ہو میرے نواب کا

بلکہ یہ سردی پری کی ایک تارا جم گیا
کانپ جیسے بدن سارے کا سارا جم گیا

چاندنی میں کھڑی کو اوسکی دیکھ کر کے گرد سے
چار چار انگشت سورج کا کنارا جم گیا

کیا مگر شوقین تھا جسکو اگر شکتے ہیں
تھا جہاں تک شہر میں موجود پارا جم گیا

سرد مہری سے زمانے کی یہ جو حال ہے
اوسکی جو آہ سے اگلا شرارا جم گیا

اب کی یہ بیت کی انشا کو بھیجے اب داد
اسکی یہ معنی کہ لو نقشہ تمہارا جم گیا

ردیف الباء

غزل بر مصراع طرحی حسب الحکم جناب عالیہ متعالیہ

دل کہیں سینے میں ہے یہ کیسا اضطراب
مرشدی ہے یہی کیا انہی نہ دلکا اضطراب

کیوں بھری جھلکیں یہ آنکھیں آنسوؤں کی بوچھ
ہے دل صد پارہ کو سیماب کا سا اضطراب

روح سکا یہ حال ہے یہاں قافلہ سے چھٹ کے دکھ
گر یہی ہے جس طرح محمل میں لیلا اضطراب

پوچھتی کیا ہو کہ تیری دل میں کیا ہے تجھ سے کہہ
اور کیا یہاں خاک ہو گی جوش ہے پا اضطراب

دم لگے گھٹنے ابھی میں کیا کہوں کل رات کو
تم نہ آئی تو کیا یہاں جی نے کیا کیا اضطراب

کیا غضب تھا یہاں کر دیا ارادہ ہی رات کو
دیکھ سی تیرا کو دنا اور وہ تمہارا اضطراب

سنتا وہ وشہر کا پیر ہوں ایسے سا تصدق اوسکی جی
پھر کرو اپنے نصیب اللہ دے ویسا اضطراب

اوسکی چاہت میں جوانی اپنی جو تھی چل بسی
ہے پر اتنک جسکو ایک جیسی کا ویسا اضطراب

پیر و مرشد کا یہ مصرع حسب حال انشا کی ہے
دشمنی پر بھی گیا اپنے نہ دلکا اضطراب

را[illegible] ہے جسے مصحفی کا اضطراب
[illegible] سے [illegible] کو [illegible] کیونہ [illegible] ہے
[illegible] تقصیر [illegible] پہ چھا [illegible] ہون
عشق وہ پہل ہے کہ جسکی تخم ہین [illegible]
اسکی [illegible] صدقی [illegible] جسنے [illegible] کرے [illegible]

مرشی پر بھی گیا اپنے نہ دل کا اضطراب
تہا [illegible] کہا یہ ہوا ہے عقل کا اضطراب
بلبل ایک دیکھو تو اس ناشعل کا اضطراب
بیخودی ہے مغز اوسکا اور جبلکا اضطراب
آتش تیز و ہوا و آب و گل کا اضطراب

یاد ہین انشا وہ شعر انکی ہو ہین اوٹھین تجھے
اور تنہائی مین وصل یہان گسل کا اضطراب

بہت بیٹ جیٹ کی تمنے جو مونڈی کو اڑ خوب
ایک [illegible] پر جو صورت شیرین نظر پڑے
[illegible] او بات جو کچھ ہو تو آئے
لیلےٰ نے آکے [illegible] مین مجنون سے یون کہا
ایسا نہو کہ خون کسیکا ہو اندنون
جلدی خبر لو میری کہ ہر زخم دلکی آج
دیوانہ تو کہو مجھی مین بھی اکی سال
ہیولونکی گیند مجکو تو جھٹ مار بیٹھنے دو
اور اپنی بارے چوٹ بچا جانے وا جھڑے

یو کمٹ پہ گر کے رات مین کہائی پچھاڑ خوب
ہم نے ستون کا دیکھ کے روتے پہاڑ خوب
گلشن مین ایک کنارہ ہی چنپا کا جھاڑ خوب
کیا آپ نے پسند کیا ہے او جاڑ خوب
رہنے لگی ہے در پہ تری بھیڑ بہاڑ خوب
دست جنون نے ڈالی ہین بہائے او کہاڑ خوب
لاتا ہون کیا ہی سانگ گریبان کو پہاڑ خوب
کر کے فشانا دور سے نظر وہین تاڑ خوب
کیا آپ نے لگائی ہے تکیہ کے آڑ خوب

انشا جو اوس سے بگڑا تو کہنے لگا وہ شوخ
اچھا جی اچھا چاہیئے ہمکو ایکا ڑ خوب

پھرا یہ آنکھون مین اوس زلف عنبرین کا سانپ
کہیں سے چوٹی یہ کسکی تھی جسکی وہ موکی مین
بلا کی زلف نہین کستے کی تھی بوسے پر

کہ موج اشک ہوئی اپنی آستین کا سانپ
جگر کو کاٹ گیا شاخ یاسمین کا سانپ
کہ پھر گیا مرے چھاتی پہ اوس نہین کا سانپ

تنک اوسکی سر عقدہ دنبالہ دار پر کردہ بیان
کہ ہی یہ نرگس شہلا سے نازنین کا سانپ

لٹ اوسکی بالونکی غصہ مین تک جبین پر پیچ
نہ ایسا ہو دیکھا صحرا ے [illegible] چین کا سانپ

مگر وہ زلف مددگار چشم تھی کہ مرا
ڈسی ہے دل نگہ سحر آفرین کا سانپ

عمامہ والون سے اے دل تو بچکی نکلا کر
کہ ہے یہ شملہ [illegible] دین کا سانپ

شب فراق تو ایک تھی بچہ اژدہا تمثال
کہ تماشا [illegible] عنبرین کا سانپ

صباح گلشن زرین آفتاب کو دیکھ
کہا [illegible] زمین کا سانپ

نگل ہے لیئے کو نکلا ہے نام مشرق سی
یہ [illegible] نکالی ہو [illegible] سانپ

بہ سانس یہ ایسا ہی مطرب نی جو گیا گایا
کہ بن گہرا [illegible] سانپ

عصا ہی حضرت موسی ہوا ہے آہ [illegible]
کبھی کرے جو کمین قصہ میرے کین کا سانپ

نہ سا کے چھوڑ رون جو افیون کا شراب [illegible] سانپ
ادھر صاف آنکھوں [illegible] سانپ

ہماری آنکھوں مین ساقی بغیر برق نہیں
کیسی ہے نفس آتشین سحاب مین سانپ

اور لٹ کی چوٹی جو نکلی شب اوسنے لٹکا دی
تو سر پٹک کے پڑا تحت پیچ و تاب مین سانپ

ہلی ہے آئینہ مین اس طرح وہ زلف سیاہ
کہ لہرین لیوی پڑا جیسے سطح آب مین سانپ

یہ بال دہوتی ہین کسنے کہ عکس موج آب
تجہی وہ کہا ہی ہے ہر کاسہ حباب مین سانپ

سمجھ نہ حلقہ کاکل مین کان کا موتی
کہ من نکال کے بیٹھا ہے ماہتاب مین سانپ

دلا نہ اہل زمانہ سے تو معانقہ کر
کہ ہے نہفتہ گریبان شیخ و شاب مین سانپ

خیال اوسکی لٹو نکا نہ کیون بسے دلمین
پہرا کرین ہین ہزارون وہ خراب مین سانپ

کسیکی زلف سیہ کی جسے چڑھی ہو لہر
نہ کیون وہ چونک پڑے دیکھ دیکھ خواب مین سانپ

ہزار روپ سے مضامین مین باندہ ڈالی ہین یہ
پڑے ہی ہین ہاتھ سے انشا کی ایک عذاب مین سانپ

ردیف التاء

نہین چاہیے شرم اتنی بہت ✣
کہ مجلس مین بن بیٹھے جیسے بت

۲۶

بتا تمہی ہیں حسن تمکو کیا تیغ جیوٹ — ذرا آنی دیجی تو ہو کیسکی رت
ہم صبر و شورش کے کیونکر بنے — کہ یہ کم سے کم وہ بہت سی بہت
کنور جی بھی ٹھاکر کے ایسے ہی ہیں — ہنومان جیسے مہیشر کے ست

غزل لکھ اب انشا تو ایک اور بھی
کہ یہ قافیہ ہیں انوکھے اچھت

ہمیں اوس صنم سے ہے الفت بہت — جہاں جبکی سجدہ کو تڑپے ہے بت
تہ بھرا ہی کیونکر ہوا سے جنون — کہ ہے شورش افزا یہ ساون کی رت
مہاراج جی تمنے یہ سچ کہا — جنہیں ورش بات ہیں انہیں ... رت
کہی ہے انہیں دیکھکر راجہ اندر — یہ لچھیات ہیں تمتین دامن کی رت
پری پھانسی بتخانہ کے بیچ ہم — تری بت کو رستہ تری سرخہ کو بت
کوئی بھونکی ناحق جو کتی کی طرح — تو دو لکار دیجی اوسے کہکے دت

بیاد خلیل خدا سے و و و و
جو لات و عزا کو انشا نے پیت

کہے ہے کیا تمنے جو آہنگ خرابات — کیا جانے خوش آیا ہمیں کیا رنگ خرابات
بتشکدہ ہے سر شہر بسنگ خرابات — جھلکے ہے غرض اور ہی کچھ رنگ خرابات
سب ٹوٹ گئی جام و سبو ساغر و مینا — تھا گرم یہ شب معرکہ جنگ خرابات
اے پیر مغان اینڈ لی گا شوق سے و نرات — مستانہ چڑھا کر قدح تنگ خرابات
گر یاد حرم میں نہ ملے آہ کروں کیا — مطرود صنم خانہ ہوں میں ننگ خرابات
گر شیخ سنے نغمہ لبیک کو بھولی — آوازنی جو ہیں دو دف و چنگ خرابات

اے سلطنت عشق مبارک ہے تجھے انشا
ہو زیب وہ شاہی ... رنگ خرابات

کچھ اشارا جو کیا ہمنے ملاقات کے وقت — ٹال کر کہنے لگے دن ہے ابھی رات کو وقت
سر سیہ گاہ کی تشریف لی آنسپہ حصول — ہیں تو تب جانوں کہ آ جاؤ کبھی لطف کے وقت

غیر سے کرتی ہو تم آنکھوں میں ابھی باتیں تم
ہم بھی آنکھیں ہی ہین کیا عین اشارات کی وقت

گرچہ می پینی سحر کی توبہ ہے مینے ساقی
بھول جاتا ہوں ولی تیری مدارات کی وقت

یہی خاطر مین جہاں آپ پھرا کیجے یون
پاس اس بندہ کی آتی ہی پر اُس بات کی وقت

کیا کرون پاس ادب سے ہوں نہایت لاچار
ورنہ کچھ اور ہی سوجھی ہی مجھی لات کی وقت

موسم عیش ہے یہ عہد جوانی انشا
دور ہین تیرے ابھی زہد و عبادات کی وقت

مدت کے بعد آئی نظر خیر و عافیت
کہیئے مزاج کے تو خبر خیر و عافیت

گر نکہت صبا سے ملا ہی پوچھیو
میری طرف سے باد سحر خیر و عافیت

اوصاف ہین زیادہ حد ابھی آدمی کی
لیکن جو پوچھیئے تو اثر خیر و عافیت

ابی اہل درد حسرت و ارمان کی جو ہے
کی رات کس طرح سے بسر خیر و عافیت

اللہ کیا سرور ہوا انشا سی بزم مین
اکبار یار پوچھی اگر خیر و عافیت

جمال و عظمت ذات خدا خالق ملکوت
خیال کرکے یہ کہتا ہوں بلہ ری جبروت

شکوہ و سطوت پروردگار ہے دیکھو
جہان تلک کہ کری کام یہ نظر کا سوت

محیط مین ہے تمثال جلوہ واجب
اگرچہ آئینہ ممکنات ہے ناسوت

زہی کریم کہ کروبیونکو جس نے دیا
مدام مشغلہ سیر گلشن لاہوت

ق

حسن حسین ع کے خاطر سی بخشش دیویگا +
گناہگارونکو قصر زمرد و یاقوت

کہ جسمین سینکڑوں حورین ہزارہا غلمان
ہر ایک مثل قمر کے بدون ریش و بروت

بہ بین سجہ سبحان ربی الاعلی
عطا کری جو تفضل سے قدسیونکا قوت

بغیر اوسکے کرم کے نہین بن آتی بات
ہزار گرچہ پڑھا کیجیے دعائے قنوت

بیان ذات کے اوصاف کس سے ہون انشا
صفات جسکی مین جال عرش بین مبہوت +

عجب لگائی اگی یہ کیا آگ ابی بسنت +
جس سے کہ دل کی آگ اوٹھی جاگ ابی بسنت

کیفیت بہار کے تو اوسکو دی خبر — موج نسیم کیطرح اوڑ لاگ اوی بسنت
ہر شاخ زرد و سرخ و سیہ سبز بار مین — جُھستے ہین وکلوان کے جوبن لگ اوی بسنت
مو سنہ دیکھو عاشقونکی مقابل ہو رنگ مین — باندھی ہے مجھسے کس لیئے تو لاگ اوی بسنت
تجھ مین کہان یہ بو قلمونی کہان یہ رنگ — دشت و جبل کو خیر سے اب بھاگ اوی بسنت

جون تار چنگ چھیڑ نہ انشا کو بات مین
تیرا سنا ہوا ہے یہ کھڑاگ اوی بسنت

صد برگ کہ دکھا ہی ہے کہ ارغوان بسنت — لائی ہے ایک تازہ شگوفہ بیان بسنت
پھر پھر کے گلستان مین بھی عیش و جشن سے — دیتی ہے ہر گھڑی مجھی رطل گران بسنت
تو اوٹھ چلا تو زرد ہوئی سب رنگ رو — کل آئی تی بہار مین یہ ناگہان بسنت +
آتی نظر ہین دشت و جبل زرد ہر طرف — رہی انکی سال ایسی ہے اوی دوستان بسنت
شادابی نسیم سے سحر سرور کو — کرتی ہے جوش بار کے اب بیکران بسنت
کرنی اگر ملائکہ ہون اہل زہد سب — لیا اوی پھر سیر اونھین ہو گلستان بسنت
پیتی نہین چمن مین گھڑکتے تیری بغیب — کرتی ہے اس لباس مین ہر دم فغان بسنت
گر شاخ زعفران اسی کہئے تو ہے روا — ہی فرح بخش واقعی اس حد کو ہان بسنت
گر دو انبیا کے ریش مخضب سے محتسب — جاتا ہی اوس مقام مین جاوی جہان بسنت

انشا سے شیخ پوچھتا ہے کیا صلاح ہے
ترغیب بادہ دی ہے مجھی اوی جوان بسنت

او سے لے فقیر کے صورت — کل بنے قدیر کی صورت
چھپے رہتے ہے خاک بین کوئی — جیسے روشن ضمیر کے صورت
غصے اگر کوئی خوش آتے ہے — بادشاہ و وزیر کے صورت

کو صولت سکندر و کو حشمت دارا — اوی صاحب فطرت — پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا — تا ہو تجھے عبرت
مستانہ جو مینے قدح رنگ چڑھایا + در عالم وحشت — تب خضر نے پکارا کہ سنبھا و مرتبا + اب دیکھ خطا ہو
ہی جیسے فقیرونکی طرح کھینچ لنگوٹا اور باندھ کی ہمت — جا پہنچ خرابات مین تک گھونٹ سبز اپیون بہی عبادت

اے حضرت عشق آئیے یہاں بھی اللہ یہاں کیجے عنایت
ہاتھی پہ تیرے خط الف اللہ کا کھینچ پہنچو مجھے بستر
میں خاک نشین ہونگا گر وہ فقہ اُٹھیگا سمجھے ہو مجھکو
گر سیر کنان وہ یہیں جا نکلوں تو بول ناقوس کو سنکر
خوش رفتہ ہیں چار ابرو کی تیلا کی صفائی ہاتھ قلندر
در پیش بلا نوش با جیب میں یاں دست پہ نشہ آیا چرس
گاہی ہیں ہم ادبی بھی جو خشکی کو ملاکر لنگار بھی تو نشیلا

مرشد مری مالک مری ہادی میری دانا + ہیجو مجھے نعمت
تم ہونہ گرو پیر یہ بندہ ہوا چیلا + جی سے کرو خدمت
رہو لال چیری لیکے جو اک کھینچوں ادو داسا + کہلاؤ کرامت
ہاں برہمن تبکدہ عشق ہے صدا را + ہے مجھسے ہی الفت
نہ مجھکو ہو وہ نہ اندیشہ کالا + ہے خوب فراغت
دفعی یہ سلسلہ کر رہیا شیون کو گھلا + ہیں ایسے ہی آفت
وہ تیا ہوں با کنگرہ عرش معلا پر کہتا ہوں یہ طاقت

اُزادو وضلی لعبہ ہیت غزل پرت ثنائی از بہر لعبن
اب اپنی تو بولی کے کچھ اشعار کہہ انشا ہو جسمیں ظرافت

ہے نام خدا اوبھری کچھ زور ترا انشا ہے آپ کی رنگت
نکات ایسی غضب تر ہیں اور جھگڑا اللہ کی قدرت
سنے جو کہا ہو ہیں ترا عاشق شیدا اسے کان راحت
فریاد کی تنگی ہنر کے سوا تماشا یہ شکل یہ صورت
اتحاد و تصوف میں جو سنا فیق ہیں یہ بات اصلا نہ کچھ
پردا تعین کا جب سے اوٹھایا کثرت ہوئی وحدت
تاثیر ہے کیا خاک میں اوس تجلی کی آمد کی تو مجھکو تو یاری
ہر بچے کے جب انگلی ہے یہاں ناقہ لیلی ای جذب محبت
کعبہ کا کروں طوف کہ بتخانہ کو جاؤں کیا حکم ہے مجھکو
ارشاد میرے حق میں بھی کچھ ہو ونگا آیا اسے پیر طریقت
ہوں پر تو روح القدس اس عہد میں میں بھی عیسیٰ کی طرح تو
یوں چاہیے بیساختہ رہبان کلیسا میری کرے بیعت
آئی جو میری گر میں وہ خبط لیو کہتے تیا خنده می کندی
منھ پھیر لیکی گئی جب سے کیا این تیر کیا یہ طاقت

تو ٹا کریں اس طور مری غیر ہمیشہ تک سوچو تو دل میں
ترسا کری ہر وقت یہ بندہ ہی تمہارا اللہ کی قدرت
دیوانے میں چاند کے پہونچے جو تم اون تک ایک تاک کی اچھل
ترساں ہو یہ فرمانے لگی کوٹ کے ماتھا اسے واہی نصیحت
خورشید چھپا شام ہوئی شیخ جیو صاحب اب دیکھیے کیا ہو
چڑیوں نے لیا آ کے درختوں پہ بسیرا یوں چون کرو حضرت
لی برق کی زنجیر کو ٹک سونڈ میں اپنے اس ابر کے ہاتھی
سفید در لگا تھی یہ اس رنگ شفق کا با عظمت و شوکت
چل آ تھوں کی ملے کی ذرا دید کریں ہم ہے سیر کے جا کھ
تم چھیڑ چھاڑ یا رون کی پیر مسل رکھ دست رہا کی سن د
شب محفل ہوئی ہیت جو وارد ہو اتر ادھر رند دل سے لپٹ کر
دگاری کو دیا آحلق لگا بدر مٹھونا اور بجنے لگے گت
تب منجیرہ کھنے لگی ٹک پر بگونا چھیڑ رکھ تاگ پہ اونگلی
اور آئے جے آلی سے بڑا مانی سو ہر ٹھوا ہے موسم عشرت
کشمیری معلم کو جو ایک طفل نے تاکھ انگور کے دانے
لا کر دیے اور اون سے کہا کھائیے یہ اسے قسم ولایت
لیجیو گلشن کے معلم ہو یہ بولے شاگرد سے اپنے
چل سامنے سے میری آتا کر نہیں لیجے انجیر نہیں لذت
بیساختہ انگور تاک ہے بررو جیسے تجھکو سوکوڑی سے کے دو تمہین
بابا یہ تاکیا ہے یہ چھتا زانٹ ہے اسکا کا تاتہ لیے مت
اب اور ردیف اور قوافی میں غزل پڑھ لیکن اسی بحر سے
تا شاعروں کی آگی ہو اس بزم میں انشا ظاہر تری شوکت
بیٹے جو بلائیں لگی ہم آپ کے چٹ پٹ تو بول اٹھی جھٹ

چل بھلا اودہر رہی تو اودہر ہو رہی تھی جھوٹ سب یہ بناوٹ
ان آنکھوں کو میں حلقۂ زنجیر کرونگا ایسا سے بلا ہوں میں

چھوڑوں میں ہوں کوئی آپ کے دروازے پہ جو کاٹ جھٹک کھینچ
مرجاے لوجاٹ نہ کونگا ہو وہ کیونکر جو شخص کہ دیکھے

سرخی تری آنکھوں کے اودراہٹ کی کھنچاوٹ سرمے کی گھلاوٹ
ہے معدن انوار الٰہی دل عاشق سب جیو کے عشرت

اس جیب سے باہر ہیں یہ وسعت یہ سماوٹ اللہ ری اٹکلٹ
کیا بھبھی ہے اجی نام خدا واجہرے آہا منھ پہ تمہارے

ایک بوسے کے بدلے دیوان دہار تھا سب صبحی کی اودواہٹ
ہیں روپ بدل اور ہی جھنکی سی جو بیٹھے تھے عیان وہ

سن کہنے لگی میرے وہی یاد ہیں ابٹ ہے ایک تو نٹ کھٹ
تھی گرم یہ کچھ مجلس سے رات کہ ساقی سب کہتی تھے زاہد

ہے تو یہ شگون آج صراحی کے غٹاغٹ بہلہ ری جماوٹ
اجی واہ ری بالیدگی اور چٹی رنگت یہ کلائی یہ پیچ در پیچ

اور جامۂ شبنم کے وہ چہلکی پھنساوٹ بازو کی گلاوٹ
مت چھیڑو مجھے دیکھو ابھی کہنے لگو گی اچھا کیا تمنے

چولی مری مسکی گئی ہوئی دامن بھی گیا پھٹ لگ جائیگے یہ رٹ
ہی نور بصر مردمک دیدہ میں پنہاں یوں جیسے کہ کنبیا

سو اشک کی قطروں سے بڑا کھیلتے ہے جو منٹ اور آنکھیں ہیں پنگھٹ
اجی عشق اجی او ہمارا جو نکی راجہ ڈنڈوت ہے تمکو

کرتے ہیں جو تم لاکھوں کروڑوں ہی کے سیر جٹ ایک آن میں جھٹ پٹ
پھرتا ہی سماں آنکھوں میں اب تک دہی انشا ہے ظالم اری کیوں

باہم وہ لپٹ سونا اجانی زکاوٹ وہ پیار کی کروٹ

وہ سیج پڑی پھولونکی مخمل کے وہ تکیے کمخواب کے پوشش
پردہ وہ وہ تمامی کے وہ سونیکا چھپر کھٹ اور اوسکی سجاوٹ

کھول آغوش تک اجساد اسیران سے لپٹ — کہ ابھی دہن ہین موی ہین در زندان سے لپٹ
یون گئی لخت جگر دیدۂ گریان سے لپٹ — جون پتنگی رہین بارش مین چراغان سے لپٹ
تب تجھی جانین ہم اے مردمک دیدہ کہ تو — خال کے روپ مین جا کے رخ جانان سے لپٹ
گریہ چھٹنے کی خبر سچ ہے تو قیدی تیری — خوب سا روئین گے دروازۂ زندان سے لپٹ
دسترس ہو دل صد چاک کو اپنے تو ابھی — جاوے جون شانہ جھٹ اوس کاکل پیچان سے لپٹ
لہر کھانا یہ کنارے کا نہین رقص کے وقت — کوندتی پھرتی ہے بجلی تری دامان سے لپٹ
باب ہیجم کے حکایت جو خوش آئی تو وہ طفل — کھول آغوش گیا اپنے گلستان سے لپٹ
لیگئی وادی مجنون مین جو وحشت ناگاہ — خوب سا روئے ہم آنجا بیابان سے لپٹ
قیس کی روح نسیم سحری کی صورت — لہرین لیتی ہے پڑی دشت مغیلان سے لپٹ

غزل ایک اور بھی کہنے ہو تو کہہ ڈال انشا
سر جھکا فکر مین جا اپنے گریبان سے لپٹ

اوٹھ نہ اے دود جگر ابر بہاران سے لپٹ — رعد ہو صاعقہ ہو برق درخشان سے لپٹ
یاد مین اوس قد رعنا کی بھری مین نے جو آہ — وہین وہ آہ گئی سرو گلستان سے لپٹ
دیکھتی ہے اوسی کج جی جو بھر آیا اللہ — ہم بھی کیا روتے ہین گل بلبل بستان سے لپٹ
پاسبان چاند رہا تابہ سحر چاندنی مین — رات جو سو رہے ہم اوس مہ تابان سے لپٹ
وادی نجد مین جو ناقۂ لیلے گذرا — اوٹھ کے ایک شعلہ گیا بادیِ حدی خوان سے لپٹ
بیدہ ہاتھ مین نہ کیون بال بکھیرے اپنے — قیس صحرا مین ہوا ہو جو مغیلان سے لپٹ
ق
سیر فردوس جو مطلوب ہے تجھے ہو اے دل — تو نہ روح القدس و دامن رضوان سے لپٹ
ملکوت خاک مین تو کھول کے بازو اپنے — دوڑ در دروازۂ سلطان خراسان سے لپٹ

تیسری اور ہو دیوان دیا ہے پڑہ انشا تو غزل
کہ دہوان جسکا رہے گنبد گردان سے لپٹ

چٹ گیا ناقہ لیلے جو مغیلان سے لپٹ
قیس نے صحر کیا بیدبیابان سے لپٹ

آشنائی ہو کچھ افتادگی دلسے تو آ
اشک رخسارۂ طفلان تپیان سے لپٹ

دیکھہ مدفن کو شہیدونکی ذرا تو رو کر
کھول آغوش تک ایک گور غریبان سے لپٹ

شمس تبریز ہمارا یہ جگر کا ہے داغ
رہتی ہین جس سبب اوس مہر درخشان سے لپٹ

ق

مولوی روم نکیون نعرہ ہوا بنا کہ وہ جھٹ
شعلہ ہوتا ہے دل صاحب عرفان سے لپٹ

نشتوازی کی اموج ایسی ہے گرما گرم
کہ بس ایک آگ گئی ساری نیستان سے لپٹ

ہمنشین اوسکے ہنسانیکا جو ہو قصد تو او
جاگ سے مونہہ نکال اپنی تو باران سے لپٹ

لکھکر ائی ہوئی اور مونہہ کو بنائی ہو عجب
سانگ لا آج تو تو زمرۂ مستان سے لپٹ

کہہ یہ تبدیل قوافی غزل انشا ایک اور
رستمی اپنے دکھا طبع سخندان سے لپٹ

کھول آغوش نہ تو مجھسے رکاوٹ سے لپٹ
اب جو لپٹا ہے تو آ پیار کے کروٹ سے لپٹ

اوسنے سر اپنا دبنا دیکھہ شگاف در سے
کرکے غش رہ گئی ہم اوسکی جو چوکھٹ سے لپٹ

دمبدم یہ بادہ کشونکی ہے کہ میخانہ مین
مست جاتی ہین صراحی کی غٹاغٹ سے لپٹ

جھونگ گئی ہین مجھے آتی ہوئی دیکھا تو وہ شوخ
اپنی چوکھٹ سے اوچک جھٹ سے گیا پٹ سے لپٹ

شیخ سے عید کو کیون آپ ہم آغوش ہوئی
گوئی جاتا ہے بھلا ایسی بھی کھوسٹ سے لپٹ

جسکو کہتے ہین تراقی کے بہین سوط الم
رہ گئی ہے تری چولی کے جھناوٹ سے لپٹ

پھین ڈال آج تو سیر ہی بھی پھول والے
آنہ آ مجھسے تک ایسی ہی سجاوٹ سے لپٹ

وہم سے ہم دو نو گرے فرش پہ ہر روپ کہ رات
رہ گیا اونکا دوپٹہ بھی چھپرکھٹ سے لپٹ

چوٹ کھا کر یہ لگی کہنے کہ اگر ایسا ہے
ہی گلا کھیلنا تجھکو تو کسی نٹ سے لپٹ

رعد کی ساتھ ہی انشا میری نالہ کا وہ روپ
جیسے گتھہ جاتی ہین سمدھن دونون مین جھوٹ سے لپٹ

چرخ ہے ایسا رکھہ مرشید ہی ہے نسج لعاب عنکبوت
ہر ستارہ کو سمجھہ چشم ذباب عنکبوت

کہیان مکڑی کی جالہ مین نہ جیتے پھنسین
ہی وہی دن فی المثل یوم الحساب عنکبوت

مست ہوکر پھل جاوین کیون نہ ستّے نظ
سرخی خون مگس ہے ہے شراب عنکبوت

مرحبا جرأت کو تیری ای مگس صد آفرین
بل بے بہنائی تری او پیچ و تاب عنکبوت

ق

عالم تزویر مین ہو شیخ جیو صاحب کے خوات
مقتدای و مرشد عالیجناب عنکبوت

نکمیان الجھی پڑین جالہ لگی دامن ہی سے کے بیچ
ہے بڑی جی آپ پر یہہ سب عذاب عنکبوت

بکگئی انشا کو یہ ہے دھیان ہین اوس خال کے
بی مگس ہو جسطرح سے اضطراب عنکبوت

کیون میان بلند رتبہ سر راہ کی درخت
ہین کیسی سایہ دار میری آہ کی درخت

جو چھوٹے چھوٹے پود لگائی تھی خیر سے
نام خدا ہوئی وہ سر راہ کی درخت

کیون چتر دار سایہ ہوا ونکا نہ ای نسیم
بوئی ہوئی جو ہووین کسی شاہ کے درخت

الفت نہ کسطرح سے بہم ہو کہ ہم غریب
اللہ کے فقیر یہ اللہ کے درخت

انشا غزل یہ جیتے پڑہی جس مکان پر
وہان سے بہرے پھولی اوگی واہ کی درخت

لگی علیل سے ابرو کی دل کی داغ کو چوٹ
پہ ایسی ہے کہ لگی تڑ سے جیسی زاغ کو چوٹ

ہماری آہ سے اغلب کہ لگ گئی ہوگی
کسی کے سینۂ دیوار خانہ باغ کو چوٹ

بتا کہ حال ترا کیا ہوا ہے نسیم اگر
خدانخواستہ پہونچے کسی ایاغ کو چوٹ

خروش نعرۂ ہو سے یہی تو ڈرکا ہے
مبادا جاکے لگی جان شیخ دماغ کو چوٹ

کسیکی گھر کو اندھیرا نکر خدا وندا
کسیطرحکی نہ پہونچے کسی چراغ کو چوٹ

کری جو وجد سی عشرت کے شیخ جیو تو لگی
کمال شانہ ملا البو الفراغ کو چوٹ

ہماری نالہ پہ اہل چمن تو بوٹ سے گئے
بلا سے گر نہ لگی کل سری کلاغ کو چوٹ

قصور اسمٰعیل میان تانسین کا کیا ہے
نہ پہونچی اونکی جو گانی سے کچھ الاغ کو چوٹ

یہ سوچ ہے کہین انشا نسیم سے نہ لگے
شمیم نرگس بیمار کم دماغ کو چوٹ

ردیف التاء المثلثہ

جسکو کچھ دہن ہو کرے ہم سے حقیقت کی بحث
کہ ہمیں جانتے ہیں اہل طریقت کی بحث

قاضیا ہاتھ پڑا شیشۂ صہبا تو اوتار
طاق نسیان پہ تو رہنے دے شریعت کی بحث

کر دیا مجتہد وقت کو قائل جھٹ پٹ
ہمنے مسجد میں کل ایسی ہی قیامت کی بحث

بزم رندانہ میں کیا زہد و ورع کا چرچا
شیخ صاحب یہی بہت یہ تو حماقت کی بحث

بوعلی سا تھہ کوئی بولتی انشا کو سنے
روز ہوتی ہے بہم اہل بلاغت کی بحث

بیٹھے جہاں ہیں غیر سب مجھکو بلاتی ہو عبث
ولکہ کڑہا کرا اور بھی جسکو جلاتی ہو عبث

شکل کہ یہ ہے مہرباں دیکھو ادہر تو آنکھ بہر
اپنے نظر میں ہے سنا ہم سے چھپاتی ہو عبث

سیکھی یہ تمنی وضع ہے پیاری عجب ہے اندنون
کبھی کبھی جو بات بھی غصہ ہو جاتی ہو عبث

آتی ہو کھکر ادہر چلی اوٹھکی ہم بھر اور دن
کن نے بلایا تھا بھلا یون ہے تم آتی ہو عبث

مہر و وفا کے عہد کو سنتے سب انشا سے کبھی
جانی ہے وہ تو خوب سا باتیں بناتی ہو عبث

ردیف الجیم

نہ فقیروں کی جان واہی خرچ
او میاں انکی ہیں الٰہی خرچ

ہے ورمہا ہی چند داغ ہے ساتھ
ہے یہ بس تجھکو مرد راہی خرچ

نہ سنی ہم اگرچہ اون نے بہت
کی سماجت میں عذر خواہی خرچ

تم سے ہم یون اڑی ہیں بوسی پر
مانگتے جیسے ہوں سپاہی خرچ

ہیں سلیمان کے نوکر اسے انشا
کیون نہ اپنے ہوں پادشاہی خرچ

نیکلے وہ برق نگہ ابروی خمدار کی آنچ
یون کبھی ہے کہ بری ہوتی ہی تلوار کی آنچ

انیٹا کیون نہ پہری وادی ایمن میں پڑا
جسنے جھیلی ہو تری لمعہ انوار کے آنچ

دوستداران علی سے ہون جو اشخاص انکو
دخل ہے یہ کہ کرے مس لہب نار کی آنچ

ہفت دوزخ کو بجھا ڈالی غرض ہے وہ شے
آتش دوستی حیدر کرار کے آنچ

لن ترانی بجواب ارنی کہہ اٹھی
جب دھواں دھار تری شعلۂ رخسار کی آنچ

تو مجھے دیکھ کے بیہوش پڑی کیوں نہ بھلا
خرمن موسی صفتاں آہ شرربار کے آنچ

پھونک مت مجھکو پری جھڑکے رواں انشا
شمع کی لو بھی تری دیدۂ خونبار کی آنچ

ابرو ہوئی ہیں تیری خریدار چار پانچ
دی ایسی اور بھی مجھے اغیار چار پانچ

جب گدگداتی ہیں تجھے ہم اور ڈھب سے تب
سہتے ہیں گالیاں تری ناچار چار پانچ

کل یوں کہا کہ ٹک تو ٹھہر لے تو بولی آپ
ہیں منتظر مرے سر بازار چار پانچ

او جانے والے شخص ٹک ایک مڑ کے دیکھ لے
یہاں بھی ٹھہر رہے ہیں گنہگار چار پانچ

صیاد لی خبر کہ دیا چاہتے ہیں جان
کنج قفس میں تازہ گرفتار چار پانچ

میاں ہم بھی کوئی تہ ہیں جب دیکھو تب لیے
بیٹھی ہیں اپنے پاس طرحدار چار پانچ

چلے سے تم جو کہتے ہو ہیں اپنے آشنا
شعلہ بھبھوکے اور دھواں دھار چار پانچ

ہر ایک اون سے شوخ ہے کیا خوب بات ہو
لگ جائیں تیری ہاتھ جو یکبار چار پانچ

تو اونکو چاہ چھوڑ مجھے واحسرتی چہ خوش
رکھی ہیں میری واسطے دلدار چار پانچ

ہے کام ایک ہی سے وہ جو لیے ہیں سب پڑیں
صدقے کیے تھے ایسے وہ فی الفور چار پانچ

ق

صاحب تمھیں تمھیں نہیں ہرگز نہیں نہیں
مجھکو نہیں نہیں نہیں درکار چار پانچ

میر و قتیل و مصحفی و جرات و مکین
ہیں شاعر و نہیں یہ جو نمودار چار پانچ

سو خوب جانتے ہیں کہ ہر ایک رنگ کو
انشا کی ہر غزل میں ہیں اشعار چار پانچ

سبز خط میں تری تل ہیں وہ ظلمات کی بیچ
دل گیا جنکے سبب سے لیئے سقرات کے بیچ

خضر جو پاس سے حاصل ہوئی ہنگام ورود
داغ کی پھول کھل افسوس کے ہیہات کی بیچ

گر سحاب ثمرہ اپنا نہ برستا اسکے ابر
تو نہ اوگتے کبھی اقسام نباتات کے بیچ

فلک سے آپ نے ہمکو نہیں بھیجے گویا
بو دیئے کشت محبت میں عدارات کے بیچ

تارے دو چار جو آتی ہیں نظر اول شام
چھڑکے ہیں کشت فلک بیچ یہی رات کی بیچ

بوئی جو دانہ اشک اوسکی ہری کھیتی ہو
ہین جی لیتے تو نزدیک عبادات سکے بیچ

روکے انشا نے دکھادی مجھے لاہوت کی سیر
تھی مگر تخم ہنر اشک اوسکی کرامات کی بیچ

ہاتھہ آوے بھی کسیکے آپ سے عیار کا مزاج
ہے اندنون کچھ اور ہے سرکار کا مزاج

فضل خدا سے خیر بہرحال شکر ہے
کیا پوچھتے ہو مجھسے دل افگار کا مزاج

آپ خیر و عافیت تو لگا مجھسے پوچھنے
اتنا تو بارے نرم ہوا یار کا مزاج

حضرت سلامت ایسی مین بولتا نہین
کیا پوچھتے ہو مجھسے گنہگار کا مزاج

کسطرح دخل پاتی کیا کیجیے کیا نہین
ملتا نہین ہے اوس ستمگار کا مزاج

چپ چپ کے کر نظارا خبردار اوسطرف
بگڑے نہ تاکہ قاتل خونخوار کا مزاج

انشا نہین لو آنکھ ملا کر نہ دیکھیو
نازک ہے اوسکے نرگس بیمار کا مزاج

جو بات تجھسے چاہی ہے اپنا مزاج آج
قربان تیری کل پہ نہ ٹال آج آج

دہکی ہے آگ دل مین پڑے اشتیاق کی
تیرے سوا کسسے ہو اسکا علاج آج

ہے فوج فوج غمزہ و انداز تیری سلطنت
اقلیم ناز کا ہے تجھی تخت و تاج آج

تیرا وہ حسن ہے کہ جو ہوتا تو بیچتا
یوسف زمین مصر سے تجھکو خراج آج

خوبان روزگار مقلد تری ہین سب
جو چیز تو کری سو وہ پاوی رواج آج

آب زلال وصل سے اندوہ درد ہجر
ناپید کہل کے ہوتا ہے کیا مثل راج آج

انشا ہے اپنے اور یہ انکار حیف ہے
لایا ہے وہ کبھی نہ کبھی احتیاج آج

ردیف الحاء

ہے شب وصل کھلی کاش نہ دروازہ صبح
کم نہین شور قیامت سے کچھ آوازہ صبح

دیکھ عارض کو تری ہے عرق شرم مین غرق
شستہ شبنم سے نہین روی تر و تازہ صبح

جام خجلت کن خورشید ہمین دے ساقی
دیکھ برہم زن مستی ہے یہ خمیازہ صبح

کب مقابل تری کمری کی ہو گو باد سحر / عارض گل پہ ملے لاکھ طرح غازۂ صبح
کیون نہ مجنون صفت اب رو دے وہ دیکھ جا / دیکھے لیلای شب وصل کو جنازۂ صبح
انشا ہین اس رنگ مین تو بھی مل جا / جیب گل چاک ہے گلشن مین باندازۂ صبح

کریم جلد کرم کر کہ ہو مزاج صحیح / برنگ نرگس بیمار ناتوان ہون صریح
نسیم فضل و کرم مین تری وہ ہے بوباس / نہ پہنچے گرد کو جسکے کبھی شمیم مسیح
بسان بید مری بند بند جکڑے ہین / وفور درد یہانتک کہ ہون بشکل سطیح
تگرگ کی نط اب بس گھلا ہے جاتا ہون / بوضع برگ کی ہون مرتعش بصدمۂ ریح
نفس کو تنگ کیا ہے حرارت دل نے / ہلا دے مروحۂ لطف ٹک پئے ترویح
یہ جانتا ہون کہ عاصی نہین کوئی مجھسا / کہ کیا زمانہ مین واللہ خوب سا تقبیح
برب سمجھ کہ ہنیئاً لنفسہ یہ بات / نہین ہین اپنے خصائل کو جانتا ہون قبیح
رہا ہمیشہ سروکار فسق سے مجھکو / جو چیز ظاہر و باہر ہو اوسکی کیا تصریح
کئے لہو و لعب عمر طبع تھے مائل / کبھی بحسن صبیح و کبھی برنگ ملیح
ہزار مرتبہ مین کر چکا تو سکے شیاز ر / ہوا و جبہ و دستار و خرقہ و تسبیح
فراغ ایسے جو حاصل ہوا تو پیش نظر / رہے مطول و توضیح و سلم و تلویح
کبھی تھی زیج الغ بیگ ہاتھہ مین میرے / مطالعہ مین سطرلاب کے گئے تسطیح
کسی کی ہجو کبھی فارسی مین کہ بیٹھے / قصیدہ عربی مین کسی کی کی تمدیح
نعارتہ عامقتہ وہ بولتی تشخص ساتھہ / کہ ہر زمان اب وہ کہان فہم و علم و بلیغ فصیح
فساد لقمۂ شک سے نہ تھا مجھے پرہیز / علیل اسلیئے اب ہون بالکل جہ تستحیح
غرض عمل مین نہ آئی کبھی وہ شے یارب / کہ جب سبب ہوا موبات دین کو تو تشنیع
سوای تیری وسے کب کسیکو سمجھون ہون / محمدی ہون نہین تابع سطیح و نطیح
طرق شفا کے اشارات مین جو ہین تیرے / کہاں سدیدی و قانون پیچ یہ توضیح
ہیولی ہین تشیر اوراق نسخۂ صحت / حکیم مطلق و شافی تجھے سے ہو تصحیح

چمک یہ وجع مین محسوس ہے مری کہ خیال
گرمی ہے یہ بدن کہ مفاصل مین تشنج ہے صحیح

ہوا ہون ضعف و نقاہت سے اسقدر لاغر
کہ جسطرح سے مصور رگون کی ہو تشریح

رجوع تجھسے لی آیا ہون ای مرے مولی
حصول ایسی مشاغل سے کیا بجز تفضیح

طفیل چہرۂ نورانی رسول اللہ
یہ مین مہر نبوت یہ لمعہ حسن ملیح

بہ سوز سینۂ خیر النسا شفیعۂ خلق
ملائک آتی ہین جسکے پی طواف ضریح

مجھے ائمۂ اثنا عشر کے واسطے بخش
جنھونکو جملہ خلائق پہ تونے دی ترجیح

علی الخصوص برائے حسینؑ ابن علے
کہ تیری راہ رضا مین ہوا اسمٰعیل ذبیح

شفا تصدق بیمار کربلا ہو مجھے
سحاب لطف کو کر حکم تا کرے ترشیح

بروح حیدر صفدر مجھے نہ کر محتاج
بہ چوب چینی و قیصوم و مرج و عشبہ و شیح

مفرح اپنے شفاخانۂ عنایت سے
شتاب بھیج کہ انشا کو جلد ہو تفریح

تجھسے یون یکبار توڑون کس طرح
مین قدم تیرے یہ چھوڑون کسطرح

گھر سے باہر تو نہ نکلا تھا ہنوز
تیری در پر سر نہ پھوڑون کسطرح

ہمی سے تائب تھا ولیکن آج ہے
ہاتھہ لگجا دی تو چھوڑون کسطرح

آبروی ابر بہاران منظور ہے
آہ مین دامن نچوڑون کسطرح

صاف دل کیونکر کرون تجھسے بھلا
ٹوٹی الفت پھر کے جوڑون کسطرح

شوق سے تو ہاتھہ کو میری مروڑ
مین ترا پنجہ مروڑون کس طرح

وقت بوسہ کے یہ انشا سے کہا
تجھسے مین پھر موںھ نہ موڑون کسطرح

ردیف الخاء

بون تری خونخوار آنکھون کا ہے قاتل رنگ سرخ
صیدگی بو ہوسی جون شاہین کا ہووے چنگ سرخ

رہ نوردان جنون کی دولت پابوس سے
ہو گئی دشت طلب کے سینکڑون فرسنگ سرخ

خون چکان آنکھون سے گر قطرہ گری تو ہو وین
رود نیل و دجلہ و شط فرات و گنگ سرخ

موسم ہولی میں دیکھا جنے کیا ہے لطف واہ
رنگ سے تیرا ہوا جب طرۂ شب رنگ سرخ

فائدہ کیا مے سے کر پیوینگی اوسکی لطف کو
غیرت و خشم و حیا و شرم و عار و ننگ سرخ

بادہ نوشی شب کو کی تھی تو نی شاید غیر ساتھ
ہے ترا چہرہ جو کچھ اے طفل شوخ و شنگ سرخ

خون عاشق آچڑھا آنکھوں میں اوس قاتل کی آہ
کر سکے یوں ورنہ کب انشا خمار رنگ سرخ

ہے یہاں وہ نخل عشق میں دیوانہ پن کی شاخ
جیسی اوگی نہال اویس قرن کی شاخ

سایہ میں اپنے سرو خراماں کی دب گئے
وہ نخل حسن یوسف گل پیرہن کے شاخ

دیو سفید صبح کے سر پر نظر پڑے
آج ایک روپہلی اور سنہری کرنکی شاخ

عکس ذقن کو شوخ کی بالیدگی نے کی
پیوند نخل سیب سے نازک بدن کی شاخ

ہیں سوکھی ساکھی ہاتھ کچھ ایسی ہے شیخ کے
نکلی ہو جیسے کوئی درخت کہن کے شاخ

ق

بھینسا سُر اپنے حکم میں ایک ایسی پیر ہیں
جو جیٹ سے توڑ ڈالتی ہیں کرگدنکی شاخ

شہرا میں کسکی آئی یہ ساچق کہ رات کو
جھمک جھمک پڑی خوشی سی ہر ایک گا[illegible] کی شاخ

سونکی تھی درخت نہی لاکھوں اونکے ساتھ
گوٹونکی بیل تھی تاروں کی پھول اور کرنکی شاخ

انشا لگادے نخل غزل میں تو اور شاخ
لیکن وہ شاخ سو جو بڑی سے پھبن کی شاخ

پھر کاش پھول تھی ہر ایک اوس چمن کی شاخ
پھولی نخل کے شر سے طلائی کرن کی شاخ

لیلے کی جھولنی کی جو اوڑتی سے کچھ سنے
مجنوں بھی خوب جھولی پکڑ کر ہرن کی شاخ

موتی ہے اوگی پاوی جو نخل انار کا +
پیوند نخل شمع مرصع لگن کے شاخ

کنگھی کری جہاں وہ پری اوس زمین سے
نکلی بجای سبزہ غزال ختن کے شاخ

بادل بھی آکے شوق سی جھولا کریں جو ہو
اس آم کے درخت میں ایک لاکھ من کی شاخ

خوبی جو اوسکی ساعد سیمیں کے دیکھ پائے
تو پھونک دیوی آتش گل یاسمن کے شاخ

جوگی جی آپ گلشن اسلام میں عبث
پیوند کچھ نہ کیجئے اواگون کے شاخ

انشا تری نہال سخن کے گلے لگے +

مخمّل بند عیسی معجز سخن کے شاخ

ردیف الدال

نہ لگی مجھکو جب اوس شوخ طرحدار کی گیند — اوسنی محرم کو سنبھال اور ہی تیار کی گیند
دسترس ہو تو تری سیب ذقن پیار ون — قرص خورشید کی اور لمعہ انوار کی گیند
جھٹ پلٹ آ جو لگی بیچ مین چھاتی کی تری — تھی یہ رو کی ہوئی کس محرم آرا کی گیند
رکھی ہی ماہ شب چاردہم دلمین ہوس — کہ وہ قالب بنی اور ہو تری دستار کی گیند
لیجے اوسکو بدل آپ جو پیمانہ مین — ق گم ہوئے مجھسے جو کل آنکو سرکار کے گیند
گرد مقیش طلائی کے کرن ٹکوا کر — مین یہ لایا ہون بنا اطلس گلنار کی گیند
گوکھرو لہر نبت ڈانک ستارونکی سمیت — اور ایک پہونچی ہے زر لفت نمودار کی گیند
گیند بازی مین مہارت ہے یہ تجھکو کہ تری — گومتی پار تلک پہونچی ہے اب وار کی گیند
شال رومال کے تو چوٹ مجھی کچھ نہ لگی — اب بنا پھینکیے کمخواب کی شلوار کے گیند
کھینچ مارون جو اس آہ دل سوزان کا چھد — تو بنا ڈالون ابھی برق شرربار کی گیند
ہے کھلاڑی وہ برا جسنے کہ ٹھوکر کبھی — پھینک سر دی ہو اگنبد دوار کی گیند

لگے فرمانے وہ سن کل غزل انشا کو
واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کے گیند

لگ جا تو مری سینہ سے دروازہ کو کر بند — وہی کھول قبا اپنی کی ہی خوف و خطر بند
افسون نگہ سے تری ای ساقی بدمست — شیشہ مین ہوی شکل پری اپنی نظر بند
ٹکراتی ہوی پھرتے ہین ہم کوچہ مین اوسکی — کیا کیجیے دروازہ ادہر شاد ادہر بند
یا شاہ نجف نام اشارہ مین ترا لون — ہو جائے دم نزع زبان میری اگر بند

آوی وہ اگر یار سفر کردہ تو انشا
مین دوڑکے کس لطف سی کھلواؤن کمر بند

حضرت عشق ادہر کیجے کرم یا معبود — بال گوپال ہین یہان آیئے ہم یا معبود
بندہ خانہ مین اجی لائی تشریف شریف — آگے رکھہ دیجیے ان آنکھون پہ قدم یا معبود

نفی اثبات کی شاغل جو قلندر ہیں سو وہ
اپنے گردن کو نہیں کرتے ہیں خم یا معبود

اپنے داتا کی حقیقت نے ہیں جلوہ ہم میں
لمعۂ نور تجلی کے قسم یا معبود

ق

جلد ہٹکا ری سبزی کی نشہ کو کوڑا
کھینچئے اور کوئی سلفہ کا دم یا معبود

آپ ہی آپ ہیں وہ آپ نے سچ فرمایا
یوں بھی کچھ دھوکی سے تھی نام کو ہم یا معبود

ورنہ یہ عاریتاً ہے جو وجود اپنا سو
گذران وہ قوت جو ان موجد ہے یا معبود

واقعی بولتے ہی اپنے لڑا بیٹھی جو آنکھ
کیوں خود ہی سے نکلی پھیر وہ ہے یا معبود

آنکھ کو کہتی عرب عین ہیں سو تین اگر
دم برآیا ہی تو پھر ہیں عدم یا معبود

رات تریاک نشے تو اولٹ ڈالا واہ
کوئی گھولا تو وہ تھا کاسہ سم یا معبود

سدرہ تک آن تو پہونچا ہوں بقصد یہ
کہ بڑھوں اور بھی دو چار قدم یا معبود

چار زانو ہوا اب انشا بھی زمین سے اوٹھ
تک وجب رہنی لگا سادہ کی دم یا معبود

گر کوئی چاہی کسی کو یہ نہیں کچھ کام بد
رکھ دیا ہے یہاں عبث لوگوں نے پیار کا نام بد

ہر طرح رہتی ہیں خوش ہم فضل مولا سے مدام
خاک مونھ میں اونکی جو کہتی ہیں ہیں ایام بد

ابتدا ہی دوستی میں دل کو ٹے ہے بے کلی
کچھ نظر آتا ہے اس آغاز کا انجام بد

ہیں جو عاشق زلف و عارض کے تری انکو مدام
شام سی ہے صبح بد اور صبح سے ہی شام بد

ق

واقعی ہاں شہر بد کر سینکڑوں کی ہار جیت
شغل میں جو پڑکے ہی سچ ہی بت خود کام بد

لیک جی لگنی کے خاطر تجھکو میری ہی قسم
ایک ستہ ایک ڈلی ایک لونگ ایک بادام بد

روٹھنا اوس سے مناسب ہے نہیں انشا تجھے
ہاں کہنے کو اری ہے یہ خیال خام بد

نظر کر علی کو قرین محمد
ہوا نور حق ہمنشین محمد

ریاض القدس میں ہیں کہتی ملایک
یہ ہے آفتاب جبین محمد

وہ ہے وحی و معنا قرآن ناطق
وہ ہے جبرئیل امین محمد

ید اللہ کے نام سے ہے جہان میں
درخشندہ نقش نگین محمد

علی سے جن اشخاص نے بغض رکھا
اونہون نے کیا قصد کین محمد
غرض لعنۃ اللہ اون ناکسون پر
کہ تھی اسفے آستین محمد
ق
نہین باسوا اونکی دنیا مین کوئے
ضیابخش شرع متین محمد
ائمہ کی تعریف کس سے بیان ہو
منور ہوا اون سے دین محمد

انہین بارہون برج سے سیر انشا
ہوئی زیب چرخ برین محمد

یہان سینہ ہے مدینہ اور دل نبی کی مسجد
کیون قبلہ ہے پھونچتی اوسکو کسیکی مسجد
جن نے وہ تیغ ابرو دیکھی وہ یون ہی بولا
جوہرسی ہینتے تاڑ لے یہ پری کی مسجد
متھرا مین جون کنھیا وہ بت جو ہاتھ آوے
تو مین اوسی دکہا دون عبدالنبی کی مسجد
ہین جابجا لٹکتے خفاش جسکے چھت سے
اے زاہد وہی ہے کیا شیخ جی کی مسجد
کیا موچہین منڈی منڈی اور تکہ ڈاڑہی نکے
کی سیر مین جو دیکھی ایک ناصبی کے مسجد
ایک مست کو جو کھینچا زاہد نے تو وہ بولا
ایسی ہے بلا ٹہیری گویا کسی کے مسجد
اندرہی شرع سے لے مجھکو تیا بہلا یہ
بابا کا گھر ہے تیری یا گنجنے کے مسجد

انشا کا دل بنایا مہر علی سے حق نے
لازم ہے اوسکو کہنا سید علی کی مسجد

نبی مدد حق سے کرین کیا مردم دنیا مدد
سب تلک یا لا مدد ای عالم یا لا مدد
کھینچتا ہون نعرۂ حق کھیلتا دہمال ہون
ای مری سائین مدد داتا مدد مولا مدد
اب کسی ہو ذیکو جرتا ہون پھر ایک بھنگ گھوٹنا
ہو مدد حق ہو مدد ہو ہو مدد یا مدد
فرقۂ یاجوج و ماجوج آپہم لڑتے ہین جب
وہان کری ہے عاشقونکی بھنگ کا سوٹا مدد
جتنے ہین ناسوت کی بدبوت بہاگین ہو کی بھوت
ایک چٹکی بہر جو کر بیٹھے بھبوت اپنا مدد
تھی نگہ مستونکی جون رجب بھیلی کی چھر سے
حضرت وحشت مدد ای جوشش سودا مدد
ق
جی مین ہے بن کر زرابی آپ بھی للکار دی
کی نہ مرد آدمی ہین سنے گراہی انشا مدد

نام پر سالار دل کے عشق کو ڑا ہیر کوئی

گا خنا و ولہ مد د جلوا مد و سہرا مد ہ

لوٹین ہین مست یون بسر خاک اینڈ اینڈ
انگڑائیان لین جون شجر تاک اینڈ اینڈ

گلشن مین پھول جاوے ہے سرو سہی اکڑ
چلتا ہی جب وہ با قد چالاک اینڈ اینڈ

انگور خم سینہ کو کیونکر نہو فشار
مسلی ہے اوسکو یہ دل صد چاک اینڈ اینڈ

یہ گنبد خمیدہ نہین جای اعتماد
اے بیخبر نہ سوتہ افلاک اینڈ اینڈ

چھلی کو اپنے جامہ شبنم کے ہر گھڑی
تکمہ ہی کری ہے وہ بت بیباک اینڈ اینڈ

بسمل تری نگاہ کا میدان قتل مین
لوٹی ہے جیسے مست خطرناک اینڈ اینڈ

انشا کا ہے خمار مین یہ حال جس طرح
خمیازہ لی ہے صاحب تریاک اینڈ اینڈ

میان چشم جادو پہ اتنا گھمنڈ
خط و خال و گیسو پہ اتنا گھمنڈ

اجی سر اوٹھا کر ادہر دیکھنا
اسی چشم و ابرو پہ اتنا گھمنڈ

نسیم گل اوس زلف مین ہو تو آ
نہ کر اپنے خوشبو پہ اتنا گھمنڈ

شب مہ مین کہتا ہے وہ ماہ سے
رکابی سے اس رو پہ اتنا گھمنڈ

نہین ہے شمع کر فکر اپنے ذرا
انہین چار آنسو پہ اتنا گھمنڈ

اکڑتا ہے کیا دیکھ دیکھ آئینہ
حسین گرچہ ہے تو پہ اتنا گھمنڈ

وہ کہہ پنجہ انشا سے بولے کہ واہ
اسی زور بازو پہ اتنا گھمنڈ

ردیف الذال

کیون نہ گھبراؤن کہی جب مجھکو تو مشفق ملاذ
تھا بیانہ ویسی باتین روبرو مشفق ملاذ

کونسی یہ وضع ہے سوچو تو اپنے دلمین تم
بی بتی کہنا کبھو مجھکو کبھو مشفق ملاذ

سنکر ہون دشنام دنیا یات مین ای واہ واہ
تمنے یہ کچھ زور سیکھی گفتگو مشفق ملاذ

آپ گر غصہ نفرماوین گرون [illegible]
موجب تہمت ہے پھر ناکو بکو مشفق ملاذ

خوف آتا ہے ہمین اب بات کہتے آپ سی
اندنون آتی نظر ہو تند خو مشفق ملاذ

باندھ کر تیغ وہ تبر چلنے لگے بیخون کی پل
چشم بد دور اسقدر ہو جنگ جو مشفق ملاذ

مسخر کیا آپ پر ہے دل لگا تا گر ہوا
شہر میں ہیں اور لاکھون خوبرو مشفق ملاذ

مدعا حاصل ہو انشا کا کبھی آجاے
یہی غرض خواہش یہی یہ آرزو مشفق ملاذ

چھین کر دو میری قلمدان سے کاغذ
ہیں اسمین پڑے بند کئی دیوانگی کے کاغذ

اوس طفل کو بھیجو نگا مری شوق ہے اتنا
محبوس ہوئی ساری گلستان کی کاغذ

ہے وصلی سرکار پہ جدول سے طلائی
اب آپ لگی رکھنے بڑی شان کے کاغذ

اوس شوخ نی کل ٹکڑی ریختا کی کئی اوسکے
مارے سر اوستاد پہ وہ تانکے کاغذ

ہیں میں لکھی ہیں خط اوسکے پاس تو قاصد
پہچا کہ یہ ہیں سخت سے ارمان کی کاغذ

کیا چہرۂ انشا کا ہوا رنگ گل اوسکا
یکبار جو قاصد نے دیا آن کے کاغذ

لکھدو آخوندجی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ مری موہنہ سے لگی اوس کی گلی کا تعویذ

کچھ تو دو اپنی نشانی مجھے بندا بالا
توڑا زنجیر کڑا قول کا چھلا تعویذ

دل دہڑکتا تری عاشق کا بجا وہی ہرگز
گرچہ سو لاکھ طرح لکھہ دی مسیحا تعویذ

نقش ہوئی ہم تو اجی قہر تھا اوس کافر کا
لال ناڑی مین بندھا ہا ہی وہ نیلا تعویذ

سر کے بالو نسی لٹک جسکی سے الجھا تو کہا
اب لگا مجھکو ستانی یہ نگوڑا تعویذ

ق

گرچہ سیانون نے پڑہ افسون بہت اتوار کے دن
خون ٹھہرا ہی مرے واسطے لکھا تعویذ

جی جلا اپنا سا پھونکا کئی لونگ اور اسپند
مشک سیندور اگر مرچ فلیتا تعویذ

جب ٹیڑی کا مجھے سایہ تھا نہ وہ ترا لیکن
کام آیا نہ کسی شخص کا گنڈا تعویذ

حاضرات اب نکرو بس نہ پڑھو سورۂ جن
دوستو چپ رہو جانی بہی دو کس کا تعویذ

شیخ جی چپو تو یہان چیڑہی نہ کہولا کیجی
آب نیسان مین لی کورا اسکو را تعویذ

خیر انشا کے جو چاہو تو بلا دو دہو کر
اوسکی بازو کا وہ ننھا سا روپہلا تعویذ

مستی ہے تیری آنکھوں کی ہے جام سی لذیذ / ہے ورنہ کون شے مئے گلفام سی لذیذ

چٹکاری کیون بھری نہ زبان تری ذکر مین / کوئی مزہ نہین ہے تری نام سے لذیذ

گالی وہ اوسکی مونہہ کی انکھین دکھاتی وقت / ہی واقعی کہ پستہ و بادام سے لذیذ

انشا کو لذت اوسکی جو اپنی حسن سے کے / ہے زور طفلگی کے بھی ایام سے لذیذ ق

آجاوے گی تجنگی پہ جو میوہ درخت کا / وہ کیون نہو بھلا ثمر خام سے لذیذ

ردیف الرا

ہین زور حسن سے وہ نہایت گھمنڈ پر / نام خدا نگاہ پڑی کیون نہ ڈنڈ پر

تعویذ لعل ہے کی نہ پھرئی گھنٹ پر / ایک نیلا ڈورا باندھی اس گوری ٹنڈ پر

یارب سدا سہاگ کی مہندی رچا کرے / بیٹے نچین کھچین رہے آفت ازنڈ پر

یہ بارہ سیری کا شدگی وہی مستی استدر / جو تم رگڑ رہی ہو مسروہی کرنڈ پر

دو تین ان تو ہو چکی اب پھر چلاو دین / فیروزہ کی لاٹ کی اوس جو بیٹھی گھنڈ پر

وہ پہلوان [illegible] / بولا کہ کوئی غش ہو تو ایسی پھنڈ پر

جو کالی کوٹھی سی چھتی [illegible] ہین ہین / سو جسم چوب سی جو خفا ہین تو جنڈ پر

[illegible] لگا بیٹھی ایک جو پیچ / اہل ہماری زخم جگر کے کمنڈ پر

انشا بدلکی قافیہ رکھے ہے جو بار سے / چڑھ بیٹھا ایک اور بھی اکنڈ پر

یہ جو حشت بیٹھی ہین [illegible] کی سنڈ پر / اوتار جلکی کرتے ہین پیپل کی جھنڈ پر

اسی سیر جہان لگی اس سر کو تیری گنگا / بلبل او داس بیٹھی ہے ایک سوکھی ٹنڈ پر

شیوہ کی گلی سے یار تبھی جب لپٹ گئین / کیا ہی بہار آج ہے برہما کی روند پر

راجہ جی ایک جوگی کی چیلی پہ غش ہین آپ / عاشق ہوئی ہین واہ عجب لنڈ منڈ پر

انشا نے سنکی قصہ فرہاد یون کہا / کرتا ہے عشق چوٹ تو ایسی ہے منڈ پر

کیا بھلا شیخ جی تھی دیر مین تھوڑی تیھر
کہ چلی کعبہ کے تم دیکھنی روڑی تیھر

ای لبا کہنہ عمارات مقابر جنکے
لوگون نے چوب و چگل کی لیے توڑی تیھر

جاؤ ای شیخ و برہمن حرم و دیر کو تم
بہائی بیزار ہین ہم ہمنی یہ چھوڑی تیھر

کبھی دلہا ہی تبان تجھسے پسیجین ای اشک
تو یہ ہم جانین کہ بس تو نی نچوڑی تیھر

نہ چری نوک سی نشتر کے عیاذاً باللہ
کوئی عشاق کی تھی یہ چھاتی کی پھوڑی تیھر

کوس ہٹین فقرا اہل دول کو تو ابھی
اونکی ہاتھی ہون بہاٹہ اور یہ گھوڑی تیھر

گر سگ گرسنہ کی شوم کی مطبخ کے پاس
تو بھلا ہڈی کی جا کیا وہ بھنبوڑی تیھر

نہ ہنسا ہین جو ہنسانی سی شب اونکی تو کہا
تجھ قربان کرون ہای نگوڑی تیھر

ایک غزل اور سنا دی ہمین انشا ہر چند
تو نی ایسی بہی کسی ڈھب کے نہ چھوڑی تیھر

ہلکی پھلکی جو ہلے دیر کے روڑی تیھر
چوم اور چاٹ کی ہین کعبہ کی چھوڑی تیھر

دفن ہے کوہ کن غمزدہ جس جا ای چرخ
رکھدی لو ہو بہری وہان لا لگی تو تھوڑی تیھر

دوستو صندل سا یہ دہ سی کیا ہوتا ہی
ہو رہی ہین مری سینہ کی دو دوڑی تیھر

رقت آئی نہ تجھی حال پہ میری سچ ہے
ہو جو پتھر اوسی کیا کوئی نچوڑی تیھر

ہاتھ ٹک مجھسے ملاتی ہے یہ فرمانی لگے
تجھ سے پنجہ وہ کری جو کہ مروڑی تیھر

کانور و دیس مین مت جائیو ای صاحب فوج
زور جادو سی وہان ہوتی ہین گھوڑی تیھر

ق
توسن فکر عدو اپنی رہ انجام کی ساتھ
پہونچی تب جب کہ چلین کہانی سی کوڑی تیھر

گھور او نہین ہوئی صنم مینی کہا تو بولے
مین تو انسان ہون ہو تو ہی نگوڑی تیھر

بہت کٹیا گئی اری کاٹھی پڑین مٹھی جالک
رائی اور نون تری دید و نہ مین تھوڑی تیھر

ق
وہ بہری گو دو کہا بولی کہ ای دیوانے
پھوڑی سر اپنا تو لی اور بھی تھوڑی تیھر

سانپ سی تیری مگر زلف کہلی نہر کی بیچ
چادر آب سنی ٹکرا کے جو پھوڑی تیھر

لہر ایسی ہی چڑہی موج کو جس سے کہ وہ شیخ
مونہہ پہ کف جوش سی لا اوسنی جھنجھوڑی تیھر

معرفت کی وہ غزل اب تو سنا دی انشا

جس کو سُن صوفیوں نے سر سے ہوں پھوڑے پتھر

آدمی چیز ہے کیا اون نے نچھوڑی پتھر
پھونکی جس جلوہ نے سب طور کی روڑی پتھر

چادر آب کا گرنا تو پہاڑون پہ دیکھہ
واہ کیا حکم ہین یون جسنے نچوڑسی پتھر

کر نظر لعل و زمرد کی طرف سینے ہین
سرخ اور سبز عجب رنگ کی جوڑی پتھر

آتش عشق آلہی سے ہی خالی کیا شے
یہ شرر رکھتی ہین سب سینہ مین توڑی پتھر

آبلہ ہین دل دریا کے حباب ایسی ہے
جسطرح کوہ کی چھاتی پہ پڑے دوڑی پتھر

تیری دولت پہ پڑی خاک سن اے حرص خلیل
یا الٰہی یہ تیری زور کے ہون توڑی پتھر

صنع معمار قضا کر نظر اے دل جسنے
کمر کوہ کی کس وصل سے جوڑی پتھر

کہہ غزل اور بدل قافیہ انشا کہ تکرار
نکل آئی ہین بہت توڑنی جو پھوڑی پتھر

کھاوین ہر چند کہ بارش کے تڑیڑے ہی پتھر
پر سہین کب مرے اشکون کی ڈریڑی پتھر

ہین دوانا جو کہین چڑہ گیا ہاتہہ اونکی تو شب
دامن کوہ کی لڑکون نے نہ چھیڑے پتھر

لخت دل کا مری یہ رونا ہے کچھ اشکون مین
لطمہ موج سے جون کھاوین تھپیڑے ہی پتھر

سینہ صد چاک نظر آیا ترے عاشق کا
اوسکی تربت کے جو ہین جا کی ادھیڑے ہی پتھر

جن پہاڑون مین مزارین ہین تری کشتون کی
لیوا ویلی جو کوئی وہا نکی اوکھیڑے پتھر

ایک غزل اور بہ تبدیل قوافی انشا
تو نے آخر کو ہین اس بجر کے چھیڑی پتھر

صحن لڑکون کی جڑی کیون نہ تراشے پتھر
ایسی خبطے کو چبا جاے جو کڑ کڑ پتھر

پھر پہیری سی جنونکی مجھے آیا ہی ہے جب
کرتے ہین دامن اطفال مین لکڑ پتھر

کوہکن کھا گے گرا سر پہ جو تیشہ وہین
بی ستون کی گئی تن اوسکی مین گڑ گڑ پتھر

تربت قیس پہ ٹکرای یہ آہو کہ تمام
گئی شاخونکی دہڑا دہڑ سے وہ جھڑ جھڑ پتھر

توڑ کر کچھہ سنگ دلی کا جو شب آیا اوسکی
سانس لیتے مری چھاتی سی گیا اڑ پتھر

سنگسار اوسنے کیا تجھکو بہت سا اے دل
شیشہ چرخ پہ اب تو بھی وہی ایک جڑ پتھر

اونکی ساجھی مین جو ہم یاری تو یوں لگنے لگے
لاؤ پانسے دو ادہر کھیلو کی چوپڑ ٹہہر

بی اوب خدمت سادات مین بیسے جو متجہر
جو کہ کانٹے اوسکا ہو سب چور دہر ٹہیر

شیشہ دل کو بچا ہی ہوئی نہ کہنا انشا
ہار بیٹھے نہ کہیں جہٹ سے وہ اکہڑ تہیر

راتونکو نہ نکلا کرو دروازہ سے باہر
شوخی مین دہرو پانو نہ اندازہ سے باہر

جراح نہ رکھ پنبہ و مرہم کہ یہان لگ
نکلے ہی ہر ایک زخم تر و تازہ سے باہر

لی قیس مبارک ہو کہ لیلے نکل آئے
پردی کو اوٹھا محمل جمازہ سے باہر

پیتے وہ جماتی ہین تو گویا کہ نزاکت
ٹپکے پڑی ہے شوخی خمیازہ سے باہر

گو غیر نے آوازہ کسا اوسکی گلی مین ہم
پر مین کوئی نکلوں ہوں اس آوازہ سی باہر

نارنگی کے چھلکے ستی مگر عطر مین ڈوبے
بو باس یہ تہی او وئہ غازہ سے باہر

رہتے ہین سدا خواہش احباب سی انشا
اجزا مری دیوان کی شیرازہ سے باہر

مانگا جو مینے بوسہ اونسے چمن کے اندر
بولے کہ یہان نہین چل مجھی بہون کے اندر

شعلے بھڑک رہی ہین یون اپنی تن کی اندر
دو ون لگ رہی ہو جیسی گرمی سے بن کے اندر

ہے خال یون تمہاری چاہ ذقن کی اندر
جس روپ ہو کنہیا آب جمن کے اندر

جو چاہو تم سو کہہ لو چپ چاپ ہین ہم ایسی
گویا زبان نہین ہے اپنے دہن کے اندر

کیا گھات کی جگہ ہے چھپنے کی جہاڑ نیچے
مہندی کی ٹٹیونکی او جہل چمن کے اندر

ق
گل سے زیادہ نازک جو دلبران رعنا
ہین بیکلی مین شبنم کے پیرہن کے اندر

ہے مجھکو یہ تعجب سو ونگی پانو پہیلا
یہ رنگ گوری گوری کیونکر کفن کے اندر

ق
کافر سمار رہا ہے سارنگی کا یہ لہرا
طبلے کی تال وسم کے ہر ہر برن کے اندر

سو جلیو نونکی باہر مطرب جو گا رہا ہے
آتی ہے کس مزی سی آواز چھن کے اندر

غم نے تری ٹہبایا ای ماہ مصر خوبے
یعقوب وار بیکو بیت الحزن کے اندر

مونہہ چنگ بیچ تیری مطرب یہ تاریوں ہے
کانٹا لگا ہو جیسے کالی کے پہن کے اندر

بل بے ترا اکڑنا ہاتھ میں طپنچہ — اور آکے بیٹھنا یوں مجلس میں تنک کے اندر
سوجھی تو دور کی تھی کہنا نہیں و لیکن — اتنا تو میں کہونگا اس انجمن کے اندر
وہ چیز نام جسکا لینا نہیں مناسب — سو تیری رو رکھی سو رکھی اس بانکپن کے اندر

یوں بولا سنکے سنتے ہو میر انشا
ہیں طرفہ ہم مسافر اپنے وطن کے اندر

آئی نہ آپ رات جو اپنے قرار پر — گذری قیامت اس دل امیدوار پر
ہے اشتیاق بوس و کنار اس قدر کہ یار — جی تک تو ہم لگاتی ہیں اب ایک بار پر
ساقی صراحی گلفام لا شتاب — ہے تجھکو کچھ خیال بھی ابر بہار پر
شادابی ہوا میں یہ کیفیت اسکی ہے — سو رنگ کے شگفتہ ہیں گل شاخسار پر
نظارہ سوی دانہ شبنم اگر کروں — جاتی ہے چٹ نگاہ پھسل سبزہ زار پر
اشجار جھومتی ہیں پڑے صحن باغ میں — تاک اینڈتی ہیں مست پڑی جویبار پر
موج بہار لالہ خود رونی اے نسیم — کچھ آگ سے لگاے ہے آ کوہسار پر
سو سو طرح کی شکل دکھاتا ہے کیا کروں — عکس شگوفہ ہے جو پڑا آبشار پر
ہو کر ترانہ سنج لب جو کے پاس بیٹھ — سو سو طرح سے جھاڑتی ہے اپنے ہزار پر

انشا سے اب تو آنکھ چرا دی یہ قہر ہے
اس وقت میں تو رحم کرو اسکی خمار پر

ساقیا یہ خوش آئی بوئے خانۂ خمار — دوڑی ہی ہم سبو لیکر سوے خانۂ خمار
زلزلہ قیامت کا اور صور اسرافیل — ہوتی ہیں چہل سنکر ہوے خانۂ خمار
ایکبار جو آیا لوٹ پوٹ ہے بس خیر — ہلہلہ رہی غضب جا بجا کوئی خانۂ خمار
زاہدا کسی بہا میں وہ بہشت کی نہریں — نور سے ہی یہاں لبریز جو ہی خانۂ خمار

چھوڑ کر حرم انشا یک بیک دوڑ آیا جب
خواب میں نظر آیا روی خانۂ خمار

لی چلا دامان صحرا کو گریبان پھاڑ کر — آخر آ مجھکو جنون چھٹا ہے پنجہ جھاڑ کر

چھڑ گیا جو میکدہ میں محتسب رندوں کی ہاتھ خوب ہی سید ہما تنبا یا سب نے اسکو جھاڑ کر
سن خروش نعرہ اپنا سے عدو تو چیز کیا کھا کے دہشت بھاگ جاوے دیو بھی چنگھاڑ کر
کیوں نہ دیکھی جلوہ حق اید ل الکھیا گیا اٹک طور آسا بیچ رہ تو پانو اپنے گاڑ کر
چھوڑتے ہیں اب کوئی دو چار بوسہ بن لئے چٹکیاں لے گا لیگی خواہ تو بوچھاڑ کر
ہم نہیں چھوڑنی کی ان باتوں سے پیارے شوق کی اور نکل کر اور چلّا اور توبہ دہاڑ کر

مختلط غیروں سے دیکھا شب جو انشاؔ نے ہمیں
ہوگیا وہ جان بوجھ انجان سب کچھ تاڑ کر

جو چاہے تو مجھے ہنسوڑے کی خیر تو یوں دیکھا اس گھوڑی بھوڑی کی خیر
کدا دی نشہ کے مرے رخش کو میاں ساقی اس سانڈی کوڑی کی خیر
دکھائی مجھے سیر باغ ارم الٰہی ہو اس سبزہ گھوڑے کی خیر
ہنسایا جو پینے تو بوسے نہیں نظر آئی کچھ اس نگوڑے کی خیر

لگا بیٹھ انشاؔ کو ٹھوکر تو ایک
ارے اپنی سونٹے توڑے کی خیر

ہے یہ اوس مہ جبین کے تصویر یا کسی حور عین کے تصویر
بن گئی دود آہ مجنوں میں ایک محمل نشین کے تصویر
اپنے داغ جگر میں سوجھی ہے مجھکو اوس نازنین کے تصویر
دیکھ لے اوسکی ہیں پیشانی ہے یہ خاقان چین کے تصویر

نظر آتی ہے اشک انشاؔ میں
جبرئیل امین کے تصویر

دل کر دی کیا مجھکو لکھ کر خط نہاں نے یہ مہر داغ کی آگ ہی سے ہوا اسکی پیشانی پہ مہر
کل ڈرا کر مجھکو دشمن سے لگے فرمانے آپ آج سے رکھنا تو اپنے کہانی اور بانی پہ مہر
داغ دل کے گرد ہیں یوں چھوٹے چھوٹے اور داغ ہوا رکی کی جسطرح فرمان سلطانی پہ مہر
حسن کے بدری کی ٹوڑی کی سرک سہندی کو کہو آرہی ہے دیکھ ایسی میں کچھ آسانی پہ مہر

اوسکی ابرو پر نہیں ہی خوشنما چیچک کا داغ
ہے یہ شاہ حسن کی تیغ خراسانی پہ مہر

اس غزل نے ایک پری پیکر انگوٹھی کو اوتار
کے دہان سعدی شیراز و خاقانی پہ مہر

سید انشا ہی سلیمان شاہ کشور کا غلام
اب کھدا تا ہون ہی سنگ سلیمانی پہ مہر

اے صبح تجا سارے چمن نذر پکڑ کر
مل ہم سے تو ایک غنچہ دہن نذر پکڑ کر

صورت یہ اوسکی آنکی دیکھی تو چلا جاے
سب رایحہ باد یمن نذر پکڑ کر

اللہ رے صفائی کہ تری رنگ کی آگے
آئینہ ملا صافے تن نذر پکڑ کر

اسکو نہ سمجھ قرص قمر یہ شب ہجران
ہم سے ملی ایک سانپ کا من نذر پکڑ کر

ہی جی مین کہ ملجاون جوانان چمن سی
ایک شیشہ صہبای کہن نذر پکڑ کر

ہی قصد کہ اوس نرگس جادو سی ملین ہم
ایک بچہ آہوی ختن نذر پکڑ کر

زر پاس نہین عید کے دن اوس سی ملین گے
ہم اشرفی داغ کہن نذر پکڑ کر

حمام مین تو آوی تو جاوی شہ خاور
اپنا تجھے زرینہ لگن نذر پکڑ کر

گھر آوی کبھی تو وحشت کو دلا بن کی قراول
نوکر ہو نہ دو چار ہرن نذر پکڑ کر

اس دل مین مری کھنچ گئی تصویر تمہاری
عاشق یہ چلا تم سے بہن نذر پکڑ کر

ٹھنڈک نہ پڑی کیون کہ گئی چادر مہتاب
زخمی کو تری ایک کفن نذر پکڑ کر

بکھری تری رخسار پہ جو زلف تو مجھکو
ایک داغ ملا چاند گہن نذر پکڑ کر

گو نذر نہو جی مین ہے لجاؤں اوس سے
اپنا ہی بیساختہ پن نذر پکڑ کر

لب آپ اگر ہو تو لین اوس سے پیاسی
سیلاب بہ مہراب فگن نذر پکڑ کر

جو شخص حسینی ہو تو اوس پاس چلا جای
رضوان سند خلق حسن نذر پکڑ کر

حوران بہشتی اوسے مجرا کرین آکر
غلمان ملین سب سیب ذقن نذر پکڑ کر

ایسے ہی بڑی قافیہ پیش آئے اب انشا
فن جن سے ملا اپنے دمن نذر پکڑ کر

سفینہ نہ چلا شعر و سخن نذر پکڑ کر
دل اوس سے دلا تھوڑی سی بن نذر پکڑ کر

نقاشِ خیال اوسکو اگر پاوے تو جاوے
اپنا ورقِ نقشۂ کن نذر پکڑ کر

جاوے وہ صنم بیچ کو تو آپ کنہیا
جھٹ سامنے ہو مرلی کی وہین نذر پکڑ کر

ہے تجھکو یہ رتبہ کہ ترے سامنے آوے
جبریلؑ امین علم لدن نذر پکڑ کر

ایسا ہی گتی مین ہون کہ سب اونکی بلا لے
دریا یہ ملین مجھسے تو گن نذر پکڑ کر

لگمن دل کو لگا قصد یہ ہے عید کو اونسے
مین اب کے ملون تھوڑا سا گھن نذر پکڑ کر

دلہن کی بہت چال پسند آئی ہے انشا
لے ہنبہ نہ تو بھی کئی ہٹن نذر پکڑ کر

کیا اون سے ملون عید کی دن نذر پکڑ کر
ہون سامنے ایک بچہ جن نذر پکڑ کر

یون مجھسے کہا دس ہی تو ہین چاہتین گیارہ
لی اشرفیان اپنے تو گن نذر پکڑ کر

جس مین کہ خشونت ہو کبھی اوس سے نہ ملئے
ملی تو کئی حرفِ خشن نذر پکڑ کر

ہون واعِ بدل مرتعش اب یون سے آگی
جون کانپے کوئی مردِ مسن نذر پکڑ کر

گو بادشہ روم ہوا ہی حضرت انشا
کچھ ہین نہ ملون آپ کی بن نذر پکڑ کر

بولی وہ جب ہاتھ رکھا مینے اونکی ران پر
خیر ہے تمکو اجی لعنت کرو شیطان پر

بیٹھی کب کی تھی بھلا کچھ اور ڈھب کے بات چیت
تھر ٹوٹے عیب کا بہتان اور طوفان پر

ہوتی دیتی ہے نہین ہین آنکھ سے اوجھل ذرہ
غصہ آتا ہے مجھی صاحب کی باوا جان پر

واقعی صاحب نے دل میرا نہین ہرگز لیا
ہاتھ تو دہرئی نہا دہو کر بھلا قرآن پر

ہاتھ سے صاحب کے گو ہم تنگ آوین ہو سو ہو
شکوہ کرنا آپ کا ہمکو نہین شایان پر

کیا کہین کہنی کی کچھ منزل نہین باقی رہے
ہو گئی ہم لوٹ پوٹ اونکی ادا و آن پر

کونسا ہوگا بنی آدم کہ جس سے ہم رکین
قصد یہان کر بیٹھی ہین ہم جان ابن الجان پر

ہو پری یا حور یا غلمان ہمکو کیا غرض
آپ بن کوئی گذرتا ہے نہین کچھ دھیان پر

گہر گیا تھا دل مین انشا کی جنہون نے واہ واہ
دہر گئے وہ آج اپنے ہاتھ دونو کان پر

کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر
فعل بد تو انسے ہو لعنت کرین شیطان پر

کیا ہو قطع اسکہری تشریف لاتی ہے بجا
مین اگر خط غلامی لکھہ دون اس احسان پر

پہنچ تھی اسپر ہی ہر دانونسی لو پہنچا کچھ پرے
کیا غضب ہوتا اگر پاتا کہین انسان پر

کہے جب پر سے بجتے ستاب سحر پر
لگی پہیل بس چاندنی ساری گہر پر

شرریون او بہر آئی داغ جگر پر
سنہری ہو نام علی جون سپر پر

اشارا کری ہے سمان جوگیا کا
کہ ملتی بہبوت آج ہوے سحر پر

کبھی عجب پہر پہنہ تلوی چلین گے
قدم آپ رکھتی مرے چشم تر پر

میان مجھکو کچھہ جو توفیق حق ہو
کہڑا ایک آزاد ہے تیری در پر

ق

کہان تک کرون مین زمانیکا شکوہ
مصیبت ہے ان دنون تو سب اہل شر پر

خصوصا وہ جو وضع دار ونشین ہین
برستا ہی افلاس ہے اونکی در پر

سکہار ام جانی رہو پیادے گیا لو
کہڑا اپنا کہتا ہے اب اونکی در پر

سلیمانے تلوار توڑے چکا ہے
لگائی ہے اب تاک شاید سپر پر

پڑا ہنہناتا ہے بن گہاس گہوڑا
ہوئی چار فاقہ مین ہیہم نفر پر

پڑہا انشا غزل اور ایک تازہ ایسی
کہ ہو آفرین جسکی ہر شعر تر پر

ابھی رونا آتا ہے شمع سحر پر
کہ بیچاری اب مستعد ہے سفر پر

چمک اوس پری وش کے مانند شب کے
پڑی پہرتی ہے اپنے تار نظر پر

میری وہ دل فقیرانہ ہو نے
لگائی ہے جا عرش اعظم کی در پر

ابھی کیسی رلاتی ہو مجھکو تمہین کیا
نہین جسم آتا مری چشم تر پر

یہی وضع ہے تو مجھے کھوئی گا
پڑی ہی پہرے گا ہاتھ رکھے کمر پر

ابھی جبین ہے اب کہین بیٹھہ رہیے
بس ایک باندھ تکیہ کسی رہگذر پر

پہر آئی رہ کعبہ سے ماری ڈر کے
چڑھے ہے زاہد مقتحہ مفت خر پر

جنون سے اگر آشنائی ہوئی تو — مطول کو دی مار تو مختصر پر

کچھ ایک صاف صاف ایسی لکھ شعر انشا
کہ وہ مارین چشمک صفا می گوہر پر

گیا یار آفت پڑے اس سحر پر — اور اوسی برسنے لگی بام و در پر
صبا نے سحر دون کو ایک آہ ٹھنڈی — قیامت ہوئی یہان دل نوحہ گر پر
نہ شوخی کھلا دور ہو یہان سے شبنم — نمک کیون چھڑکتی ہے زخم جگر پر
مری ہوا مین گلشن کو آتش لگی ہی — نظر کیا پڑے خاک گلہای تر پر
ق
کوئی دیو تھا یا کہ جن تھا یہ کافر — مجھی غصہ آتا ہے پچھلے پہر پر
پری زاد تھی ایک شب وصل وسکو — اوڑالی گیا چٹ بٹھا اپنے پر پر
قل
بڑی خوب ہو گی کیون شیخ صاحب — بلین گے بہشت برین مین اگر پر
ہر مرد کی ایک چونچ ہوگی بڑی سے — کہ مارو گے ٹھونگ اوس سے ہر ایک پر
پڑی اوڑتی پھیری گا جون کالی کوا — کبھی اس شجر پر کبھی اوس شجر پر

دیا نامہ سید انشا تو اون نے
دو تیر جڑے ایک سر نامہ بر پر

یہ جل ترنگ نے پھیلا دی آگ پانی پر — کہ جلکی گر پڑی خود دیکھ یہ آگ پانی پر
بنا ہے اپنی ہوا خاک آگ پانی پر — نہیں یہ سہل کھلاڑی کی لاگ پانی پر
سبک وہی ہی یقین ہے کہ سم نہ ڈوبین گے — جو اپنی لیجی گھوڑے کی باگ پانی پر
یہ لہرین لیتے ہی آئینہ مین وہ زلف سیاہ — کہ لہرین لیوی پڑا جیسے ناگ پانی پر
غیور کہتی ہے جنا سہاگ دکھلا کر — کہ خوب کھیلے مہاراج پھاگ پانی پر
یقین کہ خواجہ خضر نے بچھائی جا نماز — جو بیٹھی جاتی تھی ایک بوڑھی کھاگ پانی پر
چلو نہ تیرتی دریا مین بے تکلف ہو — کہ ہو وین خوب سے گہری سہاگ پانی پر
بھلا وہ دیوین تنک ظرف کسکو جام شراب — کہ باندھے بیٹھے جو پیاسون سی لاگ پانی پر
ڈلا جو چوکی نواڑیکی اونکے دیتے سے — تو بطخون کی طرح تو بھی جاگ پانی پر

خیال میں تری بالیکی گذری جو جھلے
سحاب بن کے سر کوہ کو ن رو یا ہے
نہ چھینٹے لڑے عبث مجھسے خوف ہی کہ مبادا
ادھر لو لگا ادھر جھنا بیچ تر بیٹھے
جو روپ تھا وہ گدا ری کا بن گیا سارنگ
عجب طرح کی ہے بیڑی کی سیر دریا میں

ترہو بین گانی لگیں سب سہاگ پانی پر
جو ہر طرف نظر آتی ہیں جھاگ پانی پر
کہیں سہاگ سے ہو وہی وہاگ پانی پر
عجب طرح کا ہے تیرتھ پراگ پانی پر
کہ چاندنی نے لگا دی ہے آگ پانی پر
کہ ہوتا جاتا ہے سب ناچ راگ پانی پر

کنور جی تیری جو سونی میں ساتھ انشا کی
تو جاگے سونی کے اور اوسکی بھاگ پانی پر

عجب ہے چشمہ مہتاب سے تھی آگ پانی پر
نجا دریا نہانیکو تجھی ہے آگ پانی پر
ستی ایک ہو گئی بیراگن آکر گھاٹ پر تب سے
پری کی شکل ایکدن تو نکو یہان تیرتے دکھلائے
تنہ یلا فتق والا تیرتا تھا خوب سب بولی
تری رانون تلے یہ گھوڑا دریائی سبک ویسی ہی
نہ اوڑتی آپ جوگی جی ابھی ہم بھی جو چاہین تو
نہانی والون نے دریا سے تھا یہانتک کہ دیکھو

سنایا چاندنی نے آج دیپک راگ پانی پر
کہ سورج دیوتا گاتی ہین دیپک راگ پانی پر
وہ وا سا چھا رہا ہے اور سب بیراگ پانی پر
پڑی بہرتی ہے اکثر دوڑتی ایک آگ پانی پر
یہان ہے مشک اور تو نکی ٹھیری لاگ پانی پر
کہ مطلق سم نہ ڈوبین جو اٹھالی باگ پانی پر
بچھا کر مرگ چھالا بیٹھ لیں بے لاگ پانی پر
نقش کی طرح ابھر آئی سراسر جھاگ پانی پر

تصدق کرتے ہین ہم نعمت الوان کو ای انشا
اسی ایک جوگی کی روٹے اور دال ساگ پانی پر

لے اونہون نے جو یہہ پھولونکی چھڑی ڈالی توڑ
پینگین امریون مین جسوقت چڑھاتا ہون مین
غل مچایا تری دیوانی نے ایسا ہے کہ جھٹ
کہہ کر آئی تھی کہ ہم پانچ گھڑی بیٹھین گے

بیٹنے بھی آپکے دو لڑیکی لڑی ڈالی توڑ
مجھسے کہتی ہے یہ ساونکی جھڑی ڈالی توڑ
اپنی زنجیر کے سر ایک کڑی ڈالی توڑ
مین نے اس ڈھرکے سے کل اونکی گھڑی ڈالی توڑ

ساتھ پریون کے یہ ہم جھولی کہ انشا نے

ڈالی جو آنب کی تھی سب سے بڑی ڈالی توڑ

پیر شاہ خان کسے کو نہ تو تشنہ کام چھوڑ — تحقیق خاص و عام برای عوام چھوڑ

سایہ سے اپنے کہتی نشہ کی ہین دہن مین آپ — ای سیہ کی امی مری حبشی اسے غلام چھوڑ ق

کالی بلا کے شکل بنا کر جھپٹ کے جا — مین نے کہا نہ دور ہو مجھکو نہ تھام چھوڑ ق

پیک صبا نے آکے یہ فرہاد سے کہا — لی تیشہ اپنے ہاتھ مین اپنا نہ کام چھوڑ

شبدیز پر سوار ہے باشان خسروی — شیرین نے بیستون کی طرف دی زمام چھوڑ

سنکر اشیر باد بس آغا نے ایک جریب — دی پشت برہمن پہ بزور تمام چھوڑ ق

کہنی لگا جو رنجی چہ رنجی تو بولے آپ — کردی تو بد دعام چیرا رام رام چھوڑ

این مردمان ہند مرا میکنند اسیر — ام بابا باگ جاوین گے بس انتقام چھوڑ

انشا غزل ایک اور ہے عالم کے تو سنا
اس قافیہ ردیف کو تو لا کلام چھوڑ

ای آہ اٹھو اپنی کہین آن بان چھوڑ — جاوین کدہر بلا کہ یہ ہفت آسمان چھوڑ

صحرای لق و دق مین سلگتا ہون یہی آپ — وہ آگ ہون گیا ہو جیسی کاروان چھوڑ

او تری تھی جو جہاز سے اونکے نہ لی خبر — بی رحم ناخدا نے دئی بادبان چھوڑ

محمل نشین نے سنکے حدی تیری غش کیا — کیا تو نے اشتلا یہ دیا ساربان چھوڑ

مجنون مین کچھ رہا نہین بس ای تپ فراق — اب اوسکی سوکھی ساکھی تو خیدہ استخوان چھوڑ

دجال کا سا عانہ صدمہ ہو خلائق پر — دلیو خیون کا ہاتھ سے مین دون جو کان چھوڑ

ہان کسطرح وہ قصہ صنوبر لگی جو کر — ای قصہ خوان آدہو رہی نہ یہ داستان چھوڑ

انشا تو چل کے وادی مجنون کی سیر دیکھ — ایک آن تو مصاحبت باغبان چھوڑ ق

سیر طواف قیس جو آئین نشین حور یان
سو جا بجا گئین ہین وہ اب پھول پان چھوڑ

چپنے کہا نہ بس مجھے ای نازنین نہ چھیڑ — مین خوش نہین نہین نہین ہرگز نشیق چھیڑ

پہونچی اگرچہ سدرہ تلک بے ادب بہی شرط — ای ہدہ شہپر روح الامین نہ چھیڑ

ای اثر وہ ہی آہ دل شعلہ خیز بس
رأس و ذنب گویا نفس الشین نہ چھیڑ

چین بر جبین ہو ایک بت چین تو غرور سے
اکثر کلاہ گوشہ خاقان چین نہ چھیڑ

کہہ مرثیہ میں بث پڑھی کی غزل ایک اور
انشا کسے کا تذکرہ بغض و کین نہ چھیڑ

ای دل تو ذکر لیلی محمل نشین نہ چھیڑ
ہے یہ تو سخت قصہ اندوہ گین نہ چھیڑ

مجنوں نے مرگ خواب میں دیکھا اوسنے جان دے
اوسکی حکایت نفس واپسین نہ چھیڑ

کی یہ وصیت آہ کہ جیتا جو قیس ہو
تو کہیو اوس سے بس مجھے طاقت نہیں نہ چھیڑ

دن امتحان کے وہ جو تھی سو تو ہو چکے
دوری سے اپنی آپ مجھے ہو کر قرین نہ چھیڑ

دامن سے میری آکے لپٹ ہمکنار ہو
اب بات وہ نہیں کہ مری آستین نہ چھیڑ

دنیا کے شرط مانع بوس و کنار تھے
کہتا کسی کو کون ہے زیر زمین نہ چھیڑ

مکتب نہیں کہ کوئی کرے گا یہ تجھکو منع
اوسکی ذقن نہ چھیڑ تو اوسکی جبین نہ چھیڑ

تیری سوا ای دخل ہے آوین ملک جو پاس
بھٹکے جو گرد تو کہوں اے حور عین نہ چھیڑ

انشا اب آگے کیا ہے کہ پہلی ہے کہہ چکا
ہے یہہ تو سخت قصہ اندوہگین نہ چھیڑ

اے دل سمجھ کے اوسکی تو زلف رسا کو چھیڑ
کم بخت کیا کرے ہی نہ کافر بلا کو چھیڑ

غنچوں نکو یہ ناز گل کو مسل اور صبا کو چھیڑ
لیکن نہ اوسکے عقدہ بند قبا کو چھیڑ

مین فندقین جب اونکی بنانے لگا تو وہ
بولے کہ دل پری ہو نہ میری حنا کو چھیڑ

کیا گا رہا ہے اپنے اوبچ اے صدی سرا
جس سے کہ قیس لوٹ ہوا اوس صدا کو چھیڑ

نالو نسی میری بختی جو بلبل تو بولے آپ
واہ ای اوجڑ گئی نہ مری آشنا کو چھیڑ

شوریدگان عشق سے باتو نہیں مت او سمجھ
ای بے ادب پری نہ گروہ خدا کو چھیڑ

ای ہمنشین یہ موسم ہولی ہے اندنون
منظور ہے جو سیر تو اوس خوش ادا کو چھیڑ

لیکن کچھ اور سانگ نہ لا سر پہ اپنے اب
نیلا قصابہ باندہ کے اونکی ردا کو چھیڑ

چپکا نہ بیٹھ میری سامنے ای چہر آئینہ
ق کہتا ہوں بات مان نہ اہل صفا کو چھیڑ

ایک بوالہوس نے اونکی جو نا ... کچھ کہا
رستے مین اونپر تو سن حرص و ہوا کو چھیڑ
بہ قع اولٹ کے موںہہ سے وہ کہنے لگی چچی
بیٹا کسی جوان سے صاحب ادا کو چھیڑ
دیکھی بہی ہے کسیکو دوانی تو کچھہ نہین
بیٹا کو اپنے چھیڑ تو اپنے بوا کو چھیڑ
ق
انشا جو ہونی ہوی سو ہو دل کہی ہے یون
تا چند ضبط آج تو اس دلبرا کو چھیڑ

لیجا کے چپکے چپکے دو شالہ کی نیچی ہاتھہ
ناخن گڑو کے چٹکلے لے انگشت پا کو چھیڑ

ردیف الزاء

خط ترا نو رستہ دیکھہ ای یار شوخ و شنگ سبز
زہر کہا اپنا زمرد نے کیا ہے رنگ سبز
اپنی آنکھونکی جھڑی بہی کم نہین برسات سے
فیض سے جسکے ہوئی یہ سینکڑون فرسنگ سبز
اشک کا قطرہ جو ٹپکا ہیرہ الماس تھا
کیا تعجب گر اثر سے اوسکی ہو ہر سنگ سبز
عشق مین ہونے نہین پاتی کسی عنوان سے
غیرت و عار و حیا و شرم و نام و ننگ سبز

کیون نہ ہو سرسبز انشا شل سرو سبز آج
سبزہ و نو خیز ساقی سبز تس پر بنگ سبز

ردیف السین

باغ امید مین یون ہے چمن یاس کے پاس
جون بہم ہو بہی گلاب اور انا الناس کے پاس
ای سحر چاک گریبان سے مری آتی ہے
جھانکو کچھہ حضرت عیسی کے سے انفاس کے پاس
کیون نہ پہر کوری سبو مین مجھے بو بادہ شراب
ساقیا شیشین سے آتی ہے چلی پیاس کے پاس
جہکے البیہ زاہد نے کہا بوسہ کے وقت
آپ کی ڈاڑہی ہی مین کیا چ رہی ہے ناس کے پاس

بحر و بر سے سبہ مجھے آتے ہی مدام ای انشا
جامہ خضر کے او رجبہ الیاس کے پاس

ہنس گئے عندلیب ہو بیکس
ہای تنہائی اور کنج قفس
قیس لیلے سے مل گیا تنہا یہ
نہین آتے جو آج بانگ جرس
اوسکے پہر تو کے سب یہ جاوی تہی
موسی و نہ رونار و طور قبس

آئی وحشت کے پھر بہار کے دن
ہو چکا ہم سے خیر ضبط نفس

میں جو شب اوس سے راہ میں لپٹتا
ہم حاکم رہا نہ خوف عسس

ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی کہ پھر
اونکی اونگلی کے چڑھ گئے جھٹ نس

لگی کہنے کہ میرے دامن کو
نہیں اب تک کیا کسی نے مس

مفت جل جائیگا پری بھی سرک
ارے میں آگ اور تو ہے خس

جبکہ دیکھا کہ چھوڑتا ہے نہیں
تب تو ٹھہری کہ ڈنگی لو بس دم

بن کے سوا بن گیا وہاں نہ سہی
مجھے پیچھے کری جو اور ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھ ساتھ
آٹھ نو دس ہوئے بس انشا بس

بس نہ دنیا کے رکھ اے صاحب ادراک ہوس
خاک ہے خاک ہی سب خاک کی کیا خاک ہوس

لیگئے اینڈتی کے وہ جو تہ خاک ہوس
اب نکالیں گے وہ بنکر شجر تاک ہوس

تھوڑی سی عمر میں کس شے کی ہوس کیجے کہ بس
کرنے دیتی ہے نہیں گردش افلاک ہوس

جھانک تک کھڑکی کو دکھاتا نہ رہی باقی اور
تیری بسمل کو کچھ اے قاتل سفاک ہوس

روح مجنوں سے کوئی پوچھے کہ کیا کہتی ہے
دشت پیمائی بیابان خطرناک ہوس

ٹک ہم آغوش ہو مجھ سے کہ نکالے تو سہی
کچھ تو اپنی بھی گریبان کا مری چاک ہوس

حیف ہو انکے غزالوں کو نہ آوے کیونکر
بہلی دیکھکے دہائی تری پوشاک ہوس

بھر گئی ہے دامن نظارہ میں نرگس کے پھول
اور کیا کہیے ہے اب دیدۂ نمناک ہوس

میں لگا یوں ہوں تصدق ہو بگولی کی طرح
کوچہ یار میں با ہر خس و خاشاک ہوس

جب تلک شیشۂ صہبا نہوا اے زاہد خشک
یہاں ن بجھادے ہے کوئی کاسۂ تریاک ہوس

چل مدینہ کے زیارت کو تو انشاء اللہ
کہ نکالیں گے تری وہاں شہ لولاک ہوس

زلف و چشم یار میں دام گرہ گیر قفس
تھی اسیری اپنی قسمت میں زنجیر و قفس

میں تری ابرو و مژگان و نگاہ و چشم آہ
طائر دل کو کمان و ناوک و تیر و قفس

پار ہونا بحر الفت سے نہیں ممکن کہ ہے
موج و گرداب حوادث مثل زنجیر و قفس

شام غربت آن پہونچی ہم صفیر و ساتھ کے
پہیر ہم ہین اور فریاد ہم ہو زیر قفس

کر رہا صیاد جلدی سے کہ جاوے رحم ہی
دیکھ تو ظالم بہلا یہ صید دلگیر و قفس

بال و پر تو ٹک ہلا و پنجہ و منقار سے
ہم صفیر و توڑ ڈالو دام کو چیر و قفس

مرغ روح اپنا نہ کر جاوے کہیں پرواز ہاں
کر دو اس سینہ کو اے صیاد کی مرو قفس

بال و پر اوڑ جائیں گو ہو دام میں مجروح سا
چھوڑیو ہرگز نہ لیکن سن تو بحر و قفس

صید دل کی پھر خبر صیاد نے انشا نہ لی
جرم الفت کے عوض میں ہے یہ تعزیر و قفس

پہر تو کہہ پہر کے دم سرد مری موشگہ نہ چوس
ہان وہ کس طرح کہ بید زرد مری ہونٹ نچوس

تہرے ہے لعل مسی زیب سے تیری کہنا
رنگ یاقوت ہے یہان گرد مری ہونٹ نچوس

رہ فضیحت نہ چلون تو مجھی چھوڑ نے دی
دیکھ یہ جا گہہ ہے لب برد فرسے ہونٹ نچوس

مجھکو حیران نکر چھوڑ تیری وحشت سے
دیکھ خسا ہو ہی زرد مری ہونٹ نچوس

صدقے اس ناز کے انشا سے یہ کہنا چل بے
چوٹ لگتی ہے ہوا در دمری ہونٹ نچوس

ردیف الشین

بہت غنیمت کہ خوب دولت لی ہیا جھکو آکے یہ نوازش
کمال الطاف و مہربانی بڑی ہی توجہ کرم نوازش

غلام ہی دام جی سے خدا وہی محب صادق رجوع خاطر
غضب ہے اسیر بہی میری حق مین جو آپ فرما دین کم نوازش

وہی تفقد وہی تلطف جو آپ اگلی طرح سے کرتے
تو بندہ خانہ مین میری کرتے بہلا یہ کیون ہی ذو عجم نوازش

برہمنان کنشت بولی مجھی جو کل راہ مین ملی سب
کبھی تو از بہر سیر کیجے بسوی بیت الصنم نوازش

لکھے خط مین سلام اگر کبھی جو لکھتے تھے وہ بھی چھوڑا
غرض کہ تم ہمکو ایسی بھولے گئی وہ سب بہ قلم نوازش

سبھو نہی غلط گر ہیں ہم سے یہی تو یہی بات ایسی دہیانے
ستم جو مخصوص ایک پر ہو سمجھ کہ ہے وہ ستم نوازش

تصدق اپنی خدا کی جاؤن کہ پیار آتا ہے مجھکو انشا
ادھر سے ایسی گناہ پیہم ادھر سے وہ دمبدم نوازش

ہو جاوے اگر جہان فراموش
کب دل سے ہو دوستان فراموش

جاتے ہو تو یاد رکھیو مجھکو
مت کیجیو مہربان فراموش

صد حیف کیا بچھڑ گئے ہمکو
تمنے ای قدر دان فراموش

اسطرح بھی دوستونکو اپنے
کرتے ہین دوستان فراموش

سبحان اللہ ہے یہ انصاف
یہان یاد ہے اور وہان فراموش

تو بھولے یہ دخل کیا ہے ہم تو
کر بیٹھے ہین خود کو یہان فراموش

ایسا تجھی ہو گیا یکایک
انشا اللہ خان فراموش

جہان ہوئے مجتمع بوضع بادلہ پوش
ہوئی جو آکے خیابانمین مجھسے ہم آغوش

گلے لپٹ گئی یہ کھنچی سی لگے سبب کیا ہی
برنگ بلبل تصویر کیون ہو تم خاموش

نسیم وا کہا سینے بھرکے ٹھنڈی سانس
کہ یہان فراق مین یارونکی کچھ نہین ہے ہوش

شفیق ہمدم و ہمراز سب گئے انشا
شگفتگی نہ رہی طبع کو نہ جوش و خروش

کہان وہ گھر کی صحبت کہ دلکو ہو وا شد
ہوا ہی ہجر اوڑا لیگئے سب اپنی ہوش

سنین بہار کی القصہ جبکہ یہ باتین
کہا یہ مصلحتہ مجھسے ہو کے جلوہ فروش

شتاب جائے ملو تم وزیر اعظم سی
ہلال چرخ ہے جسکا غلام حلقہ بگوش

کنایہ فہم و لطافت لب و خوش اخلاق
امید گاہ عزیزان عصر و عذر نیوش

نگاہ لطف سے جسکے جہان ہی مالا مال
شگفتہ لعل مین جسکے زلال چشمہ نوش

ہجوم ماہ وشان اوسکی بزم مین ہر سو
صدا ہی یہین دف و چنگ و بانگ نوشانوش

یہ سنکی لائی ہین تشریف سید انشا بھی
ہی شغل عشرت ہی تاکہ ہو مدہوش

ز علم توسن اقبال ہاتھ ہو تیرے
غرض کی رکاب مین اقبال غاشیہ بر دوش

کیون سا خیابان لال ہوا ہے یہ رنگ فرش
شیشے شراب سرخ کی ہین جا بجا سنگ فرش

جون آئینہ ہے اوسکی جہان چاندنی بچھے
وہان عرش ہی کی پاؤن کا سایہ ہی رنگ فرش

تمنے پلنگ دور بچھایا تو کیا ہوا
تم جانتی ہو مجھکو کہ میں ہوں پلنگ فرش

شیخ دراز قد نے جو مجلس میں ٹک دھرے
پہلتی کبھی سمجھیو نہ کہ آیا کلنگ فرش

ٹک فربہی کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیاد
دریا کی بھی نہنگ سی کچھ یہ نہنگ فرش

جو مجھ میں اور اون میں دھما چوکڑی مچے
فراش بولی زور ہوئی یہ تو جنگ فرش

دھما پڑا جو پاؤں سے انشا کی بول آپ
کیا سخت بی لحاظ ہے ہی ہی یہ ننگ فرش

ردیف الصاد

کیوں نہ دل ہو دل اوسی دنیا میں نہیں ایسا شخص
یار وہ کہتا ہی ہے دنیا میں کہیں ایسا شخص

موج دریائی نزاکت میں نہ ڈوبوں کیونکر
جس گھڑی غصہ میں ہو چین بجبیں ایسا شخص

مقتبس نور سے ہی جسکے حرم کا جلوہ
چڑھ گیا اپنی نظر آج یہیں ایسا شخص

جسکی صورت کیطرف دیکھ بھچک سب رہ جائیں
چاہیے بزم میں ہو صدر نشین ایسا شخص

کوئی ممکن ہے بھلا جان بچے دیکھو تو
دوستو جس سے کہ ہو بر سر کیں ایسا شخص

کیوں خرابات نہو خانۂ اسلام بھلا
ہو جو بتخانہ میں غارتگر دیں ایسا شخص

سب مکانات سے پھر کیوں نہ شرف ہو دلکو
دیکھ تو جسمیں ہو اللہ مکیں ایسا شخص

ساکن کوی صنم خانہ ہوں کب رکھی ہے
ہوس گلشن فردوس بریں ایسا شخص

متصل سوجھتی جاتے ہیں ہزاروں مضمون
آج بیٹھا ہے مری ہو کے قریں ایسا شخص

یارب انشا کو سدا عیش و طرب میں خوش رکھ
حیف ہے جور فلک سے ہو حزیں ایسا شخص

ردیف الضاد

لینا تھا دل سو لی چکا ای بے وفا غرض
آوے جو میرے پاس تجھے اب سو کیا غرض

اپنے گلی میں دیکھ کے کہنے لگا مجھے
کیا میرے پاس آنے سے تجھکو بھلا غرض

کیوں فائدہ بھی کس لیے کاہیکی واسطے
سو جب سبب حصول بھی کچھ مدعا غرض

مطلق نہ آشنائی ہو دنیا پہ گر گھمنڈ
ظاہر پرست ہوتی ہیں سب آشنا غرض

انشا خیال محض ہے اسیر خدا و لیو
ہر گز کسی کے ساتھ نہ لے غدا غرض

زہی نسائم فیضان مبدع فیاض
نمود جس سے ہوئی سب جواہر و اعراض

مدام ناصیہ سا ہیں حضور میں جس کے
سواد چشم شب و گردن سحر کے بیاض

بدیع فطرت و خیاط جامہ تنویر
وہ جسکے ہاتھ گریبان صبح کے مقراض

حکیم و حاکم و حکام دہر میں جس سے
ہمیشہ خلق جہان کو ہزار ہا اغراض

ریاضی اور طبیعی سے ماحصل یہ ہے
الٰہیات سے تا فہم کو نہو اعراض

مجردات کو مخلوق کے مواد کیا
(عقول عشرہ — جمع مادہ)
سیاست مدنی سیکھہ جاویں تا مرتاض

ردیف الطاء

میں بہانے جو لگا لیکے مئی ناب کی بط
چیخ کر دوڑ پڑی باغ کے تالاب کی بط

بس دبی پانو کی آہٹ سے بھی کر او شعور
ہے غضب دشمن جان عاشق بیخواب کی بط

چار سی پار تو آجاوے کسی بات اے انشا
بن کھڑی ہو جو صدائے دل سرخاب کی بط

شغل کے واسطے طاوسی بناؤ تو سہی
پر نہیں بن کے یا جامہ کمخواب کی بط

جوش پر دیکھہ کے گل چشمۂ مہتاب انشا
بن گئی غیب سے ایک طائر سیماب کی بط

کیا وصل تیری عمر میں رہی ہمیں جان غلط
حاشا غلط غلط غلط اے مہربان غلط

دو چار دن جو تم سے نہ بولی تو کیا ہوا
پیر چاہئے ہمیشہ نہی یہ گمان غلط

میں اور ترک عشق بھلا کچھہ بھی ربط ہے
اے مہربان غلط غلط اے قدردان غلط

تصمیم عزم کعبہ نہو تو بھی زاہدا +
لو ہم سنے کی بھی ہو رہ کوئی تبان غلط

اے سیر حاج جیب ہو خدا کا بھی نام لے
مجھسے ہو ترک صحبت پیر مغان غلط

آوارہ وحشت شوق میں مانند گردباد +
بھٹکا پھرون ہون کرکے رہ کاروان غلط

انشا سے اب محال ہے انشائے راز کہ

ہی وہ جو کچھ کہ آپ کی خاطر نشان اختلاط

کسطرح جیسے تجہسے ہو وے باہم اختلاط
ہین تو بی جرأت یہان تک تم سے یہ کم اختلاط

آپکے خدمت مین جو عرض نیاز و بندگے
ہو مجال اپنی بھلا کچھ کر سکین ہم اختلاط

ہو گئے بسکہ کلیان بہت دلبستگی رہو
اپنی جی ہی اسطرحکا یار سے ہر دم اختلاط

غنچہ ہی غنچہ کو جو اتفاق سے پہونچے ہو منہ پہ کے
کر رہی ہو گلستان مین رو شبنم اختلاط

جو خصوصیت کہ انشا کو ہی اور ونکو کہان
گرچہ رکھتا آپ سے ہے ایک عالم اختلاط

مجھسے اس روز جو کیا سیر باغ شرط
یار و معاف رکھو اسی ہے دماغ شرط

گو خاک اوڑاتے پھرتے ہی مانند گرد باد
لینا ہی اپنے یار کا ہمکو سراغ شرط

تو ہم ہین تم ہین یاد فراموش بھی ہے
پھر تازہ آج تو ڑکے باندہ ہین چباغ شرط

گو سینہ داغ داغ ہو مونہہ ہو وے جگر
جون لالہ مجھکو ہاتھ مین لینا ایاغ شرط

انشا دماغ شعر و سخن اب کہان رہا
ہے سچ تو یون کہ چاہیے اسکو دماغ شرط

ردیف الظاء

کسکو سنا کر کہا آپ نے او بے لحاظ
مجھسے نہ اتنی رہی ہوتے رہو بی لحاظ

گریہ کنان دیکھہ کر مجھکو کہا شوخ نی
تاڑتے ہین لوگ سب چپ ہو نہ رو بی لحاظ

ہونٹھ ہے مل ڈالیئے یہ ٹہنی ولمین خیر
اوسکو مچھے اب کے تم کہنے تو دو بی لحاظ

پاون لگا دابنی مین تو وہ غصہ ہو رات
کہنے لگا چونک کر چھوڑ یہ خو بے لحاظ

آج تو جو دلمین ہو یار سے کہہ بیٹھیئے
ایک گھڑی کی لیئے ہو جیے گو بے لحاظ

سیکھہ ادب لاکھہ بار ہمنے کہا بات مان
پھر وہی کرنے لگا کرتے ہین جو بے لحاظ

چھوڑے اب انشا کو ئی آپکو یہ ذل کیا
اور بھی دو گالیان اور کہو بے لحاظ

ردیف العین

تجھسے ہے ساقی ایک جام طمع
اور رکھتا نہین غلام طمع

مجھسے پیر مغان نے فرمایا
اپنے مشرب مین ہے حرام طمع

تو نے وہ ماجرا سنا کہ نہین
ق کر کے آئے تھے خاص و عام طمع

سر منڈا ہے ریش قاضی کھینچ
جو حریفون نے کی مدام طمع

اوسمین کچہ مے نہ تھی صدا آئی
گو بمفلس بریش خام طمع

جتنے ہین اپنے آشنا و رفیق
ق اونسے یہان ہے فقط سلام طمع

دخل کیا ہے اگر کبھی سے کبھی
دولت و جاہ و احتشام طمع

ہان مگر اسقدر کہ ہے مجھکو
عز و تعظیم و احترام طمع

نہ دکھاوے وہ دن خدای کریم
کہ رہین اونسی ایکدام طمع

چڑ ہے القصہ اپنے ای انشا
ہے زمانہ مین جسکا نام طمع

بوقت صبح ہو یون نشہ شراب طلوع
کہ جیسے مشرق ہی کرتا ہے آفتاب طلوع

یکایک ابر سے شیشہ کے ہوگیا ساقی
وفور نور سے خورشید جام ناب طلوع

جو دیکھی اشعہ لمعات کے جھلک اوسکی
شعاع شمس کی تک لا سکے نہ تاب طلوع

افق سے مشرق طفلی کی ناگہان اپنا
بسان نیر اعظم ہوا شباب طلوع

شب فراق کی ظلمت سے ہے بہ تنگ انشا
خدا کے واسطے اے مہر کر شتاب طلوع

سمجھی ہین قدسیان جسی شاہ جہان مطاع
سو حال سے فقیر کی رکھتا ہے اطلاع

حاشا کہ اسکو ست سمجھہ اور دیہہ جو ہے
جوش و خروش و ولولہ و حالت و سماع

یہ سادگی یہ وضع بھلا ہے تو کون شخص
جس بات مین کہ دیکھی ہے تازہ اختراع

ہرگز جہان نہ پہونچ سکے طائر خیال
ہے کاخ فضل کا ترے یہ عظم و ارتفاع

رہتا کسی طرح سے نہین دلکو کیا کرون
توبیخ و زجر تا بکجا کب تک امتناع

آخر وہ تم جو مجھ سے ہوئی کس لیے بھلا
تقصیر و جرم و اسطہ کچھ موجب نزاع

ہے کون جز ائمہ اثنا عشر بخلق
انشا امور دین مین کرین جنکا اتباع

ردیف الغین

ای آتش فراق ترا بل بے سوز داغ
جلتا ہے دلمین دور سے جون دیر کا چراغ

آنکھ نہین تاکہ نشۂ وحدت کا ہو طلوع
ساقی ہی مغانہ سے بھر دے مرا ایاغ

بیٹھا ہے آج مجلس رندان مین شیخ یون
طوطی کے ساتھ جیسے کوئی ہم قفس ہو زاغ

پیدا لگاوٹ آہ کسی ساتھ ہے کیجیے
لیکن وہ دل وہ دماغ کہان کسکو یہ فراغ

پہونچو نہین کسکی کنہ حقیقت کو آج تک
انشا مجھی ملا نہین اپنا ہے کچھ سراغ

روشن ہی ملک دلمین ہمارے چراغ داغ
ہفتم فلک سے کیون نہ پری ہو دماغ داغ

ہر دانۂ سرشک تو ہے بار و برگ یاس
باری شجر سے آہ کی ٹھہرا ہے باغ داغ

ہم یان تمام عشق کے آتش سے پھک گئی
ای بے خبر تو ڈھونڈھی ہے کیا اب تلک سراغ

اتنی لیے کہ ہجر مین تہا تیرے واسطے
اب وصل بھی ہوا ہے تو باقی ہے داغ داغ

انشا نپوچھ ہجر مین ساقی کی حال کچھ
پیتا ہون خون دل سے مین بھر بھر ایاغ داغ

بخشا یہ حق نے اوس لب گلفام کو فروغ
سایہ سے جسکی عکس کے ہی جام کو فروغ

ہل ہے جھمکڑی چاند سے مکھڑی کی واجبی
کچھ اور ہی ہی جس سے لب بام کو فروغ

شل گھر چمکتی ہین پاؤن کی آبلے
کیونکر نہو وہی اپنے ہر ایک گام کو فروغ

ای سر حاج دیکھیو کعبہ کے راہ مین
ہے کیا ہی آد رندی اشام کو فروغ

ق

نورانی ایک نعرہ لبیک کھینچکر
بخشا ہے جسنے جامۂ احرام کو فروغ

مین ہون وہ صید تازہ گرفتار ہم قفس
جسکے شرار اشک سے ہے دام کو فروغ

یارب سریر بخش سلیمان شکوہ کو
شل نگین ہوا سنے بھی کچھ نام کو فروغ

تا آفتاب مہر علیؑ کے شعاع سے
اوسکی سبب ہو خانۂ اسلام کو فروغ

ہے اوسکی چتر و تاج کی ایسی ہے روشنی
گر روم مین ہو وہ تو رہی شام کو فروغ

انشا ترا جو داغ جگر خون چکان ہو ٹک
باقی رہے نہ کچھہ شفق شام کو فروغ

ردیف الفاء

ہم جو ولی ہون تو پڑی اپنی نگاہ صاف صاف
ذرہ او لٹ پلٹ مین ہے بیان تو گناہ صاف صاف

ہوتی تھی چھیڑ چھاڑ تو غیر یہ دہر کے سو کہے
اتنو لگی سنانی آپ واہ جی واہ صاف صاف

کینا نہین باقی اب رہی بوند لہو کی ایک بھی
نکلی ہے دہوتی دہائی سے آج جو آہ صاف صاف

دور کے دیکھہ بھال سے ہو جو نباہ سو بخیر
تو نظر آئی آئین گر صورت ماہ صاف صاف

ق

قصد گناہ تپہ جہوٹ اپنی تو چڑہ یہ بات ہم
اوسکو کوئی ہین دو دو ہکیل جسکی ہو جاہ صاف صاف

تا ور ملک حسن ہین آپ بس جا ر دہ
چہرہ مین ہے یہ کچھہ ومک جیسی ہو وہ نہان صاف صاف

کھینچ کے تیغ قتل عام کیجئے جو ہو سامنے
قتل ہے قتل قتل قتل خواہ نخواہ صاف صاف

ایک ہی ڈہب سی آہ انشا نکرا ہر گہری
شام کرا ہاٹ اتک صبح کراہ صاف صاف

کچھہ مری قتل کے محضر پہ تو تیغ حرف کی حرف
تا وہ سب یاد رہین لو ہو بہری حرف کی حرف

نوش جان ہی جو تری جام بلورین پہ کہدا
اوسکی گویا کہ تراشیدہ ہین سب جعفت کی حرف

پنجتن پاک کے جو نام ہین سب گرد اگرد
زیب دہ تیری نگہہ کے ہین وہ ہر طرف کی حرف

قتل قتیل قتلا ہے پڑہی ہے قاتل
کبھی دو چار جو سنتا ہی وہ کمظرف کی حرف

بس حرفون ہی مین سب کچھہ ہے یہ انشا ہیچ ہر
بس یہی نحو کے ہین حرف یہی صرف کی حرف

عالم مین دوستی کے اور اسقدر تکلف
اوٹھہ جاتی چاہیئے سب باہمدگر تکلف

تعظیم تنی اتنی ہر وقت فائدہ کیا
اتبک ہے ہم سے تم کو مد نظر تکلف

ہر چند روز کو ہم ہو جاینگی اجیرن
یو ہین رہا کریگا ہم سے اگر تکلف

اوضاع سب تمہاری دلچسپ خوب تر ہین
یہ التماس سنیئے مشفق مگر تکلف

دو چار دن ہوا تو ہووے وے لیکن انشا
آپسمین کب نبھی گا یون عمر بھر تکلف

ردیف القاف

پہونچی فغان کا جوش جو اپنے بگوش برق
جل جاوے وو ہین خرمن جوش و خروش برق

گر ابر شل پنبہ نہ ہووے بگوش برق
کھو دیوے اپنی آہ شرر بار ہوش برق

کم مایہ ہے طپش سے یہ روشن ہو خلق پر
ابر بہار ہووے نہ اگر عیب پوش برق

رکھہ اے ہوای عیش و طرب میرے دوش پر
ہے دوش ابر بار اگر بار دوش برق

انشا ترا فغان دل زار ہے گران
خجلت کنندہ طپش و سوز و جوش برق

تک قیس کو چھیڑ چھاڑ کر عشق
لپٹا مجھے پیچھے جھاڑ کر عشق

خم ٹھونک مری ہوا مقابل
فرہاد کو دون پچھاڑ کر عشق

آیا کج و واکج اس طرف کو
وامق کا گھر اوجاڑ کر عشق

بے فوج سرشک و پرچم آہ
جھپٹا یون بھیڑ بھاڑ کر عشق

القصہ سبھونکی ہو مقابل
پہونچا اب ہم کو تاڑ کر عشق

تا دامن کوہ کھینچ لایا
جنگل مین انہون کو گاڑ کر عشق

ہم عشق اللہ بولے تو بھی
چنگھاڑ کے آے پہاڑ کر عشق

ہے ہے انشا ہمارے دل کو
بے طرح گیا لتاڑ کر عشق

ناوان کہان طرب کا سرانجام اور عشق
کچھ بھی سمجھے شعور ہے آرام اور عشق

لینے نہ دیوینگی مجھے ٹک چین جیتے جی
دشمن یہ دو نو گردش ایام اور عشق

یہان غش ہین شوق طوف مین یاران کعبہ کو
ای نامہ بر تو کہیو یہ پیغام اور عشق

یہان نام لیکے اوسکا پکارا کرون کہ یہان
رکھتا ہے ہر زبان مین ایک نام اور عشق

پوچھا کسی نے شیخ سے تو ہے کس کے — بولا وہ بھر کے آہ کہ اسلام اور عشق

اسباب کائنات سے الٹی ہو سکے نہ بیٹھو
انشا نے انتخاب کیا جام اور عشق +

عشق ہے عرش پہ معشوق ہے کیونکر عاشق — جس پہ ہم غش ہیں اجی وہ بھی ہی ہم پر عاشق
جبھی وہ کیا جو کسی نے تو وہ بولی ای واہ — ایک میرا ہی وہ لاکھوں کی برابر عاشق
تیری تصویر کے بدلے تجھے دیتا ہے تمام — شیخ سعدی کے گلستاں مصور عاشق
چیت دروازے کی کنڈی نکلی اور ترا — مرگیا رات کو جو کھٹ سے پٹک سر عاشق
دیکھ تو عشق کے ٹھہرے کو شب وصل میں آہ — گرچہ ہے پاس تیرے تو بھی ہے ششدر عاشق
آنسو بھر لائے جو ہم دیکھ او نہیں تو یہ کہا — آپ اس شکل پہ ہیں میرے مقرر عاشق
دیکھ کل اونکی طرف شیخ رہا تو بولے — خوبی قسمت کی ہوا مجھ پہ قلندر عاشق
سنگ و خاک در معشوق حقیقی کے سوا — خو گرفتہ نہیں با بالش و بستر عاشق +
بادشاہت ہے اگر عمدہ دربانے میں — ہو رہے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق
ادب آموز ہو مانند ارسطا طالیس — تا جبلت پہ تری ہووے سکندر عاشق
سیکھ تقریر تو وہ شستہ و رفتہ جس سے — قلزم علم کے ہوں تجھ پہ شناور عاشق
فارسی پہ تری آوے نہ ایران کو غش — عربی بولے تو ہوں روم میں قیصر عاشق
نہ کہ صحبت ہو زرا لونسی جو یوں تجھکو کہیں — دمونکی خیر رہی دولہ بہادر عاشق
دیکھتا تجھکو نہیں ہای تو کن انکھیوں سے — تک رہی ہے طرف غرفہ منظر عاشق

کہہ یہ تبدیل قوافی غزل اور ایسی ہی گرم
جسکی مطلع یہ ہو انشا شہ خاور عاشق

کھولی جب چاندسی اس مکھڑی کا گھونگٹ عاشق — کیوں نہ پھر لیوی بلائیں تری جٹ جٹ عاشق
نہیں معلوم اجی تمنے یہ کیا پڑھ پھونکا — کہ تمہیں دیکھتے ہی ہو گئی ہم جھٹ عاشق
سکتی تم کرو غیروں سے بہم تو اپنے — لوٹ پوٹ ہو گئے ہیں کیوں نہ غشاغش عاشق
بھاگتی پھرنے میں کچھ زور اٹھاتا ہے تری — کھا کے چٹیاں تری ہاتھونکی اٹھا سکتے عاشق

گھر سے باہر نکل آخون سے اپنے سر کے — شرح کرتا ہی وگرنہ تری جوگھٹ عاشق
چھپ کی کیا موندی ہی آنکھیں ہی بس کھول دیا — تاڑ جاتا ہی تری پاون کی آہٹ عاشق
آتین شب سیر کو جب باغ ارم کی پریان + — سو ہوئین دیکھکے تیرا یہ چھپر کھٹ عاشق
اپی نسیم سحری اوس سے یہ کہیو کہ ترا — رات سی اتبو بدلتا نہین کروٹ عاشق

ایک غزل اور نئی قافیہ مین بہہ انشا
جسکی سنتے ہی ہو معشوق بہی جھٹ پٹ عاشق

بن تری دیکھی ہی سب دہر کو او جڑ عاشق — کیون نہ سر اپنا بھلا پیٹی وہ برادہٹر عاشق
گر بری حال جیا تیری شب فرقت مین — تو اسی شرم مین بس صبح گیا گڑ عاشق
اجی پہر کو سوا اوسی طرح کہ عشق ہوتا ہی — آپکے الگنیو لکھی سن کے یہ کڑ کڑ عاشق
راجہ نل اور دمن کیون نہ ہون صدقے دو نو — کہیلے جس بزم مین معشوق سے جب پڑ عاشق
زاہد بزم سے کہتا ہے سو دب ہو وہ شوخ — حق کری مجھ پہ ہو ایک آپ سا دبڑ عاشق
کبھی خلقت کو خیال اپنے مین کب لاتا ہے — ہے یہ ضرب المثل بیہان نجشی کا دہگڑ عاشق
اور کیا چاہی ہے بس بہر خدا آ گھر چل — تھک گیا اتبو تری پاون بہی پڑ پڑ عاشق
آفرین سید انشا تجھے آ جکے سے + — جڑ ہی ہے تونے سہ شنبہ یہ جھکڑ عاشق

ردیف الکاف

گر ہیں افلاک و عقول اور نظر بیسون ایک — مدرکات اور مقولات عشر بیسون ایک
رعد و مہ برق و شفق زالہ و تگرک یلدہ و خور — چار سمت اور قاق شام و سحر بیسون ایک
اسطقسات و موالید و جواہر خمسہ + — ہفت اقلیم جہان معدن زر بیسون ایک
سبعہ سیارہ ارکین وجہات و العاد — ہو وین گو لگی یہ جون شیر و شکر بیسون ایک
چودہون علم و سب اعلال و ذکا و دانش — فی المثل ہو وین بہم یہ بہی اگر بیسون ایک
تو بہی حیدر کے ثنا کر نہ سکین کچھ گو ہون — بارہون برج یہ اور آٹھ پہر بیسون ایک
اوسکی بن اون یہ نوامزجہ و پانچ حواس — کب ہون پاستہ ملزوم بشر بیسون ایک
حامل وحی و خضر چار کتب بارہون راس — مہ مین اوسکی ہین با شمس و قمر بیسون ایک

وہ شفیع آپ ہو اور گیارہ امام آٹھہ بہشت — جسپہ اشفاق کری ہون یہ او و سر بیسون ایک
سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ + — رکھتی ہین اوسکی اطاعت کا نہ بیدین ایک

پنجتن چودہ ہون معصوم وحق انشا لیکن
رکھین الطاف کے سب تجھہ پہ نظر بیسون ایک

ہے یاد خرام اوسکی ہین مجھسکو ہوس کبک — لگا دو مری تکیہ ہین سا ہین قفس کبک +
کہتا ہے وہ انگاری تری یاد مین ایماہ — کسطرح نہ پھر شعلہ فشان ہو نفس کبک
شرمندہ ہون جو لانگہہ رفتار سے تیرے — طاؤس بہی روتا ہوا آتا ہے پس کبک +
جس طرحسے پھرتی ہین ترے آنکھونکی ڈوری — اسطرح سے چلتی نہین دیکھے خس کبک

انشا نہین ہمدم جو کوئی کوہ مین اوسکا
ہے کبک کے فریاد ہی فریادرس کبک

بات کی ساتھہ ہے موجود ہے نال ایک پہ ایک — ہی خلاف اپنی سدا اسپ کے چال ایک نہ ایک
ہم بہی اسواسطے بیٹھے ہین کہ ہو رہتا ہے — تجھہ سہی سرو کے سایہ مین نہال ایک نہ ایک
یار ہے پاس پراب فرط تردد کے سبب — آہی رہتا ہے مرے دلکو ملال ایک نہ ایک
دلکو ہر چند بچاتا ہون ولیکن ہیہات — کہب ہی جاتا ہے ان آنکھو نمین جمال ایک نہ ایک
مجھکو کچھہ حسن پرستی سے نہین کام ولے — ہو ہی رہتا ہے مری جی کا زوال ایک نہ ایک
کیا کرون گرچہ بہلاتا ہون بہت مین لیکن — آہی رہتا ہے ترا مجھکو خیال ایک نہ ایک

مجلس وجد مین پڑھہ اپنی غزل تو انشا
کر ہی بیٹھیگا ابہی سستی سے خلل ایک نہ ایک

ایام ان رات کی صحبت مین نہین ہوتی شریک — ہمکو کیا فائدہ گر آپ بہت ہین نزدیک +
اتنی تو نک ہو کے کہی بات ہماری سن لو — رات ہی کوچہ و بازار پڑے ہین تاریک
پان جو ہاتھہ سے کل غیر کے تونے کہایا — پیکے لو ہو کو غرض گھونٹ رہی ہم جون پیک
دور ہو وادی مجنون سے نکل ای وحشت — کس وسیلہ سے ہی لی تجہکو جہانکی تملیک +

وادی عشق مین انشا تو سنبہل کر جانا

ہاں خبر دار کہ یہ راہ بہت ہے تاریک

ردیف کاف فارسی

پہونچے جو تا بہ گوش صدای شکست رنگ
ہوش اوڑ گئی گلونکے یہ جای شکست رنگ

واماندہ ہیں جو قافلہ گل کے ای صبا
بانگ درا ہی اونکو نوای شکست رنگ

غصے سے کیوں نہ چاک گریبان گل کرے
ہے بر میں اوسکی تنگ قبای شکست رنگ

ای ہوش ساتھ خوب ہی چل اس چمن سے ہیں
راہی گلونکی قافلہ ہای شکست رنگ

رونق گئی ہے چہرہ ہر گل سے ای بہار
کچھ یہ بھی ہے چمن میں ہوای شکست رنگ

آتی ہو بہ سیر چمن عرق فشان
ہی تازہ یہ گلونکی بنای شکست رنگ

انشا سمجھ کے پھر مکافات عندلیب
کیا کیا سہی گلونکی نوای شکست رنگ

پھونک دی عشق نے جب اس دل بیتاب میں آگ
غل مچا یہ کہ گرے معدن سیماب میں آگ

جی یہ چاہے ہے ابھی شیشہ صہبا کو اونڈیل
شمع سے دیجے لگا چادر مہتاب میں آگ

جب سے وہ شعلہ برق آنکھوں میں پھرتا ہے مرے
چونک چونک اوٹھوں ہوں میں دیکھ اجی خواب میں آگ

تجھ بن ای ماہ شب چاردہم برلب جوے
پھر رہی ہے مری اس دیدہ پر آب میں آگ

یاد مسجد میں جو آیا خم ابروے تیرا
لگی انشا کی دم گرم سے محراب میں آگ

بسکہ تنہا تری شب ہجر میں ہے نور پلنگ
اپنے لیں کروٹیں یہانتک کہ ہوا چور پلنگ

سیج پھولوں کی پری ایسی یہیں پڑی ہے کہ بس
صدقے ہوتی ہے ترا دیکھ ہر ایک حور پلنگ

خوش نگاہوں نے لگا دی ہیں جو آنکھیں اونکا
دستہ ہای گل نرگس سے ہے مستور پلنگ

چاندنی میں تو نہ سو کوٹھی پہ ڈر ہے کہ ترا
لیکے ہو جائے پری کوئی نہ کافور پلنگ

بادلیکی تری نگری کو جھلکے ہے جو ماہ
دیکھتا ہے اوسی شاید ترا منظور پلنگ

جسمیں پیتے لگی ہیں سوئی ہوں اوسپر کہ مرا
تجھ تلک پہونچ رہے ای بت مغرور پلنگ

چودھویں رات کے چاند اسپہ نہونا مغرور
کہ تو سویا ہے بچھاکے مجھسے بہت دور پلنگ

آج سیری بھی لپک دیکھو جھپکے پر آنکھ | گرچہ ہے جلد لپک جانیں مشہو پلنگ

آج پریوں کا اوتارا ہے یہاں ای انشا
ماہ تابی پہ بچھے بھیس بدستور پلنگ

ردیف اللام
شعر ترکی

ارواد لاری کوددم بو کون قاسی ساریغ قاسے شیل
قاسی تون لاراق ابدی قاسو بو یاق لاسے قزیل

سلطنت بیچتی ہیں درد کشاں خاک کے مول | ہے یہاں سایہ ہما کا خس و خاشاک کی مول
سر واز ادکی حقہ کش افیونے نے | بیچے ایک ادھی کو اور کولی لئی ڈہاک کی مول
قصد ہو باغ بنانیکا تو لے لیجے آپ | ساتوں کی ساتوں احاطہ ہیں نہ افلاک کی مول
کیوں نہ رہ انجام خرد غرق عرق ہو نہ کہ یہاں | خچری اب بکنی لگی توسن چالاک کی مول
سر بازار خریدار ہی ہے اب کے یہانتک | کہ لگی بکنی گزی شبا ہونکی پوشاک کی مول
تم جو صد برگ کی تختوں میں پڑھی پھرتی ہو | لیتے ہو پھول کسی سینۂ صد چاک کے مول

تاک باندھی ہوئی جو اینڈتے ہیں مست انشا
کب وہ ٹھوبے کو بھلا لیں شجر تاک کے مول

حال ور وش یہاں بیچتی ہیں قال کے مول | وجد کرتا ہوں یہ کچھ ہونے لگے حال کی مول
سر منڈاتی ہے صفائی پہ پڑے یہ او بے | کہ کلاہ نمدی بکنی لگے شال کے مول

ایضاً

حواس و ہوش تھی اپنے بجنگ نکہت گل | ہوا کے ساتھ گئی اوڑ بہ رنگ نکہت گل
مزاج دیکھ یہ نازک کہ بیٹھ جاتا ہے | ہماری آینۂ دل پہ زنگ نکہت گل
یہ گرم اپنے ہی گلگوں فکر کا تک و تاز | نہ پہونچے گرد کو جسکے تنبلنگ نکہت گل
جنوں سے اپنے تعجب ہے اسے صبا کیونکہ | سمالیا یہ در آغوش تنگ نکہت گل

سر سے جام جنوں جی گئے روک اسی انشا

اگر نسیم لگا دے خدنگ نکہت گل

آئینۂ فلک میں ہے عکس چراغ دل
خورشید ہو شہود ہوا جل جیسے داغ دل

آتی جو یاد لغزش مستانہ یار کے
لبریز ہو چھلک ہی پڑا یہاں ایاغ دل

آتی نظر ہیں اسمیں تماشے ہزار ہا
کیجے تک آنکھ موندکے گر سیر باغ دل

آزادگی کے ساتھ گیا سو گیا ہے بس
معلوم کچھ ہوا نہ ہمیں پھر سراغ دل

غیر از نسیم وصل نہ ہرگز شگفتہ ہو
فیض دم مسیح سے اپنا دماغ دل

انشا بڑھا کے بحر غزل ایک اور کہہ
حاصل ہے اسگھڑی تجھے عیش و فراغ دل

سیر بہار لالہ زار اونکو او سیر یہ داغ دل
اور ہی کچھ ہی ای نسیم اسگھڑی ہی اب باغ دل

اوج شفق کے بھی پری گذری ہی موج لالہ دیکھ
کشتی بادہ ساقیا لا کے تو بھر ایاغ دل

دیر و حرم میں منتقش نور سی داغ عشق کے
ہے یہ ترا فروغ ای روشنی چراغ دل

گردش دہر کسکو ہیں دیوے ہے ای صبا یہاں
جان سے تو مغتنم ہے کوئی دم فراغ دل

بحر جدید میں غزل اور بھی انشا ایک کہہ
دیکھ گلو کی تازگی ہے یہ شگفتہ باغ دل

غزل بحر جدید

مجھے حاصل ہو جو ٹک بھی فراغ دل
تو رہی کیوں طپش و درد و داغ دل

تجھے لازم ہے تغافل یہ ساقیا
مے عشرت سے تہی ہے ایاغ دل

نہ بجھے باد مخالف سے تو کبھی
یہ مرا بار خدایا چراغ دل

کہیں اسے مرغ چمن چپ ہو یہاں تو آ
متحمل نہیں اپنا دماغ دل

غزل اب اور بھی بحر دنیں لکھکے پڑھ
نہلا اسمیں ہے انشا سراغ دل

تجھے میں کہا نہیں سمجھوں کہ نہ کھینچ نیہ فراغ دل
مری چھیڑنے سے حصول کیا نہ مزاج خوش نہ فراغ دل

مرو کا نکہت گل ہی کیا مجھی اے نسیم بہار چل
نہ طبیعت اپنی ہی معطر ابن شگفتہ ہے یہ دماغ دل

پھری ای نسیم سحر پری نہ تو بلبل ہو کہ صبا ابھی
بہت آستین سے بجھا رہی نہ بجھا ولی یہ چراغ دل

خم زلف یار مین ڈھونڈھتی ہین چھپا ہو گر کہین
طپش و تحیر و بیخودی سے تو کچھ بتا نہ سراغ دل

گل داغ و خندۂ زخم سی پری اور سینکڑون آلمی
مجھے باغ سبز دکھاوی ہے الم فراق مین باغ دل

بل اب ردیف کو ایک غزل کہہ انشا جو کوئی ٹر باندھ
کہ پری ہے عرش عظیم سے بھی کچھ اسکی ٹری یہ دماغ دل

دانستہ برای طبع آزمائی خود گرہ در مقطع کردہ دادہ بودم بنا بران اینجا نوشتہ شدہ الا این

غزل در ردیف نون می بایست

مجھے دور و تاسف و یاس و الم سی لا بجھی فراغ کہان
مری جانی بلا خبر اب یہ کسی خم بادہ کو میرے ایاغ کہان

ادھر آنکی دیکھو تو برہنا ہمری داغ جگر کی فروغ کو ٹک
تمہین اپنے تیونکی بہلا ہے قسم یہ گلگشت کے بیچ چراغ کہان

مجھے جانب باغ نہ لیکی چلو جی سیر فسردہ ہے طبع یہان
جسے نکہت گل نہ خوش آوے بہلا وہ مزاج کدہرہ دماغ کہان

ہوئی مستی اور جاڑ فراق کی جو تو حصول وصال لگا رہا
طپش اپنے تو سینے سی چل ہی بسی گئی آہ جگر کے وہ داغ کہان

ہو غار مین قلہ قاف مین اور حریم حرم مین تو انشا پھرے
جسے ڈھونڈھتی تھی وہ تو دل ہے ہین تہا ہمین کچھ بتا یہ سراغ کہان

یہان دل مین اور ہاتھہ مین ہین لالہ داغ و گل
آہ اس بہار کسکو دکھاے باغ داغ و گل

تھے چند تار سوختہ کچھ اور شمع کا
یا یا صبا نے صبح نہ مطلق سراغ و گل

ساقی شراب لاکھہ خوش آتی مجھے یہ سب
گلگشت باغ و سیر و سرور و فراغ و گل

ہین نار کے مین ایک سی باہم بہار کا
رنگ پریدہ اور ہمارا و داغ و گل

گل آپ کو رقیب سیہ فام ساتھہ دیکھہ
پیچتے سکے سبھون کی لہ ہے ربط زاغ و گل

یلون اگر مراد تو چالیس دن تلک
جیسے مزار قیس پہ ہر شب چراغ و گل

انشا چمن مین مست پھرے کیون نہ ساقیا
ہمرنگ عکس مے سے ہم ہے ایاغ و گل

فروغ می سی نہ کیونکہ ہووی ایاغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہے جہان مین چراغ روشن مراد حاصل

ہمارے یادون مین آئی ہین بسان گوہر کچھ ایسی نشان
کہ جسکی پرتو کی عکس سے ہی چراغ روشن مراد حاصل

چراغ روشن مراد حاصل مزار پر دل جلو نکی مت کہہ — یہان یہ لازم ہی تجھکو کہنا کہ داغ روشن مراد حاصل
خوشی ہی گت کیون پہر نہ صوفی لہ وجھتا ہی وہ بہک بہک کر — بجی ہے ڈہولک او ہر او ہر ہی جراغ روشن مراد حاصل

تمنا ہی انشا کو آج ایسا طلوع ہے جسکی ساقیا ہی
سرور بیحد مزاج حاضر دماغ روشن مراد حاصل

کیا ہوا در پہ ترے گرچہ ہے ابجد کا قفل + — کہول دیتے ہین سکندر کی بہی یہان سید کا قفل
کنج عزلت مین وہی لوگ ہین مشغول بحق — جو در دل پہ لگا بیٹھے ہین ابجد کا قفل
ق
در فردوس پہ کہتی ہین ملایک کہ یہ جہٹ — کہل پڑے بیجے اگر نام محمد کا قفل
خلق خالق کی زمین پر بہی کئی ہین وہ لوگ — توڑتی ہین جو در چرخ مشعبد کا قفل
قصر نیلم مین لگا دیتے ہین دروازہ لعل — اور الماس کے کنڈی مین زبرجد کا قفل

کنجی اس آہ حزین کی جو نہو لی انشا
تو نہ کہلتا در حرم خانہ سرمد کا قفل

جس زمین پر ہون تری کشتہ دیدار کے پہول + — کیون نہ پہر وہان سی اوگین نرگس بیمار کی پہول
کشتہ تیغ جفا کا ہو جو تیجا منظور + — تو بہلا فائدہ کچہ توڑنے گلزار کے پہول
خاک آغشتہ بخون چاہیئے ہو ار کچہ دار — پہول درکار ہون تو ہون سر یار کی پہول
ہی کلیم اسکو اگر دیکہے کہیں شجرہ طور — تو نچہاور کرے سب لمعہ انوار کے پہول

کیون نہ انشا کری تعویذ بہر ایسے خط کو
جسمین ملفوف ہون اوس طرہ دستار کے پہول

جیسے ڈولک سی ساعد نازک یاران کی بیل — چینا گلی سے ان بہڑی لوز تن کے بیل
کل تجہکو دیکہتے ہے بجا ہو کے طرح سے — یکبار گے سمٹ گئے اس انجمن کی بیل
یہ آہ پر شرارہ چلے داغ دل سے یون — سعیج سے جیسے پہوٹ نکلی کرن کی بیل
راس و ذنب کے شکل یہ چوٹی ہے ای پری — بہتی ہے اسکو کہتی جو سبع کہن کے بیل
ق
شادی مبارک آکی لگے گانے عندلیب — لہراگئی خوشی سے ہر ایک اس چمن کی بیل
بول اوٹہین بنکے دو بنیان ساری قمریان — صاحب ہین ولائی دو لہا و دولہن کی بیل +

۱۲۰

انشا یہ نو عروس غزل ہاتھ کیا لگے
گویا کہ اب سنڈھے چڑھی اپنے سخن کی بیل

ردیف المیم

چتون کبھی دیتے ہیں مفصل خبرِ چشم
تو اے نگہہ فاش نہ ہو پردہ درِ چشم

یہ اور غضب دیکھ نکل آتی ہیں آنسو
سن جنبشِ مژگان کے دستک بدرِ چشم

کیا قہر ہے افسوس کہ یوں تاک میں مجائیں
تھی طفلِ سرشک اپنے جو لختِ جگرِ چشم

گر آگئی گر اپنی طبیعت تو کسی وقت
اے ابر دکھاوینگی ہم اپنا ہنرِ چشم

کیوں جنبشِ ابرو سے تری خوف نہ آوے
بی وہ سب نظر آتی ہے یہ تیغ و سپرِ چشم

پرتو سے تری نور کے ہے چشمۂ خورشید
جوں شیشۂ آتش ہے یہ اپنی نظرِ چشم

ق

مہتاب کی چادر میں ابھی آگ لگ اوٹھی
ہے اشک سے یہاں دستِ گریبان بسرِ چشم

شادی ہوئی اتنی سے تری معنّا ایسے
اے راحتِ جان و دل و نورِ بصرِ چشم

مژگان میں گتھی ہیں قطراتِ اشکِ عوض شکر
کیا بند ہی ہوا آج بند ہے ہی بدرِ چشم

اے طائرِ نظارہ کہاں طاقتِ پرواز
ہے عجز یہ مشعر نگہہ بے اثرِ چشم

ہر ایک مژہ غرق یہ خونابِ جگر ہے
بھیگی سی تو آتی ہیں نظر بال و پرِ چشم

خونابِ رگِ جان تمنا سے بہا دے
وز دیدہ نگہہ سے وہ بلا نشترِ چشم

نظر

ڈرتا ہوں نظر تجھکو نہ لگجای کسیکے
لوگوں کا سب مجھے آٹھ پہر سے خطرِ چشم

مکتوب لکھہ انشا تو اوسے لختِ جگر پر
جلدی کہیں لے اشک ہوا نامہ برِ چشم

ساعد کی کا تری یا جلوہ گری کا عالم
کیا بیان کیجیے بس خیرسرے کا عالم

تا لبِ بام قفس اوڑ نہ سکے ہم صیاد
اب تو پہونچا ہے یہ بے بال و پری کا عالم

جام پھر موںھہ سے لگا لے کہ عجب ہوتا ہے
مے گلرنگ سے تجھہ لب پہ تری کا عالم

ربط کر بوی گل و بادِ سحر سے پیدا
آخر اے ہوش یہ ہے ہمسفری کا عالم

رات کی بے ادبی کیجیے معاف آپ کہ تھا
نشہ ہی سے مجھے بے خبری کا عالم

والہ زلف و رخ و خال و خط و حسن و نمک
مست ہوا بلبل کہ یہ ہے سب گذری کا عالم

آج صد چند ہوا جوش جنون اے انشا
دیکھہ بوے گل و باد سحری کا عالم

بس دیکھو لگاوٹ سے نہ تم ہوگی ادہر گرم
جس ساتھہ یہ خلطہ ہے رہو اوسی سے سرگرم

ہم حسرت آغوش مین اوس رشک پری کے
پہلو کو کیا کرتے ہین رکھہ بالش پر گرم

گرمی کی اگر ایسی ہے تابش ہے تو صاحب
ٹھنڈک ہو جہان جاتی ہے بندہ کا گھر گرم

کہتا ہی کہ نامہ کو ترے آگ پہ رکھا
قاصد کی تو لو اور سناتی یہ خبر گرم

رونا تو کہان سینہ جو سوزش سے رندہی ہے
آنکھون سے ٹپک پڑتے ہین دو چار شرر گرم

گلشن مین مگر سیول بڑا اوس گل رو سے
کیون ورنہ چلی آتی ہے یون باد سحر گرم

کیا کوئی پہرے وادی مجنون مین دم سرد
اس دشت مین رہتی ہے ہوا آٹھہ پہر گرم

سینہ سے ہی جاڑا ہے ہوا سرد چلی ہے
ٹک آنہ لپٹ کر مری سینہ کو تو کر گرم

فرماتی کس شغل مین تھے رات کہان تھے
حد اب مجھے آتی ہین کچھہ آج نظر گرم

انشا جو غزل طرح ہوئی ہے سو وہ پڑہکر
اب روپ کو مجلس کے ٹک ایک ادہر بہی کر گرم

ہیچ گرم نگہ گرم ہنسے گرم ادا گرم
وہ نام خدا سر سے ہین تا ناخن پا گرم

گل کہانیکو گل اینٹھے جو چہلے کو کیا گرم
بولے کہ یہ خوش و اچہری ہی آب بہی کیا گرم

کیا پہونک دیا غیر نے جا کانون اوسکے
کچھہ وہ جو مجھے دیکھہ کے حد آج ہوا گرم

آوارہ پڑی پہرتے ہین کیون دہوپ مین صبا
تہ خانہ مین سو رہے نہ چلتی ہے ہوا گرم

ٹک شیخ سیہ رو کی تبسم کو تو دیکھو
معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہنستا ہے توا گرم

صد شکر خدا جذب محبت کے بدولت
کچھہ آج وہ طفلی مین بہت مجھسے رہا گرم

گرمی نے مری دل کی کیا ہے اثر آخر
کب کاہ کو کہینچے جو نہو کاہ ربا گرم

گر زمزمہ پردازی گلشن مجھے سونپین
پہر بولے نہ بلبل کبہی اے باد صبا گرم

جاتے ہوئے گل راہ مین چہیڑا نہ کسی نے
لوگونکی دکہانیکو ہوئی اونکی ادا گرم

پر جی مین جو رکھی تو لگے ہنسکے یہ کہنے
ای صدقہ کرون اسکو یہ کتنا ہے موا گرم

آفت کرے کی چراغ اودھنے شب وصل مین ٹھنڈا
یہ اور کلیجہ یہ میرے داغ دیا گرم

انشا نے جو زاہد کو بنایا تو یہ بولے
کیونکر نہ بھلا ہستی ہے کمبخت بلا گرم

تنگ کر اپنے ننگ و نام کو ہم
جاتے ہین وہان فقط سلام کو ہم

خم کے خم تو لنڈھا گئی یون سارے
اور یون ترسین ایک جام کو ہم

ق

ہنس کہا ہین غلام ہون بولا
جانتے ہین خوب اس غلام کو ہم

یہ جو کعبے کے بیچ ہین بیٹھے
خلق کے دیکھ اژدہام کو ہم

متکلم ہین خاص لوگون سے
کرتے ہین کب خطاب عام سے ہم

روٹھنے مین بھی لطف ہے انشا
صبح گر روٹھے وہ تو شام کو ہم

چاہتا ہون تجھے نبیؐ کے قسم
حضرت مرتضیٰ علیؑ کے قسم

مجھے غمگین نہ چھوڑ روتا آج
تجھے اپنے ہنسی خوشی کے قسم

صاف کہہ بیٹھیے نہ جی مین جو ہو
آپ کو اپنے سادگی کی قسم

مین دلائی قسم تو کہنے لگے
ہم نہین مانتے کسی کی قسم

صدقہ ہوتا ہون جبکہ گڑی مجھکو
یاد آتی ہے اوس پری کی قسم

ہاے کہنا وہ اوسکا چپکے سے
تجھے انشا ہماری جی کے قسم

مل مجھسے ای پری تجھے قرآن کی قسم
دیتا ہون تجھکو تخت سلیمان کے قسم

کروبیون کی تجھکو قسم اور عرش کے
جبریل کے قسم تجھے رضوان کے قسم

طوبیٰ کی سلسبیل کے کوثر کے جام کے
حور و قصور و جنت و غلمان کے قسم

روح القدس کے تجھکو قسم اور مسیح کی
مریم کے تجھکو عفت و امان کے قسم

توریت کی قسم قسم انجیل کے تجھے
تجھکو قسم زبور کے فرقان کی قسم

تجھکو محمدؐ عربی کے قسم ہے اور | مولی علیؑ کے شاہ خراسان کے قسم
ملت مین جسکی تو ہوئی اوسکی قسم تجھے | اور اپنے دین مذہب و ایمان کے قسم
داماں کو میری ہاتھ سے اس رات مت جھٹک | تجھکو سحر کے چاک گریبان کے قسم
مدت سے تیری چاہ ذقن مین غریق ہوں | باللہ مجھکو یوسف کنعان کے قسم
قیدی ہون مین ترا بخدا او ناری خدا | اور اوس عزیز مصر کے زندان کی قسم
موسی کی ہے قسم تجھے اور کوہ طور کے | نور و فروغ جلوۂ لمعان کے قسم
سوگند اب ہنسی کی ہے تجھکو دلائیے | سن تجھکو اپنے ناز کی اور آن کے قسم
نرگس کے آنکھہ کے قسم اور گل کے کان کے | تجھکو سہ عزیزہ گلستان کے قسم
تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کے ناک کی | اور شور عندلیب غزلخوان کی قسم
سوسنکی گائی کے قسم اور رود نیل کے | فرعون کے قسم تجھے ہامان کے قسم
بستر مرا ہے خار مغیلان بسان قیس | لیلے ہے کی تجھے صف مژگان کی قسم
ایسی بڑی قسم بھی نہ مانے تو ہے تجھے | تجھکو اوسی کے شوکت ذیشان کی قسم
دیو سفید کے قسم اور کوہ قاف کے | باغ ارم کے اور پرستان کی قسم
مونا چماری کی قسم اور کلوا بیر کی | کالے بلا کے غول بیابان کے قسم
قسمین تو ساری ہو چکین باقی رہی ہے اب | بیبل تلی کے بھتنے کے شیطان کی قسم

ہاں پھر تو کہیو ہائے وہ کسطرح ہوئی غضب
انشا نہ چھیڑ مجھکو مری جان کے قسم

دلکی بھڑاس کچھ نہین ہے ترک تازی کا مقام | ہے یہان پر حضرت مسعود غازی کا مقام
طاق ابروئی بتان کو قبلۂ عالم سمجھہ | حضرت دل یہ نہین کچھہ لہو و بازی کا مقام
سینکڑوں کٹوادے عشاق اپنی راہ مین | ہے صنم اللہ رے تیری بی نیازی کا مقام
بندہ درگاہ کے ہے ایک نرالی ہی نماز | عرش سے بھی کچھہ پرے ہے اس نمازی کا مقام
قنطرہ ہی اوس حقیقت کا جو سب ہے پوری (پل) | مت وری ہرگز سمجھہ عشق مجازی کا مقام
نالہ اپنا ہے یہ مولینا جلال الدین روم | پوچھنا اسکا نہین کچھہ فخر رازی کا مقام

۱۷/۱

ہے خدا ہی سے توقع اب تری بیمار کی
ورنہ کیا باقی رہا ہے چارہ سازی کا مقام

سید انشا کو نہایت اندنون تشویش ہے
بندہ پرور ہے یہان بندہ نوازی کا مقام

وہ دیکھا خواب قاصر جس سے ہے اپنی زبان اور ہم
کہ گویا ایک جا ہیں اور سمین ہیں وہ نوجوان اور ہم

وہ ورہ جو مجھسی کہتا ہے خدا کی باتین ہین ورنہ
بھلا اٹکا حسین اپنے غرور کر تو یہ مکان اور ہم

جب پوچھا قیس سے لیلے نے جنگل مین اکیلے ہو
تو بولی ابھی نہین وحشت ہے اور آہ و فغان اور ہم

ابھی گڈبڈ رہی ہی عقل اپنے سب فرشتون سے
پڑی پھرتی ہین باہم سیر کرتے قدسیان اور ہم

نشا ہے عالم مستی ہے بے قیدی ہے رندی ہے
کہان اب زہد و تقوی ہے خرابات مغان اور ہم

نیابت ہمکو رضوان کی ملی مولی کے صدقہ سے
وگرنہ عہدۂ دربانی باغ جنان اور ہم

عجب رنگینیان باتون مین کچھ ہوتے ہین اے انشا
ہم جو بیٹھتے ہین جب سعادت یار خان اور ہم

او ہین بیٹھے تو جھیڑا ہوا ہے نہین مجھے اپنے رسول خدا کی قسم
مجھے آتی ہے بند قبا کی نسیم مجھے دامن پاک صبا کی قسم

ہوئی باندہ کے تکیہ جو گوشہ گزین وہی ہین سگے زمانہ مین اہل الیقین
کوئی سلطنت اونکو ہو تجتی نہین سر و سایۂ بال ہما کی قسم

کبھی سانس کے پیاس سے کر تو حذر نہین میری تو جان کے کچھ بھی خبر
مجھے اس سے بھی تنگ زیادہ نکر تجھے اپنے ہے ناز و ادا کی قسم

مری وسی نکال یہ درد و الم ہو غور رجال مد سقف حرم
تجھے کعبہ اہل صفا کی قسم تجھے زمزم و سوق و منا کی قسم

تری زلف کو سونگھ لیا ہے نہین کبھی مینے تو شانہ کیا ہے نہین
لب زخم جگر کو سیا ہے نہین شب تیرہ آہ رسا کی قسم

کبھی خضر جیسوں سے مقابلہ تھا کبھی عشق کے ساتھ معاملہ تھا
کبھی آپ ہی رہبر قافلہ تھا سر طائر قبلہ نما کی قسم

سنبھل ایسی غرور مین ہے یہ خلل کہ گری نہ الجھ کہین منہ کی بل
بس اب اس سے بھی آگے تو بڑھ کی نہ چل تجھے رفعت عرش علا کی قسم

تری لیتے بلائین ہین خوب ہے ہم مگر اپنے تو غلطی کو ہے ہمیں تو کم
تجھے خواجۂ ہر دو سرا کی قسم تجھے الفت آل عبا کی قسم

یہ جو رات اندھیری ہے تارون بھری یہی شاہد ہی اپنی بھری گی ابھی
نہین اس سے تو دو ذری بوسہ ہوئی مجھے تیری ہے و بندہ رضا کی قسم

تری صدقہ خدا ہی کی میرے خدا بصدق ربۂ اہل ھدا
نگرانے عیال ہے مجھکو جدا تجھے نسبت صدق و صفا کی قسم

ہوئی انشا اس اسکے کہنے ہری لٹر آگئی جو چاہ ذقن سے لڑی
گئی زندگی اسکی دوبارہ ملی سر چشمۂ آب بقا کی قسم

ردیف النون

بھرے ہے ہین یون بھبولی اس دل صد چاک مین
آ رہی ہون خوشۂ انگور جیسے تاک مین

ایضاً

بادل آئی بجلی چمکی مینہ کے ڈونگرے پڑتی ہین
ہر جگہ مین جاکر کھیلو ہون مہک ہوہی تم ہو صبح ہے
شیخ جی و صاحب ہین جو نہاتی مشک سے بیٹھی چوک پر
ایسی مین چلبلی کیجئی تماشا اکثر یاں آتی ہین

پھولنگی مینہ پر باد صبا کے آج تھپیڑے پڑتی ہین
گیندے کی جا جگہ یان تو ادھر تیتر کی بیڑیان پڑتی ہین
سونڈ ہی مانڈ ہی چند یا پر کیا خوب تڑیڑی پڑتی ہین
ندی کی اندر خواجہ خضر کے نذر کی بیڑی پڑتی ہین

انشاء اللہ خان کو صاحب آپ نہ چھیڑین مجلس مین
ان باتون مین بیٹھے بٹھائے لاکھ بکھیڑے پڑتی ہین

ہین یہ مژگان اسکے نمط دام ہوس کے ٹٹیان
تھی پڑی وہ جو جہرو کے اونکی آگے لگ گئین
ہم صفیرون نے یہ گرما گرم کل نعرے بھرے
باس خس خانہ مین خنکی کیا بھلا پاتے رہے

جسطرح گرمی مین چھڑکے جائین خس کی ٹٹیان
موہی ہائی ریش دربان و عسس کے ٹٹیان
جنکی دولت بھگ گئین کنج قفس کی ٹٹیان
جبکہ رو گردان ہون پھر اگلے برس کی ٹٹیان

خاک دیکھی میں مصلوی جنگلی آ گئے چیل گئین | ہر گھامی سیر د خاشاک عدس کے ٹیٹیان
پسکہ تھڈی پا کے یہ لیٹی ہی رہتے ہیں تو بھی | ٹنگی گویا کہ یہ ہارے نگس کی ٹیٹیان

تک نسا جال این رگ زلکا دیکھ تو انشا بھلا
کسکی کیا باندھی ہیں اوس صانع قدرت کے ٹیٹیان

کچھ نگاہیں تری ایسی ہے ہنر سے لڑیان | اک جھڑی نور ہی کی قرص قمر سی لڑیان
یہ جو پلون سے کوئی شخص اودہر جا لگی ہے | پھر گیا ان اوسکی مری دیدۂ تر سے لڑیان
جمع ہو رہین تھین یہ کسو اسے شبنم ہے | تھیں ہین جنکی مرے تار نظر سے لڑیان
کس کا یہ بیاہ تھا جو سو تو سے سہرے کے | اتنا ٹک جھڑتے ہین واہان سحر سی لڑیان

آہین انشا کی [illegible]
[illegible]

وہم ہم اتنی ترے دلِ دانہ بچا سکتے ہیں | کہ ابھی شعر میں کو چاہین تو بچا سکتی ہیں
مجھسے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہیں | سو تو کیا ہو و دمری سامنی آ سکتی ہیں
یہاں وہ آتش نفسان ہین کہ جو [illegible] | آگ وہان شفق کو بھی لگا سکتے ہیں
سو بھی تو سہی ہٹ دمری کنچی جب | جگنیوں مجھی کب آپ اوڑا سکتے ہیں
حضرتِ دل تو لگا آمی ہیں [illegible] لیکن | اب بھی ہم چاہین تو یہ بات بنا سکتی ہیں
شیخی اتنی نگا می شیخ کہ رندان جہان | انگلیوں پر تجھے چاہین تو نچا سکتی ہیں
تو گر وہ فقرا کو نہ سمجھ سے جبروت | ذاتِ سعلی [illegible] بھی لوگ سما سکتی ہیں
دم ذرا سادہ کی لیتی ہیں پھر یری تو بھی | صورتِ گینچی ہو تی لاہوت کو جا سکتی ہیں
اگرچہ ہیں مونس و غمخوار تک دو سی بھی | پر تری شمع کو کب راہ یہ لا سکتی ہیں
چارہ و ساز بنی تو مصرعِ بدل ہین لیکن | کوئی تقدیر کے لکھی کو مٹا سکتی ہیں
ہی محبت جو تری ملیں وہ ایک طور پہ ہے | ہم گھٹا سکتے ہین اوسکو نہ بڑھا سکتی ہیں
گر کے جھوٹا نہ ہو یا جام اگر تو نے تو چل | مار ہی غیرت کی ہم افیون تو کھا سکتی ہیں
ہمنشین تو جو یہ کہتا ہے کہ قدر عمن ہی بہت | اب وہ آواز بھی کب تجھکو سنا سکتی ہیں

ابھی نہ آواز سناوین مجھے در تک آکر
اپنے پاؤن کی گرہ انکو تو بجا سکتے ہین

ق
ہم تو سنتی ہین پہ آپ کی منہنے کی لیے
اور اگر سانگ نہین کوئی بنا سکتی ہین

کالی کاغذ کی ابھی ایک کترنی بیچا
زاہد بزم کے موںھہ پہ تو لگا سکتی ہین

گھر سے باہر تمھین آنا ہے اگر منع تو اب
اپنے کوٹھی پہ کبوتر تو اڑا سکتے ہین

جھولتی ہین یہ جو جھولی ہین سو کہتی ہین مجھے
ایک وعدہ پہ تجھی برسون جھلا سکتی ہین

ایک ڈھب سے جو قوافی ہین ہم اوبھی انشا
ایک غزل اور بھی چاہین تو سنا سکتی ہین

آپ سو روپ سے گو روپ بدل سکتی ہین
پر کوئی وضل ہے اس بندہ سی جو چل سکتے ہین

غیر سرگرم سخن تم سے ہے کیا تجھی بھلا
ہم نہ رہ سکتی ہین اسوقت نہ ٹل سکتے ہین

اپنے خشکی سے جو سبزہ نہ ملا ہم آزاد
ٹوٹے چھلی ہین بھلا پوست تو دل سکتے ہین

گرم رو گرچہ رہِ کعبہ مین ہم ہین ای شیخ
لیکن اسیر بھی جو مچلین تو مچل سکتے ہین

کہہ تو ای چرخ بھلا تجھسے کسی طرح کبھی
دل کی ارمان ہماری بھی نکل سکتے ہین

گرچہ کچھہ اپنے بگڑنے مین رہا کیا باقی
پر ابھی آپ سنبھالین تو سنبھل سکتے ہین

ہین جو یہ سادہ و پرکار سے بیٹھی سو مجھے
قول کا جھلا اگر دیوین تو چھل سکتے ہین

قافیے اور بھی سوجھی ہین مجھکو انشا
جنمین اشعار کئی رنگ کے ڈھل سکتی ہین

یون بگڑنیکو فرشتے سے بگڑ سکتے ہین
پر کوئی وضل ہے ہم تم سی اگر لڑ سکتے ہین

آپ کی سر کے قسم رستم و دستان کیا ہے
اڑ کھڑے ہو وین تو ہم زال سے اڑ سکتی ہین

ق
ساتھہ صاحب کے جو پھرتے ہین یہ سفلہ دو چار
غور تو کیجے بھلا مجھسے جھگڑ سکتے ہین

تک بھی پہ چک ہوا گر آپ کی جانب سے تو پھر
ابھی خم ٹھونک کے یہان دیو سی لڑ سکتے ہین

اجی کیون روٹھی ہو ہم پاس نہین گو زر و زور
عذر خواہی مین بھلا پانو تو پڑ سکتے ہین

مجھہ مین اور آپ مین رہتی ہین جو رگڑ ہی جھگڑے
آپ ہی اونکو نبیڑین تو نبڑ سکتے ہین

جن درختون کی رگ و ریشہ ہین اس باغ مین بند
وہ کوئی باد خزان تجھسے اکھڑ سکتے ہین

پاس خاطر ہمین جراح کی ہے ورنہ ابھی
ایک خمیازہ مین سو ٹانکی اودھڑ سکتے ہین

دور اتنا تو نہ کھینچ آپ کو اے دامن کوہ
اب کوئی اہل جنون تجھسے بچھڑ سکتے ہین

آفرین آتش گل تجھکو نوا سنجون کے
آشیانی ایسی صورت سے اوجھڑ سکتی ہین

پانو پر سے جو مری سر کو اٹھاتی نہین آپ
آہ بھلا کھینچ کے ایک تیغ تو جڑ سکتے ہین

دور ہی ہے کو سون جو آجاے یہ وحشت کی وہان
اجی انشا کو کوئی آپ پکڑ سکتے ہین

کھینچ لے کاشش وہ پری اپنی مجھی لحاف مین
یا کہ بلا سے پھینک دی دامن کوہ قاف مین

ہو نہ وہ ماہرو تو جھٹ شیشہ می اولنڈھا کر
شمع سے آگ دو لگا چادر نورباف مین

شیخ جی یہ بیان کرو ہم بھی تو بارے کچھ سنین
آپ کے ہاتھ کیا لگا خلوت و اعتکاف مین

چیز ہے کیا رقیب تو خوب سے جھٹکے دیجیے
ریش دو شاخ لیکے آئی رستم اگر مصاف مین

تکیہ تری سرہانے کا سونگھ کے غش نہ کیون ہون مین
آئی ہے واہ زور باس ستھری سی اوس غلاف مین

کشتہ کو اپنی چاہ کی بھینٹ نہین دیا تو ہے
خال ہوا ہے لال سا آپ کی کیون یہ ناف مین

سایہ سدرہ مین تو از عشق ہین مثل جبرئیل
قصہ کفر و دین کے بس نہ ہیں اختلاف مین

بکری کی بولی مت بلا رسم کے کھیل مین اسے
ڈاڑھی ہلا کہی ہے شیخ ہو بے مجھے اب معاف مین

جاوین جو کعبہ میر انشا تو حصول کیا ہمین
اس سے تو خوب ہے رہین دل ہی کی ہم طواف مین

تیرا ہی منہ کے ہین یہان بادل گرج رہی ہین
نقاری سے فلک پر کچھ آج بج رہی ہین

جلتی تو دیر کیہ ہم اے برہمن ولیکن
دو چار اور باقی ایام حج رہے ہین

کاٹی ہین جتنے یونہین ایام زندگی کے
سید ہم سے سید ہی سادی کج سے کج ہم رہی ہین

گر ہو گئی طبیعت باہم جو مضطرب ان کے
تو او کبھی بلبلے تانین کیا کیا اوپچ رہی ہین

جو بائد ہو ہے نہ ہیچ انشا یہ وہ تو سنئے
کیا آپ اپنی ہٹے دستار کج رہے ہین

یا دل میں رکہیے مجہے یا اپنے ہوس میں
جو چاہیے سو سمجہیے ہون آپ کی بس مین

یہ جای ترحم ہے اگر سمجہے تو صیاد
ہین اور بہی ہمجنسون اسطرح اس کنج قفس مین

آتی ہے نظر اوسکی تجلے ہمین زاہد
ہر چیز مین ہر سنگ مین ہر خار مین خس مین

ہر رات مچاتی پہری ہین شوق سے در ہو مین
بدمست مئی عشق ہین کب خوف عسس مین

کیا پوچہتی ہو عمر کٹی کس طرح اپنی
جز درد نہ دیکہا کبہی اس تیس برس مین

ہر بات مین یہ جلدی ہے ہر چیز مین اصرار
دنیا سی نرالی ہین غرض میرے تو بیسمین

دشمن کو تری گالیون مین ای جان جہان بس
تو مجہکو دلایا نکر اس طور کے قسمین

انشا تری گر گوش صنم ہو وان نہ جاوی
آواز تری یار کے ہر بانگ جرس مین

کیا ملا ہمکو تیری یاری مین
رہے اب تک امیدواری مین

ہاتہہ گہرا لگا کوئی قاتل
زور لذت ہے زخم کاری مین

دل جو بے خود ہوا صبا لائی
کسکی بو نکہت بہاری مین

ٹک ادہر دیکہہ تو بہلا ای چشم
فائدہ ایسی اشکباری مین

جہٹ لگا دیتی ہین مری آنسو
سلک گوہر کے آبداری مین

روٹہہ کر ہم سے مین جو کل بہاگا
ناگہان دلکی بیقراری مین

آلیا اوسنے دوڑ کر مجہکو
تاک کے اوجہل ایک کیاری مین

یون لگا کہنے بس دیوانہ نہ بن
پانو رکہہ اپنا ہوشیاری مین

کب تلک مین بہلا رہون تجہے روز
تیری ایسی مزاجداری مین

ق
ہے سمایا ہوا جو لڑکاپن
آپ کے وضع پیاری پیاری مین

اپنی بکری کا مونہہ چڑاتی وقت
کیا خوش آتے ہے یہ تمہاری مین

انشا بندۂ بوتراب ہے
شک نہین اسکی خاکساری مین

یہ رکتا ہے غبار خاطر مایوس شیشہ مین
کہ ہر ساعت ہے اسکو رجعت معکوس شیشہ مین

ہو وہ آہ سوزان پیرہن سے اپنے اب یون ہی — نظر جسطرح آوے صورت فانوس شیشہ مین

لیا کر بیٹھ جا سوتی بھلا تو دیکھ لینا مین — اوتارون ہون تجھکو تجھ ہی سے ای عروس شیشہ مین

سعال ہوتی نفس بھلا ہو دمع کس سبب سے — سپستان ہو نہ ہو فائدہ ہی نہ اصل السوس شیشہ مین

ہر ایک قطرہ چھٹ جاویگا بن کر صخرہ جنے — ای ظالم پیری سے فوج کبانوس شیشہ مین

کہ جسکے ہجر مین اپنے ہزارون داغ ہین دل پر — عوض جی کے بھرینگے ہم پر طاؤس شیشہ مین

مری آنکھونکی پتلی مین سما جا اور تماشا کر — کہ ہوتی ہے پری کسطور سی محبوس شیشہ مین

نہ ہو بیسکہ زر ہر ہفت کشور کا یہان انشا — دماغ بادہ ہے جون دخت کیکاوس شیشہ مین

بنی جان ایک عروس ناز پرور دختر رز ہے — کیا جن نے جلوس میمنت مانوس شیشہ مین

اڑی جو آنکھ اوس خورشید رو سے تو مجھی انشا
ہوئی ایک آسمانی آگ سے محسوس شیشہ مین

اوتارا اس چاند کو ای رند عالی ظرف شیشہ مین — کہ دارو ہو تیاکی سرد ہو جون برف شیشہ مین

ہوا منصور کے تو ہو سی اہل شرع نے تو بھی — انا الحق کے او بھرا ای وہین پھر حرف شیشہ مین

اچنبھا ہے گوارا بادہ کا لکھنا بھلا سوچو — بھری کس طرح ہونگی خانۂ شطرنج شیشہ مین

بھر نخواو سکی بخشش ہو رہی ہے تو نگر ساقی — معانی لا یحب المسرفین کے حرف شیشہ مین

ہوائی ابر و باران مین جو کچھ لہر آگئی انشا
تو ساقی نے بھرا خون نگاہ ژرف شیشہ مین

غزل ذو بحرین

نرگستانکی بھی ٹک دیکھو بہبق آئینہ مین — باغ مت جاؤ کہ ہے اس چمن آئینہ مین

لہرین لیتا ہی پڑا جھیل بھون آئینہ مین — چوم لے تو ہی بھلا اپنا دہن آئینہ مین

راجہ نل کا جو پڑا عکس دمن آئینہ مین — تو نظر آتی اوسے شکل دمن آئینہ مین

کیونکہ مین جیسے کو تیسا ہے نہ پھر آون نظر — بغنے کیا سغنے نہو آئینہ بن آئینہ مین

مدہ پہ جوبن کے چڑھی ایسی ہی تھی وہ تو کہ بس — آگئی نشہ مین دیکھ اپنے پھبن آئینہ مین

تیور ایسی ہے بلا کو ہین جو کچھ بس ہو تو وہ — عکس آدم کو کرین گور و کفن آئینہ مین

شغل آئینہ سے لذت یہ اوٹھائی ہے کہ بس
ہم فقیرون نے کیا اپنا وطن آئینہ مین

شعلہ آہونکی بدن اپنی سے مین یونہین نمود
منعکس جیسے ہو سورج کی کرن آئینہ مین

حوض آئینہ سے فوارۂ نزاکت کا چھٹے
رونق افزا جو ہو وہ چاہ ذقن آئینہ مین

واہ اس طفلی و اس شکل جو اینکے بدل
سامنے ہوونگی ایک مرد کہن آئینہ مین

دیکھ کر یہ بہار اوسنے یہ انشا سی کہا
باغ مین کب ہے چمن جو ہے چمن آئینہ مین

کیسی کیسی کیون نہ ہم [illegible] مین لڑائیان ہون
جب کھلکھلا کی ہنس دو باہم صفائیان ہون

کیونکر نہ گدگداہٹ ہاتھون سین اوسکے اوٹھے
وہ گوری گوری رانین جسنے دبائیان ہون

جی چاہتا ہے بولین پر بولتی نہین ہین
پھر وین اگر تو باہم ایسے رکھائیان ہون

ممکن ہے کوئی ہم سے انشاء ی راز ہووے
سو بار ٹھنڈی سانسین گو لب تک آئیان ہون

ق

کیونکر جنون مجسم ہو کر نہ ہی دکھاوے
جب شور شون فی ولکی دہومین مچائیان ہون

ناز و کرشمہ ویسا پیچ و غضب یہ جسمین
اور یہ نمک یہ گرمی یہ خوش ادائیان ہون

چتونین وہ لگاوٹ سر سے وہ کہاوٹ
پھر قہر یہ سجاوٹ یہ اچپلائیان ہون

مرجائیے نہ کیونکر ایسی پہ ہو سے بے ظالم
جسمین اکٹھی اتنی باتین سمائیان ہون

پڑھ اور بھی غزل ایک انشا اسی طرح سے
تا شاعرون کی آگے تیری بڑائیان ہون

جس سے کہ چھلی چھلے لالین لگائیان ہون
لازم ہے یہ کہ مونہہ پر اوس سے رکھائیان ہون

ای پاک ذات صدقے تیری خدائی کے مین
اتنو نہ میری اوسکی ہرگز جدائیان ہون

کیا سیر اوس گھڑی ہو پھر ناہو دو شش
اور ہنسے اوسکی کچھ کچھ چیزین چرائیان ہون

اینک کا آنا کیا چاند پہ خوش آوے
جسکے نظر مین اوسکی مکھڑے کی چھائیان ہون

مسّی کی عطر کے لیو کیونکر نہ اوسسے آوی
جن انگلیون نے بغلین وہ گدگدائیان ہون

ق

کیا قہر ہے یہ دیکھیے سون جنہون کی خاطر
درگاہون بیچ جاجا راتین جگائیان ہون

مانی ہون منتین بھی سو سو کروڑ سب کے
دہو دہو دیہ اشرفی نذرین اوٹھائیان ہون

نہ ہووے ملاپ گاہے اونسے تو شام ہے سے
آنکھوں میں اونکی جھک جھک نیندریاں آئیاں ہوں

ای نظر جو تربت مجنوں کے ایک مسافر
بے اختیار بولا ایسے کماتیاں ہوں

پردے میں قتل کرنا کیا چیز اوسکی آگے
چلمن کے اوٹ جسنے آنکھیں لڑائیاں ہوں

تبدیل قافیہ سے لکھ وہ غزل اب انشا
جسمیں کہ اپنے ڈھب کے جیتیں بنائیاں ہوں

گر آپ رو بہ ہمسے باتوں میں تک کڑی ہیں
سو گرمی جھگڑی قضیے قصے جھٹ اوٹھ کھڑی ہوں

مت کھینچی رو کھی پھیکے ہم سے او جاٹ باتیں
وہیاں آپ اونکا کہتی تیور چڑھ پڑی ہوں

مونہہ بھر کے نام کیا لیں ساقی وہ میکشے کا
دو ہی پیالیوں میں جو لوگ غش پڑے ہوں

اچھی ہی اچھی ستھری خاصی کڑہی ہواں سے
کلّی شراب ہووے دو چار تو کھڑی ہوں

کیونکر نہ چونکی فتنہ پاؤں میں جب تمہارے
یہ قہر جھنجھناتی سونیکی دو کڑی ہوں

نرگس کے پھول وہاں سے نکلیں پھر انکھ ملتے
نیلی نگہ کے مارے جس خاک میں گڑی ہوں

ٹپکا پڑی ہے جو بن اوس روی آتشیں پر
قطرے عرق کے یوں ہیں جس طرح نگ جڑی ہوں

ری ظالم اوس پر سے ہم غش نہ ہو ویں جسکے
چھنگلی بندی بالی توڑی کرتی جڑی ہوں

ایک اور ڈھب کے انشا اس بحر میں غزل لکھ
الفاظ جسکی باہم موقع سے آ پڑی ہوں

چاروں میں کیا غرض ہو وہ تو سمٹ رہی ہوں
اور لعل کر رہا ہی ہم سبھی لپٹ رہی ہوں

اب آپ کی دنوں میں ہم آچکے ہیں بھی
خوش آدمی پیار کسکو جب دل ہی کٹ رہی ہو

کیونکر زبان سے اونکی اپنا بچاؤ ہووے
ذات و صفات سب کے جب وہ الٹ رہی ہوں

آتی تھی ساتھ میری دیکھو تو کیا ہوئی وہ
اب نہ ہو کہ پیچھی رستہ میں کٹ رہی ہوں

تب سیر دیکھی کوئی باہم لڑائیوں کے
کھینچی ہوں وہ تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہی ہوں

کیا کر سکیں دوا ای حال دل پریشان
زلفوں کی بال اونکے جب آپ لٹ رہی ہوں

آپس میں روٹھنی کا انداز ہو تو یہ ہو
وہ ہم سے ہٹ رہی ہوں ہم اونسی ہٹ رہی ہوں

جی چاہتا ہے ایدل ایک ایسی رات آوے / مطلع ہو صاف شہر ابادل بھی پھٹ رہی ہوں
سوتی ہوں چاندنی میں وہ مونہہ پہ پاؤں رکھکر / شبنم کا وہ دوپٹہ جسپے اولٹ رہے ہوں

پیہم غزل اب انشاء اللہ کی شادی
آغوش میں معانی جسکی لپٹ رہی ہوں

خلوت میں تیرے سب کچھ اچھا ہے جب کہ ہم ہوں / سبکو ہوا بتا دو بس ہم ہوا ور ہم ہوں
وہ تھے تو ہم کو ڈالی ایک بوسہ / فدوی غلام تیرے بے دام بے درم ہوں
ایسی شراب پیتے ہیں کیونکر لگی ہے اوسکی / جس ناتوان کے حق میں بانکی گہونٹ سم ہوں
اوسکی لپٹ میں ہم کیونکر سنبھالا آویں / ہر بات بات میں جب سو سو کڑ و دم ہوں
مرضی ہے تیری کیا ہوا جو وحشت ابتو یہیں کہ / جاوین کلیسا کو یا زائر حرم ہوں
آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا / ایسے بھی لوگ شاید دنیا کے بیچ کم ہوں
تک اسطرف تو دیکھو انکھیں ملا کے صاحب / قل ہے سے قدیمی بندی شایستہ ستم ہوں
اتنے سے گھر میں تیرے سبحان تیری قدرت / جو بیچ و پوچ ہوویں سو ایسی محترم ہوں

کیا وصل لکھ کے بھیجوں شعر اپنے اوسکو انشا
مصرع یہ جسم کردوں تو چیٹ انگلیاں قلم ہوں

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یہاں سب یار بیٹھے ہیں / بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں
نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنے / تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
خیال انکا پرے ہے عرش اعظم سے کہیں ساقی / غرض کچھ اور دھن میں اسگھڑی میخوار بیٹھے ہیں
بسان نقش پائے رہروان کوی تمنا میں / نہیں اوٹھنے کی طاقت کیا کریں لاچار بیٹھے ہیں
یہ اپنی چال ہے افتادگی سے ان دنوں پہروں / نظر آیا جہاں پر سایۂ دیوار بیٹھے ہیں
کہیں ہیں صبر کسکو آہ ننگ و نام کیا شے ہے / غرض رو پیٹ کر انسبکو ہم یکبار بیٹھے ہیں
کہیں بوسہ کی مت جرات دلا کر بیٹھیو انسے / ابھی اس حد کو وہ کیفی نہیں ہوشیار بیٹھے ہیں
نجیبوں کا عجب کچھ حال ہے اس دور میں یارو / جسے پوچھو یہی کہتے ہیں ہم بیکار بیٹھے ہیں
نئی یہ وضع شرمانیکی سیکھی آج ہے تمنے / ہمارے پاس صاحب ورنہ یوں سو بار بیٹھے ہیں

کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

ایضاً

چشم و ادا و غمزہ و شوخی و ناز پانچوں
دشمن ہیں میرے جی کے بندہ نواز پانچوں

کیا رنگ زرد و گریہ کیا ضعف و درد افغان
افشا کریں ہیں ملکر یہ سارے راز پانچوں

بار فراق سے ہیں جوں شمع دل کو ہر شب
احراق و داغ و گریہ و سوز و گداز پانچوں

آرام و صبر و طاقت و ہوش و حیا کہاں پھر
لی دل کی ساتھ یہ بھی اے عشوہ ساز پانچوں

ق

فرہاد و قیس و وامق محمود و راہرو بھی
رکھ بار مجھ پہ سو دیں ہو پا دراز پانچوں

ہیں تیرے در پہ آ کر ہر ایک سر بسجدہ
لیلے و مہر و عذرا شیریں ایاز پانچوں

مت پوچھ کار انشا ہجر و وصال میں کچھ
صبر و جنون و وحشت عجز و نیاز پانچوں

سر چشم صبر دل دین تن دل جان آٹھوں
صدقے تجھ کئی ہیں تیرے جو مہربان آٹھوں

سج دھج نگاہ الٹ حسن و ادا و شوخی
نام خدا ہیں تجھ میں اے نوجوان آٹھوں

مردنگ و چنگ و نے دف ہیں رباب بھرنی
ہم ساز و ہم نوا ہیں لیتے ہیں تان آٹھوں

ساتوں سروں میں مطرب گت بھی یہ گتھ رہی ہیں
ہیں کس مزے سے اٹھتے کیا ناد آن آٹھوں

رخ خال زلف و خد و لب دندان حسن زنخدان
دو سکے ہیں اپنے دشمن انشا ہر آن آٹھوں

ہیں اگر حبیب نگاہ و جبیں و جمال طرز ادا آٹھوں
سمجھو ہیں نا کسی کی اگر جتا رہی تو کیوں ہوئی ہیں کلام آٹھوں

و فقن زنخدان لب دہان رخ جبیں و تبسم
سکھاتی ہیں وہ تجھی کو کافرے ... نظام شہود کے

ادا و ناز و حجاب و غمزہ و کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمہاری چتون سکھاتی ان یہ کرتے ہیں انتظام آٹھوں

جھجک نگاہ و چٹک چپک جھمک دلال غصہ کرم رکاوٹ
کسی کی باتوں نہ کرتی ہیں یہاں کسیکا جی ہے الم آٹھوں

شکیب صبر و قرار و طاقت نشاط و آرام عیش و راحت
تمہاری الفت میں کھوکے بیٹھا ہوں میں تو بالکلیہ تمام آٹھوں

سپہر و چتر و فوج ملک شکوہ و تاج و کمال و حشمت
مری سلیمان کو دی خدا یا یہ جلد با احتشام آٹھوں

پوچھے مجھ سے تو سید انشا کہ نام عاشق کے کیا ہین وحشی
ذلیل و رسوا خراب و خستہ غریب بندہ غلام آٹھون

تمہاری ہاتھونکی انگلیونکی یہ کہیو پورین غلام تیسون   غرض کہ عشق ہے اگر یہ تو تو جہت اٹھالی کلام تیسون
امام بارہ و بروج بارہ عناصر و جسم و روح امی دل   یہی تو سرکار حقتعالی کی ہین مدار المہام تیسون
نہین عجائب کچھہ آنکھہ ہے مین سطو تین تین بات پر وے   عقول دس مدرکات دس ہین سو کر دئے ہین کام تیسون
علوم چودہ مقولہ دس اور جہات شش بنای او سنی   امور دنیا کو تا کہ پہونچا مین خوب سا انصرام تیسون

بلا ہین کالی ہین اوس پرے تن یہ تیسون باتین کچھ ایسی انشا
کہ ہر مہینے کے دن بہی جنکو کرے ہین جھک کر سلام تیسون

دس عقل دس مقولے دس مدرکات تیسون   تیری ہے ذکر مین ہین ای پاک ذات تیسون
نہ آسمان خورد مہ ساتون طبق زمین کے   روح و حواس خمسہ اور شش جہات تیسون
بارہ بروج چودہ معصوم چار عنصر   ظاہر کرین ہین تیری لاکھون صفات تیسون
سی پارہای دلکو رکھیو محافظت سے   ای میری جان ہین تیری حفظ حیات تیسون

ماہ گذشتہ کا حال انشا کہون سو کیونکر
مرمر بسر کئے ہین دن اور رات تیسون

نکلتے ہو تم تو دم لے پری ہٹ ابھی نہین   اور آنجناب کی کوئی میری جیسی جی نہین
ہان ہان ہے سب سے اور ہمین سی نہین سو کیون   کیونکر نہین نہین نہین کیون ایسی جے نہین
گر یار می پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے   زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھہ ولی نہین
خلوت مین یون جو چاہئے کہ لیجیے مجھے   لوگو نہین لیکن آپ کے سیری ہنسے نہین
دیتی ہو گالیان مجھے انصاف تو کرو   لائق تو ایسی باتونکی بندیکی زری نہین
کچھہ دخل ہے کہ رات کو تم آو میری پاس   اس بات کا شعور مرا مقتضی نہین
غصہ مین جو کہا کہ کیا ترک عشق خیر   کچھہ مت خیال کیجیو ہرگز اجی نہین
کیون پاس میری آکے نہین بیٹھتے اگر   غیرونکی ساتھہ رات کو می تمنے پی نہین
تمنے کہا کہ آئیگا میرے پاس کب   بولے نہین نہین نہین ہرگز کبھی نہین

اس ہونہہ سے ہان سنی نہ کبھی ہنسی کیا کرون
ماری ہی ڈالتی ہے غرض آپکے نہین

ہنسنے کہا کبھی تھی ہماری بھی کوئی تم
بولی کبھی نہین میری تم کوئی بھی نہین

ذرہ سے بات پہ رہی انشا سے تم خفا
کیا جانی کیا بلا ہی تم تو کچھہ آدمی نہین

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کی طرح ہم تو ڈھلی جاتی ہین

سامنے آنکھون کے اوگتا ہے چمن نرگس کا
کھلکے آتا ہون ابھی آپ سنبھلے جاتے ہین

ہاتھ کیا پھیرو ہو عارض پہ ابھی کیا ہی وہان
خط کا کچھہ دخل نہین گال سلے جاتے ہین

یاد ہین اوس خط نو خیز کے یہان دانہ نمط
اشک سبز آنکھونسے ہر وقت چلے جاتی ہین

اسپیا آب کی ہے چشم ترا پنی جبین سے
روز چھاتی پہ مری مونگ دلی جاتی ہین

گرم ہو آپ جو تک انشا سی ملتی ہین کبھی
آتش رشک مین اغیار چلے جاتے ہین

جب تک کہ خوب واقف راز نہان نہون
ہین تو سخن مین عشق کے بولون تو ہان نہون

خلوتین تیری بار نہ جلوتین مجھکو ہاے
باتین جو دلمین بھر رہی ہین سو کہان کہون

گاہی جو اوسکی یاد سی غافل ہو ایک دم
مجھکو دہن مین اپنے لگی ہے زبان زبون

شط عمیق عشق کو یہ چاہتا ہون مین
ابر قطرہ سے روکے اوسی بیکران کرون

طوفان نوح آنکھہ نہ ہم سے ملا سکے
آتی نظر ہین چشم سے ہر پل عیان عیون

ناصح خیال خام سے کیا اس سے فائدہ
کب میری دل سے ہو ہوس دلبران برون

یہ احتیاط کیجیے موقوف ناصحا
معقول یعنی دل اوسی اے قدر دان کہون

ق
انشا کرون جو پیروی شیخ و برہمن
مین بھی اونہونکی طرح سے جون گریبان ہون

خلوت سرای دل مین ہے ہو کر کے معتکف
بیٹھا ہون کیا غرض کہین اے جاہلان ہلون

چمک ہے یہ کچھہ اوس اودی دوپٹہ کی کنار مین
نظر جو آن برق اودی دامن ابر بہاری مین

تری چتون کی آنکھیلی پرے کی بھیس مین آکر
مجھے شب لیگئی چپکے سے ایک نرگس کے کیاری مین

بہت سی عاجز آئی ہین بھلا صاحب رہین کب تک
فراغ حالی سے [illegible] ہم پاس [illegible] رہی ہین

مجھے کہنے لگی وہ پیار سے اگر اگر بس ہو
تو تجھکو موند رکھون ایک شخی [illegible] ہماری ہین

کرا بارات زخمی اوس کی غمزہ کا تو وہ بولی
کوئی ہے لال مرچین بھر کے اسکی زخم کاری ہین

ہماری ساتھ تیری چاندسی کاٹھی کی بن دیکھی
رہا کل ماہ تابان رات بھر اختر شماری مین

جو کہتا ہون بھلا جاگا کرون راتونکو مین کب تک
تو کہتا ہے رہا کر اوسکی امیدواری مین

ق
وہ جو سردار تھے اگلے زمانے کے بڑی رستم
یہ اونکا حال ہے اب عالم بے روزگاری مین

پڑی سونا کہرچتی ہین کسی ٹوٹی سے چاکو سے
کہین جوڑہ گیا ہے پاؤ کوڑی بھر گنواری مین

جو وہ پیسے کے ڈھولی پر کہین جاتی ہین چڑھ کر تو
پرانی شال دیتی ہین کہارونکو کہاری مین

میان قدوس اونکی بولی سی ایک جو نوکر ہین
بڑی ہین سو [illegible] اونکی باتین ابداری مین

ہزارون حجتین تکرار لاکھون یاد ہین اونکو
حکایت بخشنی کے اونکی تو خدمت گذاری مین

بعینہ اوس نفر کی سی ہے وہ جو اپنی آقا سے
یہ کہتا تھا بہت سا کھینچ خود کو بردباری مین

نہ نادان اسقدر بنئی سمجھئے سوچئے دلمین
فقط حضرت سلامت آپ رکھتی ہوشیاری مین

حریفی کو بدل نمایگا گر نکرا نہو صاحب
تو کیا کہئو اب کا لنگڑا ہو وہ پیلی کی نہاری مین

ق
کوئی میندھا کہ یہ دنبا کوئی بکرا کوئے مرنا
مریدونکی یہ صورت ہے تمہاری پاسداری مین

ق
غضب کچھ [illegible] شیخ جی صاحب
[illegible] اب فرق کیا ہے تم مین اور [illegible] مین

پڑی پھرتی ہی [illegible] سے ایک لونڈی جو واعظ کی
[illegible] اپنی [illegible] مین

سو اوسکی اب یہ حالت ہے کہ [illegible]
[illegible] اور وہ [illegible] رہی ہین

کفالت رزق کی کس سے کیسی ہو سکے انشا
صفت مخصوص ہے یہ تو فقط اس ذات باری مین

نگاہی گاہے جو ادھر آپ کرم کرتے ہین
وہ ہین او ٹھہ جاتی ہین یہ اندرستم کرتی ہین

جی نہ لگ جای کہین تجھسے اسی واسطے بس
رفتہ رفتہ تری ہم ملنی کو کم کرتے ہین

واقعی یون تو ذرا دیکھو سبحان اللہ
تیری دکھلانیکو ہم چشم پہ [illegible] کرتے ہین

عشق [illegible] ناصح مشغلہ سچا
آپ کو کیا ہے جو اس بات کا غم کرتے ہین

کہا یاں کھانیکو اوس نے بہت غم ہی پریشان
آج دیدار کا ہیں جو تمہ معہ غم رہتے ہیں پریشان
ہیں عقلمند محبت کے بیان ہجہ اشخاص
وہ بہلا کب طلب دامن دلبر کرتے ہیں

ہیں مستی میں بہت دید نماے انشا
آنکھ جب ہو نہ فرصت سر محشر کرتی ہیں

یہ نکہ ہو نہ یہ نکہت کسی کی جا بہ خنداں
غضب ہی اوسکی نیخدا پہ بات بات پر خنداں
ستم اور ناز خوش ہستی سماوی نجف دان
کہ یہی فلک تیزی پہ صدای ہی درو خندان
یہ تنگ پہ چھپ رہے سج وہج یہ ادا کو دیکھہ تری
تمہارا تحیر ہوی غرق ہوشمنداں
وہ لطیفہ گوئی اوسکے وہ فصاحت اور بلاغت
نہیں اسقدر کہ بولے کوئی شاعر سخنداں
فلک البروج پر سے کہیں سب بلا یک آئین
نہ اثر ہو کس طرح سے یہ دعای مستمنداں
یہ نصیب اپنی دیکھو کہ سمجھہ کے صید لاغر
اور سر آن بہی نہ پہٹکے کبہی آہ صید بندان
جب سنگدل خدا کا بہی ترس ہو جو کچھ بہی
تو شکستہ تکویت کر کہ یہ شیشہ ہو شد آں

کمال فضل و دانش یہ عیب ہی کہ انشا
غلطے یہ تو مصر ہو مثال خود پسنداں

شتاب کی جلوہ گری پر غش ہوں
لیٹنے اس سنبر ہی پہ غش ہوں
گر یہ دنیا کے شہر میں بس میں
اپنے میں بے ہنری پہ غش ہوں
برق کے طرح نظر پڑت کیبھ کو
تیری پوشاک زری پہ غش ہوں
اوسکی لشواکی سے لاتی باس
اوسکی مین گو دبہری پہ غش ہوں
غش نسیم سحری سے مجھہ پہ
مین نسیم سحری پہ غش ہوں

اسی کچھ ہو نہ سکا انشا میں
آہ کی بے اثری پہ غش ہوں

ای وہ دو جگر بنگی سے اسرافیل کے گردن
توڑا برسے کی تقدیر اپیل کے گردن
گردن کی صفا دیکھو تو اوس شاخ پری کی
تہی ایسی بہلا یوسف راحیل کے گردن
لٹکا نہ یہ ملاقت جانسوز کہ اوٹھا
ٹوٹی کی ابہی عرش کی قندیل کے گردن

مت بھول دلا ربط ہوا اخوات جہان پر — قابیل نے توڑی ہے نہ ہابیل کے گردن
جب سدرہ کے سایہ سے گذرتی ہے مری آہ — بے ساختہ ہل جاتی ہے جبریل کی گردن
زاہد کی مگس عضا کی طرف کرکے نگہ دیکھ — سر پھٹنے کا موںہہ جن کا عزازیل کے گردن

انشا جبروت اور قوائی کے دکھاوے
ست جسکو ہلی صاحب ناموس کی گردن

عقاب اجی تھا افسوس کی گردن — پہلے یون وہ ہین جیسے ہو طاؤس کی گردن
یہ خوش خبری سنئی کہ کل رات سے صاحب — ہے بے حرکت آپ کی پابوس کی گردن
تا چند سہی طوق وسلاسل کے شدائد — کر تن سے جدا اپنے تو محبوس کی گردن
جب تخت کیانی پہ [illegible] دل آوے — کیون خم نہو کیخسرو و کاوس کی گردن
چوری جو کسی رات کی پکڑی تو وہ بولے — کٹ جاے الہی تری جاسوس کی گردن
جون گاؤ سر رستم و دستان ہے مرا ڈگ — بازو وہ قوی رکھون ہون جون طوس کی گردن

پڑہ ریختہ اور ایسی قوافی ہین تو انشا
جسپر کہ ہو خم مالک ناموس کے گردن

توڑونگا خم بادۂ انگور کے گردن — رکھہ دونگا وہان کاٹ کی ایک حور کی گردن
خود وا کی بن شکل الف ہاے انا الحق — نت چاہتی ہین ایک نئی منصور کی گردن
کیون ساقی خورشید جبین کیا ہے نشہ ہو پان — سب یون ہی چڑہا جاوین مے نور کی گردن
اوچھلی ہوئی و ترش تری ڈنڈ یہ مچھلے — ہے نام خدا جیسی سقنقور کے گردن
تہا شخص جو گردن زدنی اوس سے یہ بولے — اب دیکھی ہے دینی جو منظور کے گردن
آئینہ کی گر سیر کرے شیخ یہ دیکھے — سر خرس کا موںہہ خوک کا لنگور کے گردن
یون پنجہ مژگان نین پڑا ہے یہ مرا دل — جون چنگل شہباز مین عصفور کے گردن
تب عالم مستی کا مزا ہے کہ پڑی ہو — گردن پہ مری اوس بت مخمور کے گردن
بیٹھا ہو جہان پاس سلیمان کے آصف — وہان کیون نہ جھکی قیصر و فغفور کی گردن
پہنچی ہے بغل اپنے مین اس زور سے جو عشق — تو توڑنے پر ہے کسی مجبور کی گردن

ای مست یہ کیا قہر ہے خشت سر خم سے
کیون توڑی صراحی کی بھلا چھوڑ کے گردن

محفل مین تری شمع نہی ہووے کے مریم
پھیلے پڑی ہے اوسکی وہ کافور سے گردن

ای دیو سفید سحری کاش تو توڑے
اک ٹکی سے خورشید کے شب تیرہ کی گردن

قا

جب کشتۂ الفت کو اٹھایا تو الم سے
بس ہل گئی اوس قاتل [illegible] گردن

بی ساختہ بولا کہ رہے ہاتھہ تو ٹک دو
ڈھلکے نہ مری عاشق مغفور سے گردن

حاسد تو ہے کیا چیز کرے قصد جو انشا
تو توڑ دی جھٹ بلعم باعور کے گردن

یہ آپ حسن پہ اپنے گھمنڈ کرتے ہین
کہ اپنی شیش محل مین ہے ڈنڈ کرتے ہین

نہین یہ تو ہین باد بہار کے جھونکے
پڑی انول بھبیرے اکنڈ کرتے ہین

نہ مطربونکی کسینے سنے تو وہ ناچار
شروع وہ ہو ہونکی طرح گھمنڈ کرتے ہین

جو باڑ وہ بہنی پہ آجائین کاٹ ہی کی جڑین
تو ہم بھی سنگ دنونکو کرنڈ کرتے ہین

اذیت اور نہین کچھ پر آتش افروزی
جگر کے پھوڑونکی اتبک کہرنڈ کرتے ہین

یہ سایہ دار درختون کی دیکھیے قسمت
کہ یہان برابری اون سے ارنڈ کرتے ہین

کہلا کی بال بیچ تری تراقی ہوہن بھوگ
گرو جی چیلونکو اپنے بھنڈ کرتے ہین

نکلتے دل سے ہے ایک آہ نیلے جھاڑ پہاڑ
جو تجھکو یاد ہے ہم اوی جھاڑ کھنڈ کرتی ہین

شراب اونکو نہین مت پلائیو انشا
کہ وہ تو مست ہو مجلس کو بھنڈ کرتی ہین

وہ جو شخص اپنے ہی تاڑ مین سو چھپا ہی ایسا ہی کر اوسکا
نہ وہ بستی مین نہ اوجاڑ مین نہ وہ جھاڑ مین پہاڑ مین

مجھے کام تجھسی ہے ای جنون کہون کسی سے نہ کچھ سنون
نہ کسی کی زد و قدح مین ہون نہ اوکھاڑ مین پچھاڑ مین

یہ صبا نے قیس سے کہا کہ سنا کچھ اور بھی ماجرا
تری پاس سے جو چلا گیا تو گھرا ہی ناقہ اوجاڑ مین

ارے آہ تونے غضب کیا مری دلکو مجھسے توڑا لیا
مری جیکو پیکے جلا دیا پڑی اختلاط کے پہاڑ مین

خفگی بھی طرفہ ہی ایک شی پڑی غصہ ہوتے ہین لال کہون طے
وہ کہان ملاپ مین لطف ہی جو مزہ ہے اونکی بگاڑ مین

مژہ پہ ہی پارۂ دل تہنبا وہ شل ہوی ہی اب ای خدا
کہ درخت سے جو کبھی گرا تو وہ اٹکا اٹکے جھاڑ مین

کہیں کمر کسو کی طرف نہ بہی مری نگہ گئی تو الٰہی
گل نرگس کے لگا گئی وہ بہری جو ایک فی ناز مین

مری پلکیں نشہ کا ہی کان مجہے سوجہتی ہین وہ شیطان
کہ کہجوری چہوٹی الیان تیرے سرہانے پیچ تار مین

بڑی ڈاڑہیون پہ بجا ولا یہ سب آجو ونکی ہین شیطان
یہ تنکا رہیلے ہین پر بلا انہین شیخ جی کی تو آڑ مین

کہڑی جہانکتی ہے وہی پیرے نہین شبہ انہین تو تہی
وہ جو عطر فتنہ کے باس تہے سو پڑی ہی آپ کے کواڑ مین

اگر اپنی جان کو مضمحل ہی انشا اوسمین لگا نہ دل
تو وگرنہ ہوویگا مشتعل کہین آگ کیا جو لتاڑ مین

کل وہ یہ بولا مجہسے ہنسکر چاہ اری کچہہ اصل نہین
مین ہون ہنسوڑا اور تو ہی منقطع میرا تیرا اسیل نہین

زلف کو اوسکی ہنی جو سونگہا تہا تو ابلی منہ شوق کر
دیکہتے کیا ہین آپ ادہر کو یہان تو تلو نہین تیل نہین

صبح نسیم اب سر پہ شنگاک اوٹہا تی پہرتی ہی
ہے یہ بندیواونکی تیری آتی نظر کیون جیل نہین

حسرت و حرمان باہم انشا درد فراق و رنج و تعب
اپنے سر اپنی بلا ہین ناحق اے دل جہل نہین

اوسکی آنکہہ کا زخم اوٹہا کر انشا تو کیون لوٹی ہی
خنجر ناوک تیر نہین کچہہ پر جیہی الم سیل نہین

نرگس نے پہر نہ دیکہا جو آنکہہ اوٹہا چمن مین
کیا جانے کسنے کسسے کیا کر لیا چمن مین

چڑہ بیٹہا یاسمن کے گردن پہ عشق پیچا
آیا کہ پہر سے کافر یہ شعبدہ پا چمن مین

ڈالی پہ پہر مری نالے کرنے لگی ہے اب تو
بلبل سنے یہ نکالا نخرہ انیا چمن مین

تکلیف سیر گلشن اے مصحفی مت دی
اوس گل بغیر میرا کب دل لگا چمن مین

ہے کیوڑی کی بادہ کیا چیز کتکے جو
اس بو کو تیری پہونچی وہ [illegible] چمن مین

الجہا وہین سے گلو پہر کیون پڑ گئی لٹکا یک
دیکہو تو گلنی کہوسے بند قبا چمن مین

داودی آج پہنے بیٹہے کا پیرہن ہے
تک سیر کیجی عالم مہتاب کا چمن مین

مجہکو وہ کہا جو اونکی کاجل دیا تو اوسکی
سنتے یہ تہی کہ شب کو نرگس کے انجمن مین

ایسی ہوا چلے ہے تو ہی نہو جہے کوئی
کوئل کا چاوری کو آگر ہو منہ چڑا چمن مین

بجلی نہین چمکتی سنے ابر ہے یہ تجہہ بن
پہرتے ہین آگ اوڑاتی کالی بلا چمن مین

ہی ہی بہر جی نے بے تیرا یہ کہتے جانا
چلنے سے پہ ٹہنڈی ٹہنڈی کیا ہے ہوا چمن مین

ایک اہل شعلہ مجھسے ہو کر خفا یہہ بولا
بیٹھے جو اوسکو کانا کچھو دیا چمن مین

ق

جاہی او قف پکڑنا تو وہ بے عقل شعر ہست
مجھکو اندر خندہ نے گالی کیا چمن مین

مین صدقے اوسکے انشا مجھکو جو کر اشارا
مہدی کی ٹیٹیونکی اوجھل چھپا چمن مین

ہی نہان لطف و کرم چین جبین کے تہ مین
ہان ڈھبی صاف ہی ایک اونکی بھنویں کے تہ مین

قافلہ نجد سے ہی گذرا تو لگا اوٹھنے و وہین
وردسا ایک دلِ ناقہ نشین کے تہ مین

شہر آوکے بیچک کو ہمارے ملکوت
چاہتے ہین کہ رکہین عرش برین کی تہ مین

آج عاشق کو تری قبر مین رکھتی ہین لوگ
دفن ایک زلزلہ ہوتا ہے زمین کی تہ مین

اوسکی کو جیسے صبا آئی تو یہان اوٹھنے لگے
ایک بہر ریسی رگ جان حسنین کی تہ مین

سید انشا کے دم سرد سے اوٹھتے ہی ایک
گد گدی شہپر جبریل امین کے تہ مین

آج وہ جلوہ فروز انہے جو منظر مین نہین
تو حجاب ذرہ بہی اس خسر و خاور مین نہین

تاب فرقت کی مری جسم محقر مین نہین
صبر کا و خل کہین اس دل مضطر مین نہین

کوئی اوس ترک جفا پیشہ سے پوچھی تو سہے
کیا مگر رسم وفا آپکے کشور مین نہین

دلکی رگ جانیکی حالت کو بہلا کیا کیجے
روک ٹوک ایسی تو کچھہ سد سکندر مین نہین

زور بازو سے کماتی ہین سو یہ کہتی ہین
خشک روٹی مین مزا ہے سو مزعفر مین نہین

ذکر مجنون مین یہ کہنی لگی لیلے اتو
لہو کے چھینٹ بہی اوسکی تن لاغر مین نہین

پھونک دی کانمین شہزادہ گل کے کوئی
کہ اری بوی وفا جسم صنوبر مین نہین

آپ کے پاس تو ہین سینکڑون چیزین موجود
لیکن اون چیزون سے کچھہ اپنی مقدر مین نہین

طائر ذہن کو مولا نے جو طاقت بخشی
تاب پرواز وہ جبریل کے شہپر مین نہین

لگرگیان جو مغل تازہ ولایت کو ہین یاد
غور کیجے تو وہ اصلا کسی نبدر مین نہین

دین و دنیا کے تماشے سبہے یہان ہین حاضر
ہے وہ کیا شے کہ فقیرونکی جو بستر مین نہین

معنے آیہ لا اسئلکم سید نا
جو نہ سمجھے تو وہ اسلام کے لشکر مین نہین

آج کچھ کام میں ہوں کوئی جو پوچھے مجھکو
تو یہ باہر ہی سے کہدیجو کہ وہ گھر میں نہیں

لکھنے پڑھنے سے معاف آپ مجھے رکھیے گا
طاقت نامہ بری میری کبوتر میں نہیں

میری امید برآتی ہے اب انشاء اللہ
کونسی چیز ہے اللہ کے جو گھر میں نہیں

دلکو لے بھاگے کدھر ہاتھ سے تیری انشا
کوئی گھر کے بھی تو اس گنبد بے در میں نہیں

ہی ادا کونسے جو اس تری اُف اُف میں نہیں
لطف ہی یہان جو نہیں کا سو وہ یوسف میں نہیں

کچھ عجب لیلی و مجنون کی کہانی گذرے
کونسا شخص ہے جو اونکی تاسف میں نہیں

بات ہوتی ہو سو فی الفور ہے ہوتی اچھی
خوب اگر سوچیے کچھ حسن توقف میں نہیں

بادشاہت ہے او نہیں لوگونکی عشق میں تو
گانوں اُجڑ بھی کوئی جنکی تصرف میں نہیں

بی تکلف یہ تجھی پھرتی ہیں مری میں انشا
سو وہ بی شبہ کہ اقسام تکلف میں نہیں

لیلے و مجنون کی لاکھوں گرچہ تصویریں کھنچیں
مل گئیں سب خاک میں جسوقت زنجیریں کھنچیں

کھینچ رہیں انشا سے جو یہان تو اونکا کیا گناہ
وہ تو ادیکے سر یہ ثابت کر کے تقصیریں کھنچیں

جب ہوئیں پریاں ہوا کہانیکو کہڑیاں باغ میں
خود بخود بجنے لگیں جھنجھونکی گھڑیاں باغ میں

نو عروسان چمن کا دیکھئے گا اختلاط
چل رہیں ہیں خوب سی ہو تونکی چھڑیاں باغ میں

قمری و بلبل سے نجتی بات کر ڈالا او نہیں
جھیل ڈالیں آج ہمنے سخت کڑیاں باغ میں

لوٹی دیوانی تری تو جا بجا رہ گئیں
ٹوٹ ٹوٹ اونکی وہ زنجیرونکی کڑیاں باغ میں

خوب سی ہم تم گلے مل مل سکے باہم روی چنے
تو عجائب لگ گئیں کچھ مینہ کے جھڑیاں باغ میں

چہار ہی ہے آپ بن کالی بلائیں زیر تاک
جنبشیں آتی نظر ہیں لینے پریاں باغ میں

شبنم و باد صبا دونوں گل سب ہیں خفا
رگ گئیں سایونکی ساری چھوٹی بڑیاں باغ میں

مفت میں گل کہا گئے تھپا آپ ناحق لوٹ پٹے
نرگسستان سے جو میری آنکھیں لڑیاں باغ میں

دیکھکر سوسن کی رنگت دسیاں اپنی چڑھ گئیں
ان پریزادونکی یہ مستی کی دھڑیاں باغ میں

۱۰۱

انشا اس غزل کا قافیہ تنگ آگیا
ٹوٹتا ہی اور ہے موتیوں کی لڑیاں باغ میں

دیکھ ایک دو جنونکی رنگ رلیاں باغ میں
کھلکھلا کر ہنس پڑیں پھولوں کی کلیاں باغ میں

تھک گئیں لے لی بلائیں قمریاں اور بلبلیں
تھمتی دی اپنے جو مجھکو موہنہ کی ڈلیاں باغ میں

کیا ہوا جو بند دروازہ کیا اے باغباں
کھل رہے ہیں ہر رگ گل کے تو کلیاں باغ میں

گلستاں پر جو عالم خواب کا سا چھا گیا
لی جمائی اپنی آنکھیں کس نے ملیاں باغ میں

ہر روش پر لگ گئی نقش کے تارونکی ڈھیر
کچھ پہ پڑا دیں جوانی ساتھ چلیاں باغ میں

پھل کسی ڈھب کا نہ توڑ انشا کسیکو دکھہ دی
تا دعا تجھکو کریں سب پھول پھلیاں باغ میں

کیوں نہوں ہر گل کے جوڑی آج افشاں باغ میں
ملکی ہولی کھیلتے ہیں آج پریاں باغ میں

آج شاید عرس بلبل کا ہوا ہے ای نسیم
آتش گل نے کیا ہے جو چراغاں باغ میں

تفضلات نہیں لطف کی نگاہ نہیں
معاملہ ابھی مطلق وہ رو براہ نہیں

غلط ہے آہ کہ ہے دلکو دلسی راہ نہیں
کہ تیری چاہ مجھی تجھکو میری چاہ نہیں

غلام ہم تو ہیں ایسی مزاج والوں کی
کسیکے ساتھہ کسی ڈھب کے جنکو راہ نہیں

ہماری چوری جو ثابت ہو دی دلیل بھی کچھہ
مقر نہیں کوئی شاہد نہیں گواہ نہیں

تواضع آپ کی ہم کیا کریں بھلا صاحب
بقول شخصے اس اپنے جگر میں آہ نہیں

رکھائیاں جو یہی ہیں تو اسطرح انشا
نہیں نہیں نہیں ہرگز نہیں نباہ نہیں

حرم سے دیر میں یہاں آپ دوانہ لے آیا
برب کعبہ مرا اس میں کچھہ گناہ نہیں

نہ کچھہ جہت نہ سبب قاہ قاہ ہنستے ہو
تمہاری خوش مجھے آتی یہ قاہ قاہ نہیں

کہوں بقید قسم لا الہ الا اللہ
کہ تاب ہجر بس اب مجھہ میں نا ای آلہ نہیں

یاس و امید و تمنا دہی و غم فردو ہوم اٹھائی سینے میں
خوب مجھے ہے آج وہا دھم مار گیا ہی سینہ میں

دیدہ کیا جو وادی مجنون ہنسے دہن مین دشت کے	تشکل مجسم ہو کے جنونکی آن سمائی سینہ مین
شیخ و برہمن دیر و حرم مین ڈھونڈھتے ہو گیا لاحاصل	مونده کے آنکھیں دیکھو تو ہے ساری خدائی سینہ مین
قہر کیا یہ تمنے صاحب آنکھہ لڑانا آفت تھا	جھٹ پٹ دلکو پھونک دیا اور آگ لگائی سینہ مین

حضرت دل تو کب کے سدھارے خوب جو ڈھونڈا انشا نے
ایک دھوان سا آہ کا اوٹھا خاک نپائی سینہ مین

بس ہو چکے آغشتہ بخون دست و گریبان	ہو مجھسے نہ اے دلبر جنون دست و گریبان
مارے ہوئی ایک زلف کی ہین خیمہ ہمارا	تم چھوڑ دو اے اہل فسون دست و گریبان
اعیاناً اگر نام ترا بے ادبی سے	لی کوئی تو اوسکا ابھی ہون دست و گریبان
لاکھونکی ہین اس بادۂ گلگون کے بدولت	تر دامن و آغشتہ بخون دست و گریبان
یون چاہیے آپسمین نہ ایک آن جدا ہون	اے ولولۂ شور جنون دست و گریبان
لی شغل رہین دست و گریبان تو دلا مین	حاشا کہ پھر اونکو کہون دست و گریبان

ہے قوت ایجادی اذہان بھی انشا
یا معرکۂ کن فیکون دست و گریبان

زمین پر کہتی یہ تسبیح والے کچھہ کہ سب ڈگ ہین	ہر ایک پھانسی ہین سو سو من پرے فراق ہین جگ ہین
چھپے کیا اون حکیمونسے حقیقت نبض آدم کے	نظر کرتی ہے وہ جو باڑ لیتے کل کے رگ رگ مین
لگی لگ لگ کے سونا وہ جو اونکا یاد پڑتا ہے	تو اپنے ساتھی کچھہ عجیب سے آ جاتی لگ لگ ہین
مجھے وہ جام می ساقی گرجتی ہین اودھر بادل	اودھر کو ٹھونکی پر نالے بھی کرتے شور لگ لگ ہین
عوام الناس سے مت رکھہ توقع آدمیت کی	کہ اکثر گرگ و روباہ و شغال و گربہ و سگ ہین

شب ہجران مین سانپونکی چمکتی ہین یہ مین انشا
نہ یہہ جگنون نہ یہہ تارے نہ یہہ الماس کے نگ ہین

جس پر کہ ترا سایۂ دامان قبا ہو	کیون اوسکے تصدق نہ بھلا بادصبا ہو
اوس گل کے اگر پاس ترے بو ہی قبا ہو	دنیا ہو غرض اور تو اسے بادصبا ہو
ان آپکی لوگونسے بگڑا ہم نہین سکتے	کیا کیجے جو پتھر کے تلے ہاتھہ دبا ہو

لی حمت اطفی کے دنیا کا ہو جہان ورد
کیا معنی کہ اوس ملک مین کچھہ دخل وبا ہو

صد حیف کہ افلاس کے عالم سے ہو پامال
وہ شخص جو سرکردۂ قوم نجبا ہو

لازم ہے اوسی جسکو خدا بخشی امارت
یک چشم ترحم تو بسوے غربا ہو

باندہ اور قوافی بہی کچھہ ایک ایسی ہی انشا
جس سے کہ بپا غلغلہ واعجبا ہو

کہہ بیٹھئے صاف اوس سے یہ دل جس سے نہ وا ہو
رمی واو زبر رو ہوا وڑ بچھو بپا ہوا ہو

حاضر یہ کتابین ہین انہین دیکھئے ہرگز
دلکا جو ستانا کسی ملت مین روا ہو

سیمرغ و ہما رقص کنان ہین مری آگے
اوس پر چڑہی کیا دہیان جو اتنا سا لوا ہو

لکھہ بیٹھے دیا خط غلامی اونہین کر مہر
لو دستخط اس پر کرو تم اپنے گوا ہو

وا شد مری تب دلکو ہوای ابر بہاری
جب زمزمہ پرداز چمن گرم نوا ہو

اوس شیخ سیہ چہرہ کی ہنگام تبسم
دیکھا تو کہا سبنے یہ ہنستا نہ توا ہو

حاجت نہ معاند کے روا جسسے ہو ہرگز
ہر چند وہ چلے مین پڑی پسکے روا ہو

گاہے بدمی یا درمے یا قلمے کچھہ
کر دو کہ کسی شخص کے حاجت تو روا ہو

انشا کو بہی دی ڈال نہ امی عیسے مریم
گر کچھہ مرض عشق کے تجھہ پاس دوا ہو

رکھتا ہوں دیکھہ بسر خیر اپنے یار کو
مین تھام تھام اس دل بے اختیار کو

فرہاد کو جنون نے ٹھکانے لگا دیا
اب جا کے ہم بسائین نگر کوہسار کو

گل بیٹھے چیر پھاڑ جو معقول اونسے کے
غصہ ہو بولے آگ لگی تیری بہار کو

بیطرح لگ چلی ہو خبر شرط ہے اجی
پھر رک کہین نہ جا ہو تم اپنے بار کو

ق

من بعد مرگ ہی یہ وصیت تجھے نسیم
لانا بجا کہ جیتے تو مجھہ بیقرار کو

لیجائیو براے زیارت نجف تلک
کیجیو نہ خاک ہند مین اس خاکسار کو

یا کربلا مین روضہ اقدس کے سامنے
دیجو فشار اس میرے مشت غبار کو

ساقی ہوا ہے ابر ہے جلد ایسی جام لے
ڈھکے ہے برق توڑ دے شیشے کے خمار کو

انشاؔ تو انیڈتے ہین پڑے میکدہ کی بیچ
کہیو سلام زاہد شب زندہ دار کو

لہرا دیا صبا نے جو گلشن سبزہ زار کو
دو ہیں گھٹا نے گھیر لیا چشمہ سار کو

جوش و خروش رعد نے یہ دہوم دہام کی
ہرگز کوئی کہ سکے نہ پہونچا پکار کو

بجلی تڑپہ تڑپہ کے دکہانے لگی چمک
رونق ہوئی دوچند ہر ایک برگ و بار کو

کچہہ لکہ ہا ہی ابر سفید و سیاہ و سرخ
مستانہ جہوم جہوم چلے کوہسار کو

شادابی ہوا نے یہ چاہا کہ کہینچے
مجبوس کوچہ رنگ گل مین بہار کو

اوڑنے لگی ملار کے تانین فلک تلک
سازندی چہیڑنے لگے بین و ستار کو

گویا ترانہ سنجی مطرب سے حال تہا
اشجار گلستان کی ہر ایک شاخسار کو

ہم مشرب اپنے چند جو ان تہی سو وجد پر
تشریف لیگئے بطی کے شکار کو

ساقی نے جام بادہ گلفام دی جہجہے
کہنے لگا ہوا ہو نشہ کے خمار کو

القصہ پہر تو بیچ مین لا کر ملا دیا
زور آوری بہار نے انشاؔ سی یار کو

بولے یہہ عندلیب کہ باقی نہ چہوڑ یو
ایسی سمین مین خواہش بوس و کنار کو

سُننے کا تو مزہ تب ہے کہو اور سُنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سُنو

تم کہوگے جبہی کچہہ کیون نہ کہی گا تمکو
چہوڑ دیگا وہ بہلا دیکہتے تو اور سُنو

انصاف ہے کچہ سوچو تو اپنے دلمین
تم تو سو کہہ لو مری کچہہ نہ سنو اور سنو

کچہہ اتنے خفا ہو کہ کہو ہو مجہسے
ہے قسم تمکو مرا نام نہ لو اور سنو

احوال مرا سنکے جہڑک کر بولے
جا دری وا و زبر رو ہو چلو اور سنو

کے دو ایک قدم دیکہتے پہر ہو یون کو
گالیان سن تو چکی چاہتے ہو اور سنو

ہی آپ مجہے چہیڑ و رکو پہر آپہے
آپ ہی بات مین پہر روٹہہ رہو اور سنو

آفرین ایسی نہ چاہیے شاباش تمہین
دیکہہ روتا مجہے یون ہنسنے لگو اور سنو

بات میری جو نہین سنتے اکیلے مل کے
ایسی ہے ڈہب سے سناؤن کہ سنو اور سنو

شکوہ شدّا آپ سے انشا ہو سو اسکا کیا علاج
تم نہ مانو تو کہیں چھپکے چھپاؤ اور سنو

اپنی پھر کہیو ہمارے پہلے تک سنا لو رہو
گھر رکھو اپنا کسیکو یا کسیکے ہو رہو

صاحبو میرے سفارش اوس سے کوئی مت کرو
دیکھو تو ہوتا ہے کیا آخر کو چپکے تو رہو

میری ہے سر کے قسم ہے نام جانیکا نہ لو
مجھکو بیٹھو آج اگر تم اپنے گھر جا کر رہو

اب جوان فضل الٰہی ہو چکے کیا اور تمہیں
آؤ ہمہو کھیلو کودو لوٹو پوٹو سو رہو

دوستو انشا کے رونیکو نہ دیکھو آنکھ کھول
پھوٹ بہنے دو کہیں دے لگے پیچھے کو رہو

کام فرمائی کس طرح سے دانائی کو
لگ گئی آگ ہے یہاں صبر و شکیبائی کو

عشق کہتا ہے یہ وحشت سے جنوں کے حق میں
چھیڑ مت مجنوں چلی سیری بڑے بہانیکو

کیا ضدائی ہے شدائی لگی اب خط کو وہ لوگ
دیکھ کر ڈھو رہی ہیں جیب ہتی تہی جونائی کو

وعدہ کرتا ہے غزالان حرم کے آگے
کسنے یہ بات سکھائی تری سودائی کو

گرچہ ہیں آبلہ پا دشت جنوں کے اے خضر
تو بھی بتا ہیں ہم مرحلہ پیمائی کو

ایک بگولا جو پھرا ناقۂ لیلیٰ کے گرد
یاد کر رونے لگے اپنے وہ صحرائی کو

مست جاروب کشی کرتی ہیں یہاں پلکوں سے
آنکھیں کب پہونچی ہیں سخانہ کی ستھرائی کو

جیسن کیا آگیا انشا کے یہ جی بیٹھے بٹھے
کہ پسند اوسنے کیا عالم تنہائی کو

جوشش قلزم احد دیکھو
دیکھو دیکھو یہ جذر و مد دیکھو

جملہ اشیای کائنات کے بیچ
ہر طرف جلوۂ صمد دیکھو

آیۂ اینما تولوا کا
ماحصل خوب کر کے لکھ دیکھو

پڑھو آگے فثم وجہ اللہ
یعنے اس قول کے سند دیکھو

کہہ اوٹھا قیس جب انا لیلیٰ
جذبۂ عشق کے مدد دیکھو

شش آئینہ ہیں جو سبھ قفسا
الٹکا مت خرقۂ نمد دیکھو

بس یہ اللہ فوق ایدیہم
چلکے سے پڑھ لو انکو جلد دیکھو

یس سے فتح جتنے سو اللہ کا
پرتو ان مین جدنہ تند دیکھو

حلقۂ نور گرد ہے انکے
تک یہ لمعۂ جبین و خد دیکھو

وقت کے بادشاہ ہین درویش
انکا چھوٹا سا ہیہ نہ قد دیکھو

ہے قلمرو جو انکا ملک جنون
متقات اسکے لاتعد دیکھو

انکی شاہی مین کچھ جو شک ہووے
تو بھلا مجھ سے شرط بد دیکھو

آنسو و نکا جو انکے لشکر ہے
اوسکو تم بیشمار حد دیکھو

وہ ورق دل کا [illegible]
[illegible] تخت اب [illegible] دیکھو

گر زمانہ تو سر پہ انکے ہے
آہ کا [illegible] دیکھو

انشین انشا خود آپ جیش در بند
عشق دیکھو اور انکا قد دیکھو

مرتا ہوں اجی زبان سے بولو
بولو مجھ ناتوان سے بولو

بس عفرتِ دل نہ روٹھو اوس سے
اپنے تم دلستان سے بولو

صاحب کا نہ چاہتا ہو گر دل
تو خاطرِ دوستان سے بولو

بن بولے نہ رہ سکوگے ہرگز
اوس مشفق و مہربان سے بولو

ہے تو غش ہوں کہاں تلک ناز
ہے مجھ نیم جان سے بولو

کعبہ مین نہ ڈھونڈو میرے دلکو
اسکے کوی بتان سے بولو

بس ہم سے نہ بولو جاو اپنے
انشاء اللہ خان سے بولو

ضعف آتا ہے دل کو تھام تو لو
بولیو مت بھلا سلام تو لو

کون کہتا ہے بولو مت بولو
ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو

ہم صفیر و چھوٹوگے مت تڑپو
دم ابھی آکے زیر دام تو لو

انشین باتونیہ لوٹتا ہون مین
گالی پھر دیکے میرا نام تو لو

ایک نگہ پہ بکے ہے انشاؔ آج
مفت مین مول ایک غلام تو لو

دے ایک شب کو اپنی مجھے زرد شال تو
ہے مجھکو سونگھنے کے ہوس سونگال تو

پہونچی جھلک نہ اوسکے پرستان مین کہین
سونڈ ہانگا کی کھول نہ یون سر کے بال تو

دیکھہ آئینہ مین عکس کو کہنی لگا وہ شوخ
ٹک میری گال سے تو ملا اپنا گال تو

صدقہ مین اوس گھڑی کے نشہ مین وہ جب کہی
ٹلتا ہون پانون پر میرے بازو سنبھال تو

یہ راگ اور لای نیا وہ کہ کہتے ہین +
آیا تو مجھسے سن لے دلی کا خیال تو

مت پنجہ جہاڑ کرکے جھٹ چل پری سرک
بس ای جنون نہو میری جیکا وبال تو

ای شیخ مجھکو کچہہ نہین طوبے کے آرزو
سایہ مین اوسکی ٹہیہ کے ہو جو نہال تو

ق

مین جو کہا کبھی تو بھلا اوسکے جو کی مل
باتون ہے باتو نہین مجھے اتنا نہ ٹال تو

ہنس کر لگا یہہ کہنے کہ اے تجھکو آفرین
رکھتا ہے میری ساتھہ یہہ اچھا سوال تو

مین اور تجھسے بات کہون مونہہ تو دیکھتی
یہ جیمین کر رہا ہے خیال محال تو

اتنا ہی تو گلے نہ پڑ انشاؔ اب اسکی بس
کہتا ہون سوچ کہیل ذرا دیکھہ بہال تو

کوئی اس دام محبت مین گرفتار نہو +
ای خدا یہ تو کسی بندہ کو آزار نہو +

کیجے اقرار کچہہ ایسا کہ پہر انکار نہو
یعنے آپسمین کسے قول کے تکرار نہو

غیر کو صحبت دلدار مین کیون بار نہو
یعنے کیا معنی جہان گل ہو وہان خار نہو

دیکھہ آئینہ مین مونہہ اپنا خبردار نہو
تاک جوڑی مین بس آئینی بہی گرفتار نہو

اوسکنے ملنے سے گرانی ہے پہر آجاتی ہے
نکہت گل کے طرح سے جو سبکبار نہو

کیا خوش آیا یہ مقطع ہو کل اون کا کہنا
آدمی کیا کہ جسے بوجہہ نہو بسیار نہو

سیر تو ایکطرف لاکہہ غنیمت کہ یہان +
سانس لینے مین کوئی شخص گنہگار نہو

چاہیئے کیجے خریداری اسی جنس کے اب
جسکی مطلق کہین کچہہ گرمی بازار نہو

جام ای ساقی گلفام وہ کس کام بہلا
آدمی پیکے جسی خوب سے سرشار نہو

سطر منصور کے لہو سی ہوئی یہہ تحریر
یعنے سردار نہیں وہ جو سر دار نہو

اوس سے نادان ہو بہلا کون جو اس راہ کی بیچ
مستعد باندہ کمر چلنے پہ تیار نہو

نالۂ مرغ چمن نے اوسے بدخواب کیا
مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو

ہے تو یہہ قصد کہ چھیڑون اوسی لیکن کیونکر
مین جو چھیڑون تو بہلا مجھسے وہ بیزار نہو

ہر طرف ہین ترے دیدار کے بہوکے لاکہون
پیٹ بہر کر کوئی ایسا بہی طرحدار نہو

جسطرح پہول کے باس ایسی ملاقات اچہی
جس سے خاطر کو کسی شخص کے کچہہ بار نہو

اپنے پڑہنے کو مسجد تو خدا نے دی ہے
اب بلا سے میری جو خانۂ خمار نہو

کیون مرے چاک گریبان سی بہلا اوبہا تہا
اب تو بخشا تجھے پہر آگے یہہ زنہار نہو

کہولی دیتا ہون ترے کان ابہی سے ای گل
ایسی تقصیر کبہی پہر یہہ خبردار نہو

آج ہے دہوم اسیران قفس مین کچہہ اور
جا کے دیکہیو تو کوئی تازہ گرفتار نہو

جہڑ لگا دی ہے ان آنکہون نی تری یاد مین ہان
صدقے صدقے میری کیون ابر گہربار نہو

بخت بیدار اگر خواب مین تجھکو پاوی
تو وہ پہر تا بقیامت کبہی بیدار نہو

فارغ البال ہوا سونگہہ کر زلف اونکی رات
لیکن اے دل یہ کہین بات نمودار نہو

کہہ غزل اور دعائیہ بہی انشا شاید
کوئی اس یوسف مصری کا خریدار نہو

بیکلے سے تری کچہہ دلکو سروکار نہو
تیری نرگس سے الٰہی کبہی بیمار نہو

گد گدی پہول کے پنکہڑی سی مجہی چہوڑی ہے
سوئیے کچہہ تری گلی کے تو کبہی ہار نہو

نہ چلی ایسی ہوا بہی جو بری تجھکو لگے
پہول ایسا نہ کہلے جو تجھے درکار نہو

ہو وہی ری وا او زبر و جور کا وٹ رہی
کیون وہ دنیا مین رہے جس نے تجھی پیار نہو

گرم ہو کر تری مجلس مین نہ آوی جو شخص
یارب اوسکی تو کہین گرمی بازار نہو

تیری زلفون کی نہ الجہیڑے مین جو کوئی پہنسے
وہ جہان جائے کسی طرح نمودار نہو

آوین ملنے کو اگر باغ ارم کی پریان
بن کہے اونکو بہی مجلس مین ترے بار نہو

تیری دلبر نہ کسی ڈہب سے گرانی آوے
تیری دشمن کے بہی دشمن کو کچہہ آزار نہو

تجھکو وہ ہو کام جو کسی کام مین دیوے آکر
تو وہ جو کام کرے اوسکو سزاوار نہو

سامنے تیری جو یوسف کو بھی بیچین آکر
تو زلیخا بھی کبھی اوسکی خریدار نہو

مانگتا ہون یہ دعا اپنے خدا سے کہ کبھی
بات جو تیرے مخالف ہو سو زنہار نہو

نت ہنسی اور خوشی ہی رہے انشاء اللہ
میرے والی وہ کسی چیز سے لاچار نہو

حق تعالی کی طرف سے جسے امداد نہو
تو وہ گھر تا بقیامت کبھی آباد نہو

حیف جو صحبت دیرینہ تمھین یاد نہو
سب سے خلطے رہین اور کچھ ہمین ارشاد نہو

اب کی قدغن یہ ہوا ہے کہ خبردار کہین
شورش زمزمۂ مرغ چمن زاد نہو

بلو کی جھوکے سے ہلگئے او نہین ڈر کا یہ تھا
کہ چھپا ہمین کہین کوئی پریزاد نہو

ہے یہ انصاف بھلا خوش ہو لیس تھے فقط
چیٹ تری ایک متنفس کبھی دلشاد نہو

خانہ آباد جو اجڑی ہوے ہون اونکو بسا
نہ کہ یہ قصد کہ کوئی کہین آباد نہو

مٹ گیا جب کہ حباب آہ تب آئی یہ صدا
زندگانی ہے نہین جسکے یہ بنیاد نہو

دلو بیداد ہو تم کیون نہ کرو نہین فریاد
کسطرح مجھسے بھلا نالہ و فریاد نہو

بستو نیر جو کھلا لالہ تو شیرین نے کہا
مجھے ڈر ہے کہ یہ خون سر فرہاد نہو

شور اتنا نکر اے مرغ نوا سنج خموش
یہان کوئی دام لگائی کہین صیاد نہو

ق

کلیات الیکطرف تجھسے کسی توہب سے کبھی
امر خیر کی مین بھی کچھ بندہ کی امداد نہو

تو بھلا سچ تو کچھ گوشۂ و لیکن کیونکر
تیری شکوہ کے جگہہ اسی ستم ایجاد نہو

ہو جو انشا کو اجازت تو پھری وہ نالہ
کبھی بلبل کے نوشتو نکو بھی جو یاد نہو

غزل فقیرانہ

تو فقیرون کی دعا ہر طرح آباد رہو
خوش رہو چین کرو تازہ رہو شاد رہو

تیری عمری وہ جو ہون شوق سی چھٹکے زلواو نہین
پر خدا والون کی کرتے ہو بھی امداد رہو

قمری باغ بہشت اب جو یہ بے فاختہ ہین
اونہین بھی کہدو کہ تم سرو سے آزاد رہو

جو بدا اوسکی ہے کرو جسنے بنایا سب کچھہ
نہ کہ ہر لحظہ فدا ہی گل و شمشاد رہو

دام مین سے جو چھٹے ہین اونہین یہ حکم ہوا
کہ بس اب گرد رخانہ صیاد رہو

جا کے اور وںسے بد و یاد فراموش وانے
خود فراموشون کو مولا میری تم یاد رہو

صورت آدمی جو نظر کھینچ لو اوسکی تصویر
اپنے اسوقت کی تم مانی و بہزاد رہو

چمن امن و امان کے تمہین ہو سیر نصیب
سایۂ ابد بدا برسر ارشاد رہو

عیش و عشرت کرو ہر وقت تم انشاء اللہ
حسن جیکا ہی پیر دسپ مین پریزاد رہو

فایدہ ولسی ترپ جیت جس سے کچھہ حاصل نہو
کاش ساتون روز چین پہلو مین ہون پر ازل نہو

کیون بھلا محو جمال صاحب محمل نہو
کیا کری مجنون جو اوسکی بس مین اپنا دل نہو

فی المثل آئینہ سان شفاف جسکا دل نہو
دیکھنے والونکو تسکین اوس سے کچھہ حاصل نہو

تا قبیل زخم تیغ غمزۂ قاتل نہو
دل کے بدلے کاش ایک اخگر ہو لیکن دل نہو

تو خفا مجھسے عبث اسے ناصح عاقل نہو
چین تب ہون جو ستو کی جھکو دتیا دل نہو

ایک تو غش ہو وے اصلا دوسری کا دل نہو
ای خدا کافر کو دوزخ سے بھی یہ مشکل نہو

مائل جور و جفا وہ کیون بھلا قاتل نہو
جسکے چہرہ پر مروت کا کہین ایک تل نہو

نور حق افراد انسانی مین گر شامل نہو
ہستے موہوم کا نقشہ ہے پہر باطل نہو

بندہ خانہ مین اگر تشریف لا دین اپ تو
واہ واکیا بات ہے مطلب ہی پہر حاصل نہو

راد ہکا کو چین کیا آدمی کنہیا جی بغیر
واقعی کا نور اوڑ جاوے اگر قلقل نہو

ہے یہی جہل مرکب مرحبا ای رندست
حضرت قاضی کو تو تکنی دی پر قائل نہو

ایک او و اسی کاروان پر جیا گئی ای ساربان
تک خبر لیجو کہین لیلے کے یہ منزل نہو

لاکھہ پردہ نشین اگر بیٹھے نہین پردہ نشین
جسکے کچھہ آنکھون مین پردہ شرم کا حائل نہو

کیا کری بیچارہ ایسا جستجو والا بھلا
راہ پر جسکا کوئی مرشد کامل نہو

عشق کا دریا وہ دریا ہے کہ عمر خضر بھی
صرف گر ہو جاوے تو پیدا کہین ساحل نہو

گر سبک روحی بھسم ہو پہنچی تو مانند نسیم
کوچۂ تنگ رگ گل سے گذر مشکل نہو

ہے یہی نقصان ذاتی موجب فخر کمال
گر نہو ناقص تو قدر مرشد کامل نہو

ورد ہو مشکل کشائی نام کا الفتا ہے
کیون بیلا و ذوق جہانگی اوسکی حل مشکل نہو

اوس شعلہ رو کو ہووی جب آہنگ آئینہ
سیماب وار اوڑنے لگی رنگ آئینہ

تمنے کیا جو صبح کو آہنگ آئینہ
دروازہ بہشت ہوا جنگ آئینہ

محو نظارہ تو نہو اپنے جمال کا
ہے مثل شہر سبز یہ نیرنگ آئینہ

مجرم ہون اسقدر کہ کہے ہے مری مثال
کیا دیکھتا ہے آئینہ اسے ننگ آئینہ

ہرگز بیباک نہ کرو معاصی سے ای عزیز
لینے صفائی قلب سے کہو زنگ آئینہ

الفتا ہے آج طوطی خوش نغمہ کے مثال
ورپیش اون لبونسے ہوئی جنگ آئینہ

ای وہ داہ رات نہ بنڑی وہ بند باندہ
جا کر گلو سے مرغ سحر مین کمند باندہ

وکہتے اگر ہی آنکہہ تو تعویذ ان لکا دے
بازو پہ اپنے تو ہے رخ گزند باندہ

سونیکا چہلا مور کا پر ہے فقط نشین
ایک زرد پوٹلی مین بہی تہوڑی سپند باندہ

لے نالہ جہوٹے چہوٹے پہاڑونسے مت اوجہہ
یکبار قصد قلعہ چرخ بلند باندہ

پر دونکی جہوڑنیکے نہین احتیاج کچہہ
دہی چلو نو بہار اپنے یہ گلگون پرند باندہ

کی حکم مین پلنگ پر اونکے گیا جو بیٹہہ
ہاتہونسے میرے اون کی رہی سیج بند باندہ

گل منہین ہون ستارونکی ورہون ہلال جا بجا
گلگونکی اوسکی نعل تب اسے لنعل بند باندہ

سوتا ہے شیخ ایسی مین تو اوسکی موچہ سے
چوہا پکڑکے ایک یئے رشتہ خند باندہ

الفتا غزل ایک اور بہی پڑہ اور اوسمین تو
مضمون چاک کے چاند سے بہی کچہہ دو چند باندہ

ای آہ قیس پردہ محمل کے بند باندہ
گرد اوسکے تو نشارے کے زرین کمند باندہ

سالا قافلہ کے تو اس قافلہ کے ساتہہ
جامی جب اس کیسکا دل دردمند باندہ

اوس شعلہ رو کو دیکہی تو بس جا ہی مشت زر
مٹہی مین اپنے غنچہ بہی لا دسے سینہ باندہ

ہی موج لالہ جوش پر امسال باغبان — تو ایک مچان برسر شاخ بلند باندہ

شیرین نے خوب روکی یہ شیرو یہ سی کہا — مت ریسم تو مخالف وستا ؤرند باندہ

بولی وہ یون رقیب سے آنکہونین سیر کہانکی — تو ٹکٹکی نہ میری طرف ای لوند باندہ

انشا بدلکے قافیہ اشعار تازہ لکہہ — اور اوسمین تو معانی عاشق پسند باندہ

ڈالی جب آہ نے مری جہاڑ اور پہاڑ باندہ — یکبار گالیونکا دیا اون نے جہاڑ باندہ

تشبیہ قد یار سے دیوین جو سرو کو — اونکی نگہ سے دیکہی دو چار باڑ باندہ

پردہ کی جمسے ٹہیری تو چلونکے اوٹ کیا — چلون پر اور دیکہی دوپٹے کے آڑ باندہ

سعی و تلاش کب تلک ای دل حصول کیا — تکیہ اوسیکے در پہ تو سب چہوڑ چہاڑ باندہ

بدکیف یہان تلک ہے کہ اوسکی گلے کی بیچ — نکلا ہے صدا سنی نہ بجز بار دہاڑ باندہ

حق مین صبا کی حکم یہ ہے یا سباتی گو — جانے نپاوی یان اسی لیکر پہاڑ باندہ

انشا ہنسی کے واسطے کہہ اور ایک غزل — اور اوس غزل مین صرف تو اونکا بگاڑ باندہ

بولی وہ اپنے سرو خرامان کو تاڑ باندہ — گر قصد بوسہ ہووے تو گرد اوسکے باڑ باندہ

چولی کسی پری کی جو چڑہ جاوی دہیان مین — مضمون شعر مین اوسی کا دپہاڑ باندہ

لیلے و شوخی گر مژہ یاد آوین تو اونہین — تو قیس نے کہ خار مغیلان کا جہاڑ باندہ

ہے حلقہ ہای چشم کی زنجیر کر درست — پلکون مین کہول موند ہے اونکی کیواڑ باندہ

تمثال سے جو آئینہ آباد ہے تو کیا — اوسکو فقط صفا کے سبب تو اوجاڑ باندہ

جو داشتہ اے انجم گردونکو دائے ہیون — اوس آہ شعلہ خیز کو انشا تو بہاڑ باندہ

نیند مستونکو کہان اور کدہر کا تکیہ — خشت خمخانہ ہے یہان اپنے تو سر کا تکیہ

تخت دل آکے سانسرے ٹہرتے ہین یہان — چشم ہے ہم سے گدا اونکی گذر کا تکیہ

جس طرف آنکہہ اوٹہا دیکہیے ہو جاے اشہ — ہم تو رکہتے ہین فقط اپنی نظر کا تکیہ

چین ہرگز نہیں مخمل کے اوسی تکیہ پر — اوس پری کی سی بنے ہو جو سنے پر کا تکیہ
ہاتھ اپنے کے سوا اور تو کیا موجہات — والہ و دربدر و خاک بسر کا تکیہ
ق سر تو چاہے ہے مرا ہووے میسر تیرے — ہاتھ کا بازو کا زانو کا کمر کا تکیہ
یہ تو حاصل ہے کہاں ہمکو ہے لیکن ہمکو — جسمیں بالونکی ہو بو تیرے ہو سر کا تکیہ
تکیے ہیں کے ترے قربان اگر کے صدقے — کیا ہی چھٹا ہے لگا کر کے سپر کا تکیہ
گرچہ ہم سخت گنہ گار ہیں لیکن واعظ — دلمین جو ڈر ہے ہمیں ہے اوسی ڈر کا تکیہ
گریہ و آہ و فغان نالہ و یارب فریاد — سب کو ہے ہر شب و روز اپنی اثر کا تکیہ
رند و آزاد ہوئے چھوڑ علاقہ سب کا — ڈھونڈتے کب ہین پدر اور پسر کا تکیہ
گر بھروسا ہے ہمیں اب تو بھروسا تیرا — اور تکیہ ہے اگر تیری ہے در کا تکیہ
شوق سے سوئیے سر رکھکے مرے زانو پر — اسکو مت سمجھئی کچھ خوف و خطر کا تکیہ
جب تلک آپ نہ جاگینگے رہیگا یون ہی — سرکیگا تب ہے کہ جب کھینچیگا سر کا تکیہ

لطف ایزد ہی سی امید یہ ہی انشا کی
کچھ نہیں رکھتے ہیں ہم فضل و ہنر کا تکیہ

پر چاہیں اپنے چال کی ٹک موہنہ کو موڑ دیکھہ — گردن کی یہ لچک یہہ کمر کے مروڑ دیکھہ
پیکان تیر آہ سے آلودہ زہر سے — بازو نہو تجھے تو مری دل کو توڑ دیکھہ
مینے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہون خیر — بولا کسی سنا وہی ہے اچھا نہ چھوڑ دیکھہ
چوکھٹ پہ اوسکے مینے جو پٹکا یہہ سر کہا — دروازہ کھولتا ہون سر اپنا نہ پھوڑ دیکھہ

جوڑی جو اون نے تجھسے تو توڑی رقیب سی
انشا تو اپنے یار کے یہہ توڑ جوڑ دیکھہ

تو مجھسے لگا کہنے کہ چل ہٹ کے پرے بیٹھہ — یون مجھسے لگا شان جتانی نہ ارے بیٹھہ
کب تلک تو ڈراتا پھریگا ہاتھہ میں لے تیغ — غصہ کہیں جانے بھی دی بس خیر اری بیٹھہ
تو دوڑ کے آتا ہے مجھی چھیڑنے سب مین — ہے یہ بھی کوئی طور ظرافت کا ندری بیٹھہ
کیسا ہی ملا کیون نہ وہ بیٹھا ہو میرے پاس — کہتا ہون یہی اوس سے کہ ٹک اور وری بیٹھہ

انشا نہین ہنس بول مراجی تو کڑہا مت
مت ہاتھ کو اسطرح سے تو سر پہ دہرے بیٹھ

ہے مجھکو ربط بسکہ غزالان رم کے ساتھ / چوکڑیان ہون دیکھ سایہ کو اپنی قدم کی ساتھ
ہے ذات حق جو اہر و اعراض سے بری / تشبیہ کیا ہے اوسکو وجود و عدم کے ساتھ
کیا این شلک وضع و اضافت کا دخل وان / ہے انفعال و فعل متی کیف و کم کے ساتھ
دیکھا نہ ساتھ پھول کے سوئی پرا و لکا سے / تحریر وہ جو پہرتے تھی طبل و علم کے ساتھ
نیکی یہی جو اوکی اندہیری کو تین کے بیچ / پہنکا لپیٹ کشتہ کو اپنے گلیم کے ساتھ
کوئی تبا نسیم طرف حرم کو چلے تو ہم / لیکن کمال حسرت و حرمان و غم کے ساتھ
تہین اپنے آشیون حلقہ زنجیر کے مطابق / پیوستہ ہی رہین در بیت الصنم کے ساتھ
کتنے ہو وہ ان سے ہوکے اودہر آوو دون چلے / کیا خوب کیون نہ دوڑ پڑون اسی دم اکے ساتھ
تم اور بات مانو اجی سب نظر مین ہے / دانتون تلے زبان دبانی قسم کے ساتھ

اب چھیڑ چھاڑ کے غزل انشا ایک اور لکھ
ہین لاکھ شوخیان ترے نوک قلم کے ساتھ

کیا کام ہمکو سجدہ دیر و حرم کے ساتھ / مستو لگا سر جبکی ہے صراحی کے خم کی ساتھ
او جانے والے مڑ کے ذرا دیکھیو ادھر / مانند سایہ ہم بھی ہین تیری قدم کے ساتھ
اے رہروان ملک فنا مستعد رہو / تیار ہو رہے ہین بہت سے عدم کی ساتھ
ایک روپ مین پری کی مجسم ہوا اوسکے پاس / اوڑتے پہری ہے شب کو نسیم ارم کے ساتھ
وحشی تری نگاہ کا بیابان کعبہ دیکھ / بہرنے لگا شتالنگ غزال حرم کے ساتھ
گو برگشتہ قند ہی ایسی ہے شیخ کے / نسبت نہ ہو دہی ہیش کو جسکی شکم کے ساتھ
ہی تب مزا کہ انکھہ مچولی کے کھیل مین / ہم سن کیے ہون لڑکے پری اور صنم کے ساتھ
والا نہین ہر ایک کو وہ ڈرا ہی اور … ے / چپکے سے یون کبھی تو لپٹ رہیو تم کی ساتھ
پہر چھوڑ چھوڑ کے پکڑے جو میرا ہاتھ / دی موند سے موند ملا ہو مین لطف و کرم کے ساتھ
کم قوت ایسی ہم نہین اوقات اپنے یار … / پنجہ ہے کرتے کندی ہی شیر اجم کے ساتھ

ق
نزدیک اپنے خر سے بھی بدتر وہ دونوں ہیں
ہر چند ہوں تفوق و جاہ و حشم کے ساتھ
وہ دن دم میں مندہ باندہ اوسی جاندنیکو سوتے
ہر گز کبھی نہ پہنچ جو کہ امام امم کے ساتھ

تبدیل قافیہ سے دیوان دوبار ایک غزل
انشا ثنا ہو اور بھی سلفہ کے دم کی ساتھ

منہ دیکھو حور ہووے جو ایسی پھبن کے ساتھ
اور ہیں کہاں اگر شکر اس بانکپن کے ساتھ
ہے قمری پری تیری اس نزد شال میں
کافر لگا ہوا یہ سلاسل کرن کے ساتھ
ہاری جو مجھ سے آپ تو بولی یہ بول تب
چوسر میں پانسی رکھدی ایک نورتن کے ساتھ
ہٹ تیری راجہ نل کے تو اوڑ جائی حق کرے
گنگا سا کوئی سور ہی رانی دمن کے ساتھ
سایہ میں تیری زلف کی ہیں آگیا کہ تھے
وہاں جا گرفتہ ایک پری ہر شکن کے ساتھ
شوہر ہزار لولی گیتی نے چھٹ کئے
عقد نکاح باندھ نہ اس بیوہ زن کے ساتھ
ق
اے نوبہار سوچ میں ہوں میں کہ کیا کہوں
کس گل کو دوں مناسبت اوسکی بدن کی ساتھ
کیا چیز ہے گلاب کلی اوس کی جو بلشت
کر بیٹھی ٹک مقابلہ اوسکی دہن کے ساتھ
نرگس ہیں کٹ گئے میں نہ رہیں ہیں کہیں
جو باس ہے رچی ہوئی اوس پیرہن کی ساتھ
چنپا ہیں موگرا ہیں مدنمان میں کہاں
ہے نازکی کے تہ سے جو ایک انگلی تن کے ساتھ
خود جیسی پی کی روپ سے خالی ہے کون پھول
یہ نام ملتی جلتی ہیں سب یاسمن کے ساتھ
ایسی تو سیکڑوں ہیں کنیزان ماہ رو
آیا چنبیلی اور دو انگلمن کے ساتھ
ہیں دیکھے ہیں جو عاشق نور محمد سے
اونکو مناسبت ہے اویس قرنی کے ساتھ
من جانب الیمن کا سرا پڑھ تو کس طرح
ہمکو بھلا نہ انس ہو بادیمن کے ساتھ

انشا حسین کے جو غلاموں میں ہوئے شخص
بس آدمی ہم سی کیوں نہ وہ خلق حسن کے ساتھ

داغوں سے ہی لوٹ یہ دل بیتاب شگفتہ
پھولوں سے ہو جوں گلشن سیراب شگفتہ
بیتابی دل اپنے کو کیا سمجھے تو بس
اس نسخہ میں ہم کرتے ہیں سیماب شگفتہ
اس غنچۂ دل کو مرے ای ابر بہار سے
کرتے ہے فقط جوہری ہے ناب شگفتہ

آسودہ تری کشتہ نظارہ جہان مین +
کیونکر نہو وہان خاطر احباب شگفتہ

کوسون تلک اوس دشت مین قدرت سے خدا کی
ہے پیش نظر نرگس شہلا وب شگفتہ

اون کی قسم آہ زمین پہوٹ کے نکلے
ہر شاخ پہ ہے دیدۂ بیخواب شگفتہ

پہولون سے مری آہ شرربار کی انشا +
ہے باغچہ چادر مہتاب شگفتہ +

برق کو چہیڑ نہ دم معدن سیماب پہ رکہہ
ہاتہہ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکہہ

نہ اڑا جائے کہین ابر ہوا راے ساتے
سنگ فرش بطرح چادر مہتاب پہ رکہہ

مین کہا قتل ہے گر ڈال بلا سے تو کہا
ہاتہہ تو میری تو شمشیر کے تاب آب پہ رکہہ

قصہ خوان نیند جو تہو طلسمی بہی آجای تو دون
جوڑی سونیکی کڑونکی تجہے کمخواب پہ رکہہ

سب مطالب ترے حاصل ہوئی انشاء اللہ
ہر گہڑی اپنے نظر حضرت وہاب پہ رکہہ

رکہتے ستے جو فقرا اپنے یقین پر تکیہ +
بان نہ بیٹہے وہ در عرش برین پر تکیہ +

دل کہا یان فلک سے ہم سے اے دل تو نگر
حضرت بادشہ روے زمین پر تکیہ +

بیخبر آپ پڑی سوتی تہے ایسی ہے کہ رات
آہ ہاتہا وہ سرہانے سے جبین پر تکیہ

مست خواب ہی عشرت وہ پری اسپر شوخ
پہینک ماری ہے رخ شیخ حزین پر تکیہ

آج جب اپنے فلک بن کے اڑی تو انشا
تب وہ دوا دہی ہے جبریل امین پر تکیہ

کیون نہ سرشاد ہو غائب جو گدا کا سایہ
جہان قدم بوس کو جہکتا ہے ہما کا سایہ

لگتے یان اوڑا ایک پری کے کاکل +
پڑ گیا مجہہ پہ غضب طرفہ بلا کا سایہ

عرش سے پرے تہے سدرہ کے جبرئیل کے پاس
تہم رہا ہے مری اس آہ رسا کا سایہ

سب پہ روشن ہے یقینا کہ بہر صورت ہے
تجلے آئینہ سے اہل صفا کا سایہ +

یون ہی نکلے ہی بہہ عرش کے دروازہ تک
جلبہ پڑتا ہے گروہ فقرا کا سایہ +

کہہ تو مارو نہ ہی واحد ہو کہ تا روز قیام
کیون نہ یان عرش رہی تجہہ پہ خدا کا سایہ ۱

یا الٰہی سر انشا پہ رہے حشر کے دن
اوسکے آقا ہے کی داماں قبا کا سایہ

ای عشق کیا عجیب ہے سرکار کے شبیہ
اللہ جیسے حضرت قہار کے شبیہ

آہ اپنے خامۂ پر جبریل سے مدام
کھینچے ہی اور کے جعفر طیار کی شبیہ

لوح جبین وجد پہ مین دیکھتا ہون ایک
لکھی ہوے غضنفر خونخوار کی شبیہ

ای حضرت جنون او مرآو کہ آپ مین
سوجھی ہے مجھکو وادی پر خار کے شبیہ

رشتہ کھلی جو تجھ پہ فنا فی الرسول کا
تو سب مین سوجھے احمد مختار کے شبیہ

ای نقشبند کن فیکون ایک کھینچ دے
بندی کی دل پہ حیدر کرار کے شبیہ

داتا ہماری کھینچتے ہین درد و داغ سے
یہان لوح دل پہ ابر گہربار کے شبیہ

صدقے مین اس مصور قدرت کی ای خیال
کھینچی ہے جسنے گردش دوار کی شبیہ

ہوتا اگر اختیار تو یہان کھینچتا
آنکھون پر اپنے صورت جبار کی شبیہ

کہتے ہین قرص مہ جسے سو آفتاب نے
لکھی ہے چرخ پر ترے رخسار کی شبیہ

مرحوم سیہ مو جہہ آپ کی اے شیخ نکتہ رس
دکھلائی ہے مجھی ذنب الفار کی شبیہ

واہ ای میان محمدی عاشق شبیہ کش
کھینچے ہو تمنے کیون مری دلدار کے شبیہ

انشا تو آگے اور قوافی مین لکھ دیا
اب اور بھی معانی اشعار کے شبیہ

دکھلا نہ مجھکو یوسف یعقوب کے شبیہ
طالب ہون وہی سب مجھے مرغوب کی شبیہ

ساقی اس ابر شیشہ مین تصویر برق بن
آتی نظر ہے بارش مشروب کے شبیہ

مانی کا سو نہ چڑھ سکے وہ کھینچتا ہی وا چہری
تحریر میرے آپ نی کیا خوب کے شبیہ

محبوب ونہین کہا تو مرقع سبھی ڈھونڈ ڈھانڈ
دی آپ نے مجھے میان محبوب کی شبیہ

آتی ہین یاد حضرت یوسف کی قبلہ گاہ
ای صبر رکھ دی ہاتھ سے ایوب کی شبیہ

ہی چھین اپنے دیجئے جا اونکے ہاتھ مین
کھینچ ایک ورقیہ راغب مرغوب کے شبیہ

ٹہرہ اور قافیون مین اب انشا تو یہ غزل

گویا ہو جس سے شاہد محبوب کی تشبیہ

لکھی وہ میری اس دل بیتاب کی تشبیہ
کھنچی ہو جیسے طائر سیماب کی تشبیہ

عاشق کو گر غریق کیا چاہے تو اوسے
کھنچو اوسی اپنے ناف کی گرداب کی تشبیہ

ہونٹوں کی تیری یاد میں آہیں جو کھینچیے +
تو وہ دکھاویں دو وجہ عناب کی تشبیہ

تارے نہیں یہ چرخ پہ نقاش صنع نے
لکھی ہے تیرے مسند کمخواب کی تشبیہ

گر آوے ریزہ سے تو کہڑی اسے خیال
اوس بیت کی مجھکو نقرۂ مہتاب کی تشبیہ

دیکھی جو جنگ عشق میں عاشق کو سوکھی
رستم کی ہے یہ شکل یہ سہراب کے تشبیہ

ہے زور طاق ابروی جانان پہ جو بلال
اور اوسکی ہاتھ کعبہ کے محراب کے تشبیہ

انشا بہار اور قوافی کے اب دکھا
کھینچ جائے جس سے گلشن سیراب کی تشبیہ

رو دو ہو مشامر قع ناسوت کے تشبیہ
تا سوجھ جائے عالم لاہوت کی تشبیہ

باریکی قلم پر اب اوسکے تو کر نگاہ
تار نظر کے کھینچی ہے جو سوت کی تشبیہ

ق

گر اپنے لعل لب تو دکھاوی تو میں ابھی
جو لیں میں جھونک دون میاں یاقوت کی تشبیہ

میں کانپتا ہوں دیکھ کے تصویر عشق وائی
یہ دیو کی شبیہ تھی یا بھوت کے تشبیہ

سر جھاڑ سو منہ پہاڑ کے لیے اپنی ہاتھ میں +
عاشق کے تماشا نہ تابوت کے تشبیہ

انشا جواب اور قوافی کہ جسکو سن
بول اوٹھی واہ عاشق مبہوت کی تشبیہ

کھینچوا کے داغ سینہ مایوس کی تشبیہ
لکھتا ہوں لو بہشت کی طاؤس کے تشبیہ

لی کھینچ لوح دل پہ مرے اپنی اے صنم
بتخانہ و برہمن و ناقوس کے تشبیہ

مت جان اے سحاب یہ کھینچی فلک نے ہے
اس دل کی اپنے حسرت و افسوس کی تشبیہ

نقش ہو کے گر پڑے فقرا جب کہ پھر گئے
آنکھوں میں اونکی آپ کی محبوس کی تشبیہ

لکھ دوں گا تجھ پر اے حجر الاسود آن کر
میں ایک صنم کے نائل مایوس کی تشبیہ

ہوں مشہد مقدس آقا کے درمیان میں
میں کیا کروں گا بادشہ طوس کے تشبیہ

انشا لغات اور قرآنی ہین اب وہ بول +
لامع ہو جس سے صاحب قاموس کی شبیہ

پڑھ آیتیں ہین شاعر مرتاض کے شبیہ +
بولی کہ ہین ہونٹ سید ذو فیاض کی شبیہ

ہے علم حق کہ صفحہ تنزیہ پر رسم
سب جو نگی تون عباد کی اغراض کی شبیہ

کھینچے ہے لاہی یہ جو ہے لا الہ مین
یہان غیر حق کے واسطے مقراض کی شبیہ

ہین ہاتھ چوم لون تری گرامی شبیہ کش
وہی کھینچ مجھکو اونکی تو اغماض کی شبیہ

آتی نظر ہے اے مرض عشق کے طبیب
آنکھون مین تیرے جیسے نباض کی شبیہ

انشا جنھین کہ دید ہے یہان وہ بقید جسم
ہین دیکھتے جواہر و اعراض کی شبیہ

کسی سے اوٹھ سکی کیا مجھ جلاوطن کا بوجھ
کہ عشق ہے میری کاندھی پہ لاکھ من کا بوجھ

نظر کر اپنی قوارع پہ اے جنون کی دیو
جو عوج ہون تو اوٹھاؤن تری بدنکا بوجھ

ہلا کی قاف کو ہر چند ہون اوٹھا سکتا
پر اپنی سے نہین اوٹھتا کڑی سخن کا بوجھ

سما و ارض سے اوٹھا نہ جب تب انسان پر
پڑا امانت خلاق ذو المنن کا بوجھ

سحر صبا نے یہی میری ہے دوش پر ٹیکا
نہ تھم سکا جو تری بوی پیرہن کا بوجھ

اگرچہ بیاہ کی دن گود مین تو لے آیا
نہ راجہ نل سے پھر اوٹھا دل دمن کا بوجھ

سواے حضرت اورنگ زیب عالمگیر
سنبھال کون سکے لشکر دکھن کا بوجھ

بڑا غضب ہے کہ تجھسے جوان سی انشا
جو اوٹھ سکے نہ خم بادہ کہن کا بوجھ

وہ شالہ کیا ہمنے کس گل کا دستہ
کہ غش کھا گرا فوج بلبل کا دستہ

کیا اون نے چیتون اوسی پیرہن کا
نہ ٹھیرا قبا مین جو کاکل کا دستہ

تکبر سے آقا کے دست متانت
ہوا پیش فیض تامل کا دستہ

نکلی کاش جلکن مین ابر سیہ کی
نہیں شیشہ ہای پر از مل کا دستہ

جو خالی کرون ترکش آہ حزین کا
تو بھاگی کمان دار زابل کا دستہ

گر ... کبھی شیخ کا تو سنگھا دون
کہین سی بنا لاکے بہل کا دستہ

پھر ایک صوفی نے ایسا ہی نعرہ
کہ لٹ پٹ ہوا مجلس قل کا دستہ

... بادل اشکون کی ہین یا زلکو
غلامان سلطان کابل کا دستہ

... ابت ... الخالق ... ہے
یہ ... ہوا خالق کل کا دستہ

... افیون گھر جینے کا ... ہوا
لگا کہنے اب ایک سنبل کا دستہ

لگا لانے اونکے نگاہون کی انشا
غضب تیر ہائے تامل کا دستہ

ہین آپ جیسے یوسف کنعان بعینہ
چہب آنکھ ناک موہنہ لب و دندان بعینہ

ہے جبہ ... پری کی طرح تیری چال ڈھال
ٹھہرا وہ گات سیب زنخدان بعینہ

کوچہ کو تیری کیون نہ کہون راہ کعبہ مین
ریگ روان و دشت مغیلان بعینہ

کہا وہی تلاش لپے سے جو لقمہ حلال
ہے وہ تو آج حضرت لقمان بعینہ

آزادگی سے کیون نہ سروکار ہو ہمین
ہے قد یار سرو خرامان بعینہ

کچھ شکل ظاہری پہ نہین منحصر کہ ہے
یہ روح بھی تو صورت انسان بعینہ

مجنون ... خیمہ لیلی کے وبیابان مین
ہے تیری صبح شام غریبان بعینہ

ق

ہے حسن خلق ناظم ملک جہانیان
بے شبہ جیسے فصل بہاران بعینہ

محفوظ ... سے رکھے جو خلق کو
لاریب ہے وہ یوسف کنعان بعینہ

... مین جس کو ایسی سعادت علی ذری
مانند ابر ہے وہ دُر افشان بعینہ

انشا ہے وہ تا صد و سی سال جس سے ہے
ہندوستان مقابل ایران بعینہ

جگر مین ہو گئی کہا کر تری سنان نگاہ
لباس پردہ با دام سب نشان نگاہ

نگاہ لطف نہ کیجے مدام ہمیں اگر
تو حذف نون سے سہی ہے جو درمیان نگاہ

ستم بس اتنی بھی مت کیجیے کہ عاشق کے
لباس آہ مین بیٹھے نیم جان نگاہ

زمانہ زیر و زبر ہو گیا برائے خدا
نہ قتل عام کرائے نادر جہان نگاہ

ملی جو آنکھ تمنے تو لوگ سب بولے
کہ جان لینے کو پہونچی فرشتہ خان نگاہ

فسون صبر و تحمل کو لوٹ لیتے ہے
غضب ہے آپ کی یہہ چین قلیچ خان نگاہ

جہان کو فیض ہے عشاق کے نگاہون سے
بجا ہے اونکو اگر کہیئے خواجگان نگاہ

چلا جو وادی مجنون سے ناقہ لیلا
تو اوسکے ساتھہ ہوا ایک ساربان نگاہ

خیال نرگس ساقی مین کیا عجب کہ مجھے
بقید جسم نظر آئین آہوان نگاہ

لڑین جو چاہ کے آنکھین تو یہہ ہوا معلوم
کہ نخل آہ بھی ہے سرو بوستان نگاہ

ہوا انہال زمانہ جناب عالے کا
برس پڑا وہ جو ہر ابر در فشان نگاہ

تل ایک حور بہشتی کے آنکھہ کا ملجاے
کرین تب اوسکو پرزاو شیشہ دان نگاہ

بہار نرگس ساقی ہے اب زمانہ مین
گل سپید باغ دلستان نگاہ

شمیم نرگس شہلا یہہ بولی ای انشا
حضور آپ کے بہلا رہی عظیم و شان نگاہ

کی جو شرما کے اوٹ تکیہ کے
ق لگ گئی اونکو چوٹ تکیہ کے

آنسو بھر لائے سب فرنگی تو پر
پھر تو ڈالے کھسوٹ تکیہ کے

اوسکی زلفونکی بو سے ہی اپنے
باس پر جان لوٹ تکیہ کے

نکلے سیم پلنگ پر اوس کے
شکل شب لوٹ پوٹ تکیہ کے

شیخ پھر لونگی یاد ہے انشا
اور ظالم وہ گوٹ تکیہ کے

لگا کرنے رفع وہ لگے طیش سے
بڑھی آپ سنے آج یہہ پرورش کے

کہا مینے سیر چمن کو چلو ٹک
لگی کہنے مت بات کر اس روش کے

یہی پانو جاتی ہین اسے دشت غربت
کہ ان ساتھہ خانہ [illegible] نی کیا سرزنش کے

طبیعت کو وحشت نے گھبرا لیا ہے
جنہون نے غرض پہیر ہم سے خلش کے

اوسی وقت پھر رات کو کھینچ لایا
تڑپنے نے انشا کے ایسے کشش کے

چوٹی وہ بلا قہر کہ جو ناگ کے جی لی
اُس پر یہ غضب اور چھٹے پیچ بھی ڈھیلے

گر ہاتھ لگاؤں خطرِ جان مجھے ہے
کھیلے وہ تری زلف سی جو کالی کو کیلے

شبنم شبِ یلدا پہ پڑی ٹوٹ یہہ جانا
دیکھی جو نہانے میں ترے بال یہ گیلے

مینا مئے سرخ یہ ساقی سے کہی ہے
ایک عاشقِ خون گشتہ ہے جو چاہے سو پی لے

گالی سے رکا وہ سکی جو شب میں تو یہہ بولا
معلوم ہوا آج کہ تم سخت ہو ہٹیلے

اللہ ری رنگت تری ہبلہ ری نزاکت
بوسہ کی تو ہم نے کئے ہونٹھ بھی نیلے

مقصود جو دولت ہو کبھی دونوں جہان کے
انشا تو ابھی آ اونکے دامان سے لیلے

کل بادِ بہاری نے سونگھی گلابی کے
اس پردہ میں آتش کے رخ ایک شرابی کے

جوں موج ہوا اپنا تھا ہوش بھی اوڑنے پر
اے نکہتِ گل تو نے کیوں آئی شتابی سے

مطرب بخیال اسکی تا پیچ میں لے دلکو
تارِ رگِ جان کھینچے ہی ہیں یہ ربابی کے

بجلی کی تڑپی دسی کیوں شعلی نکلتی ہیں
چاہی کہ کنارے ہو تجھہ جامۂ آبی سے

انداز و ادا یکسو پر قتل ہے کرتے ہے
ایک پنجہ کی ہے پیچ تیری دستار گلابی کے

تقصیر نہ اس دلکی تھی جرمِ محبت کچھہ
تیری ہے لگاوٹ نے سب خانہ خرابی کے

ڈاڑہی کی منڈانی کو اندر سے جو فرمایا
زاہد نے کہا اچھا جو کچھہ ہو جنابی کے

بو باس نکلتے ہے کچھہ شعر میں انشا کے
جامی کی نظامی کی سعدی کی سحابی کے

شب خانۂ رقیب میں تا صبح سو چکے
اب فائدہ مکر سے ہم دیکھہ تو چکے

سرگرمِ اختلاط رقیبوں سے ہو چکی
ناموس و ننگ و نام غرض آپ کہو چکے

ق

کہتے ہو خوب دلکو ہماری بغل میں دیکھہ
بولو نہ بیچتے ہو تو قیمت کہو چکے

قیمت ہی ایک بوسہ دم نقد لیتی ہے
تم چاہتی ہو مفت میں کچھہ لو نہ دو چکے

روتے ہی تھا یہہ جب کہ چاہی رازِ عشق
یہ مردمانِ چشم مجھے تو ڈبو چکے

تاب و تحمل شبِ ہجران نہیں مجھے
تم مشفق ایکبار بھلا دیکھہ تو چکے

پہر جان ہو جیہ کہتی ہو جاتا ہون جانی
تشریف لی سدہارئی ہم دلکو رو چکے

جس دن سی تمسے آنکہہ لڑی اشک چشم ہی
ہاتہہ اپنی ہم تو دیدۂ و دانستہ دہو چکے

واللہ مین بہی تنگ ہون اب کاش ای صنم
جو کچہہ نصیب مین تہا ہو کہین جلد ہو چکے

مین جانتا ہون آپکو ہرگز نہ مول لین
قیمت جو دلکی ایک ہی بوسہ پہ گو چکے

غیرونسے بات چیت ہی میرے ہی سامنے
یہہ حال ہی تو خیر مجہی آپ کہو چکے

خواب عدم سی شور جنون نے جگا دیا
انشا بس اور نیند کہان خوب سو چکے

چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہی
چلیئی پر کعبہ ہی ہوا دین ذرا سیر تو ہے

کس سبب کس لیئے کیا فائدہ چہیڑو ہو مجہے
جرم و تقصیر و گنہ واسطہ کیون خیر تو ہے

ہی شنا مینے بہت خوب بہلا سمجہون گا
تیری صحبت مین لگا بیٹہنے آ غیر تو ہے

تیرنی مین تری دریا کی عجب تہا کل لطف
پہر وہ ہی سیر ہمین آج جو پہر تیر تو ہے

دل نہ اوڑ جای کہین دام سے تیری صیاد
گرچہ پژمردہ ہے پہ صید وسی طیر تو ہی

دوستی کا جو گمان تمسے ہوا کیا دخل
ہان یہہ سچ واقعے انشا سی ہمین بیر تو ہی

غیر کی ایک اشارہ پر اوٹہہ گئی میری پاس سے
آپ یہہ مجہسے پوچہنا بہی ہو کیون اوداس

خوب جو یہان چڑہ گیا بوس و کنار کا خیال
اپنی تو اعتقاد مین کم وہ نہین مساس سے

بو ہی نگار کی جہکو باد صبا جو سینگتی
نکہت گل کے ای بہار اوڑ گئی کچہہ حواس سے

ساتہہ کی جتنی ہمصفیر اپنی تہی سب نے رو دیا
ایکدم سرد جو پہر آمین نے کمال یاس سے

کون کہی ہے روک کی آپ کی ساتہہ مین چلون
موڑئیگا تو موہنہ نہین بندہ بہی سو بچاس سے

جیبہ سے ہی حلق ساقیا چہالی زبان مین پڑ گئے
ہو گئی ہونٹہہ خشک دیکہہ حال ہوا یہ پیاس سے

رخت برنگ غنچہ کیون چاک کرون نہ یہہ قبا
کہنچی ہی تجہکو بر مین تنگ دیکہہ تو کس لباس سے

آپ کے اس حباب کو مہر و وفا سے ربط کیا
بندہ نواز ہے بعید اپنی تو یہہ قیاس سے

اوٹہتے ہین خفتگان خاک خواب عدم سی چونک چونک
موج نسیم کوی یار آج تو تیری باس سے

آپ نے نام سے مرا بزم میں دیں جو گالیاں
تاڑ لیا سبھوں نے کچھ ہم بھی ہیں روشناس سے

سچ یہ آفت تری یہ سج یہ خوش اندامی ہے — نہ نظر بھر کے تجھے دیکھے تو بدنامی ہے
روح تو اوڑ چلی تھی لیک تری دیکھنے کو — ایکدم اور بزور آنکھوں میں ٹک تھامی ہے
کام مطلب سے کسی کے نہیں رکھتے صاحب — تمکو منظور فقط اپنے ہی خود کامی سے
جام مے پینے کو دیتا ہے یہ سبکو فتوے — اسکے ہی پیر مغاں مولوی نامی ہے
جذبہ عشق ہے گر لا دے تو لا دے تجھکو — ورنہ یہاں اسکی سوا کون مرا حامی ہے
شیخ صاحب کی ذرا سیج کی طرف کیجو نظر — گر بڑی ڈاڑھی نہیں سو سی گنگامی ہے

گر نہ کیجے جو لوازم ہیں جنونکی انشا
پختہ مغزان محبت کو بڑی خامی ہے

غیر کے مونڈہی پہ تم ہاتھ جو دھر بیٹھ گئے — ساتھ والونکو نہ جتا کہ کدھر بیٹھ گئے
کچھ صف صدر و نعال اپنی نہیں خاطر میں — مست مدہوش ہیں ہم بیٹھے جدھر بیٹھ گئے
آہ جوں شعلہ نہ بالیدہ ہوئے اخگر دل — کچھ چمک اپنے دکھا مثل شرر بیٹھ گئے
ضعف اس حد سے ہمیں ہے کہ کہیں گر آیا — سایہ و تکیہ دیوار نظر بیٹھ گئے
طاقت طے مسافت نہیں اب ہمکو یہاں — تھک کے ای قافلہ سالار سفر بیٹھ گئے
میں یہ تعظیم سمجھتا ہوں سنا بندہ نواز — آپ اوٹھتے تھی مجھے دیکھ کے پر بیٹھ گئے
اپنی مجلس میں مجھے دیکھ کے غیر ونسی کہا — دیکھیو گا انھیں کیا ہو کے نڈر بیٹھ گئے
اوٹھ کے دلدار کو رخصت تو کیا پر دونہی — رکھ کے ہم دست تاسف کو کمر بیٹھ گئے

سنکے یہ تیری غزل بزم میں انشا سبکو
مستعد اوٹھنے پہ تھے اہل ہنر بیٹھ گئے

کل بھی محفل سے تری ہم نہ ٹلی بیٹھ گئے — بولی اوٹھ اوٹھ سبھی یہانتک کہ گلی بیٹھ گئے
رشک کرتے ہیں سدا اونسے ارم کے حوریں — تیری دیوار کے جو سایہ تلی بیٹھ گئے
روٹھ کر اوٹھی گلے سے تری لیکن سو بار — ہو کے ہم رو بقضا تک جو چلے بیٹھ گئے

ہے تو وہ شعلہ برق آہ کہ لاکھون جس سے / خرمن صبر کے انبار جلے بیٹھ گئے
چال چپنے تو یہہ ہے رات کو اوٹھ سو سو بار / منہ تم اپنے تری تلوون سے ملی بیٹھ گئے
کہہ دلا اور یہ تبدیل ردیف ایک غزل / قافیہ اسکے بھی دلچسپ ہین لے بیٹھ گئے

آج انشا کی بڑی خیر ہوئی غصہ مین آپ
لیکے تلوار تو اوٹھی تھی ولی بیٹھ گئے

طپش دل سے ہم ملکی لگے بیٹھے ہین + / چھیڑ مت شعلۂ گل بسکہ جلے بیٹھے ہین
آہ کی دہونی لگا در پہ سیری خاک نشین + / راکھہ جوگی کی طرح منہ کو ملے بیٹھے ہین
سردی و گرمی و برسات جو ہو یا قسمت / تیری دیوار کے ہم سایہ تلے بیٹھے ہین
پاسبانون نے بہت آکے اوٹھایا ہم کو / اپنے ہم دلکی بتھاسی سے ولی بیٹھے ہین
آپ جو چاہیئے فرمائیے ہمتو چپکے / کیا کرین خیر جو کچھ بس نہ چلے بیٹھے ہین
در دولت سے تری بندہ درگاہ بھی آج / ٹالنے سے تو کسیکے نہ ٹلے بیٹھے ہین +

سیر گلشن کے نہ تکلیف ہمین دی انشا
کنج عزلت ہی مین ہم اپنے بھلے بیٹھے ہین

غزل در بحر ہزج اشتر

برق شعلہ زن چمکے ابر بھی خروشان ہے / گرم اسگھڑی ساقی بزم دردنوشان ہے
اسقدر شکر رنجی ہے ہم کہ کچھ ہم تم / بولتے نہین مطلق محفل خموشان ہے
یہان کسیکی کوئی بھی بات ٹک نہین سنتا / غور کر جدہر دیکھو در خود فروشان ہے
نگہت بہار آئی اب جنونکی ہے شورش / عشق شیشۂ دلمین مثل بادہ جوشان ہے
نغمہ رباب و چنگ ساز کر تو اے مطرب / عرش سے پری یہان اب فکر تیز ہوشان ہے
شیخ جی شغال آسا تم سو ناصحو زوباہ / شکل قاضی و واعظ جون دراز گوشان ہے

کم نہین خیانت سے بناب سنرای انشا
بات سنکے پی جانا کار عیب پوشان ہے

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری خاک اوگی / یا ہی گل چاہیے وہانسے دل صدچاک اوگے

جس جگہ پہوٹ بہی چشم جگر کا انگور / سنگریزات اوس تاک وہان شجر تاک اوگے
کیا تعجب کہ جہان منتظر اوسکے رہ دین / جا بجا نرگس جو وہان دیدۂ ادراک اوگے
دامن دشت ترے صید جہان چہوٹ پڑے / سبزہ اوس بادیہ کا صورت فتراک اوگے
سایۂ قامت لیلے نہ پڑی اور افسوس / تربت قیس کے تہ سے خس و خاشاک اوگے
آکے پنگہٹ مین جہان اونگہہ سے افیونے / پہول اوس باغ کا جون کاسہ تریاک اوگے

آہ نکلی دل پر داغ سے انشا تو یہان
تختۂ لالہ تہ گنبد افلاک اوگے

کب چاہون ہون مین صرف ملاقات کی ٹہیرے / تب خوش ہو میرا دل کہ جب اوس بات کی ٹہیرے
دو باتین کرون عرض مین خدمت مین تمہاری / صحبت مرے اور آپ کی گر رات کی ٹہیرے
یہ تو میری چڑہی ہے کہ کن انکہیون سے دیکہون / اور اوروں سے یون تم سے اشارات کی ٹہیرے
ہین ہم بہی بہلے تو ہی آئے ہین ترے پاس / آنکہین ہی بچرا کچہہ تو مدارات کے ٹہیرے
بوسہ سے تراقی کا مزہ کی کوئی کہانے / پہر کے ہی تبسم ہی غرض گہات کی ٹہیرے
آتا ہے یہی جی مین کہ دستار گرو رکہہ / پہر آج ذرا سیر خرابات کی ٹہیرے
جون شعلۂ برق آہ نکلتے ہے جگر سے / ای ابر مژہ دیکہین تو برسات کی ٹہیرے

نہ نیند اوڑ گئی آنکہون سے کچہہ اس رات تو انشا
اوس شوخ ستمگر کے حکایات سے ٹہیرے

پی تعظیم اشک اسطرح آہ سرد اوٹہتی ہے / کہ جیسے قطرہ افشانی سے بوی گرد اوٹہتی ہے
گرہ حسرت کی ہر تار نفس مین پڑگئے جس سے / بہپہکے سے ہوک ہر دم اے دل پر درد اوٹہتی ہے
سیہ بختون کو ساتہہ اپنی اوٹہایا داغ غم نے یون / لپٹ کر مہرے سے کاغذ کے جیسے فرد اوٹہتی ہے
ہوئی امید حاصل شکر جاے گریہ ہے لیکن / کہ رخصت کی لئے اب یاس غم پرور دو اوٹہتی ہے
ظہور مہدی دین کا سنین گے آج کل مژدہ / خدا کے فضل سے اب یہ صف نامرد اوٹہتی ہے
نشے مین لی ہے اوٹہنے ہی نکل پردہ سے مینا کی / عروس شرم کو گو دختر رز لی برد اوٹہتی ہے
خموش اے دل صدائے دلخراش انجمن بلبل / لگا یانک شگفت غنچہ ہای زرد اوٹہتی ہے

جلیس خاکستر عشاق سے جون شعلۂ آتش گلستان مین بہنگام شدید البرد اوٹھتی ہے

مسیحا کا اگر اعجاز ہے پاس تو نہین جو پڑے کے کہ مرجاتی ہے سو پھر زندہ ہو کر اک نرد اوٹھتی ہے

ق

بھلا اتک وادی مجنون مین جا بس آج تک وہ بھی صدا یہ نعرہ ہوئی بیابان گرد اوٹھتی ہے

ہنوز اوس دشت غربت بیچ اونکی خاک آہی ہو
برنگ سرخ و سبز و نیلگون و زرد اوٹھتی ہے

اتی اتک آنک کی لگی سانس رات سے اب ہے امید صرف صدا ہی کی ذات سے

ساقی ہوا ہی کس سے کو تو سرسری شمار کیفیت اسکی پوچھ نبات نبات سے

اپنا صنم وہ قہر ہے اے برہمن کہ گر دیکھی منات کو تو گرا دیوے لات سی

کل سے تو اختلاط مین تازہ ہے اختراع رکنی لگی ہین آپ مری بات بات سے

پیش آئی شفقت و لطف اس سے شیخ جی بنت العنب کو جانی اپنے نبات سے

حاصل کیا جو ہمنے قد بوس پیر دیر آئی صدائے عشق در سومنات سے

ق

ہین واجب الوجود کے انوا عشق مین اوسکی صفات ذات نہین ممکنات سے

اشعار طبع زاد مری سنکے شیخ وہ + کہنے لگا کہ فائدہ اس مہملات سے

سطلق ملا کے آنکھ اودھر دیکھتے نہین آتے نظر ہو آج بھی کم التفات سے

انشا نے آنکہ سے لیا تجکو بات مین
ظالم وہ چیز کیا ہے کوئی اپنے گھات سے

کہتا یہ اور ڈھب کا اس سے مجلس مین کم کیجے ابھی سب تاڑ جاوینگی نہ ایسا تو ستم کیجے

تمہارے واسطے صحرا نشین ہون ایک مدت سے بسان آہوی وحشی نہ مجھسے آپ رم کیجے

مہاراجونکی راجہ ایجون ڈنڈوت ہے تمکو یہی اب دلمین آتا ہے کوئی پوتھی رقم کیجے

گلے مین ڈال کر زنار قشقہ کھینچ ماتھے پر برہمن بنئے اور طوف و بیت الصنم کیجے

ق

کہین دے لگاوٹ کو جو یون سوچی کہ تک جا کر کبھی یا رہے اپنے بھی خلطہ کوئی دم کیجے

تو او لگی کاٹ دانتین تیہان تنفے رہلدہی ہو لگے کہنے بس اب میری بڑھاپی پر کرم کیجے

پھر کہتا آج بھی ہمکو نہ پہ سونگی طرح رکھئے خدا کے واسطے کچھ یاد وہ اگلے قسم کیجے

ملنگ آپسمین کہتے تہے کہ زاہد کچھہ جو بولے تو ۔ اشارا اوسکو جہٹ سوے زانگشت شکم کیجے

کبھی خط بھی نہ لکھہ بھیجا پہر ملنا آپ کو کیسے
کہ القطع دوستی انشا سے ایسی یکقلم کیجے

فقیروں ساتھہ یہہ تعظیم لینی خرچ کم کیجے ۔ نہ اوٹھئے مرشد اللہ بہئیے داتا کرم کیجے
جنوں اے میری مرشد ہوا گر مرضی تو یا مولی ۔ در بیت الصنم کے پاس وقفہ کوئی دم کیجے
زیارت کعبۂ دل کے اگر منظور خاطر ہو ۔ تو آنکہیں موند یا موجود تک گردنکو خم کیجے
فنا فی اللہ کی رتبہ سے بابا ہو جو آگاہ ہے ۔ تو کچھہ جینے سی خوش ہو جی نہ کچھہ مرنیکا غم کیجے
وجود وحدت باریمین ان افراد کثرت کو ۔ قیاس موج و گرداب و حباب و آب یم کیجے
یہ وہ وادی ہے جسمین ڈہیر ہی مجنونسی مرشد کا ۔ گذر رگی یہانسی یا سایمن تو سجدہ ہر قدم کیجے
گدایان خرابات مغان کا زور عالم ہے ۔ جو سبزہ گہونٹئے انکا تو سیر جام جم کیجے
نہیں اس شہر مین کوئی جو آزادونکا طالب ہو ۔ اوداسا کسی ای وحشت بس اس نگری سیں رم کیجے
ذرا اب تخت رب العلمین کو دیکہئے چلکر ۔ پہر آگے بڑھئے وہان سے سیر گلزار ارم کیجے
کلیسا مین بہت کی بت پرستی بالکو اوٹہو ۔ چلو ٹک بستر اکانہ ہی یہ بس طوف حرم کیجے

غزل تو وہ لکھی انشا اب اپنی پیر و مرشد کی
دعا مین ایک مخمس منقبت کا بہی رقم کیجے

مخمس

جہان مین شل تیمورا و ربابر حشم کیجے ۔ مسخر جلد قبضہ مین عرب سے تا عجم کیجے
درود و سورہ انا فتحنا پڑھ کی دم کیجے ۔ سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے
امیر المومنین اب اے میری مولا کرم کیجے

کیا دو ٹکڑے جب قوت سی تم نے چیر کر اژدر ۔ ہوا مفتوح جس حملہ سے تہا ہا قلعۂ خیبر
اوسی ڈہب سی غرض ایک نعرۂ اللہ اکبر ۔ سلیمان کے مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے
امیر المومنین اب اے میری مولا کرم کیجے

تمہارے آسری چپٹ کچھہ نہیں یہان سو جہتی مطلق ۔ امین تشریف فرما ہو کہ تا جلدی سے ہو رونق
دلاور کافرونسی چہینکر فی الحال اوسکا حق ۔ سلیمانکی مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

رسول اللہ اور تم ہو ہم یک وجہ دو قالب — مطالب کیون نہون اوسکی جو ہو وے ایک طالب
خدا کے واسطے ٹک آکے یا لیث بنی غالب — سلیمان کی مدد کو ذو الفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب اے میری مولا کرم کیجے

کہان تک وہ سہی یہان ہر کس و ناکس کے اب طعنے — اٹک کو اس غلام اپنے کی اتنی دیر کیا معنے
تماشا ٹک ید اللہی کا دکہلا دیجئے یعنے — سلیمانکی مدد کو ذو الفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

شکوہ و چتر و تاج و تخت و فوج و ملک او دولت — نشاط و جشن و عیش و طول عمر و سر خوشی و صحت
یہ سب اوسکو عطا فرمائی للہ یا حضرت — سلیمان کی مدد کو ذو الفقار اپنی علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

دعا کرنیکا ہے اب تو یہی حسب المراد اوس کا — کہ ہو وہ بادشاہ اور میر بخشی خانہ زاد اوسکا
عنایت ایسی ہے کیجی کہ دل ہو شاد شاد اوسکا — سلیمانکی مدد کو ذو الفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب اے مری مولا کرم کیجے

آئی تہی ایک حور مجہے دیکہہ ہٹ گئے — دانتونکی کیجے داب زبان چپ پلٹ گئے
آہٹ کو میری تاڑ کے چوکہٹ سی جہٹ اوچک — جہٹ پٹ وہ ہٹ کو اڑ کے پٹ سی چمٹ گئی
آئی نسیم صبح جو گل کوے یار سے — ہمراہ فوج ہوش کی لے غٹ کی غٹ گئے
تہی سلسلاہٹ ایسی ہے کچہہ نرم گات مین — جب دہان نگہہ کا دہیان پڑا جہٹ پٹ گئی
شب مینے جو بین ہاتہہ لگایا تو وہ پرے — لی اختیار شرم کے مارے سمٹ گئے
ہم دو گہڑی بہی ساتہہ تری سو رہی نہ ہائے — باتونمین یون ہی چار پہر رات کٹ گئے
مجہسے لپٹ کی آخر شب یار نے کہا — کیا جانئین ان دنونکی یہ کیون رات گہٹ گئے
کم بخت آہوا خلل انداز خواب مین — ہے ہے خروش صبح کے جیاتی نہ پہٹ گئے
دو چار گرم گرم جو باتونکی لے اوچ — بلبل کو ہم نے ایسا ہے چہیڑا کہ کٹ گئے

انشا کے گفتگو وہ دہوان گرم ہے کہ آج

اگر ہمارا اوسکے گلے سے لپٹ گئے

ضمہ ہے اوس پری کی سحر چتون ایک آفت ہے
معاذ اللہ دہائی جو ادہر کسکی یہ طاقت ہے

چمن مین جام صہبا ہے گہٹا ہے جا ہی خالی ہے
اگر ایسی مین آ جاو تو صاحب وقت فرصت ہے

رگڑنے دو مجہی تلوے سے اپنی تک اپنا آنکھین تم
تصدق مین تمہاری جاؤن مجھکو اسمین راحت ہے

سیاہ اجاڑ کر نیچے چمٹ جاوے کہین وحشت
تیری تیور نظر آتی ہین مجھکو اس سے دہشت ہے

بھلا کیونکر نہ غش ہوں ہم کہ دوڑوں شیخ کی تیور
لطافت ہے ملاحت ہے صباحت ہے نزاکت ہے

مجھی کیون گالیان دیتے ہو سہجے کرکے ناحق او
ق ارے مکتب کے لڑکو ہین بھلا یہ کیا شرارت ہے

ابھی سے مت نکالو لام و کاف اپنی زبان سی تم
الف بے یاد تو کر لو بھلا یہ کون بابت ہے

بھلا آخوند جی صاحب کو آنی دو کہونگا مین
کہ اے حضرت سلامت آپ سنئے یہ حقیقت ہے

دیا ہے پانو شوخی مین یہ شاگردون نے صاحب
یہان چھٹی ملی ان کو تو ایک نہ پا قیامت ہے

کسی کا موں چڑا جانا کسیکو بی تے کہنا
سدا ہاری آپ جب سے گئے ہیں یہان ہوتی قباحت ہے

لگا بو بیر پڑہی دکر بجی ہے ساتھ پیڑون کے
اگر حبیب کر نظر کیجے تو یہان کچھ طرفہ صحبت ہے

مراتب غوث کا ہتا ہے اجزای گلستان کو
بچاری شیخ سعدی کی یہان ہوتی فضیحت ہے

ایہ آتی ہین نیلا کہیں اوڑہے سامنی سے وہ
غرض تم صاحبو نکی خوب اب ہوتی ضیافت ہے

نہین تو کچھہ مجھے دیتی کہو سب ملکی ایسی تیسی
مزے سی کہیلو کودو لوٹو لوٹو پہر فراغت ہے

بدل کر قافیہ انشا غزل اب اور کوئی پڑہ
خدا کے فضل سے تجھکو فصاحت ہے بلاغت ہے

ہمیوں کا رد ہے جج ہیج قہر آفت چلبلاہٹ ہے
جہمکڑا نور کا کہرا غضب اوسکی سجاوٹ ہے

خبر سمجو یہہ کسکی پاؤن کی اٹکہیل آہٹ ہے
کہ ہر ٹہوکر یہ جسکی دلمین اوٹہتے گدگداہٹ ہے

بہسل کیونکر نجاوی دل بہلا ایسی پہ ای یارو
کہ وہان ٹیکا پڑی ہے جو بن ایسی گدگداہٹ ہے

ارے ظالم یہ کیون آیا نہیں معلوم کچھ مجھکو
بلائین جسکی دل لیتا پڑا سینہ مین چٹ چٹ ہے

ابھی لیتا ہوں دروازے کی کنڈی کہولدے جہٹ سے
نہین تو میرا سر ہے آج اور صاحب کی چوکہٹ ہے

بلائین مین جو لیتا ہون تو یون کہتا ہے وہ ظالم
تجھے مین خوب سمجھا ہون ارے تو ایک نٹ کہٹ ہے

کسمسل جاتا ہے جب محمل کا تکیہ اپنے پہلو سے
تو یاد آتی کسی کی وہ مزی کے مجھکو کروٹ ہے

چلے آتی ہے بو نرگس کے ان لاہی کی پردون سے
کسی کی یاد مین کچھ کلبلاتا سا چپیر کھٹ ہے

چکاچوندی نہ لگجاوی بھلا کس طرح آنکھیون کو
بسان برق تیبابانہ اوسکے اچپلاہٹ ہے

کہا مینے اجی ٹک موہنہ سے بولو یا ہی مرتا ہون
تو کیا کہتے ہین چل جھوٹی ارے یہہ سب بناوٹ ہے

خفا سا دیکھہ کر مجھکو لگی لوگون سے فرمانے
خدا کے واسطے سوچو انہین مجھسے رکاوٹ ہے

بچاوی کس طرح انشا سراپا ہی تری دلکو
کہ لاکھون وضع کی ہر ایک موقع پر لگاوٹ ہے

ہی اور کوئی ایسا جس مین یہہ نہین سے نکلے
سچ و بچ اسے کہتے ہین بیساختہ پن سے نکلے

ایسی مین کہین اوڑ لاگ اہی طائر دل تو بھی
ہین کسب ہوا کو سب مرغان چمن سے نکلے

سوزش سے مری دلکی وحشت کی جو بو آسے
سب وادی مجنون سے ہو مست ہرن سے نکلے

ای عشق تجھی ہم تو آسان سمجھتے تھے
اظہار تری بہائی پر سخت کٹھن سے نکلے

یون تن وہ نمایان ہے پیراہن آبی سے
جون دھوپ کو اوڑ ولنسی آئینہ کے چھن سے نکلے

مجلس مین جو ہولی کی کل شیخ جی آئے تھے
رندون نے او نہین چھیڑا ایسا ہی کہ بن نکلے

ہے یون در گوش اوسکا اوس زلف کی حلقہ مین
مہتاب مین کالیکا جس طرح سے من سے نکلے

شبنم مین جو ٹک رکھہ دون مین اوسکی دوپٹہ کو
مہتاب کی چادر سے خوشبو سے سمن سے نکلے

ق
آنسو نہین گتھے شعلہ سر داغ دل نل سے کے
کچھ ایسی جھکڑے سے سا لگا کے بدن سے نکلے

دریا سی نہا دھو کر جون آخر شب کا قمر
ہاتھون مین لئے چہ کہہ پوجا کو دمن سے نکلے

انشا انکا وہ عالم ہے اوس چاند سی مکھڑی پہ
جون وقت سحر انشا سورج کی کرن سے نکلے

نکلے ہی خون شہر شہر دلکی ہر ایک خراش سے
چھیڑ دو اسکو دوستو تیز قلم تراش سے

کسکے نگاہ برق وش ٹوٹ پڑی کہ مثل ابر
نکلے ہے اب تلک دھوان تخت جگر کی لاش سے

کل جو رہی ہم اوسکو گھور کہنی نگاہ وہ خانہ جنگ
آتی ہے بو ہی خون مجھی تیری نگاہ فاش سے

ہم کو مصاحبون سے ہے آپ کے کیا برابری
ہم ہین کمینہ ایک غلام فرقہ خواجہ تاش سے

موسم گل ہے دوستو جاوے وہ سیر باغ کو
اوٹھنے کی تاب جسکو ہو تکیہ کہہ فراش سے

ساقی شوخ چشم اگر ہو نہ گزک تو بہر شغل
کیجئے نقل اب شروع میری جگر کے قاش سے

بن سئے بوسہ پانچ سات ایسی جی کوئی چھوڑدون ہون
چڑھ گئے ہو تم اپنی ہاتھہ آج بڑی تلاش سے

حضرت عشق دیر مین رہتی ہو یا حرم مین تم *
مجھکو نہین کچھہ اطلاع آپ کے بود و باش سے

اندنون شاید اور بھی تجھکو مزا پڑا ہے کچھہ
آتی ہے کیتکی کے باس تیری گلاب پاش سے

ہی یہہ دو روزہ زندگی ہمکو وبال گردن آہ
ای وہ خوشا جو چھٹ گئی دغدغۂ معاش سے

لرزہ فگن خروش پہ کب تلک ایدل آہ جب
کانپی ہے تہرتہر آفتاب تیری اس ارتعاش سے

غیر سے کھیل تاش جنگ کرتی ہین میرے دلکو سو خشت
بات بعید سے ہی یہ آپ کی اس قماش سے

قافیہ اب بدل کے انشا غزل اور پڑھیے اب
طبع کو تا سرور ہو قلب کے انتعاش سے

شہر سے دل اوچاٹ ہے انس نہین اجاڑ سے
سر کو پٹکئی ای جنون کوہسی اب پہاڑ سے

بیٹھیے باندہ ٹکٹکے کیون نہ بھلا کواڑ سے
نکلے ہے جہانک تاک کی باس کچھہ اس دراڑ سے

بیخبر آگیا جو مین چھت ہی شب اوسکی سامنے
موہنہ کو چھپا لیا تمام ہاتھہ کی اپنے آڑ سے

رایت آہ پیشرو فوج سرشک در جلو
حضرت عشق آئی تو زور ہی بہیڑ بھاڑ سے

صبح جو اوٹھہ کے آئی ہم دلمین یہی خیال تھا
رک نہ رہی ہون شاید آپ رات کی چھیڑ چھاڑ سے

پاون پر اوسکے گر پڑا مین تو لگا وہ کہنی شوخ
سر کو اوٹھا و جاو بھی لپٹی ہو تم تو جھاڑ سے

قد کے تری مشابہت سرو کے ساتھہ یہی ہی
سرو کو جون مناسبت دیجئی لینی تاڑ سے

پیٹھی جو ہم تو اونے شب سر نہ زمین لی اوٹھا
دھوم سے غل ہے پیچ سے شور ہے تو بہ دہاڑ سے

آمد و شد رہی نہ انشا جو گلے مین اسکی اب
خوب ہوا کہ بچ گئے روز کے ہم لتاڑ سے

بستے تجھہ بن اوجاڑ سے ہے
کم بخت یہہ شب پہاڑ سے ہے

شاید کہ ہوئی سرایت عشق
کچھہ سینہ مین چیر پہاڑ سے ہے

ہرچند کہ بولتے نہین وہ
باہم پر چھیڑ چھاڑ سے ہے

سو رہتے ہین ایک ساتھہ لیکن
ٹلوار سکے بیچ آرسی ہے

انشا اللہ شاید آیا
اوس کوچہ مین بہیڑ بہاڑ سی ہے

دیکھہ کر کہنکارا مجھکو اور دیا دشنام بہی
جب مین جہنجہلایا تو بولا واہ تیرا نام بہی

مین کہا تک چلیئی میرے گہر کہا باعث سنون
کس سبب کس واسطے کا ہمکو کیون کچہہ کام بہی

وہ بولا مین تیری چہوڑا ہم نی سن او خود پسند
بتکدہ بہی صومعہ بہی کفر بہی اسلام بہی

وصل ہے مین تیری ہم سے چہٹ گیا تہا ننگ و ننگ
اب بدولت ہجر کی تو یہہ چہلا آرام بہی

بن تری ہم یہ بہانک ہین کہ اپنی چٹہی یار
ساقی و مطرب بہی خمخانہ بہی خم بہی جام بہی

جہیل بہاتی تجہہ تلک تہی گر کسی سے اندنون
ہوگئی تو روکے کہنا چپ ہو مونہہ کو تہام بہی

مین کہا شب خوب آئی بولی تو گہر مین نہ تہا
ایک تو وعدہ خلافی تسپہ اور الزام بہی

بندگی ہے اپنی سب سے مہربان ہین اپنی سب
شیعہ و سنی و صوفی رند دردآشام بہی

کچہہ تہی دوستی ہی تنہا دشمن انشا کی نہین
عشق و ہجر و نوجوانی گردش ایام بہی

جنونکی رہ نوردونکا کوئی لگتا کہین دل ہے
بسان گردباد انکو سدا قطع منازل ہے

نگاہ ناز سے جسکے جہان سب نیم بسمل ہے
یہ وہ کافر یہ وہ ظالم یہ وہ خونخوار قاتل ہے

فقط بہر کر نظر دون دیکہنا بہی سخت مشکل ہے
معاذ اللہ دیکہو تو کدہر آیا میرا دل ہے

محیط عشق کے امواج طوفان خیز سے قسم
کہی ہے ناخدا ایہانسے ہزارون کوس ساحل ہے

فغان دل کو سن مجنون درای کاروان سمجہا
چلا کہتا ہوا رو رو کی لیلے کا وہ محمل ہے

تمہاری ہاتہہ کیا آتا ہے بندہ کی کڑہانی سے
بہلا حضرت سلامت آپ کو کیا اس سے حاصل ہے

گلستان جہان مین جیسے ہم اردی بہشت آئی
برنگ بوی گل ہمکو سدا طی مراحل ہے

وہ آنکہین جادوی جمشید سحر سامری چتون
خط نورستہ شہر سبز غبغب چاہ بابل ہے

مرکب چار عنصر سے نسمجہو عشق کو ہرگز
نہ اسمین ذرۂ آب و ہوا ہی و آتش و گل ہے

یہی صانع یہی فعال عقل جزو کل اس سے
یہی موجد یہی مبدء یہی خود آپ فاعل ہے

خیالِ ہستیِ موہوم دل سے دور کر انشا
سفر در پیش ہے تجھکو تو اس سے آہ غافل ہے

قسم نہ کھائیو ظالم تو مے کے پینے سے
اگر میں پاؤں اکیلا تجھے کہیں ہے سے
چمکتے چاند کے ہیں گرد جس طرح تارے
وگرنہ ہوونگی ہم آزردہ اپنے جینے سے
تو کس مزہ سے لگا رکھوں اپنے سینے سے
عجب مزا ہی تری مکھڑی پر پسینے سے

وہ سنکے عرض کو انشا کی اسطرح بولا
کسی غرض سے عبث موںہہ لگی کمینی سے

دیکھکر وہ لعلی گرد اوس دہن کے رونگٹے
تک صفائی اوس شکم کے تو نظر پھیلا کے دیکھہ
بھیگتے اپنی مسو سبزہ و میدم پھیرے ہی ہاتھہ
دیکھہ سبزے میں چمک کانونکی اوسکی تو کہے
کاش مستو تکو نہ ملتی ڈاڑھی اوگتی اوسکی جا
یوں ہیں ای پیر مغان یہ آپکے موچھونکی بال
اوٹھہ کھڑی ہوتی ہیں اپنی تو بدنکی رونگٹی
سبز مخمل پر نہونگی اس بدن کے رونگٹے
ہیں یہی دو چار موجب بانکپن کے رونگٹے
یہ بنای حق نے ہیں سورج کرن کے رونگٹے
پنبۂ مینای صہبای کہن کے رونگٹے
جسطرح ہوں نافۂ مشک ختن کے رونگٹے

عجوز گرتک تنک کی احماقی پہ انشا آگئی ہیں
جوں عذار یوسف گل پیرہن کے رونگٹے

کھپ گئی آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری
ای نسیم سحر سے کہیو میرا عرض نیاز
شعلۂ برق شرربار کو بھی دیوی پھونک
سونہہ لگائی ہے مری سخت خفا ہوتا ہے
ہای کیا قہر ہے اوٹھتے ہیں بھبوکی دل سے
اب خدا کیلیے جانی بھی دمی بچہ تو نہ کر
ابھی دل زار پھنسا اوسکی سر زلف میں گر
کیا ہوا غمزہ نہو شدت سرما میں اگر
مجھکو کیا جانے کہ کیا بات خوش آئی تیری
گلشن یار میں گر ہووے رسائی تیرے
ہو فلک سیر گرانی آہ رسائی تیرے
شیخ کیوں دختر رز کون ہے جائی تیرے
ماری ڈالے ہی یہ سینہ کی صفائی تیرے
کہیں ایسا نہو مڑ جاے کلائی تیرے
حکمت عقل نہیں پھر ہو رہائی تیرے
آگئی ہم بھی جو تک کھول رضائی تیرے

طالب حسن نہو چھوڑیہ باتین انشا
دیکھہ کہتا ہون مین اسمین ہے بہلائی تیری

مئے پیے قشقہ دیئے کعبہ مین ناقوس لیئے
ایدل آئی ہین ہم اب فائدہ افسوس کیئے

آئی ہے میکدۂ عشق مین پیے چند قدح
لی دفع خرد و رخصت ناموس دیئے

دلِ صد چاک کسو کا نہ رفو تجہہ سی ہوا
ناصحا گرچہ بہت خرقۂ سالوس سیئے

ہوا غہانے دل عشاق کی جلوی جو کیئے
دیکہنے پا دی تو حسرت سے نہ طاؤس جیئے

محفل تن مین فروزندہ ہے انشا وہ شمع
جسکے شعلہ نے جلا سینکڑون فانوس دیئے

ہم نے ساقی کی کہین ہونٹہ جو ٹک چوس لیئے
خوش ہو سب اہل خرابات کی پابوس کیئے

دلِ صد چاک کو فریاد سے وہ منع کرے
اے برہمن جو دہان ولب ناقوس سیئے

طمع خام کو اپنے مین کرون دشنام
جب ہوا تیری ملاقات سے مایوس جیئے

گر بظاہر نہوا جاہ و حشم نہ ہوا
کیا قیامت ہوسے گر ہی دہل وکوس جیئے

زخمہای نگہ ترکِ جفا کار اگر
ہون کسی طرح سے جراح کو محسوس سیئے

ذوق نظارہ سے ہون مستہ ہزارون آنسو
اپنے آنکھون ہی مین انشا نے تو افسوس پیئے

دو چار شکلے تیری سخن ہم گڑی گڑی
اوٹھتے ہین کوئی در پہ ترے جب اڑی اڑی

مخصوص دیر و کعبہ نہین یہ فتادگے
مخمور مین نشہ مین جہان گر پڑے پڑی

تک یہ تو آپ دیکہیے سچ ہے یہ واقعے
کیا بوسے کے ہم سے نہین جب لڑی لڑی

کر بیٹہا ہون آج تو مین عرض مدعا
اسمین جو تیغ کہینچ وہ مجہکو جڑی جڑی

جو خزان سے آ و جوانان باغ دہر
اوراق منتشر کے طرح جو جہڑے جہڑی

تم نے غرور سے نہ اشارا کیا کہ بیٹہہ
اور اپنے پاؤن دکہنی لگے یہان کہڑی کہڑی

انشا ورای عرش کا رتبہ ہے اسطرف
ہین اب خیال اور ہی ہمکو بڑے بڑی

سودا زدہ دل ہی تو یہہ تدبیر کرینگے
اوس زلف گرہ گیر کے زنجیر کرینگے

غصہ مین تری ہم نے بڑا لطف اٹھایا
اتنو عمداً اور بھی تقصیر کرین گے

دیکھین گے جب آتے تجھے آپ ایک ادا سے
ہو چین بجبین تکیہ بہ شمشیر کرین گے

یہ نالۂ جانکاہ پُر از حسرت و درد و آہ
تا چند تری دلمین نہ تاثیر کرین گے

چمکا ہے ترا رنگ جو نظارہ سے اپنے
پوچھہ اہل نظر سے کہ وہ تقریر کرین گے

چندے جو بسر یون ہوئی اوقات تو ہم یار
تمکو تری عالم تصویر کرین گے

دل شاد رکھہ انشا تتفکر نہو ہرگز
عقدے تری حل حضرت شبیر کرین گے

آزردہ ہم سے تو ہی جواب ای میان رہے
جی سی گئے جہان سے گئے ہم کہان رہے

اس دل جلی کو ہجر مین ای آتش فراق
ایسا ہی یہ ہو نکیو کہ نہ باقی نشان رہے

راہ جنونکی سطے کی نہین تاب ہمسر ہو
ہو جسکی جی مین جاوے چلے ہم تو یہان رہے

یک جرعۂ شراب سے لب تشنہ ہم چلے
آباد ساقیا یہ ترا خانمان رہے

کہتا ہی یہہ تو مجھہ کو کہ چاہے اور کو
صد حیف مجھہ سے اور تجھے یہ گمان رہے

خوکردہ گالیونکی جو ہین اونکو دیجئے
انشا سی ایسی بات نہ ای مہربان رہے

مجھہ سے قربانی لگی اب قدر جانے آپ کی
بندہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی

یونکو دیکھا بھی نہین اور اختلاط اور نسی تھا
ہوگئی معلوم اسمین قدر دانی آپ کے

سنتے ہی احوال میرا نسکے یون بولا کہ بس
خوش نہین آتی ہے یہہ مجھکو کہانی آپ کے

اب جہان چاہو سدہارو کچھہ نہ سمجھے غم یہان
داغ دل رکھتا ہون سینہ مین نشانی آپ کی

سید انشا صاحب آتا رحم ہے مجھکو کہ ہای
سہتے ہی کیسی درد و غم مین نوجوانی آپ کی

تڑپھے ہے نبض کسقدر انگشت کے تلے
دیکھہ ای طبیب اپنی ہر انگشت کے تلے

گاہی عظیم و شاہق و گاہی سریع ہے
خفقان سی ہے اسکی زرہ خبر انگشت کے تلے

قطعہ

ہر تار چنگ ہے رگِ جان سماع و وجد
اے مطرب اپنے کر نظر انگشت کے تلے

عمل جگر کو فکر نے یون خون کر دیا
حل جس طرح ہو آبِ زر انگشت کے تلے

ملا نے فال نامہ دکھا کر کہا مجھے
انمین سے ایک نقش دھر انگشت کے تلے

رکھتی ہے اوسکی حرف پہ یکبار ہو گیا
نقشِ مراد جلوہ گر انگشت کے تلے

ہر حرفِ سطر نامہ جانانہ اپنے ہین
سینہ پہ سر پہ آنکھ پر انگشت کی تلے

مہر لفافہ خانۂ شطرنج کے طرح
پھر دون رکھون ہو سوچ کر انگشت کے تلے

انشا گھنڈی زور ید اللہ سے یہ ہے
دل والون کو وہ قاف نہ انگشت کی تلے

خم لعل پیچ نہان ہاتھ مین ہے جام لیے
ساقی آتا ہے چلا زور سر انجام لیے

سیر کے اوسنے عجب جسنے کہ آتی ہے چڑھا
میکدہ مین دو سہ قرطہ گلفام لیے

گالیان سیکڑون دین یا نوجوہ ابی ہمنے
محتسبین خوب ہے کین خوب ہے انعام لیے

ہم صفیران چمن دیکھئے کیا ہوتا ہے
آج صیاد پھر آیا قفس و دام لیے

بوسہ ہای رخ و زلفِ صنم مہر جبین
سینکڑون ہمنے تو کل صبح سے تا شام لیے

لی خبر جلد تک اے قافلہ سالارِ حرم
کہ حریفون نے وہ سب جامۂ احرام لیے

کھٹکی آج بہی اوس بات کی انشا ہونی
گھر کو پھر آئے چلے ہم طمع خام لیے

دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

آ نسیم سحر گلے میرے
گل غیابان مین لوٹ پوٹ لگی

مین پکارا تو پھوٹ کہہ بیٹھے
مجھکو کیا پیاری اونکی پھوٹ لگی

دیکھ انشا کہ ایک حور نژاد
سے کھڑے دو نو چق کے اوٹ لگی

رنجی ہین برنگ بو کوچہ مین رگ گل کے
لوٹی ہین بہار مین صحن یون مباش بلبل کے

کس کس سے مین اب بچھون مین میری تو نالہ
یون چھپے بلبل کے دن قہقہے قلقل سے

آئینہ عالم میں تمثال جمال حق
آدم ہو نظر آیا کہتے ہیں یہ ہم کھل کے

یہان جام و صراحی سے اب دور تسلسل ہے
منکر حکما سب ہیں گو دور تسلسل کے

واللہ نہ فقط ہم ہیں صورت ہی کی اس پیرے
شوخی کی تغافل کے خال و خط و کاکل کے

جو تمنی کہا تھا شب سو صبحکو سب بھولی
بس اور تو کیا کہیے صدقے مین تغافل کے

جمعیت اجزا کا کل نام ہے ای انشا
ہر چند کہ جز ہین پر موجد ہین ہمین کل کے

کل وہ نگہہ اوچٹتی ہوئی یون جو پڑ گئے
بی اختیار اوس سے مری آنکھہ لڑ گئے

کس کس ادا سے ناک چڑھاتا ہے دیکھیو
بیکل ہوئے جو نیند مین گردن اکڑ گئے

اوس شعلہ خو کے برق نی دیکھی جو یہہ چمک
کھا کر پچھاڑ کر کے زمین بیچ گڑ گئے

اوبٹتے نہین جو دے صدا آہ کیا ہوا
اس سلطنت فرنگ کی کیا کل بگڑ گئے

تاب غم فراق کسے صبر اوڑ گیا
بس لے ہجوم یاس کہ طاقت نبڑ گئے

کیا حرف ایکبات گر انشا سی سچ کہو
کچھہ جھوٹ بولنے کی تعیین خو ہی پڑ گئے

ایک چھوڑا نہ زندہ جان تو نے
ٹھور رکھا سبھون کو ہان تو نے

کیا کیا آہ ناتوان تو نے
آگ سی پھونک دی یہان تو نے

بہلہ رہی یہہ دماغ سمجھا ہے
آپ کو شاخ زعفران تو نے

آہ ای برق عشق پھونک دیا
صبر کا میرے خانمان تو نے

ای طپش ننگ و نام کو چھوڑا
نام کو بھی نہ کچھہ نشان تو نے

آفرین تجھکو ای دل بے صبر
اپھنسایا مجھے کہان تو نے

آہ ای سیل گریہ ڈھا دیا
صبر کا میرے خانمان تو نے

ضعف پیری سمجھے دیا کن نے
ای جوان تو نے اسے جوان تو نے

مہربانی یہ کن نے فرمائی
مہربان تو نے مہربان تو نے

بات کی پوچھتے ہی دین مجھکو
سینکڑون آج گالیان تو نے

قرب کن نے دیا یہہ انشا کو
اے مری یار قدردان تو نے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی — یہہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
مرنا مرا جو چاہے تو لگجا گلی سے ٹک — لب کا بہی دم یہہ میرا دم واپسین سہی
گر نازنین کی کہنی سے مانا برا ہو کچہہ — میری طرف تو دیکہیے مین نازنین سہی
آگی بڑہی جو جاتی ہو کیون کون ہی یہان — جو بات ہم کو کہنی ہی تم سی نہین سہی

منظور دوستی جو تمہین ہی ہر ایک سے
اچھا تو کیا مضایقہ انشا سے کین سہی

بندگی ہمنے تو جی سے اپنی ٹہانی آپ کی — بندہ پرور خیر آگئے قدردانی آپ کی
تہی جو وہ لاہی کی ٹوپی زعفرانی آپ کی — سو ہماری پاس ہے ابتک نشانی آپ کی
دمبدم کہہ بیٹہنا بس جاو اپنی اون کی پاس — کیون نہین جاتی وہ ابتک بدگمانی آپ کی
کیا کہون ماری خوشی کے حال میرا کیا ہوا — آمد آمد جو ہوئی کل ناگہانی آپ کی
ہی کسی سے آج وعدہ کچہہ اجی فانے نہین — یہہ دہڑے مسی کی ہونٹو پیر جانی آپ کی
ہمنی سو راتین جگائین تب ہوا یہہ اتفاق — سو اسی ڈہنگو دہری تہی نیند آنی آپ کی
میری حق مین اب جو یہہ ارشاد فرمایا کہ ہے — ق — خوب یہان منقوش خاطر جانفشانی آپ کی
لیک مین اوٹہون بچہاؤن یا بیٹہون کیا کرون — ق — روکہی پہیکی ایسی سو کہی مہربانی آپ کی
کیون نہ عشق اللہ بولون حضرت دل آپکو — پیشواؤن نی بہی اپنی آن مانی آپ کی
دید کر ڈالا بس اونے عالم لاہوت سب — جسنے لگدی نبک کی صافی مین چہانی آپ کی
اپنی آنکہون مین پہری پہرتی ہی ابتک روز و شب — عرش پیدا تا وہی صورت دکہانی آپ کی
ای جنون اوستاد بس خم ٹہونک کر آجائیے — ہان خلیفہ ہم بہی دیکہین پہلوانی آپ کے
حصہ حصہ کیون ہو پاؤن بہلا عشق کہان کی — دیکہہ گدرائی ہوئی اوٹہتے جوانی آپ کی
سبزہ آغازی سو یہہ کچہہ قیامت سادگی — پہر بہر اوس بات پر گردن ہلانی آپ کی
اپنی آنکہون مین تراوٹ آگئی تم کیا رنگے — دیکہہ کر یہہ سلیے پوشاک دہانی آپ کی

ق
کیون نہ لڑکی سب کہین ہوا ہمین ای شیخ جیو
ہے جھموخی کی سی صورت یہہ ڈرانی آپ کی

گول پگڑی نیلی لنگی مونچھہ منڈی تکہ ریش
پھر وہ رومال اور وہ آخ تھونا سدنی آپ کی

دو گلابی لاکی ساقی نے کہا انشا کو رات
زعفرانی میرا حصہ ارغوانی آپ کے

زلف پیچان نی تری کھودی یہہ رونق سانپ کی
مرشدون نی توڑ ڈالی اپنے بیرق سانپ کی

بال اوس زلف بریدہ کی گری یون وقت قطع
تیغ سے اوڑ جاوی جون گردن معلق سانپ کی

پیچ نیچے کی تری حقہ پہ بولی ہین سیہے
گر سنے کوئی عجوبہ ہی یہہ حق حق سانپ کی

مار آتشباز اپنا دود دل ہے جسکے ساتھہ
لہرے ایک جاوی ہی تا چرخ ازرق سانپ کی

جا چہ سیماب پر گرنے بجائے جو گیا
نکلے جو صورت پکڑ کر موج زیبق سانپ کی

می کشون کو مار دوزخ سی ڈرا مت واعظا
خود تری شملہ کی صورت سے جلق سانپ کی

مدرسہ مین اہل صرف اس نحو سی کہتی تھی کل
زی و لام و فی سی ہی ترکیب مشتق سانپ کی

ق
پیچ مین موذی کے مت آ ایک ذرا پیچ کھیل تو
آشنائی سے بچا ای مرد احمق سانپ کی

ڈوب گئی چولی جو اوسکے میری بازو کی تلے
چلبلاہٹ سی ہین پاکر زیر مرفق سانپ کی

اسقدر اوچھلا کہ وہ کافر بہی گھبرا کر وہین
بول اوٹھا کنڈلی سی کچھ یہان تھی او الحق سانپ کی

اوسکی کاکل کے تصور نے مدد کی وقت فکر
ورنہ انشا یہ غزل تھی سخت مطلق سانپ کے

لب پہ آئی ہوئی یہہ جان پھرے
یار گر اسطرف کو آن پھرے

چین کیا ہو ہمین جب آٹھہ پہر
اپنے آنکھون مین وہ جوان پھرے

خون عاشق چٹا کہ ہے لازم
تیرے تلوار پر یہہ سان پھرے

ساقیا آج جام صہبا پر
کیون نہ لہراتی اپنی جان پھرے

ق
ہچکیان لی ہے اسطرح جسمے
جسطرح گٹکری مین تان پھرے

یا تو وہ عہد تھے کہ ہم ہرگز
نہ پھرین گے اگر جہان پھرے

تے اب روکہے ہو معاذ اللہ
آپ سے شخص کے زبان پھرے

روٹھہ کر اوٹھہ چلی ہے انشا سے
یاری پہر ہو کے مہربان پہر سے

دو گھڑی وصل کی کہا مینے کہ کیا ارشاد ہی
سن کے بولی اب ہوا کہا بات تیری یاد ہی

آج تو پگڑی نہ بدلو تمکو میری ہے قسم
آپکا میلا کچیلا پن بہی کچہہ بیداد ہی

جام پر انگلی نچائی مین تو ساقی نے کہا
خود فراموشی سے اپنے یاد آگئے یاد سے

مین جو ایک کمخواب کی لایا تہا ٹوپی بولی یہ
تجہسے کیا لیجے اری تیری بہی کچہہ بنیاد ہی

خاک پر مت پہینک اری ساقی یہ درد تہ نشین
چاٹ جاوینگے حریف اسکو یہہ مے کی گاد ہی

خال پشت چشم پر اپنے وہ طفل انگشت رکہہ
پوچہی ہے آخون جی یہ صاد ہے یا ضاد ہی

ہادی امد مشرب و ملت سی کچہہ مت پوچہیے
قید سی دو نوجہان کے یہہ فقیر آزاد ہے

مغبچہ کو دیکہہ کر کہنے لگا ایک رند مست
الحذر اس سے کہ یہ شیطان کے اولاد ہی

قتل عالم کر چکا غمزہ تو فرمانے لگے
کیا کیا تو نے اری ای خانمان برباد ہی

وہ نہ ہے رات کی دکہلا مجہی یہ مو کہان
صبح وہ بولے اری تو بہی برا جلاد ہی

سنکے یہ اشعار میری کہتے ہین یہ اہل رشک
کوئی اسکو کیا کرے یہہ تو خدا کی داد ہی

مین کہی دیتا ہون انشا سی ذرا بچ کہیلیو
وہ بلا ہے قہر ہے آفت ہے ایک استاد ہی

کیا چہیڑ ہے کہ پہلے دل جان توڑ بیٹہو
پہر آپ ہو مودب ہاتہون کو جوڑ بیٹہے

آواز سن ہماری گہر سے جو تم نہ نکلے
دروازی سے تمہاری ہم سر کو پہوڑ بیٹہے

رہ جا ہی آبرو کیا ای ابر بار تر سے
کوئی بہلا جو عاشق دامن نچوڑ بیٹہے

کی ہے جو شب جو سہوا تعریف چاند نیکی
میری طرف سی اپنی وہ مونہہ کو موڑ بیٹہے

آزردگی خوش آئی انشا کو جب یارو
وہ سبکو چہوڑ بیٹہا سب اوسکو چہوڑ بیٹہے

دل ہجر کے اب اپنی تو طاقت نہین بہرتے
کہتے ہے کہ مین یہہ تو مصیبت نہین بہرتے

دو کو فنا دن ہے کہ تری حسن کے آگے
اب آئینہ نور کے حیرت نہین بہرتے

وعدہ تو کیا تھے ابھی مہر و وفا کا — پر رنگ کے چلنے کے شہادت نہیں بھرتے
ناخوش کوئی ہوتے ہیں ہم اوس آئینہ رو سے — تا خوب ہے اس دلمیں کدورت نہیں بھرتی
ساقی نہ ہو جب تک کہ فزائندۂ رونق — ہی بادہ کشان مجلس عشرت نہیں بھرتی
مجنون تو چلا نجد کو اور حیف کہ لیلے — اک سانس بھی ٹھنڈی دم رخصت نہیں بھرتے
جب تک نہ غلامان تجلے کا ہو گذارا — رضوان پکاری ہے کہ جنت نہیں بھرتے
وہ بوسہ نہ رات تھے ہوا میں تو وہ بولی — تیری تو کسی طرح سے نیت نہیں بھرتے

اس تازہ زمین میں دم استادی ہے انشا
اللہ کسی شخص کے ہمت نہیں بھرتے

تر و تازہ دیکھ کی آپ کو یہ گلو نیہ اوس سے پڑ گئی — کہ نہ بجتی آج تو مجھ سے بھی وہ چمن سی بلبل اوجڑ گئی
غضب نہی اوس سے جو لڑ گئی تو وہ چتون آنکھوں میں گڑ گئی — شرہ دلمیں ایسی ہے اڑ گئی کہ جو بات تہی سو بگڑ گئی
دم صبح سیر چمن میں جا جو صبا نی نام لیا ترا — تو بہار بھیس میں گل کے آ وہیں کان اپنی پکڑ گئی
چلی آہ انگلو تکی قافلی رہے اب جنون کے ہم اڑلی — پڑی اپنے پاؤں میں آبلے تو بھلا ہوا کہ رگڑ گئی
جو کہا کہ مرتی ہیں عشق میں ہم تو وہ بولی ایسی طرح صنم — کہ نہ جھوٹ بول نہ کھا قسم تری سانس کب یہ اوکھڑ گئی
کئی ہم جو اونکی لگی لپٹ تو جھپٹ کی سینہ سے بولی ہٹ — کروں صدقے ایسی جھپٹ کہ ہٹ مری چھاتی جس سے اودھڑ گئی
میری زانو پر ہی تک جو سو تو یہ بولی چونکے [illegible] — کروں جھڑکے ایسی میں دیکھ تو مری گردن اس سے اکڑ گئی

یہ جو شب کو پھرتی ہو چور ہو تو بولی انشا ہی تو رہ رہو
ابھی اوس گلی میں جو شور ہو تو یہ جانئی کہ پکڑ گئی

اگر یہ ڈھب نہیں ملتا کہ اوس رخسار کو ملئے — تو کیا کیجے کف افسوس ہی ناچار کو ملئے
بھلا نہ بندو کا ست کبھی جب بس چلا بندہ — جھماہی سی نہ اپنی نرگس سرشار کو ملئے
گری انشا ہی راز عشق تو جھٹ پٹ نکلوا کر — ابھی تلوے تمہی اس دیدۂ خونبار کو ملئے
ہمیں جب دیکھ کچھ وہ بڑبڑاتا ہی تو کہتی ہیں — جو ہاتھ آوے تو کیا اوس لعل خوش گفتار کو ملئے
شب اوسکے جو گلی کا ہار تھا گر ہاتھ آجاوے — تو کس حسرت سے چھاتی سے ابھی اس ہار کو ملئے
اگر وہ سونپ دی اپنی دوپٹہ کا او لٹنا تو — نزہ ہی جھلکے جھلکے کیا کف دلدار کو ملئے

نہ میری سامنے خم ٹھوک ور جس گیر گر تو ہے
چھٹے گا دودھ موں منہ سے ایک چلو بھر نکل آئے

نہ یہان ڈہی ٹیڑہی تو چھاتی تلی دو چار گوسے مارے
ابھی چونک بھی تیری نعل شکر بار گوسے ملے

بس اب ای حضرت عشق آپ دست ظلم سے تو ہی
نہ ساری رات انشا کی دل بیمار کو ملئے

غیر کے لی جو ران مین چٹکے
گالیان سنکے جیمین آتا ہے
جس جگہہ بینے سے تو چونک پڑے
بات سن کہکے اوسکے انکھیلے

تمنے لی میری جان مین چٹکے
لیجی تیرے زبان مین چٹکے
لیجئے ایسے مکان مین چٹکے
لیتے ہی گل کی کان مین چٹکے

لے نہ اے عشق ہردم انشا کے
اس دل ناتوان مین چٹکے

گلی سے تیری جو ٹک ہوکے آدمی نکلی
خیال مین تری جیرکی مر گیا ہو جو شخص
بعید شان سے عاشق کی آہ بھر نکلے
کسیکے ہوش کو کہدو اگر جلایا چاہے
نشان آہ لئی جہان تو جہان تو تارونکے
کبھی طبیعت کج فہم سے ہو تب شغل

تو اوسکی سایہ سے جھٹ بنکی ایک پری نکلی
تو اوسکے خاک سے شیشکی آرسی نکلے
ولی وہ کیا کری جب اوسکی جان بھر نکلے
تو اپنی گھر سے کمر باندہ کر ابھی نکلے
چلیگے فوج سر شک آج چاندنی نکلی
کسی دواسے دم سک لی کر جی نکلے

ہزار شکر کہ انشا اسیکی محفل مین
خفا سے آئی تھی پر ہو ہنسی خوشی نکلے

اونکی دو جیسے کبوتر کے جو چوری اڑ گئے
نیلی ڈوری تو بھی ڈال اپنے دو نو پانو کے
یہہ بگولا وادی مجنون سی آیا تھا مگر
پا پیادہ کب سوارون ساتھ پہنچیگا دلا
کوئی اتنا بھی نہین پوچھے کہ ہی جو آپ پر

تو یہہ بولے کیا کیا ہی ہی نگوڑے اڑ گئے
کیا بلا موٹے کہ ہی سونیکی تو ڑی اڑ گئے
جون خس و خاشاک جس سے جی کے روڑے اڑ گئے
باتین کرتے تھے ہوا سے اونکی گھوڑے اڑ گئے
کیون مقطع شیخ جی کیا سب چلسوڑے اڑ گئے

مونہہ بنا ہی نہ کیوں بیٹھا ہو لڑکوں صم و بکم — کیا اڑانے کو جو بیٹھے سے لعل چھوڑے اور گئے

چپکے ہاتھوں سے جو چھاتی پہ مری جو مل دی اونھن رات
تو مری سینہ کی انشا سب دوڑی اور گئے

ساقیا آہی ہین بادل یہ بھری پانی کے — جلد بھر دی سے جو خالی ہین گھڑی پانیکے
ظلم اشکوں کا مرے لی جو کہین سیل مونہہ — کہ نہانی کو یہہ طوفان ہین ارے پانیکے
غور کر دیکھو تو شبنم ہی بر ہے سبزہ — کسنے موتی یہ بنا او سپہ جڑی پانی کے
شعلہ خو کون نہایا کہ نظر آتے حباب — کچھ پھپھولے سی یہ چھاتی پہ پڑی پانی کے
عشق ہوا دیکھہ کے مین تجکو کل ایسا ہی کہ بس — جھینٹے لوگوں نے مری مونہہ پہ چھڑی پانیکے
ہم کوئی کائی بھرے پانیسے کرتے ہین وضو — شیخ گاہک ہو تمہین ایسے سڑی پانیکے
چھٹتے ہی بانوسے تیرے نہر دریا مین — ایسے مشتاق تھے گویا کہ کڑے پانیکے
ہای کس ڈول سے اُف اوسنے نہانی مین کیا — آمین کنکرہ جو تلوے مین گڑے پانیکے

صبح کس روپ سی لی اوسنی پھریرے انشا
کچھ ورخت تو نہین ہے قطرہ جو جھڑے پانیکے

کب تلک کری دو دوا کا تاثیر کے بھرتے — ہی سب نذرا برمین جو گیر کے بھرتے
روتی ترے دیوانے تو سن نعرہ ہو حق — ہر ایک گری خانۂ زنجیر کی بھرتے
چڑھ بیٹھتے دل پر جو کسی سوختہ جان کے — تو راکھہ مین دہار آپ کے شمشیر کی بھرتے
خاک قدم خضر جنون رکھتے تو الفت — شکلین وہ کے آج تلک اکسیر کے بھرتے
نقاش خیال اپنے مرقع مین کئے جا — اوس شاہد اصلی کی تصاویر کے بھرتے
تو ہو مین مری گو ترا پیکان تو تو و با — پر کاشکے پر کیسے بھی کچھ تیر کے بھرتے

وحشت جو ہوئی معتقد انشا کی تو ہرگز
چپکے نہین مجنون نے بڑی پیر کے بھرتے

کیوں دم اپنی نہو باب ظفر کے کنجی — گریہ ہے قفل در گنج اثر کے کنجی
عرش کے کیوں نہ کواڑ آہ سی اپنی کھل جائین — کہ یہ لی شبہ اجابت کے ہے در کے کنجی

کیونکہ

قفل دریا ہی فلک کہولنے کو مجہکو دے — عشق نے حضرت جبریل کے پر کی کنجی
قفل دروازہ پر اپنے تو نہ بہول ای عیار — ہی مری جیب مین زنبیل عمر کی کنجی
یہ بہی قسمت نہ کہلا قفل درا و رہبتر سے — اوس سے شب دیر تلک زیر و زبر کی کنجی
سو نہہ لگاتی ہے کہلا قفل در بستۂ دل — تہی زبان تیری بہی کچہہ زر و رشر کی کنجی
بند شلوار بہی ایک قہر تہا تیر اسیر + — آف بی جہوٹی سے لٹکتے ہوئی زر کی کنجی
طول سے اشک کی کیون یہ نہ جلین بخت جگر — قصر یاقوت کو لازم ہے گہر کے کنجی +
قفل ابجد ہے تری شیش محل مین جو لگا + — اوسکو درکار ہے بس مد نظر کی کنجی
کیون نہ ہر مصرع پہ دوڑ و لادے کہ شرار — ہوس سے گرتے ہین سو گویا کہ ہین زر کی کنجی
کچ و دائرہ جو بہسم حرفون مین گندہ آتی ہین — بنتے ہین قفل در دیدۂ تر کے کنجی

کہول انشا کے لیئے قفل در بستۂ عیش
یا علیؑ ہاتہہ مین لے تیغ دو سر کے کنجی

واقف جو ہم نہین ہین اس بزم مین کسی سے — ہین کیا غریب بہی چپ چاپ اجنبی سے
کہتی ہو نیند آتی ہان کیون نہ سو رہو گا — حد گرم ایلو ایسی کیا خوب جی ابہی سے
مشکل کشا علی کے سوگند کہا نہ جہوٹے — واقف اتو کیا ہے حضرت مشکل کشا علی سے
ق
کیا مونہہ بنا رہے ہو اللہ رہی رکاوٹ — گویا کہ آشنائی کا ہے نہ تہی ہنسی سے
لو ہاتہہ جوڑتا ہون بس کیجیے جرم بخشے — تقصیر ہی تو یعنی ہوتی ہے آدمی سے
دلکی بہڑک نی مجہکو گہبرا دیا عزیزو — اسکو نکال ڈالو ایک تیز سے چہری سے
کیونکر جہڑین نہ موتی دامن سے بادلونکے — باندہا نہین ہے محکم بجلی کے اوڑہنے سے
بجہہ بن ہو گلستان او واشد اس باغ اوجڑ گئی ہین — ہین سب درخت لپٹے گویا کہ شمع اور زری سے
یون آوے ہوئی بیان دلکی تپش کے حالت — جیسے کوئی اوڑا دے بارود جا لگی سے
ق
ابی اوسکی صدقہ جاؤن جسنے یہ مجہکو لکہا — جی لوٹتا ہے پر ہین مجبور بیکسی سے

تو زور کچہہ ہے انشاء اللہ تجہکو رکہے
مسرور شاد و خرم ہر دم ہنسی خوشی سے

کیا قصد کیا گر اوسنے وفا کا تو
رکتے ہین آپ ناحق کیون حرف واجبی سے

کیا تجہ خوبرویان عالم مین پڑ گیا ہے
گہبہ جا رہے ٹھکے ابہی ہم ایکبار اور ہی پرے سے

نالت ہی اور ہی کچہ نار ہی مزی کی اسدم
ڈہکنا ہی اپنی موہنہ کے ٹہوڑی پہ ڈوپٹے سے

مہندی کی بٹیون کی ہے آڑ سخت ہیلے
اور رنگ خون ٹپک رہا ہے تالوسکے ہر کلی سے

اوس بات کے لئے ہین مینا پکے جہاڑ خاصے
ستہری مزی مزی کی پاکیزہ اپنے جی سے

پہولونکی سیج پر تو وہان چاندنی مین سویا
اور رات ہمنے کاٹی یہان سخت بیکلی سے

کیا دخل اور ڈہب سے دیکھے جو تجہکو انشا
مت رکہہ گمان فاسد اوس مرد متقی سے

اف اس طپش سے بن منہہ تن کب تلک پسیجی
ایکاش ابر آوی یارب فلک پسیجے

تو چشم گریہ اوس سے ای دود آہ مت رکہہ
کیا دخل ہے کہین جو اوسکے پلک پسیجے

ای چشم کر تصدق دریا ہی اشک حسرت
تا دیکھہ کر دل اوسکا اونکی ڈلک پسیجی

جاڑی مین ہم اکیلے کیا ہے سکڑ رہی تہے
پر دیکھی اوس پری کی جو ہین جہلک پسیجی

پرواز کرسکے کیا کوئی حضور انشا
گر اوس سے اوڑ چلے تو بال تلک پسیجی

مجنون پہونچ شتاب کہ آفت مین قوم ہے
لیلے تو آج کہتے ہین جمعہ کا یوم ہے

صدقے تمہاری ای رمضان المبارک آہ
کہتے تہے وہ بہی کل کہ مجہے آج صوم ہے

ہجوا بہ کیون نہ شیخ جی کے اونگتے رہے
جو اخ موت نوم ہے یہہ اخت نوم ہے

آنما وہ ہین جو تازہ ولایت سو رات کو
مطرب کو ڈوم کہتے ہین بولے کہ دوم ہے

انشا جو گا رہی ہین ملامت گران سو واہ
ہم لوم اوسکو سمجہی تہے سو وہ تو لوم ہے

لی لشہ مین تجہے جب یون قدح بنگ اوڑی
تو نہ کیون سبز پری جیسے مرا رنگ اوڑی

نامہ شوق کی پہونچانیکو چاہے ہر کہ یہہ
بن کے ایک شکل کبوتر نفس تنگ اوڑی

اپنی کوٹہی پہ یہی شب کو کہون ہون ایکاش
یون مری نیند اوڑی دونکو ترا چنگ اوڑی

۲۰

سنے گل نعرۂ ہو باغ مین ایسا ہی کیا
کہ نہیب اوسکے سی سب مرغ خوش آہنگ اوڑی

ساقیا بنگ مین افیون ملا اوسمین شراب
تا کہ نشہ کا میری نیلہ سر خنگ اوڑے

لیکے مجھکو جہان عرش نما ای جبریل
خضرت خضر کے وہان ہوش ہو جب ہنگ اوڑے

گرد کو میری نہ پہونچی کبھی حاسد ہر چند
جو گے جی بال جنھی سینکڑون ورنگ اوڑے

گماہ او رد وہین نالہ مین بہڑن یون سطرب
ابھی گر تنکیہ ہو قانون وہ نی وچنگ اوڑے

کھون یا جی جو مخدوم جہان گشت نمط +
تو کبھی سناک پہ بیٹھا ہون تو وہ سنگ اوڑے

گرچہ وہ یاری کا گلا تو نہ تا جو گی جی رات
پر تنگ ایک سادہ کے دم ہم بھی لب گنگ اوڑے

اوڑ گئی وورہو چل کہہ کے مجھے بول اوٹھی
نہ رہی تو تو نہ اوڑی یہ یہ مرا آہنگ اوڑے

طرز نالیدن انشا جو اوڑائی تو وہین
طائر سدرہ بہم کرتے ہوئی جنگ اوڑے

مل خون جگر میرا ہاتھون سے حنا سمجھے
میں اور تو کیا کو سون پرم سے خدا سمجھے

سمجھانیگے جو باتین کین یینے دلا تجھسے
ای عقل کی دشمن سو تیرے بلا سمجھی

دلمین مرے سے چٹکے ایسی ہی کہ درد اوٹھا
معقول چہ خوش لے واہ آپ اسکو ادا سمجھی

ای بو الہوس نخوت سید ہے ہین اگر سچ مچ
تو آج سے صاحب کو ہم اپنا چچا سمجھے

صاحب فی نہ کی یاری وحشت سی پرے سی تو
ای شیخ جنون تمکو ہم خواجہ سرا سمجھے

ہنگامہ محشر بھی گر سامنے آیا تو
اوسکو بھی تماشائی ایک سانگ نیا سمجھے

وہ دشت محبت مین رکھی قدم ای انشا
سر اپنے کو آگے ہے جو تن سے جدا سمجھے

پر وے وہ جو تک ہو خفا رک گئے
تو چلتے ہے ٹھنڈے ہوا رک گئے

کسیکو جو پایا و آئے جو رہی تو رات
وہ دیکھ اپنے دزد و حنا رک گئے

بھرے سانس ٹھنڈی یہ کس شخص نے
کہ برق اوس سے کرنے کو تا رک گئے

تجلے جو وہ طور سینا پہ تھے +
سو موسی کا لیکر عصا رک گئے

نسیم سحر تھی جو پھیلے ہوئے
سمٹ کر وہ سب جا بجا رک گئے

تری وصف کاکل مین انشا کی رات
وہ چہیڑے کہ باد صبا رک گئے

کیون نہ وہ پردہ نشین پہر مجہے سمرن مارے
مین نے تہی پہوا کی جانب چلون مارے

یہ غضب ہے نہ بہلا ہمسے کہی جب کچہہ بات
آنکہہ تب غیر سے تو اوسی بت پہ رفن مارے

اسکٹری کچہہ تو لگاوٹ کی بہی ٹہیری ابتو کاوش
وہ مری موہنہ پہ اگر گوشہ دامن مارے

آتش طور کے گل دہن مین سے کیئے نعرۂ گرم
سینے کر موہنہ طرف وادی ایمن مارے

ق

شیر کے کہال بچہا اور ملے تن سے بہبوت
گاہ جوگے کے طرح رہتے ہین آسن مارے

حبس دم کر کے کبہے ہوتی ہین اونچی تو بس
چرخ چارم پہ چلے جاتے ہین آسن مارے

حال اونکا تری فرقت مین یہہ پہونچا ہے آہ
دست و پا جیسے کہ کوئی دم مردن مارے

چہیڑ تو دیکہو سی بانگی اوسسے تو وہ شوخ
تاک کر ہونٹہہ پہ میرے گل سوسن مارے

فضل حیدر سی جبا ئین ہوئین وہ روئین تن
کہ کبہی کہینچ کے گر تیغ بہی دشمن مارے

تو مجہی کچہہ نہ ہو معلوم مگر اتنا ہو
چہڑی پہولونکی کوئی جیسے کہ سمن مارے

ق

جسنے کل میری تسلی کو یہہ کہلا بہیجا
کیون نہ اوس شوخ کا پہر مجہکو لڑکپن مارے

یعنی خط لکہون ترا پاکے آتو ہی جو وہ
چہکے سو موہنہ پہر مرے جہٹکے وہ بدظن مارے

اور جہانکو تو کہے دیدہ ہوائی ہو ترا
طعنہ اوس دل سے پہر دیدۂ روزن مارے

چہری کر دونکی جو دیکہو اوڑا جاوے تو پہر
چشم خورشید مین جیسے وہین سوزن مارے

نہ نقد کعبہ مین رہا سکے او بچے شغل
میکدہ مین بہی تو لاکہون ہین برہمن مارے

یہ جو پہڑ ہا سا ہے رہا تمہارا ایکا ش
کوئی چور آوے اور اوسکی کوئی گردن مارے

کل لا یلاف قریش وہ نگاہ کرنے دم
پڑہ کے یہ باتین جو مین جانب روزن مارے

رشک کی جا ہے خوشا حال رہ افتادۂ عشق
جسکو اوس شوخ کے توسن کے وہ روندن مارے

نیلے نیلے تری ہونٹونکو کوئی جہوڑی ہے
وہ جو دندان طمع برسر آہن مارے

کہو یہ تبدیل قوافی غزل انشا ایک اور
چہچہے شک جسے بلبل گلشن مارے

جیسے ایک لونگ وہ پڑھ کر تبت کا ہمن مارے
بہوت ہو رات سے لگے جن ہو اوسی من ماری

مین تو چھیڑا نہ چھوا ہاتھ لگایا بھی نہین
توبہ و ہاڑ آپ مچاتے ہین عبث بن ماری

پانچ دہ سالگی ایک آفت جان ہے ظالم
جان عاشق کے بھلا کیون نہ تراسن ماری

اسقدر ہٹ نکرای طفل سرشک او بدبخت
پاون شوخی مین نہ دہر ہٹ تجھی ڈاین ماری

مفلسا بیگ جو عاشق ہین کہان پاوین زر
زر ہو اوس پاس جو پاری کے رسایَن ماری

اور بھی قافیونمین پڑھ غزل انشا وہ پڑے
جسکے بس پڑتے ہی چنگھاڑ پڑا جن ماری

کیون نہ پہر اوسکے لگاوٹ کی مجھی ڈہن مارے
جس پہ مین ایک ڈلی پہیکون وہ سو بن مارے

پھر آوی نہ بھلا ہو وہی جو پردہ وہ شوخ
جسکی چلون ہی سے پازیب کی چھن چھن مارے

پہول بکہراوی گجرے کی جو شب بینی توڑ
تو وہ سب اوسنے میری سینہ پہ چن چن مارے

پہر کہا غصہ ہو گیا اور تو کو سون پہ سجے
یہی اللہ کری ہے جو ترا کُن مارے

سیر کیا تاک نظر آوے جب اوس بن اپنے
تیر سا آنکھون مین ہر غنچہ گلبن مارے

کاش اس تاش کے دنیان کی بدلی انشا
وہ پہر آکر مجھے ایک سنگ فلاخن مارے

دیکھ اوسکے پری خاتم یاقوت مین لٹکے
ہاروت نی سے دیدۂ ماروت مین آ لٹکے

عتی ہے مصلے کی تشہد مین سوا لحق
ہے وہ دہن عابد طاغوت مین آ لٹکے

گہستی ہے مری آہ فلک مین تو کہون ہوت
یون ڈالتی ہین سینے مسکوت مین آ لٹکے

لیدہ ہوئی لوبیے جسوقت کہ ڈوبے
جراح کے خون دل مبہوت مین آ لٹکے

کستہ لی تری تپی جو شماوت کی اٹھائی
سو دون ہی کہڑی رہ گئی تابوت مین آ لٹکے

ہے یون تری منجہر پہ حباب جیسے کہ تر ہو
واوڈ کے خون سر جالوت مین آ لٹکے

ناسوت کے عالم مین نہ پہنچے ہیں ہم انشا
کرتے ہین شگاف ور لاہوت مین آ لٹکے

تب سے عاشق ہیں ہم اے طفل پریوش تیرے — جب سے مکتب میں تو کہتا تھا الف بی تی تے
یاد آتا ہے وہ حرفوں کا اوٹھانا اب تک — جیم کے پیٹ میں ایک نکتہ ہے اور خالی حے
حے کی پر شکل جو اصل کے سی آتی ہے نظر — نکتہ اوسپر جو لگا خے ہوا یہ واہ بے خے
دال بھی چھوٹی بہن اوسکی ہے جوں آتو جے — ایک پر کالا سا بیٹھا بھی ہے گھر میں اوسکے
رے بھی خالی ہے اور زے پہ ہے وہ نکتہ ایک — کہ مشابہ ہے جو تل سے مرے رخساری کے
سین خالی ہے بڑے شین پہ ہیں نکتہ تین — صاد اور ضاد میں بس فرق ہے ایک نکتہ ہے
طوے بن حلقہ ہے اور ظوے پر ایک نکتہ پھر — عین بے عیب ہے اور کافی میاں غین ہو ئے
فے پہ ایک نکتہ ہے اور قاف پہ ہیں نکتہ دو — کاف بھی خالی ہے اور لام بھی خالی یہ سے
میم بھی یوں ہی ہے اور نون کے اندر نکتہ — مفلس بیک ہی یہ واو بھی اور چھوٹی ہے
کیا غلیظہ جے یہ ہی ہے ہی نہیں سے نکلے — آگے چھٹی دو ایلو لام الف ہمزہ سیے

گالیاں تیری ہی سنتا ہی اب انشا ورنہ
کسکی طاقت ہے الف سے جو کہے او سکو بے

پھبتی تری کمر ہی پہ مجھے حور کی سوجھی — لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کے سوجھی
ٹک دیکھیے گا جبہ و عمامہ زرا ہار — ہی اسپہ مجھی بلعم با عور کے سوجھی
کیوں میں دل پر آبلہ پر تاک نہ باندھوں — ہے اسپہ مجھی خوشہ انگور کے سوجھے
ہی شیخ سیہ چہرہ جو مجلس میں بہت کتا — یاروں کو یہاں روئی کی لنگور کے سوجھے
واعظ جو پڑا جن متبختر ہے نہایت — اوس پر مجھی شیطانکی ہے پور کے سوجھے
ہاتھ اپنے سے جب چھٹ گئی اوس ڈونڈ کی مچھلی — تب اوسکی تڑپنے پہ سقنقور کے سوجھے
ہاں اے شفق صبح تری دیکھ کی رنگت — شنجرف کی سوجھی مجھے کافور کے سوجھے

جب پھول جھڑی نور کے اس آہ سے میری
اوسپر مجھے انشا شجر طور کے سوجھے

غنچۂ گل سے صبا گود بھری جاتی ہے — ایک پری آتی ہے اور ایک پری جاتی ہے
کرنے دو چار قدم لالۂ خود رو کے بہار — ورنہ یہ کوہ سے اے کبک دری جاتی ہے

یہہ تو دیکھو تری چوٹیکی جو بادی بو باس
نکہتِ گل بڑی کانپے ہی ڈری جاتی ہے

پہونچی بی پر کوئی اوس گل تلک انشا کیا خط
تو بلبل اس رشک تمنا مین مری جاتی ہے

ہان مگر بھیس مین دلبر کے محل تک اوسکے
کبھی جاتی ہے تو بادِ سحری جاتی ہے

زمین سی اوٹھی ہے یا چرخ پر سی اوتری ہے
یہہ آگ عشق کے یارب کدہر سے اوتری ہے

اوتری نجد مین کب تھی سوارے لیلے
تک آہ قیس کے جذب اثر سے اوتری ہے

نہین نسیم بہاری یہ ہے پری کوئے
اوڑن کھٹولی کو ٹھیرا جو فر سے اوتری ہے

نہ جان اسکو شب مہ یہہ چاند سے فانم
کمندِ نور پہ اوج قمر سے اوتری ہے

جلو نہ دیکھین تو کہتے ہین وحشت وحشت مین
جنونکی فوج بڑی کر و فر سے اوتری ہے

نہین یہ عشق تجلی ہے حق تعالے کے
جو راہ زینۂ بام نظر سے اوتری ہے

لباس آہ مین لکھنے کی واسطے انشا
قلم دوات تجھے عرش پر سے اوتری ہے

یون چلی مژگان سی اشکِ خونفشان کی میدنی
جیسے بہرایچ چلے بالے میان کے میدنے

عاشقون کی باغ دلمین شور شین نالونکی ہین
مجتمع اس جا یہ ہے آہ و فغان کی میدنے

تختِ دل مسعود غازی نیلے گھوڑے داغ ہی
جلوۂ انوار سے کر و بیان کے میدنے

عاقبت ہر جنبد و کو ملنا ہے اپنے گل کے ساتھہ
پھر وہین جاویگی آخر ہے جہان کے میدنے

دم ملا را پہونچی ملکنا دیو ہو حضرت جنون
کانپ اوٹھی جنگلے آتی ہے جہان کے میدنے

اہی ملکن پور کے تمنا زور ہے کچھہ شان ہے
کھیلے ہے ؛ ہمال تیری عاشقون کی میدنے

ہان بدیع الدین الفت آتی ہین حضرت مسیح
دیکھنے کو آپ کے دیوانگان کی میدنے

رستمانہ دیکھہ انشا کو قشون شاہ مین
لوگ کہتے ہین کہ آئی سیتا نکی میدنے

بگڑی کسی سے جاوی نسیم اور صبا بند ہے
سولا کرے کچھہ اپنے ہی اتبو ملو ابند ہے

عاشق کو یوغ بند مین باندہا ہے اوسنے یون
تہ ہوکے دستِ بقچہ مین جیسے قبا بند ہے

یون ہو وداع کا مری سمند بند ہا ہی یہان
تک عالم ای جنون تو دکھا وہ کہ جس سے صاف
سر ما گھلا کی آنکھو نین نکلا نہ سیکھے
قدرت خدا کے دیکھو کہ چوری تو ہم کرین
الجھیری مین پھنسی تھے تری زلف کی سو وہ

جہت جیسے ابر تیرہ کی تحت السما بند ہے
لاہوت کا سمان مری آنکھون مین آ بند ہے
ایسا نہو کہ آپ پہ کچھ تو تیا بند ہے
اور اوسے دستگیر ہو دزد حنا بند ہے
اولٹی ٹنگے اسیر ہوئی بار ہا بند ہے

انشا صد آفرین تری ذہن سلیم کو
مضمون زیادہ اس سے بھلا اور کیا بند ہے

کاش ابر کری چادر مہتاب کے چوری
تک تکیہ پہ سر دہر کے رہا سو تو لگائی
سیماب کے آنسو وہ سدا روے آہی
وہ عشق کہ سچ آنکھو نسے کاجل کو چرالے
مجھکو سر بازار گھسیٹوا کے نکالا
جسنے کہ مری چہرہ سے آب آہ اوڑالے

تا مجھسے ہی ہو جام مئے ناب کی چوری
صاحب نے ہمین مسند کمخواب کے چوری
کی جسنے ہو میرے دل بیتاب کے چوری
کسطرح نہ عاشق کے کری خواب کی چوری
کے اسنے ہی کچھ خانۂ نواب کے چوری
ثابت ہوئی اوس پر در نایاب کی چوری

شب سینہ جو دی حرص کی ایک چور نے انشا
تو ہو گئی سب صبر کے اسباب کی چوری

او شعلے ہی اپنے وسے کچھ ایسی ہے ہوک سے
تصویرین دیکھ بولی بدیع الجمال یون
تقصیر ہو معاف بھلا کیا غضب ہوا
[illegible] کوئی نہین ہے شب فراق

چرچا ہی جسکی [illegible] دشت مین ہی ایک کوک سے
صورت کو [illegible] الملوک سے
گر آدمی [illegible] ایک ادک چوک سے
[illegible] ایک ما وہ خوک سے

انشا جو عشق کو سراپا [illegible] آپ
کیجئے کیا بلا ہے لہو کے بلوک سے

ای چیرہ رخ نہ گاہ قیصر و خاقان پہ چھوڑ
[illegible] تو مجھے بخشے ہے ای عشق

[illegible] پہ سپہ چھوڑ
[illegible] دیوان پہ سپہ چھوڑ

یہ خط نہیں ہے خواہش بوسہ نے لگا دی
خوش ہو کے تری سیب زنخدان پہ چھٹے

تنخواہ مری آپ پہ کچھ حسن نے کی ہے
سبزہ نہیں ہے روی درخشان پہ چھٹے

چیچک کے نہیں داغ یہ جھریں ہیں یقیناً
ہی سبزہ پری کی ہے انسان پہ چھٹے

پروانہ پہ پروانہ ہے اور شقے پہ شقہ
غرباں پہ فرمان ہے فرمان پہ چھٹے

دل باد لوٹ لی ہاتھی جو تنخواہ تو پھر برق
کرنے لگے تیری لب خندان پہ چھٹے

یوں تو نہیں مری ہو گئی ہے ایک داغ گیا
قیمت کی لگے جوں ہو کسی تھان پہ چھٹے

نالہ مری دشمن ہیں ابھی اونچہ نہ کیجے
کر بیٹھے کسی مرد مسلمان پہ چھٹے

حوریں مجھے کیونکر نہ ملیں حکم علی سے
جبریل نے کر دی مری رضوان پہ چھٹے

انشا کو معافی ہوئی ہے باغ جنان کے
حاضر ہے یہ لیجے شہ مردان پہ چھٹے

کسی کی پری کی ہنسی دل پر اپنی کچھ ہنس جائے
تو پھر یہ ہنسی کہ دیوار قہقہہ بن جائی

یہ پانو خاک نے پھیلائے ہیں کہ دست جنوں
قریب ہے کہ گریبان تا بدامن جائے

گری ہے آج تو مہتاب چاند سے چھن کر
ہماری اور تمہاری بھی بات کچھ بن جائی

لپٹ نسیم گئی بوئی گل سے چپاتے سے
اس اپنا بھی یہ دہا ہوا کہیں من جائی

کسیکو چاہتی ہیں اب تو دل دھڑکتا ہے
خدا نخواستہ سرکار کا یہ جو بن جائے

ہزار حیف کہ باغوں نہیں چلے اگلی سال
ہم نہ جھول سکیں ہم تم اور ساون جائے

لگائے ماتھے پہ ایک داغ تازہ کائی کا
گلی میں آکے زنار اشک کا بن جائے

پڑا ہے یہ راہ میں سکلا میر و حرم پیتا
کہ ہندو و حرم پر ایک وہاں جھکا ہی گردن جائے

تو سوی میکدہ یوں جا ہی خواہش انشا
کہ جا بپ تاب کو جیسے کوئی برہمن جائے

یہ کس سے چاند نہیں ہم نہ زیر آسمان پہ لٹے
کہ بائم عرش پر ہاری خوشی کے قدسیان لپٹے

حدی خوان وادی مجنوں نہیں ناقہ کو نہ لیجانا
مبادا ایک بگولا سا بیابانی ساربان لپٹے

ادب گر حضرت جبریل کا مانع نہو مجھکو
تو شاخ سدرہ سے میرے یہ آہ ناتوان لپٹے

سکندر اور دارا کیا کروڑون اور بھی اون سے
پڑے ہین گور کے تختہ سے زیر خالدان لیٹے

کسی ڈھب سے طبیعت سیر ہوتی ہی نہین اونسے
ابھی والان سے لای نبر پر سائیان لیٹے

ہنسے بولی رہی مشغول اپنی جسطرح چاہا
ادودھر لیٹے اودھر سوے یہان چمٹے وہان لیٹے

ولیکن پاس کہتی ہے کہ ہونگی خوابکی باتین
تمہین کچھہ خیر ہے صاحب تبا و تو جہان لیٹے

کدھر لوٹے کدھر لپٹے ہنسے بولی کدھر جاکر
کہان لیٹے کہان سوے کہان چمٹے کہان لپٹے

غزل مستی مین لکھہ ایک اور بھی انشا کہ تا پیر
بلائین آکے ساقی لے سبھی پیر مغان لیٹے

کہا لیلی نی کچھہ شعلے سی جو اسکو نہان لپٹے
یہ خود ہی اونکی سادہی سے جہان لپٹے وہان لپٹے

ہمیشہ در خلافی جو کہ میرے یار کو مجھسے
الٰہی اوسکو کالا بھوت ہو سارا جہان لپٹے

کناری سرخ جوڑہ مین تمہاری اس ہمین پر ہے
کہ دامان شفق مین جسطرح برق جہان لپٹے

اگر راتو نکو آؤن تو مجھے سرکار کا گرجے
ادھر سے آنکے چمٹی اودھر سے پاسبان لپٹے

کہان ہے مغز مین طاقت بخیر و شیخ جیو صاحب
عبث تم جھاڑ کر پیچھے مجھے ای مہربان لپٹے

کرونگا آپ رکنا باد پر مجلس تمہاری مین
گلے سے میری گر آکر وہ طفل دلستان لپٹے

پڑھی ہے اس روش سے اب وہ منت مرخدا پرا
کہ جیسے چہچہونسے عندلیب گلستان لپٹے

اوسی چھٹی دلادو اسکے تم اوستاد سی آکر
کہان تک جت سے مکتب کی بھلا اسکی فغان لپٹے

کوئی صورت ہو ایسی بھی کہ بس جزدان اطلس مین
کہین ای شیخ سعدی جیو تمہاری بوستان لپٹے

بدل کر بحر کو انشا غزل طرحی کی بھی اب پڑہ
کہ اہل ذوق باہم جسپ ٹئے ہین خوشہ سان لپٹے

گلی سے تیرے کدھر کوئی اہل دل لپٹے
یہان تو آٹھہ پہر رہتے ہین مخل لپٹے

اگرچہ ہم سے وہ سو بار متصل لپٹے
پر ایسے ڈھب سے نہ لپٹے کہ دل سی دل لپٹے

یہ جای رشک ہے اونکے گلے سی تل لپٹے
اور اپنے آنکھہ کی پتلے سے خون دل لپٹے

ہوا فشون ملایک سے غلغلہ برپا
بہم جب آتش و آب و ہوا و گل لپٹے

نہ خوف تیشۂ فرہاد ہو تو شیرین کو
یہہ دیو بنکے ہر ایک بیتونکے سل لپٹے

مصافحہ کا کیا قصد مینے تو بولے
کبھی ہوا ہے کہ خورشید ساتھ ظل لپٹے

یہ گرد باد بھی ایک شے ہیں جسکے دامن سے
بہت سی ہین خس و خاشاک مضمحل لپٹے

کچھ اونکی تم تو گلے یون لپٹ گئے کل رات
کہ جیسے آگ سے خس ہوکے مشتعل لپٹے

کچھ اور ڈھب کے اب اشعار ایسی کہہ انشا
کہ جس سے طبع سخن سنج مستقل لپٹے

جنونکی دیو سے کیا عروج مضمحل لپٹے
جو ایسی سے کوئی لپٹے تو اہل دل لپٹے

کہیں سنین جو کہانی ہین شرم کی کچھ بات
تو اپنے تکیہ سے بس ہوکے وہ خجل لپٹے

ادھر سے پہاند وہ کشتے ادھر سے ہم کودے
نصیب دیکھو بہم ہوکے پا بگل لپٹے

نہ اوسکو لہر چڑھے کس طرح بھلا جسکو
یہ زلف مار سیہ ہوکے متصل لپٹے

کسی حسین کا ایک سو منہ تو تھا ہی کلیجا سا
رجاوٹ اور ہوئی اب کہ اوسپہ تل لپٹے

یہ دق کی شکل جو دربان کہانستا ہی ترا
الٰہی اوسکو ابھی موت ہوکے سل لپٹے

کہہ اور طور سے انشا غزل وہ برجستہ
کہ برق جسکی گلے ہوکے منفعل لپٹے

تمہین تو سدا چاہی ظل ہی ظل لپٹے
ذوی العقول مین کیونکر نہ دل سے دل لپٹے

جو نعرہ کھینچون تو اوراق آب دیدہ نمط
بہم پہاڑ کے ہر ایک سل سے سل لپٹے

نسیم نجد مین لائی غبار شادہ سے
برس پڑی ابھی بادل تو گل سے گل لپٹے

کسی کی خال ذقن سے اوس آنکھ کے تل کو
طلوع تو وہ مزا ہو کہ تل سے تل لپٹے

ملے جو قیس سے انشا کبھی تو ہم اوسکے
اوسے جراحت نامندمل سے دل لپٹے

دامن اگر نچوڑ ہی چھیچون ٹپک پڑے
دلبر جو دھر لے ہاتھ تو بس خون ٹپک پڑے

مین بھر رہا ہون آپ مجھے بس نہ چھیڑئے
ایسا نہ ہو کہ خاطر مجروح ٹپک پڑے

جسم عرق فشان وہ ہوی زلف مشکفام
مار سیہ کی سینکڑون آنسون ٹپک پڑے

بر آوی لینے خرچ کے عہدہ سے جب کوئی
گردون سے جب خزانہ قارون ٹپک پڑے

مارا انجیات ہے کہ پسینہ پہ شیخ جیو / جس جا سے تم کو چھیڑے [illegible]
گم کے جو راہ ناقہ نے لیلے نے یون کہا / تم یہان کہان سے حضرت مجنون ٹپک پڑے

انشا تو اس غزل کو غزل در غزل ہی لکھ
ہین ابرو سے سینکڑون مضمون ٹپک پڑے

ہے مستعد کہ وہ لب میگون ٹپک پڑے / ٹک اونکو یون جو چھیڑے تو خون ٹپک پڑے
گر برگ گل پہ ڈالئے شبنم کے سمت آنکھ / تو وہان سے دانہ در مکنون ٹپک پڑے
ہم گو کواڑ موند کے بیٹھے تو ہین وے / ایسا نہو کہین سے وہ مضمون ٹپک پڑے
گھر کے سوا ہی اور نہین بات چیت کچھ / یارب کہان سے نطفہ میمون ٹپک پڑے
گو وہ جنونکی سیر سی کہلتا نہین جو دل / تو یہان کہان سے آنکی ہامون ٹپک پڑے
بند ا ہین کے یون تو نہ پہر زیر آسمان / ایسا نہو کہ زہرۂ گردون ٹپک پڑے

انشا یہ سن غزل تم ریختہ کے مطلع
رکہتے تھی جو طبیعت موزون ٹپک پڑے

صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے / مین جو بنا ہوا ہون میرا ہے حوصلہ ہے
چودہ یہہ خانوادہ ہین چار پیر تن ہین / چشتیہ سب سے اچھی یہہ زور سلسلہ ہے
پہر کچھہ گئے ہوونکی مطلق خبر نپائے / کیا جانئے کدہر کو جاتا یہہ قافلہ ہے
بار گران اوٹھانا کس واسطے عزیزو / ہستی سے کچھہ عدم تک تھوڑا ہی فاصلہ ہے

دی گالیان ہزارون سن مطلع اس غزل کا
کہنے لگی کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

اشک مژگان تر کی پونچے ہے / یہہ ثمر اس شجر کے پونچے ہے
آہ کو مت حقیر جان سے ہے / دودمان اثر کے پونچے ہے
جو گھڑی یاد مین تری کٹ جاے / وہ ہی آٹھون پہر کے پونچے ہے
جلوۂ یار ہے عزیز بہت / یہی اہل نظر کے پونچے ہے
جلد اچھا ہو یہہ تعالے اللہ / یہی انشا کے گھر کے پونچے ہے

تیری بخشنے ہو سے خداوندا
میرے یہہ عمر بہر کے پلو بچے ہے

ہین تری صدقے لبس یہی میرے
دل و جان و جگر کے ٹو بچے ہے

سانولی پن پر غضب ہی وہیج بسنتی تہالکی
جی مین ہے کہہ بیٹھئے اب جے کنہیا لعل کی

زندگی اس تار چنگ آہ نے جنجال کے
اوڑ رہی ہے ایک ہوا پر پوٹے سی ال کے

بن لگاوٹ رہ نہین سکتا ہمارا دل کبہی
کیا تری خو پڑ گئے کم بخت بیت المال کے

ہین وہ جوگی بنہہ گر ابرہ موت جنکی سامنے
بالکا دیو جنون وحشت یہی ہی بالکے

ایسی گہوڑی پر چڑہا کر یہہ نہین پھبتی تجہے
گرچہ جہالر دار ہے پہر بانگے کے بالکی

تو بہی ہے ایک شاہزادہ چاہیئی تیری لیئے
مورچہل دو ہون ہماکی اور مغرق نالکی

کیون نہ انگاری اوچھلی پہروہ اشارات کو
ہے ہماری آہ شاگرد اگیا بیتال کے +

کب وہ آزاد بہلا مورد تحسین ہوئے +
بہول جو سب کو گئی دین ہے بی دین ہوے

شیشہ خانہ مین جو تم موجب تزئین ہوی
سامنے اپنے کئے لشکر سنگین ہوے

واقعی مجہہ سے گناہ ایسی ہے دو تین ہوی
کہ میرے سامنے وہ لیکے قرابین ہوے

صبحدم مجہسے لپٹ کر وہ نشی مین بولے
تم بہی باد صبا ہم گل نسرین ہوے

بنہہ چلکے بندہ درگاہ ہے اور آپ سی خیر
ہم الفت مین اگر ایسی ہے آئین ہوے

راہرو چونک کہ ہے قافلہ مین تیارے
محمل اوشتر نیہ نبا ہے فوج مین سب آئین ہوے

قمری و بلبل نالان مین پڑی جو جہگڑے
سو دل غمزدہ کے موجب تسکین ہوے

ایسی ابجہہ کہ وہی یا تو میان سہوٹ جان
ہین کا تم ہی یہ وہری دوسری رو بین ہوے

بجہہ رہی زری جو لگا کہنے تو ہان باپ اوسکی
لیٹے وندان فسیح کہول کی چین سین ہوے

اشک آنکھون سی قدم رکہہ نہین سکتے باہر
دولت شرم سے مانند سلاطین ہوے

چین بہا برو تمہین ہوئی نہ دیا ہمنے تو ہم
مرد شاعر سخن کی بادشہ چین ہوے

قصد بنگالہ مناسب ہے نہین صاحب کو
گرچہ معلوم تجارت کے سب آئین ہوے

جی ہے اچھا نہ رہا پھر تو عیاذاً باللہ	فائدہ کیا جو شناسائی اراکین ہوسے
آئی مدد تو بنی نکل فتق سے اور ٹھینگرے سی	خیر پھر آپ تو باقی نہ رہے ہیں ہوسے

تخلّص یہ کہ ملے آپ نے انشا مہندی
اور کپڑی تو میری صفت میں رنگین ہوکے

ان انگلیوں میں قول کے چھلے نظر پڑے	واللہ تم بھی سخت چھبیلے نظر پڑے
وحشت کے فوج کی جو دہڑنے نظر پڑے	فرہاد و قیس دونو چھبیلے نظر پڑے
دیکھا پری وشوں کو تو اونکی سرون پر آج	کچھ طرفہ رنگ کی شملے نظر پڑے
بلبلی ولایتی تو اجی پا سلے آپ نے	پھر مجھکو کیوں تم تو بلبلے نظر پڑے
جی سن سنا نسیم کا اے توسن بہار	ایسی جنون کے دشت کی بیلی نظر پڑے

اوس دیو زاد فوج جنون کی جو سیر کی
انشا تو وہاں بڑھی بڑھی گلی نظر پڑی

جو نسیم صبح لپٹ گئی کسی گلکی دامن پاک سے	تو شعاع مہر نے ایک چھڑی جڑی اوسکو آکی سٹاک سے
کرے دن کیوں نہ ظرف گلی یہ غش کہ بدو رحیق میں جرعہ کش	مجھے ہی جو ذعدغہ عطش تو اسی کمہار کی چاک سے
وہ جو محو ہوے ہیں ہیں کھڑی تری آفتاب جمال کے	نہ سوا ہے مہر گیا اونکی کبھی اونکی سبزہ خاک سے
پڑی نرگس آنکھہ نکالی جو گھڑی کان گل بھی ہلا ہیں تو	ترا سامنا جو چمن کو ہو تو بھلا وہ کونسی ناک سے
گئی زخمی اونکی نگاہ کی ہوئی وارد آگی جو راہ کی	تو اثر سی السیونکی آہ کی گئی پھول غنچوں کی پھانک سے
یہ جو آسمانکی تارے ہیں انہیں مست کیوں نہ گنا کریں	کہ نظامہ اونکو مناسبت سی ہے ایک طارم تاک سے
مجھی دیکھہ موںہہ کو نہ ڈھانک لے کبھی ٹک ادھر بھی تو جھانک لے	مری چاک دلکو بھی ٹانک لے اسی دامن اپنی کی چاک سے
بندھی تاک آنکی خوب ہی جو نفخت فیہ کی شان کے	تو ہزار تاک بھرا پڑا نکل آوے اپنی بھی خاک سے
یہ ہی اوبی عشق کے دیو و تری آنکی نہیں بیان سند	تجھے کہدیا تھا بھلا یہ کہ تو بچہ جا جی بیباک سے
دم سر دیتا نہ کوئی پھرے تجھی دیکھہ دیکھہ تو کیا کری	مجھے ڈر لگے ہی بہت اری تری ایسی وضع کی تاک سے
یہ زوال نور بلا ہی بلا ہی اسی تنگ میں جو سی حد	کرو یا علی ولی مدد اسی اپنی پانو کے خاک سے

تجھے آج انشا تو خوش کرون نہیں چاہتا ہی کہ چپ بیٹھون

غزل اور قافیہ کی کہوں ابھی حکم ہو تو جھپاک سے

بہلی آدمی کہیں باز آ اری اوس پری کی سہاگ سے
کہ بنا ہوا ہو جو خاک سے اوسی کیا مناسبت آگ سے

بہت اپنی تاک بلند تھی کوئی بیس گز کی کمند تھی
پر اوچہال بہاندہ وہ بنہ تھی تری جو کیدار ونکی جاگ سے

بہت آئی جہری کری کری وہ جو منڈ جی تھی بڑی بڑے
دلی ایسی تو نہ نظر پڑی کہ جو صاف پاک ہوں لاگ سے

وہ سیاہ بخت جو ر آنکو تری دام زلف میں پہنس گیا
اوسی آگی وہم و خیال کے لگی ڈسنی سینکڑوں ناگ سے

پہر اپنی نیند ابن میں جواری کشن ہوپ کا نعرہ تو
مہاراج ناچنی کو دتی چلی آتی لٹ پٹی پاگ سے

لگی کہنی کہیم کسل اسی جو علی کی دہیان کی پیچ ہے
توری وکہہ دلدرچتی تھی گئے بہاگ آپ کی بہاگ سے

ہوئی عاشق اونکی ہیں مرد و زن یہہ انوکھی انکی بہی کچہہ نہیں
کوئی تازہ آئی ہیں برہمن یہہ جو کاشی اور پراگ سے

تجھے جانتی نہیں ہم ہی بس اونہونکو بہی تو تری ہوس
وہ جو بہاگ رہی ہیں سو برس کے پرتی بو ٹہی ہیں پراگ سے

ایلو آئی سوا ہی کچہہ نہیں بات دہیان نہیں چڑہتی کچہہ
کچہہ ایک ان فقیروں کی مجلسیں ہیں تو ملتی جلتی ہیں بہاگ سے

مجھی کام اونکی جمال سے نہ تو ٹپہ سے نہ خیال سے
نہ تو وجد سے نہ تو حال سے نہ تو ناچ سے نہ تو راگ سے

یہ سعادت اوسکو علی نے دی جو وزیر اعظم ہند ہی
کہ بدولت اوسکی جہاں میں نہیں خوف بکری کو باگ سے

مجھی رحم آتا ہی ایسونپر بسر اپنی کرتی ہیں وقت جو
کسی ہل سے یا کسی ہول سے کسی ہاٹ سے کسی ساگ سے

گئی ان سروں ہی میں الٹی مجھی ایک عروض کے پاس سے
ابھی انشا اپنا ہو بس اگر تو لپٹ ہی جاؤں بہاگ سے

یہ جو مجھ سے اور جنون سے یہاں بڑے جنگ ہوتی ہے دیر سے
سو کچہہ ایسی ڈہب سے لڑائی ہے لڑی شیر جیسی کہ شیر سے

بنی شکل لیلی نوجوان مری دانا کیا کہوں الاماں
وہ تجلی ایک جو ہوئی عیاں کسی رات قیس کے ڈہیر سے

ابھی تو وہ جھینے سے ہوں جدا نہ تو خواب میں بہی نظر پڑا
بہلا اور اندہیر زیادہ کیا کہیں ہوگا ایسے اندہیر سے

مجھے شامیانہ تلی سے کیا مرا دل تو کہتا ہی مجھ سے آ
سر راہ کوٹھی پہ بیٹھ جا ہیں تکیہ دے کی منڈیر سے

تری باد لیکی یہہ اوٹہنی اری برق کوندی نظر میں تب
کری یہہ گھٹا جو مقابلہ کسی پیشوا نکے گھیر سے

نہیں انتظار کے حوصلی مجھی سینکڑوں ارے تلے
قسم اون کی کھائی تو ہے ولی مراجی ڈری ہی اد بیر سے

بہلا مجھ سے دیو کی سامنی کوئی ٹھونک سکتی ہیں خم بہلا
اری یہہ انگوٹھی سے آدمی تو بچارے خود ہیں مٹیر سی

وہی پڑ کہاں ہی پڑ کہاں ہی ایک ٹٹ سی جو بہر سو ہیر
مہاراج جوٹ سی لگتی ہے مجھی اس پپیہی کی ٹیر سے

غزل انشا اور بھی ایک لکھہ اسی بحر اور ردیف کے
کہ زیر کی قافیہ جس مین ہون مجھی نفرت آگئی ہے زیر سے

نہ تو کام رکھیئی سکا رہی نہ تو دل لگائی سیر سے
بس اب آگی حضرت عشق جی چلی جائی گہر ہی خیر سے

وہ جو لنگا باریکا سو نہ مین اڑتی اڑتی پہرتی ہین جیسے
سو تو بہرت پور کو اوداس سے چلے آتی قلعہ دیر سے

نہین ہوتی عام کے روبرو ہمین قبلہ خاص ہے آرزو
کہ خدا کری پڑی گفتگو کسی پیر و مرشد دیر سے

کہو کس وسیلہ سی شیخ کی شک و شبہ ہو کمال مین
کہ جو نعمت آپکو پہونچی ہے سو میان علام زبیر سے

جو خفا ہوئی تو ہوئی اجی جو لڑتی بہڑی تو لڑی سہی
گلہ ہی سو یار عزیز سے نہ کہ شکوہ صبور شغیر سے

مجھے ایک حیات دوبارہ دی اسی قدرت اپنی سی اے خدا
کہ خطاب قصرہ کم لشت کیا تہا جن نے عزیر سے

وہ جو ہی علی ولی وصی ہے محمد عربی اخی
سو تو عبد خاص کریم ہے اوسی دشمنی ہے نصیر سے

یہی چال اپنی ہے انشا اب کبھی تو درشتی غلطی مین
کبھی ہے صبا سے خطاب کچہہ کبھی وحش سے کبھی طیر سے

تک ایک اے نسیم سنبھال لے کہ بہار مست شراب ہے
وہ جو حسن عالم نشہ ہے اوسی اکلی عین شباب ہے

یہ گھٹا مین چہاتی ہے جو کالیان ہری ہری ہوئی ڈالیان
او بہار آئین پہولونکی لالیان تو بجا ہی آب شہاب ہے

یہ دور ذرہ نشو و نما کو تو نہ سمجہہ کہ نقش بر آب ہے
یہ سراب ہی یہ حباب ہے فقط ایک قصہ خواب ہے

عرق بہار شراب ہے وہ ہی آج جہڑ کین گے آپ پر
نہ تو بید مشک ہوا سنہری نہ تو کیوڑا نہ گلاب ہے

او نہین کہتی سنی سی پیر ہے جو خود آئین سو تو بخیر ہے
یہ غرض کہ زور ہی سیر ہے نہ سوال ہی نہ جواب ہے

کدہر آؤن جاؤن کرون سو کیا مرا جی ہی ناک مین آگیا
نہ تو عرض حال کی تاب ہے نہ تو صبر خانہ خراب ہے

مجھو وحش و طیر سی رشک ہے کہ کبھی انہونکو کسی نمط
نہ سوال ہے نہ جواب ہے نہ عذاب ہے نہ عقاب ہے

مری بات مان مشاد لانہ تو عرض و فرض یہ جی چلا
کوئی اونکو ٹوکی سو کیا بھلا کہ وہ عالی اونکی جناب ہے

ارے انشا اب جو یہہ دور ہے تری وضع اندنون قہر ہے
یہ بھی کوئی زیست کا طور ہے نہ شراب ہے نہ کباب ہے

آج بجلے سے بنی ہفت طبق سونیکے
یون چمکتے ہین پڑے جیسے ورق سونیکے

اوس پری زاد کی گر یون ہے سواری نکلی
ابہی برسانے لگے پہول شفق سونیکے

نزلہ [illegible] آدھی شب [illegible] | کوہ و دشت میں ہوئی سینکڑوں شق ہونگی
نظر دم کو جھکا [illegible] | [illegible] جہاں ہمات کو آب ہونگی
وہ ڈگر [illegible] سی رات اوسنی کما [illegible] | ہمنشین ساتھ تری کرکے عرق سونے کی

دوار کا شش کو گروی تھی عجب کیا انشا
گر محل فلک نسیر کرے حق سونیکی

ہی عیسمین قفل خانہ خمار توڑئے | یعنے در بہشت کو یکبار توڑئے
کیوں قید جسم میں دختر رز ہے پڑی رہے | یہ مہر ریسمان سر و کار توڑئے
انشا اگر و امیر حمزہ صاحب قران کے ہیں | کیونکر بہانہ قلعہ اشرار توڑئے
کیجیے لقائے باختر ہے لقا کو قید | تختک کے سر چہ گرز گران بار توڑئے
چوڈی پکڑ کے نرگس جادو کی کھینچیے | گھی کو اوسکے مار کے للکار توڑئے
رستم سے چھین لیجئے دیو سفید کو | اور اوسکی وہ مڑوڑ کی تلوار توڑئے
سد سکندری ہے جو چڑھ جاہی دھیان تو | دو ہیں طفیل حیدر کرار توڑئے
آجاوین ہفت خوان طلسمات سامنے | تو خیر سے اونہیں بے تکرار توڑئے
حصن زمرد میں عدو کوہ قاف پر | ہووے تو اوسکو بھیج کے عیار توڑئے
زنبیل ہے عمرو کے دل فارخید یہ | اسکو کسی طرح سے نہ زنہار توڑئے
ہے عزم جزم یہ کہ زبردستی آج تو | بند قبا ہے موسم گلزار توڑئے
یا چھیڑنے کو ابر کے ایک جھٹکا مار کر | شلوار جب برق شرربار توڑئے
جی چاہتا ہے لیکے بلائیں تمہاری آج | پوروں ان انگلیوں کی سب ای یار توڑئے

انشا دکھا کے اور بھی ایک جلوہ غزل
بند نقاب شاہد اسرار توڑئے

ہی یہ تو کیا کہ آپ کے دیوار توڑئے | ٹکرا کی تو سینکڑوں کہسار توڑئے
گر خم کے بل سے کیجئے ایک حملہ تو وہیں | آثار گیر گنبد دوار توڑئے
ہے وہیں کہ وہ بھی مولوی روم کو شراب | شہ کا نسہ کے لئے سر خنکار توڑئے

صیاد یہہ تو رسم نیا ہے کہ یعنی آپ
بازو ہی مرغ تازہ گرفتار توڑئے

یوں چاہتے ہیں آج بہر کیف میکشاں
یعنی کہ قفل خانۂ خمار توڑئے

توڑی جو چند رشتۂ زنار کیا حصول
ایک بت سے لاکھ گردن کفار توڑئے

عزا کو پیس ڈالیئے ایک لات مار کر
اور قصر سومنات کو ایکبار توڑئے

اسی دل طفیل سایہ نعلین مصطفےٰ
خسرو کے سر کو مار کے پیزار توڑئے

سایہ میں جس درخت کے آرام پائیے
کیا ظلم ہے کہ اوسکے ہی اثمار توڑئے

تبرید دیجئے تو بسر بیمار حرص پر
ظرف نگلے شربت دینار توڑئے

اس تاک پر یہہ اپنی اچپل بہاندہی کہ پھر
دروازۂ مقفل گلزار توڑئے

انشا یہ جی میں ہے کہ غزل اور پڑہ کے اب
بند قبائے نخوت دلدار توڑئے

یہ کیا کہ اونکے دل کو نہ زنہار توڑئے
سو بار جا کے جوڑئے سو بار توڑئے

آؤ نہ ملکے بیٹھے ہیں بے شغل ہم سو کیوں
کٹ کیجے اوس سے یاری اب اہی یار توڑئے

ہاتھ آوے کچھ اگر نہ سر رشتہ بگاڑ کا
تو لڑ کے اونکی موتیوں کا ہار توڑئے

یا چھیڑ چھاڑ کے لئے ایک سنگ فرش سے
دس پانچ اونکے رخنۂ دیوار توڑئے

یا لال چوری والیونکی توڑ تاڑ پر
رغبت سے ایک غنچۂ گلنار توڑئے

شوخی تو دیکھو آج یہی قصد ہے کہ خیر
جس ڈھب سے ہو وہی خاطر دلدار توڑئے

وہ کچھ کہیں برا بھی ہے بس گالی جائیے
اور تان او دھر کو کوئی طرحدار توڑئے

یا کود بھاند چول ہی اونکے پلنگ کے
بس ہو کے لڑنے بھڑنے کو تیار توڑئے

پھول اونکی کیاریوں سے کسی اور روپ کا
کچھ کر کے بات چیت کے تکرار توڑئے

سبزہ کو روند ڈالئے یا اونکی باغ کے
نارنگیاں ہیں چپکے سے دو چار توڑئے

انشا یہہ روٹھہ راٹھہ ہی ایک تاؤ بھاؤ کر
اس توڑ جوڑ کا نہ کبھی تار توڑئے

پیسی کے چوٹ سے سر کم ظرف توڑئے
یوں آبخورۂ خنک برف توڑئے

آیا جگاہ کیجے اور مجھ پہ آپ
صد تیر ناوک نگہ زرف توڑئے

شنجرف اوس دوپٹے کے اوصاف کیجئے تو
لیکر دوات و خامہ شنجرف توڑئے

دم پڑھ کے کیجے صیغۂ الفت تو ایکبار
صد قفل علت کتب صرف توڑئے

بولا وہ باغ نامہ انشا کو دیکھ کر
بس ہو تو اسکے پھول سے یہ حرف توڑئے

پہلے عصا کے واسطے ایک تاڑ توڑئے
پھر جتنے ہیں پہاڑ کے سب جھاڑ توڑئے

کیا کوہ قاف گنبد گردوں کی سقف کو
میں چاہتا ہوں مار کے چنگھاڑ توڑئے

ہوتے قہقہا جو یہ شور جنون ابھی
کچھ بیٹھتا کہ چرخ کے اڑواڑ توڑئے

کچھ موہنہ سے ہو سکتی تو سہی پر نہیں کہ ہاں
آپس میں ہے حجاب کے جو آڑ توڑئے

بادل کے ایک پارسی ہو گرد بام چرخ
انشا یہ جی میں ہے آج کہ وہ پاڑ توڑئے

جتنی اڑیاں تھی بڑھی اونسی اڑی مینہ کی لگے
یوں جھڑی آنسوؤں کی ونکو جھڑی مینہ سے لگے

بیطرح جہت سی بند ہی تو مجھی شکل کچھ آج
جوڑی جھکی بہت اور لنبی بڑے مینہ کے لگے

جیسے تھی جو کڑی آپ کی دیوانہ لوگ
اونکی اون بیڑیوں میں اور کڑی مینہ کی لگی

بادیاں سحری بھرنے لگے کہ جیا لیں
اوسکی ٹھہونیہ جو ایک آکے جھڑی مینہ کی لگے

موتی ان بوندوں کی گونہ گونہ کے لگی جھلنے تو
اونکی دو لڑی سے تنی اور لڑی مینہ کی لگے

پھانسی گذرا تھا کوئی کبر بڑا سا شاید
ورنہ کیوں باس بھلا مجھکو جھڑی مینہ کی لگے

تھا شجر کون کہ جسنے نہ طمانچہ کھایا
کونسا پھول تھا جسکو نہ چھڑی مینہ کی لگے

بیٹھی بیٹھی جو لگا لیجیے چھاتے سے ہمیں
اتنو بجلی بھی گلے ہو کے کھڑی مینہ کے لگے

کل تو سناٹی سے برسا ہی کیا ساری رات
آنکھ کم بخت نہیں کوئی گھڑی مینہ سے لگے

اب وہ کس دل سے اونکی بہاری انشا
ساری فکروں میں مجھی فکر بڑی مینہ کی لگے

بوسہ جو دیتے نہیں مجھکو تو چھڑکے ہی سہی
نہیں دروازہ جو کھل سکتا تو کڑکے ہی سہی

کچھ مرے چڑھ نہین پر آپ کی خاطر کے لئے ۔ باتین جو یہہ کہہ کے ہین خیر وہ چڑھ کے ہی سہی
ٹھری سو دادی نہین سڑکی جو مجھہ پر بہت جاہی ۔ پیتے سب لوگ کہین سر چڑھکے تو سر چڑھکے ہی سہی
پینے تو چڑھ کے نہین شیخ جی صاحب یہہ شراب ۔ چلو تم کہتے ہو ہان چھڑکے تو چھڑکے ہی سہی

زر تو بکتا نہین پڑھتا ہون غزل ہی انشا
گنج مل زر کے جو ٹھیرا وہ ہین تو زر لگی ہی سہی

وہ پری ہی نہین کچھ ہو کے کڑی مجھ سے لڑی ۔ آنکھہ نرگس سے بھی وہ چار گھڑی مجھ سے لڑی
واسطے تیری مرا رنگ محل ہے دشمن ۔ تیری خاطر تو ہر ایک چھوٹی بڑی مجھ سے لڑی
جھڑ لگا وہی مری آنکھون نی تو بولا وہ سنو ۔ ٹکٹکی باندھ کے کیون منہہ کے جھڑی مجھ سے لڑی
رات لڑ بھڑ وہ جو چپ ہو رہی تو اونکی عوض ۔ بولتی تھی وہ جو سونکلی گھڑی مجھ سے لڑی
بیٹھی بیٹھی کہین بلبل کو جو چھیڑا مین نے ۔ تو نسیم اوسکی بدل ہو کے کھڑی مجھ سے لڑی
کونسی جورو یہان کھیلنے جو تھی آئے ۔ بوی گل لیکے جو پہولونکی چھڑی مجھ سے لڑی

روٹھ کر ایکی گلی مین جو لگا تو انشا
ہر ایک اوس جو لڑی کی پتنگی لڑی مجھ سے لڑیا

زنہار ہمت اپنی سے ہر گز نہ ہارئے ۔ شیشے مین اوس پری کو نہ جبتک اوتارئے
اوضاع ڈھونڈو ہانڈکے یاروں نسے سیکھئے ۔ ہوتے نہین جہان مین ہم سے نیارئے
ای اشک گرم کر میرے دل کا علاج کچھ ۔ مشہور ہے کہ چوٹ کو پانی سے دہارئے
جو اہل فقر شاہ مکہارے کے ہین مرید ۔ پالے ہین اون سبھون نے کبوتر لکہارئے
گلنی کے دال یہان نہین بس خشکہ کھائیے ۔ ای شیخ صاحب آپ نہ ششی بگھارئے
کل جنکو کہیرے ککڑی کیا کوس کاٹ کر ۔ آج اوس پہ سکنے اونکو دئے نرم آرئے
ہو آب مین کدورت تو ٹھہر جائے تک ایک ۔ ملین کدورت آوے تو کیونکر نتھارئے
ہی کہونسی یہہ وضع بھلا سوچئے تو آپ ۔ باتین ادہر کو کیجئے اودھر آنکھہ مارئے
پوچھی حقیقت ایک نے جو اسنراہ کے ۔ تو بولے سر جھکا کے بیچارہ مدارئے
خطرہ نہ آپ کیجے بس اب خیر شوق سے ۔ سونا اوچھالتے ہوئی گھر کو سدھارئے

ہے جو بند حوصلہ اونکے یہ چال ہا ہے
کیا بہرا او نہین بگاڑی جنکو سنوارئیے

بندئیت جیسے ہم ہین او نہین بہلا کیسی ہو نیکے
پو تہی کو اپنے کہو ئیے کچہہ تو بچارئیے

انشا کوئی جواب بہی دیتا نہین ہین
بانگ جرس کے طرح کہانتک پکارئیے

اپنے کوے مین گر رات کو بہر لیتا ہی
تان بہیرون کی جو یہہ مرغ سحر لیتا ہے

خیر خواہی ہے چمن کے عوض ای ابر بہار
باغبان آکے پکڑ میری کمر لیتا ہے

مجہی اوس نخل پہ از میوہ یہ آتا ہے رحم
پیاس کے مارے جو بے آب ثمر لیتا ہے

کن نے اب یاد کیا اوسکو نہین کچہہ معلوم
ہچکیان آج جو وہ رشک قمر لیتا ہے

پیاس بادل کے سمندر سے نہین بجہتے جو
تو نچوڑ اکے مرا دامن تر لیتا ہے

چشمہ بند آپ کے اس عالم عیاری کا
گو ہر عقل فلاطون کے خبر لیتا ہے

ایک کوڑی کو نہ لیجے جو فروشندہ کہے
ہی لگا و گو قی زنبیل عمر لیتا ہے

سجدہ کرتا ہے یہان آکے وہ مقراض بکف
مونچہہ جو شیر نیستان کی کتر لیتا ہے

اوڑ چلے ہے جو کوئی ہم سے وہ کیا اب کوئی
کانٹھہ دم اپنے مین سرخاب کا پر لیتا ہے

اشتر و ناقہ رہ عشق سے گذرے ہی کیا و خل
ٹہوکرین وہان تو بڑا پا ہی نظر لیتا ہے

وہ ہی اس موج دگل و لالہ کے پاتا ہے تباہ
ہاتہہ کو سر سے بلند اپنے جو کر لیتا ہے

قل کیا فقط اونکے بچہا و رکے لئے ای انشا
اپنی مٹہی مین ہر ایک غنچہ زر لیتا ہے

تاکہ جہڑکا و کری سامنے ایک طوسکی ساتہہ
کہینچ سب خواجہ خضر آب گہر لیتا ہے

ایک چہریری جو ترا خاک بسر لیتا ہے
تہام جبریل امین اپنا جگر لیتا ہے

ساتہہ اپنے کوئی اسباب سفر لیتا ہی
تو فقیر اوس گہڑی سبزہ نو پہ دہر لیتا ہی

جہٹر جہاڑ اپنے اوڑا کون سکے ای قبلہ
برق سے جو ام کوئی مشت شرر لیتا ہے

بیٹہہ کے کیا ہو چلے جاو میان اپنے راہ
کون میان ہم سے غریبون کی خبر لیتا ہے

باغبانکا یہ نہین جرم نصیب اپنی کہ وہ
چہانٹ کر سب مین کمر میری پکڑ لیتا ہے

کوئی سر کار جنونکی نہیں لازم نائب — کام جتنے ہین وہ سب آپ ہی کرلیتا ہی
لعل صفت کیون نہو سبزہ تکی تخت پہ بیٹھ — تاج پیا جو بہار سرے کے سر لیتا ہے
سینہ نخل سے آتی ہے اوبلی دود کی بو — کھینچ اوسکا جو کوئی طفل تبر لیتا ہے
ہوئی پر لوک اودہی یہان تو لالہ کو تمام — اوسکی پھنگی کیلئے مول اگر لیتا ہے
تو نہالان چمن کو ہو بھلا کیونکر چین — توڑ گل اونکی کوئی کوئی تبر لیتا ہے
اونکی قارین بہی تیرا نہ یہہ سناٹا تی زبان — کہ تبر لیتا تبر لیتا تبر لیتا ہے

ابھی انشا تو یہین وہ ہی ایک باغ لگای
چوکہ خوبے سے کہ بہی چو ٹیکو تبر لیتا ہی

یعنی اور ایسی غزل لکہہ کہ بس ایک مطلع جیسے — جسمین ہر بہر کی یہی اوہی تبر لیتا ہے

ہیر شاخونکو جو گل جسم تبر لیتا ہے — چمین تب قاطع اقسام شجر لیتا ہے
دیکہہ جب پہل کے جگہہ رشتہ تبر لیتا ہی — تب تو سکہہ نیند یہہ نجار پسر لیتا ہے
باغبان خون جوانان چمن کے دولت — بوسہ دست نگارین تبر لیتا ہے
ہین تو انصاف پر اوس شخص کی غش کرتا ہون — جو رگ سنگ کے ڈرانے کو تبر لیتا ہے
تہر یہ باغ پہ آیا کہ گل و بر کے طرف — جو کوئی ہاتھ اوٹھاوے تو تبر لیتا ہے
پہول یہہ دیکہہ ستم کے کہ درختون کی تہین — بر لیا چاہیے تو توڑ ایک تبر لیتا ہے
کیا غضب ہے کہ بر و برگ کی جا اہل نظر — دیکہہ ہر شاخ مین معترض و تبر لیتا ہے
جتنے شاخین کہ جنکی بارے ہین انکی سال — ایک شخص اونکی بہی مول آج تبر لیتا ہے
انکی شاخ و بر و برگ وہ کافر نجار — مول صد تیشہ و منشار و تبر لیتا ہے
ہی برومند یہہ بیداد کہ ہر شاخ سے توڑ — باغبان بر کے عوض ایک تبر لیتا ہے
یاس یہہ باغ مین چہائی کہ درختون کو نئے — بر نو خاستہ چاہے تو تبر لیتا ہے
عوض برگ و بر اس دہر مین سر بر ہر نخل — ہای کیون صدمہ منشار و تبر لیتا ہے
قحط ہنر ہم یہ ہوا ہے کہ وہ نجار فقیر — بوسہ دستہ چوبین تبر لیتا ہے
حق تعالی نے جو چاہا تو بس انشا اللہ — ایکدن چہین سے تیرا یہہ تبر لیتا ہے

مخمس کہاتی کے بہی کی غزل ایک انشا کا

کہ بلائین تری یہہ پچہلا پہر لیتا ہے

اے پری تیری فرضی ایک بشر لیتا ہے — اور غزالی پڑا وہ تو سحر لیتا ہے
آئینہ جو فضل خدا ساز پہ کر لیتا ہے — وہ شباب رو کوئی گر نکہہ کی پر لیتا ہے
شدہ ہائی شب یلدا کو کری ہے ٹکڑے — اور اون ٹکڑون کو وہ زیر سپر لیتا ہے
اوسکے جو ناخن شیوہ ہوتی ہے اوب انجن کے — باندہ کر سوت رہتا نظر لیتا ہے
موسمہ پہ چوگی کے کھڑا وہین وہ بات ماری ہے — بس توکل پہ فقط باندہ کمر لیتا ہے
نکوئی دیکھی اوسی اور وہ اسکو دیکھے — ٹوپی اس روپ کے کب کوئی نذر لیتا ہے
خندہ سے ہر شاخ کی وہ پھٹنے کی صورت نجار — ہاتھہ مین ایک کوئی نوہن کا شجر لیتا ہے

فکر کے چیز تور کہتا ہے نہین کچھ انشا

خضر بہت کو فقط سامنے دہر لیتا ہے

ہین جو مروج مہر و وفا کی سب سر رشتہ بہول گئے — پھر گئے تم تو قول و قسم سے اپنی نوشتہ بہول گئے
جب جو کچھ تب لاشی کھینگی کہت کہتا کو پہرتے ہین — ہوتی ہین نعوذ شیخ جی جب اونکو نوشتہ بہول گئے
انکی گلی پہرتے پوچھا جب سیر چمن نہین اور تمہین — اپنی تربیتی زخمی سب خون مین آغشتہ بہول گئے
قاضی جیو کی و و نوبتی ہمسے کہین سگے ہین وہ شکل — گھر مین فرشتے کی فاشتی سو فارشتی بہول گئے

نسل تیری آدم کی انشا کون کسیکو پہچانے

باعث کثرت ہمہ یک کے ناتی رشتہ بہول گئے

یہان تیری وصل مین بہی دم سرد ہی سو ہے — چپکے سے ڈرتے چہرہ وہی زرد ہی سو ہے
خالی نہین یہ علم رمل بہی مزے سے واہ — وہان بہی تو زوج اور وہی فرد ہی سو ہے
کچھ اور بہی دوا ہے تری پاس ای مسیح — یا آفتاب ہے کی طلا ورد ہے سو ہے
شاکر نہین ہے آدمی یون ہی اسی مدام — اندوہ حزن و غدغہ بر دے ہے سو ہے
یون کہنی سنے کو تو میان مرد ہین سبھی — پر سچ کہون تو ایک جوانمرد ہے سو ہے
ولیعار کیونکہ ہیانمدی ناصح کہ ایک سے — آواز پاسبانی شب گرد ہے سو ہے

انشا کمند پھینکنے والونکی تو وہ مین
نہ سنگنے والا کافر بہادر دہی سو ہے

دلمین بدولت آپکے ایک درد ہی سو ہے	وہ آہ سوزناک وہ دم سرد ہے سو ہے
مخدوم پیر مرد جہان گشت کے نمط	اپنا خیال بھی یہہ جہان گرد ہے سو ہے
مجنون تو سوکھ ساکھ کے ایک خار بن گیا	لیلے کا چہرہ مثل گل زرد ہے سو ہے
کھینچا کشش نے گرچہ اونہین مثل کہربا	پر عاشقون کا رنگ وہی زرد ہی سو ہے
ہین وہ کھلاڑی ایک کہ جنکی بساط مین	ہستی ایک دغل کے گھسی نرد ہی سو ہے
چھوٹا یہ عہدنامہ پڑا کس دلیل سے	ق صاحب کی مہر اور وہی فرد ہے سو ہے
تسپر نشانی آپکی سنہ ہجری بھی دے	اس سے نہ پھر ئی قول ہوا فرد ہے سو ہے
ورد اپنا ہر گھڑی تری ہاتھونسی ای عزیز	ورد ہی کہ دل العشق تو میکرد ہے سو ہے

انشا نشان قافلہ کے کچھ خبر نہ پوچھ
بانگ جرس ہے اور وہی گرد ہے سو ہی

یہہ پیاس ہے پئے جسے برف ہے نہ شوری ہے	پیجے تو نرگس ساقی کی آبخوری ہے
نشہ مین کیون نہ کرین غش دکھا دہی جتنے	وہ دو دو فو دیدہ مے ناب کی کٹوری ہے
بلا سے جام نہو وہی نہو کہ یہان ہم لوگ	چڑھا گئے ہین گھڑونکی گھڑے سکوری ہے
لگا کی خوانمین بھیجا نہ کیجے کچھ خبر مین	خدا کے واسطے ہم گذری ایسی توری ہے
نہین جو رات کو جاگے تو کیون ادبھرا تی	یہ لال لال کچھ آنکھونمین ڈوری ڈوری ہے
بھری جو پینے وہ مست تو لگے کہنے	نری ہی آپ دکھائی دئی چھچھورے سے
کل اونکی پانون لگا دابنے تو یون بولے	ہمارے سر کی قسم اور زوری زوری ہے
یہی تو شغل ہے انشا کی خط کے پردے مین	ق قلم چھپائی کا تند کے بند کو رے سے

گھسٹ ڈالئی جو مہر وار تا دے ملے
کہ ہاتھہ پانون ہین اونکی بھی گوری گوری ہے

ہی آنکھونپہ ساقی کے مے ناب کی پھبتی	پھب جاتی نہ کیون کھڑیہ مہتاب کی پھبتی

نوک مژہ سے اشک لگی ڈھلنے تید بیچ
تو نعرہ دل نے کہی وہ نایاب کی پھبتی

ٹک خط شعاعی سے جو مہو تو لکا پڑا عکس
پانیمین تو تمنے کہی گرداب کے پھبتی

آئی چاندنی اس لطف کی سا ستمر آج کدھی نوش
سب کہنے لگے لچہ مہتاب کے پھبتی

نشتا تو ہی سبب ذوقن اب کیونکہ نہ بنگون
ہی لب پہ تری دانہ عناب کے پھبتی

جس پاس کہ سوا لاکھہ روپیہ کا بھی نہین مالک
اوس شخص پہ اصلا نہین نواب کے پھبتی

ایک گز گزھی اور روپی کی پنکھی پہ تو ہر گز
پھبتی نہین اسکندر و داراب کے پھبتی

ہر چند تکلف سے مخضب ہوا زاہد
پر اسپہ نہین کہنے کی ہم شاب کے پھبتی

غلیان وم اوس لب کی تصور نے مٹایا
مین کیون نہ کہون شربت عناب کی پھبتی

یہان جسکی سبب مونہہ پہ ہوائی لگی اوڑنے
اوس نے ہی کہی آن کے مہتاب کی پھبتی

کیا لمع جبین پہ مری نواب کے انشا
پھب جاتی ہے خورشید جہانتاب کی پھبتی

یارب ترا ہے ذکر یہان جب نہ تب رہے
ہر دم کے ساتھہ ایک حرکت زیر لب رہے

بی چین میری چھیڑی چھوئی سے نہین ہوئی
سوتی ہے آپ رات نہایت غضب ہوئی

لکھا گیا یہ قیس کو بے مقتسم یہہ سب
جون شمع لیلے آج اگر شب کی شب رہے

تم تو نہ آے اور یہان انتظار مین
بہتیری جام بادہ نمط جان بلب رہے

ناشکر لوگ ہین سو یہہ ہی اونکی گفتگو
ہر دم کی ساتھہ سینکڑون رنج و تعب رہے

پروردگار اپنے ازل سے ہی جسپہ اشت
جسکو مدام درد اسیر عرب رہے

تبت یدا ابی لہب پڑھ کے ایک عزیز
ق بکچہ بہاگ کر کسی کونی مین دب رہے

لوگون نی ڈھونڈ کر اونہین پوچھا تو بولی آپ
واللہ سو رہی بہاگنی کا ہو سبب رہے

ہی مالہ و ما کسب آیا قران مین
ان مال ہووے یعنی سو و ما کسب رہے

اہل و عیال کہا وین بہین بہر کہانے کچہہ
مہنکا آہی فکر مین بہو روز و شب رہے

انشا بہلا وہ زاہد دیرینہ کیا کرے
خود جسکی جہانک تاک مین بنت العنب رہے

این مطلع تبرکاً نوشته شد زیرا که مصرع اول گفتهٔ حضرت است

پگڑی تو نہیں ہے یہ فرنسیس کے ٹوپی
یہاں شفقت سادہ اوڑھی ہو ابلیس کے ٹوپی

ہے شیخ کی سر ایسی بنے تنیس کے ٹوپی
جس سے کہ پڑی کانٹی ہی ابلیس کے ٹوپی

دیتی ہیں کلہ اپنے مریدوں کو جو صوفے
ق
کہتے ہیں یہی تھی سر جرجیس کے ٹوپی

سو چکی ہوئی ہے یہ منغض کہ جہاں میں
ایسی تو نہ ہو گی کسی سامانیس کے ٹوپی

ہر ہر کو خوشی تب ہوئی جس دم نظر آئی
ہاتھوں میں سلیمان کے بلقیس کے ٹوپی

کل سوزن عیسی میں ہر دو خط شعاعے
خورشید ہی سے حضرت ادریس کے ٹوپی

کیوں واسطے تبرآب کے سیری نہ ہو یا خضر
غلمان کی اور حور فرادیس کی ٹوپی

پریوں کی گھر نہیں وہی جو بنی کی اتری ہیں
جن پاس ہو خیمونکی جو آسیس کے ٹوپی

ممکن ہو تو دو ہر دوتھے بناکر تری سیر
زربفت و سمور ہرہ و برجیس کے ٹوپی

انگریز کی اقبال کی ہے ایسی ہے رسی
اونچی ہے جیسی فرانسیس کے ٹوپی

انشا مری آغا کی سلامی کو جھکی ہے
سکان سراپردۂ تقدیس کے ٹوپی

جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اوتار لیے
اور تا کمر کھینچ سے ایک دھول مار لیے

سو تونکو چھیلے پھر بھلا کیوں بگار لیے
دروازہ کھانے کا نہیں گھر کو سدھار لیے

کیا سر ہوا کھڑا ہے کھڑا جو تبار پر
ٹک آپ بھی تو پگڑی سینہ ابھار لیے

یہ کارخانہ دیکھیے ٹک آپ دھیان سے
بس سوں کھینچ جاتے یہاں دم نہ مار لیے

ناصح نے میری حق میں کہا اہل بزم سے
پگڑی ہوئی کو آہ کہا تنک سنوار لیے

انشا خدا کے فضل پہ رکھتی نگاہ اور
دن ہنس کے کاٹ ڈالیے ہمت نہ ہاریے

غزل در لہجہ مغل که خود را اردو دان شمارد

تمہارے ہاتھ سے ساقی جو شیشہ ٹوٹ گئی
بلا ہوا کہ وہ گر ہم بلا سے چھوٹ گئے

چه جورت جرأت دزد و نہی که ناک مین وہ ہی
مشعل جو تم سے ملا سمت او سکا پوت گئی

بستان بلبل شو ہمچ اندرین باغ سم
بجاست ہیچو عرب گر کہون اموت گئی

مثال ماہی بے آب مین تڑپتی ہون
نکل کے دنون سے آن مہ بہ برج حوت گئی

چه چیز جاله بگر ہی است زال محتاله
جو دیکھے تار سخن را چو عنکبوت سے گئی

عطا مه تسخره چون فہ اسے تسخره او
اور اوسکی زلف کی جون آنکھه جیت سی تو تا گئی

جو اوس پری کو مین دیکھا یہی کہا آتش
که فوج غلبه آئی مشعل کو بوت گئی

کیا چیز بہلا قصر فریدون مرے آگے
کانپے ہے پڑا گنبد گردون مری آگے

مرغان اوسے اجنبه مانند کبوتر
کرتے ہین سدا عجز سے نغمون مری آگے

مطلق متوجه نہون ہر جنبد گذر جائین
صد قافلۂ لیلے و مجنون مرے آگے

تلف بہی نه کرون لاوے کی گو گاوزمین پر
لاوے کوئی گنجینۂ قارون مری آگے

سو سه دیکہو جو نقارچے ہین فلک سے
نقارہ بجا کرکے دون دون مری آگے

ہون وہ جبروتے که گروہ حکما سب
چڑیونکی طرح کرتے ہین چون چون مری آگے

بولی ہے یہی خامه که کس کس کو مین باندہون
بادل سے چلی آتے ہین مضمون مری آگے

ہی دورہ گیتی جو بنا یہه کروے شکل
بی شبه و شک دہیلی کے چون چون مری آگے

مجری کو بیری خسرو پرویز ہو حاضر
شیرین بہی کہی آکے بلا لون مری آگے

بتیابی دل دیکہه کے سیماب سے پہر جائے
کف لاوے اگر موج جیحون مری آگے

کیا آکے ڈراوے مجھے زلف شب یلدا
ہی دیو سفید سحری جون مرے آگے

وہ مار فلک کا کہکشان نام ہے جسکا
کیا دخل جو بل کہاکے کری فون مرے آگے

ہی مرحلۂ خم غدیر آنکھون مین جیا یا
کیون جیب نه رہے خم مین فلاطون مرے آگے

مین شاه خراسان کی غلامون مین ہون آتش
مصروف رہے موسے دربارون مری آگے

نشه مین آکے جو شب مرشد مغان سے لڑی
تو لیں یہہ سمجھو که یه شاہد [illegible] کرب

بسان چرخ زبان پیر چرخ تو کیا مال
جو حکم ہووے تو بندہ فرشتہ خان سی لڑی

دعا یہ مانگتے ہین اب کہ جس طرح سے رات
ق خفا ہوا اپنے ہم اوس یار مہربان سی لڑی

اوسی طرح سے آئی ہی ہم ملاپ مین بہے
دہان دہان سے لڑی اور زبان زبان سی لڑی

یہہ رات آگئی غصہ مین حضرت انشا
کہ آگ بن گئے اور جامے کستان سے لڑی

کر ڈالونگا دیوار ابہی پہاند کے ٹکڑے
دربان کے تیری لئی اور چاند کی ٹکڑے

اوس طفل عرق کش نے گلاب آگی جو کہینچا
تو میری لئی بہیجے تہے ناند کے ٹکڑے

اونین سے گئے ہین جو بنارس کی ڈوپٹے
چٹکیلے تو رکہہ چہوڑو کرو ناند کی ٹکڑے

ای بادہ گلفام تری بہلہ رہی تیز سے
جس ناند مین تہی کردی اوسی ناند کی ٹکڑے

رہی چال تو کیا چیز ہے یہ مست تو انشا
کر ڈالتی ہین ہاتہیونکی پہاند کے ٹکڑے

ہوتی نہ تہی سوائے دل پُر درد ہو گئے
پوشیدہ بات چاہ کے بی پردہ ہو گئے

وارد جو ہو تپاکی تہی شیشہ مین سا تپا
ٹہنڈک سے ماہتاب کی سب سرد ہو گئی

فرہاد آفرین تجہے کوہ جو دیا وے
مشہور تیری بات جوانمرد ہو گئے

ظاہر کے گرمیون سے رہا کیا حصول پہر
جب جانبین کے تہ دل سرد ہو گئے

چمکی جو برق وادی مجنون کی ایک سمت
لیلے سیاہ خیمہ مین تہی زرد ہو گئے

مانع کمند پہینکنے کو آج رات کے
آوارہ پاسبانی شب گرد ہو گئے

ڈوبی ہوئی عرق مین تم آئی تو بزم عیش
سب غرق بوی عطر گل ورد ہو گئے

جاری ہوئی دفتر عالم مین دخل کیا
یہان دستخط حضور سے جو فرد ہو گئے

عاشق نے تیری ایک دم سرد جو بہرا
غنچے بہی نسیم صبح کے سب گرد ہو گئے

انشا غزل ایک اور بہی لکہہ یہہ غزل تو خوب
ضرب المثل میان زن و مرد ہو گئے

گرمی کے جو شکوے تہے سب گرد ہو گئے
دو چار بوندیون مین ہوا سرد ہو گئے

آئے تو اہل درد سے ربط درست تھا | پر اب طبیعت آپ کی بیدرد ہو گئے
شاہ جنون نہین بس جوش ایک سال | تھی اوسکے جتنی فوج سو نامرد ہو گئے
اس داغ دل کے شکل ہین سوز فراق مین | مانند آفتاب جہان گرد ہو گئے
اے نادر جہان تری ہین قدم سے | وضع چمن بسان ابرے ورد ہو گئے
گر اب پاشتی آن کے اے ابر نوبہار | اوراق گل پہ جمع بہت گرد ہو گئے
کچھ اے نگوڑی تجھکو خدا کا بھی خوف ہے | ایک پردہ دار جاتی تھی بے پردہ ہو گئے
ق
پڑیونگی جو پڑ آکے جو افشانی کھیل آج | پوشاک باریونکی وہین زرد ہو گئے
او نہین وہ سبزہ رنگ ہین جنکے روپ پر | غش عندلیب گلکدہ یہ درد ہو گئے
جوڑی گلابی ایسی ہین بعضے آئیان | شرمندہ جن سے بوی گل زرد ہو گئے
کالی گھٹا کی جشنین ایسے ہی چھائیان | بجلی کے گرمی دیکھ جنین سرد ہو گئے

جیتونکی ساتھ ساتھ لگے ہونے کو دیہانڈ
ہر ایک جور آپ سے وہان نرد ہو گئے

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار مین ہے | کہ لاکھ برق نہان جسکی ہر شرار مین ہے
مزا جو آپ کی سینہ کے کچھ ابھار مین ہے | نہ سیب مین نہ بہی مین نہ وہ انار مین ہے
خدا کے واسطے اے صاحبو کہو تو سہی | کہ رسم مہر و وفا بھی کچھ اس دیار مین ہے
کسی نے اوسکی شکایت جو کی تو مین بولا | وہ کیون نہ جبر کرے کسکی اختیار مین ہے
ملی شراب جوانان باغ کو کیونکر | کہ آپ پیر مغان رنجش خمار مین ہے
ہمین جو دستہ نرگس اونھون نی کل بھیجا | تو اوسکے معنے یہ ہین جان انتظار مین ہے
لگی ہے منہہ کی جھڑی باغ مین چلو جھولین | کہ جھولنے کا مزا بھی اسی بہار مین ہے
سوائے آپ کے یہان کون پوچھے عاشق کو | وہ کس شمار مین ہے کونسی قطار مین ہے
جو ہم سے پوچھین تیری جان ہے کہان تو کہین | ہماری جان تیری موتیا کے ہار مین ہے
یہ کون پھوٹ کی رویا کہ درد کی آواز | رچی ہوئی جو پہاڑونکی آبشار مین ہے
پیالہ دور کرائے ساقی ایتو رندون کی | کہ دانہ کشتی مے موج لالہ زار مین ہے

خرخشہ خوب تھا رچہ کبھی آپ آکے کہیے ہے
جھگڑے دادی محجون مین شبہ رہی ہین آج
کدھر سی آتی ہے آواز دوست اپی سطرب
یہ چاہتی کہ تجسس مین ہووے سو معلوم
مجھے یہ آج پڑی بیگمون نے لکھ بھیجا
پھوہار مینہ کے خوش آیند ہے بہت سو وقت
مجھی یہہ آٹھ پہر سوچ ہے کہ کیا ہوگا
ہم نہ ملنے کے شکوہ غبث ہین آپس مین

اگر سما چوری سر و جویبار مین ہے
نگر عمار ہی بیٹھے اسی قطار مین ہے
نہ نطق انگلیوں مین ہی نہ چوب و تار مین ہے
جو آدمی کو مزا عجز و انکسار مین ہے
کہ آئی چمن نرگس انتظار مین ہے
شراب پینے کا موقع اسے پھوہار مین ہے
یہ ایک گل سو پھنسا سو گرو غبار مین ہے
ہر ایک شخص لگا اپنے کار بار مین ہے

بدل کے قافیہ انشا لکھہ اور تازہ غزل
کہ یہ غزل جو سنائی سو کس شمار مین ہے

عجیب لطف کچھ آپس کے چھیڑ چھاڑ مین ہے
کھڑی جو کوئی کواڑ و نکی اپنی آڑ مین ہے
صبا پہ جا کی تو کہہ دیجیو ب مجنون سے
یہ کاش دیدہ دریا کی بیچون بیچ پھرے
سکونت اپنی کدہر ہو سکے کہ مجنون تو
یہ مجھہ سے کہنی لگی ایک شخص تھے جو الول
ہزار طرح کی غمگین خراب کرتے ہین

کہان ملاپ مین وہ بات جو بگاڑ مین ہے
تو کیا نمود جھکڑی اسی دراڑ مین ہے
کہ نا تہ شاہد حی کا کھڑا اجاڑ مین ہے
نکیلی چول لگی تیری جو کواڑ مین ہے
پڑا اجاڑ مین ہے کوہکن پہاڑ مین ہے
مزا جو پوچھی سچ سچ تو چولی بھاڑ مین ہے
غرض نہ پوچھ کہ انسان کس لتاڑ مین ہے

گھرائی شور سے دل بادل آج دیکھ انشا
کہ کس طرح سے پھنسے برق بھیڑ بھاڑ مین ہے

مت ہاتھہ اوٹھا اپنے تو بسمل کے گلو سے
کیا انکو سروکار بھلا جام و سبو سے
تا رنگ گل بھی نہ میسر ہو تو جراح
ای شوخ بری چہرہ عجب لطف ہو جسدم

تا آب دم تیغ لب زخم تو چوسے
وہ مست کہ ہو نشہ جنہین نعرہ ہو سے
باز آئی چاک دل بلبل کے رفو سے
مین ہونٹ تری چوسون تری ہونٹ جو چوسے

تو سا یہ تمکین ہو وہی تو جون سرو چراغان
اٹھا ہر ید بیضا ہو مرے ہر سر مو سے

آہ دل عاشق ہی دم گریہ کسی طرح
کچھ کم نہیں اے فاختہ سرو لب جو سے

تم تم پہ تیرا نہ کے ہی گیا بول ہیں صاحب
نفرت جو مجھے تم سے ہی سو وہ نہیں تو سے

ہنسے تبھی جانا کہ گیا کوچ کسے سنے
ایک ابر سیہ اوسکے جو اٹھا سر کو سے

ہیں جھوٹ نہ بولونگا مجھی تم سے ہی الفت
بیٹھا طرف کعبہ ہوں اسوقت وضو سے

کر قتل شہیدے الفت کو یہ تو لے
ہی بو کے شراب آتی ہے مجھے اسکے لہو سے

انشا جو یہ ہے ریختہ گوئی کے عمارت
تو اونہیں لگا اور فصاحت کے مجو سے

معلوم نہیں رو بھی ہیں سب اپنے رو سے
ہلی جو اوترا نہیں غنچون کی گلو سے

کیونکر نہ لپٹ جاؤں صراحی کی گلو سے
بیعت مجھی پھر تازہ ہوئی دست سبو سے

ای حضرت خضر اونکو بیابان سے کون
سبزے جو اوگین آپ کی اس آب وضو سے

ناصح مجھی مت چھیڑ کہ رکھتا نہیں ہرگز
کچھ چاک گریبان سے مجھ کام رفو سے

اب کوئی ہما ہو تو اوسی ذبح کرین ہم
تعویذ بہت لکھ چکے ہد ہد کے لہو سے

ہو ایک سر مو حیدر صفدر ہی ضبہین بغض
الحق کہ وہ کافر ہیں احادیث کی رو سے

عشقی کے بہی کچھ فکر ہے انسان کو لازم
مرغی کی طرح بیٹھ کے انڈے ہی ہے نہ تو سے

شغل ہے کوئی غول بیابانکی جو ڈھونڈھے
تو بھی نہ ملین شیخ جی صاحب سے مہو سے

ہی عشق کے وہ راہ کہ اب جنکی بدولت
ہیں پڑھ چلی چیلی کئے ایک اپنے گرو سے

کیا غم ہے اگر خیر نہیں آنکھ لڑا سے
یہ نرگس شہلا تو فقیروں کی کدو سے

دولت سی تری حسن کے ای فتنہ آفاق
تھی دوست میری جتنے وہ ہیں ہٹی عدو سے

اب قافیہ باندھ اور سے انداز کے انشا
ہی تجھکو گذرنا شعرا کے سر کو سے

چین آوی نہ کیون ایسی پریزادی کی بو سی
ہیں بانکی وہ تی جن کی مجھی آتی ہے بو سے

اب بیچ کے لوگونکی تو کیا چاہیے منت
دل ہمنے دیا تھا سو اونہیں کے تو ہے رو سے

معقول چہ خوش و اچھی انصاف کی خوبی
جو شخص دعائین تجہی دی تو اوسی کو سے

کیون کسلیئی کسواسطے آزردگی اتنی
باللہ کہ تنگ آتی ہین ہم آپ کی خو سے

کیا کیجئی بن بولی رہا تو نہین جاتا
اللہ کہا تنک کوئی اس دل کو مسوسے

تشفی نہو دس بیس تو مستو کی تسلی
ساقی کوئی ہوتی ہی بھلا ایک سبو سی

ہی ایک قناعت کو فقط نان جوین بس
درکار نہین اونکو تکلف کے سموسے

امرو نہ کبھی کہئے سہ و مہر کو ہرگز
ہین یہ بھی اوسی زمرہ مین جو ہوتی ہین کبھو کر

کچھ فائدہ بھی بحث سی ای ناصح مشفق
آتی ہو نظر تم مجھی کچھ بیہودہ گو سے

انشا غزل ایک اور قوافی مین بھی کہہ ڈال
داد اوسکی بھی مانگ آ کی ہر ایک ریختہ گو سے

ہو توبہ شکن آج دلا تو سر تو سے
گیسو نہ جھڑک جی کرا و ترا شمع کی لو سے

ہی عاشق صادق یہ ترا ایک بہادر
دس بیس تو کیا چیز وہ ڈرتا نہین سو سے

ایک بوسہ پہ دل تجھکو لگا دیتی ہین ہم یون
جیسے متمتع ہو کوئی مال گرو سے

کر بیٹھے وہین فضل خدا ساز پہ تکیہ
جب بن نہ پڑے بات کچھ اپنی تگ و دو سی

یان اہل توکل اونہین اشخاص کو جو ہین
محظوظ بیاز و نمک و گردۂ جو سے

کیون مغز پھرا تی ہو سیرا ناصح مشفق
گر بحث ہی جا کر تو کسی حرف شنو سے

یاد آتی ہین ایک پیر مغان کے مجھی ابرو
ہی اس سبب افراط محبت مہ نو سے

ای دل وہ خوشا کشت برومند کہ جسکو
خطرہ ہے نہین تہلکۂ وقت درو سے

افواج گل و لالہ مین ہے زلزلہ انشا
اس باد بہاری کی سواری کے جلو سے

یہ نہین برق ایک فرنگی سے
رعد و باران قشون جنگی ہے

کوئی دنیا سے کیا بھلا مانگے
وہ تو بیچاری آپ ننگی ہے

واہ دلی کے مسجد جامع
جسمین براق فرش سنگی ہے

حوصلہ ہے فراخ رندون کا
خرچ کی پر بہت سی تنگی ہے

لگ گئے عیب ساری اسکی ساتھ — یون کہا جسکو مرد ننگی ہے
ڈر و وحشت کے ہجوم و ہام سی تم — وہ تو ایک دیو نے و ننگی ہے
جوگی جے صاحب آپ کی بھی واہ — دھرم مورت عجب کو ڈھنگی ہے
آپ ہی آپ ہے پکارا و ٹھٹا — دل بھی جیسے گھڑی فرنگی ہے
چشم بد دور شیخ جی صاحب — کیا ازار آپ کے اونگی ہے

شیخ سعدی وقت ہی انشا
تو ابوبکر سعد زنگی ہے

شب خواب مین دیکھا تھا مجنون کو کہین مینے — ڈسی جو کراہ اوٹھی لیلی کو نیا تپ نے
دیکھی تری جلوہ کو با مہن کے جو شیشے نے — سو ہٹ سے وہین کلمہ کو یکبار لگے جپنے
ہی جنس پری سا کچھ آدم تو نہین جیسا — ایک آگ لگا دی ہی اوس امرد خوش گپ نے
اسطرح کی سٹنے مین کیا لطف [illegible] باتے — ہم اوس سے لگے رکنے وہ ہم سے لگا چھپنے
ہنگام سخن سمجھے آتش کے [illegible] — شرمندہ کیا ای دل اوس شوخ کے گپ شپ نے
ہر امر مین دنیا کے موجود جدھر دیکھو — آدم کو کیا حیران شیطان کی لپ جھپ نے
گرمی ہی مری دلکی اس موسم سرما مین — کیف بد گردون بھی یکبار لگا تپ نے
رہ وادی ایمن کے لیتا ہون کہ گھبرایا — اس دلکی بدولت یہان مجھکو طرف جپ نے
ہی ہم ہی بھی ہو سکتا جو کچھ نہ کیا ہوگا — مجنون سے جفاکش نے فرہاد سی سر کپ نے
چل ہٹ ہے بھی پری بجلی دل باد تو نکو لیکے — دہلا ہے دیا تیری تلوار و نکی شپ شپ نے

کب تاخ کرا ہو مین نالہ نہ بھرون کیونکر
مین کیا کرون ای انشا اب جی ہی لگا کھپنے

مل گئے پر حجاب باقی ہے — فکر ناز و عتاب باقی ہے
بات سب ٹھیک ٹھاک ہے پہ ابھی — کچھ سوال و جواب باقی ہے
ق
گرچہ معجون کھا چکے لیکن — دور جام شراب باقی ہے
جھوٹی وعدہ ہی اونکی یہان اتبک — شکوۂ بے حساب باقی ہے

نگاہ کہتے ہین شام ہوئی ابھی — ذرہ آفتاب باقی ہے
پھر کبھی یہہ کہ ہر مین کچھ کچھ — پرتو ماہتاب باقی ہے
ہے کبھی یہ کہ جھمجھہ پہ جھڑکین سے — جو فلک مین شہاب باقی ہے
اور بھڑکے ہی اشتیاق کے آگ — اب کسی صبر و تاب باقی ہے
اوڑ گئی نیند آنکھہ سے کس کی — لذت خورد و خواب باقی ہے
ہی خوشی سب طرح کی خلق کا — خطرۂ انقلاب باقی ہے
ہی وہ دلگی دھڑک سوجو کی تڑن — جی پہ اسکا عذاب باقی ہے
جو بھرا شیشہ تھا ہوا خالی — پر وہ بوئے گلاب باقی ہے
اپنی امید سے تھے سو بر آئے — یاس شکل سحاب باقی ہے
ہی یہی ڈول جب تک آنکھون مین — درمیان حجاب باقی ہے

مثل فرمودۂ حضور ثالث
پھر وہی اضطراب باقی ہے

یہان زخمی نگاہ کے سینے پہ حرف ہے — ہی دلبر اپنے زخم کہ سینے پہ حرف ہے
زر خرچیان کہان تلک اپنی بیان کرین — قارونکی بھی یہان تو خزینہ پہ حرف ہے
ملتی تھی چوتھی پانچوین وہ وقت تو گیا — اب یہ کہ چار پانچ مہینے پہ حرف ہے
کیا دخل وہ جو ہاتھہ سے میرے پئین شراب — وہان کتنی گھنٹے بات بھی پینے پہ حرف ہے
طوفان اشک نوح علیہ السلام سے — بولا کہ آپ کے بھی سفینہ پہ حرف ہے
ناچیز آپ جانتے ہین اسقدر سے مجھے — الفت تو جا وی بہار مین کینہ پہ حرف ہے
ناصح جگر کے زخم کو جب داغ کیا سے — یہان سوزن مسیح کے سینے پہ حرف ہے
یہان ہر بن مسام مین خون لگا بہے یہان — نکلی تو خون ہی نکلی پسینے پہ حرف ہے
انشا کی مہر بڑے بھلا آشنا سوا — کندہ یہ کوئی اسکے نگینہ پہ حرف ہے

اب درمیان کرکے دیکھئے کیا ہم لکھا ہوا
اسکا ہر ایک اپنی قرینے پہ حرف ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب سی کہ سامنا ہی اوس چاہ کی گلے کا
ہی درد مجھکو حضرت مشکل کشا علی کا

دھچکا گیا دل اپنا تو نقشہ یاد آیا
ہی اختیار مجھکو اک پھول سے گلی کا

تڑاہٹ اونگلیونکی اونکی نپوچھہ مجھسے
ہی صاف وان تو عالم اک سونگے کی پھلی کا

مجھسی نہ اوڑ ناحی تو رات کو کہین تھے
ہی رنگ کوئی پتیا ایسی سے دلی کا

ہاتھون سے تیری مین تو کمبخت عاجز آئی
جو کام ہے نگوڑا تیرا سو ہے ٹلی کا

مین کیا کہون دوگانا اوس کل کے دو تکی سے
جو حال ہو گیا ہے اس پاؤن کی نٹے کا

کیونکر قدم رسولون جاکر بہرون نہ چوکی
رکھتی جو آسرا تو ایسی مہابلی کا

دل گدگدا رہا ہے جس شخص پر کل اوسکی
زانو کی نیچے گوڑا تہا بہیرا تھلے کا

جوڑی بغیر گذری کسطرح مردوزن کے
یہ چال ہے ولی ہے یا کام ہے ٹلی کا

انشا سوا ہی اپنے اللہ کی جہان مین
ہے کون کہونے والا اس دلکی بیکلی کا

وصف بیان کیا کرون رات کی مہمان کا
رات جو تینے سنا قصہ پرستان کا
تجھ سے پری بھی کوئی ہووی تو شاید کہو
بس وہ گیا مر دوا اٹھو ڑہا غش ہوا
یہ بھی تو ایک ہو رہین ہوپ ہو جون کرن
بات جو کہنے نہ تھی سو وہ دواسی سکے
ٹل تو مری پاؤنکی انکے تک انگلیان

آدمی زادہ بنا جان سے [illegible] جان کا
خواب مین آیا نظر تخت [illegible] میدان کا
ہمنے تو دیکھا نہین آدمی [illegible] شان کا
بھاپ لگا لذ گدا جسکو تری [illegible] ران کا
بیچئے انگا بین بادلی [illegible] ان کا
سو نہ [illegible] کہا وہی خدا آپ [illegible] دان کا
پھینک دی [illegible] تو [illegible]

تیری تو انشا کچھ بات نہ باور کری
جامہ مین کر اگر آوے تو قرآن کا

اللہ کری سلامت ہم جسم یہ ربی پیارا
کیون گدگدی انگلیونسے تو مجھکو ہے اٹھتے
بندی کی دشمنی مین ناحق جو ہون الہی

ہی جسکی دم قدم سے دنیا کا سب بسیرا
ری ہی تری گلہری کیا ناگئے ہی پھیرا
لگجاوی اونکی موتھہ پر انجیب کا تھپیڑا

باجی سے اپنے ہنس کر کل وہ پری یہ بولی
کیون تمنے میری انشا اللہ خان کو چھیڑا

کرون لستا کیا اپنی دوگانہ کے رکھانیکا
بنایہ سو بلا سے لگا ہے تو وہ مین میرے
دو ہی جانے کہ کیونکر بات چیت ان تک پہنچی ہے
بھلا حاصل جو دیکھے ہوی دہائی بات پانی سے

دماغ آگرا نہین مین [illegible] ساری خدائی کا
ہوا دربان کا لڑکا [illegible] بھائی کا
دوا کا آسرا ہے یان بھروسا کچھ نہ دائی کا
کہ یان گھر گھاٹ سب معلوم ہے اونکی صفائی کا

تجھے پکڑا نہ تھا انشا سمجھ کے بات کرتے کل
مگر نا کام ہے تیری ہی یان تو بیحیائی کا

چوٹی یہ تری سانپ لی ہے لہر دوگانا
چتون تری بس دیکھتے ہی یاد پڑی ہے
کھوج ایسی کہین اور ہون گھر کھوج سٹی لوگ

کھاتی ہون تری واسطے ہی زہر دوگانا
دل کی وہی جیل دہی نہر دوگانا
سب تاڑ گئی ہے یہ بڑا شہر دوگانا

بن ٹھنی ہیں وہ دولہا دولہن اسوقت جو ہم تم
تولا کہہ روپیہ کا تو بندے مہر دوگانا

میں تجہہ سے سمجہہ لونگی بہلا کون ہی انشا
اسد اری تو سے بڑی قہر دوگانا

تمنے یہ جتے کہانی تو بنیڑے انا
پسلی ٹھیکری ایک ڈہونڈ کے لادی جس سے
کٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچہا تو ہوا
آپ بیتے تو کوئی بات نہ چہیڑی انا
اپنے رگڑا اکر وہ میں پاؤنکی ایڑھی انا
کٹ گئی یعنے مری پاؤن کی بیڑی انا

ہنس سنکار لیا تونے تو پہر انشا نے
میری دروازہ کی کیون چول او کہیڑ انا

تہام تہام اپنی کو رکہتی ہون بہت سالیکر
اپنے کوٹھی پہ کچہہ اس ڈہب سے زنبیلا کہ مری
سیدہی عنبر کے جو آنیکا یہ ڈر ہے کہ کہین
کیا کہون ہم نہین سکتا مرا اندر والا
لیگیا جان اوڑا ایک کبوتر والا
وہ ہی قصہ نہو درپیش صنوبر والا

آدمی زادہ وہ انشا ملی ان پریوں سے
اوڑ گیا ہو وہی نگوڑا جو کوٹھے پر والا

آگ لینی کو جو آئین تو کہین لاگ لگا
نہ بڑا مانی تو یون نوچ کوئی مٹھی بہر
بیٹھی بیراگن اگر اپنے درختون مین تو پہر
اوڑ گئی فاختہ کیون سرد پہ دم دیتی ہی
بی بی ہمسائی نے دی جیمین مری آگ لگا
بیگما تیری کیاری مین نیا ساگ لگا
پہول اور پہل کے جگہہ دی ہی مین بیراگ لگا
اجی اسکا نہ کچہہ اچہا ہے مجہے کہٹراگ لگا

شوق سے سونگہہ لے انشا مری جبا تو نگی
دی چغل خور کے ہونٹوں مین تو ایک ناگ لگا

ہای سہیلی آنسو کے بدلی نکلی نکیو نکر اس تیر کے
جہونک گیا خان آنکہہ مین سبکے ایک بگولا جو آیا
چوٹی ملی کا نہ ملی میرے آنکہہ کے تل مین بیٹھ گیا
بند تو ٹوٹا اگر بیڑی اوڑا اگر اس محل مین بیٹھ گیا

ہی یہ نہ سمجہتی کو نسے منزل انشا اسکا نام تہا
ڈر سا دل کی میری اندر اس منزل مین بیٹھ گیا

اپنا جو جیتا آہو جیسی زرد نگوڑا
صدقہ اوسی کر ڈالئے درگور نگوڑا
سو تپی تھی مری بین کہ لگی نیند او چٹ آئے
کیا جانئے کیسا یہ ہوا شعور نگوڑا
مین چیخ پڑی کیون نہ جو لی چٹکی مین ہے
ڈالی سے لپا انگلی سے مری پور نگوڑا

ہمسائی مین تو جنبش ہوئی کل رات کو انشا
گھس اوسکے زنانے مین گیا چور نگوڑا

تری ہجر گر پڑی تو اری سر نہ تھام اپنا
پینے سے اچھی اسیر تو کہدا اسے نام اپنا
کمبخت ہی وہ کام دوگانا بہت برا
صدقہ گئی تھی ہے یہہ زمانہ بہت برا
تو شمع کی نکلتی ہے ان آنسوؤنکی ساتھ
پانی مین ہے یہہ آگ لگانا بہت برا
کیون آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے مجھکو تو
ہیگا کسیکے جیکا ستانا بہت برا
دلسوز ہے ددا میری پر اوسکا مر گھڑی
لگتا ہے اونگلیون کا نچانا بہت برا

بھر آئی میری آنکھ تو انشا نی یون کہا
لگتا ہے مجھکو ٹسوی کھلانا بہت برا

بیگما مین جو بری ہون تو بھلا تجھکو کیا
پہنتے تو شاک زری ہون تو بھلا تجھکو کیا
تو تو اوتنی نہین جائیگی مری نیبون مین
اری مین عیب بھری ہون تو بھلا تجھکو کیا
اپنی بجلی کی سی تو جیب کی خبر لے باجی
گرم مین گو کہ ذری ہون تو بھلا تجھکو کیا
کسی کا باغ تو لوٹا نہین ہے مین اپنے
گو دپھولون سے بھری ہون تو بھلا تجھکو کیا

نئی دھانونکی سی کھیتی کی طرح سے انشا
ڈہ ڈہی اور ہری ہون تو بھلا تجھکو کیا

رنگ ہی آنکھ کی پتلی مین اوسیکا جھلکا
چھوڑ دنیا مین دیا جس نے یہ تپلا کل کا
مشک کی طرح سی گال اپنی پھلاتا کیون ہے
اری او سقہ کے لونڈے تو نہ پانی چھلکا
پک رہی ہے یہہ جو کھچڑی سے سبھو مین جس سے
اوسکی ابتک نہ گلی دال نہ چانول ٹسکا

ہاتھ آیا سو پتیلے سے پتیلے ملنا

چوبے اور بہاڑ مین جاوے یہ نگوڑا جیسکا

چاہتے ہے یہہ تو نگوڑی مجہی بہاری انگیا — کوئی ساڑی سی میری واسطے لاری انگیا
گو لہر و لہر بنت ڈاک ستاری کیا جیسے — اس سے ہو جاتی ہے کم بخت گنواری انگیا
گیندا اک مینی جو پہنیے تو جھجک کر اون نے — کچھہ عجب ڈول سے کل اپنے سنواری انگیا
بی بی مغلانی جو سیلا ٹین تہین آے نہ پسند — بیگما جی نے وو سرا اونکے سی ماری انگیا
جس مین بو باس ہو تیری وہ نشانی دی ڈال — جہلا مین کیا کرونگا اسے تری واری انگیا
اوڑہنی مجھ سے جو بدلی تو اجی باجی جان — وہ بہی ایک دیجی جو ہو بہاری ہی بہاری انگیا
تہی عجب کوئی سگھڑ جسنے یہہ کاڑہے بوٹے — واچہڑی بن گئی ایک پہولونکی کیارے انگیا
نوج پہنے کوئی شبنم کی کٹورے صاحب — تاری لین ڈوب گئی دون کو سدہاری انگیا
اشرفی تمنے جو دہرے تو اجی یہہ مجھ سے — ناز اور آن سے گویا کہ پہار سے انگیا

ہاتھ انشا کا کہین چہو جو گیا تو بولین
تیرا مقدور کہ تو چہیڑے ہماری انگیا

تو قیامت بی سری ہے حد بڑا تیرا گلا — خوش نہین آتا ہمین سے فاختہ یہ چوچلا
روپ آتو کا پکڑ بیٹھے کوئی کالے بلا — تب تو بی سٹھے پڑ ہین کالو بابا کالو بلا
کیون پڑا تہلکی نہ جی میرے کلیجے مین بھلا — ہی تمہارا روپ ایسا جیسے سونیکا ڈلا
سیل کے کونڈے ہی اوسکی آج ہین کیا ای دوا — ہی چہوٹا سا جو لڑکا تیرے گودی کا پلا
جان صدقے اوس پری پر یون کہا جن نے مجھے — آپ بیتی کہہ کہانی کچھہ کسیکی مت چلا

دلمین ایک انشا کی چٹکی لے پری کو ہٹ گئین
واچہڑے معقول یہہ کیا تہا بہلا صاحب بہلا

تمنے جو میرا اوڑہا دوپٹہ ہی یہ دوگانا بات کڈہب — لگتا ہی ہمین دونو کو ٹہہ ہے یہ دوگانا بات کڈہب
ایسے نہ چالین چل تو ہی ہی چاؤ پہر جو لوگ کہین — آپسمین ہی انکی سنتا ہی یہ دوگانا بات کڈہب
روکہی پہیکی کڑوی کسیلی ہوتی ہو جو ہم سے تم — چاہی ہی جی میٹھا کہٹا ہی یہ دوگانا بات کڈہب
ہاتہا پائی خوب نہین کچھہ جانی دو ایسی باتون کو — لگ گیا میری سونہہ کو نہٹا ہی یہ دوگانا بات کڈہب

خط پڑھنے کو ٹیوہ رہے کے اوپر چاہیے کوئی ٹوہ رہا سا
انشا تو ہی پڑھا ہے یہ دوگانا بات گڈھب

پھر میں چونک کے تیری ڈر کے ماری کانپ کانپ
نوج تم کو بھی پڑا کیا بھی پڑی دائی الو
کوئی آنکھ پھیرتے اونچی ہوئی تو کیا ہوا
تو جو کہتی ہے کہ تجھکو بہانا ہے ایک خنا

چونک چونک اوٹھتے ہو میں رات کو کھکر سانپ سانپ
لوگ سب سوتی ہوئی تھیں جگائی ہانپ ہانپ
قدر بڑا یا بکمائی میرے قد سی نانپ نانپ
کیا ڈرانی مجھکو لگتی ہے یہ تیری بہانپ بہانپ

پی ٹرا جگرا تیرا انشا اری تو فہر ہے
کب تلک میں تیری کرتوتوں کیونکہ ہانپ ہانپ

کوٹھی پر سے پڑھیو نہیں یا کہ منڈیروں سے ادھر
سر بلاتی ہے پھر چھا مکین پڑتا کسوقت

میں ڈھور ہی میں یا اور کہیں موہنہ سی پھوٹ
کس جگہہ کب وہ کدھر یاں کہ وہیں موہنہ سی پھوٹ

لوگوں کی چرچی کا ہوتا جو تجھے ڈر انشا
تیری کیوں آنکھیں ہیں بلا پھوٹ نہیں موہنہ سے پھوٹ

بس ہلا میں نہ رے سیر تپ جٹ جٹ
سیج پر تو ہی جو ہو تو یہاں
مجھے ٹوکے جو رات کو اوسکا
دم ولاسا عبث نہ دے انشا

اری دوگانا تو ایک ہی ہٹ کٹ
چین مجھکو نہیں کسی کروٹ
سینہ بوسکے طرح سی جاوے پھٹ
چل چھپی نہ رہ ہو پری بھی ہٹ

چوٹ ایک دلکو لگ گئی انشا
جب سنے اوس کے پاؤں کی آہٹ

مرد ون سی پیچ تو ست حسن ہی پڑے کم بخت
مٹ او جبڑ گئی سے پڑا اور غش نہ کھا کھا کر
چاہ کیا بڑی دائی صورت اوسکی کیسی ہے

اب بھی آتو جانی وسے در گذاری کم بخت
بکلی نہ کر آخر چین سے لے ذری کم بخت
میں نہیں سمجھتے یہ تیری زر گری کم بخت

ہاتھ میں سدا اپنے رکھیو دل کو انشا کے
بات مان سی میں ہی تیرے بہتری کم بخت

تجھے کچھ بہشت ہم بھی ہے بیٹھ یہ ہی او کم بخت | تار جاوینگی تیری لوگ ارے ارے کم بخت

غزل دو بحرین

سانس یہ ٹھنڈی ٹھنڈی کیا اتو نکو بھرے ہو عبث | آئی کس سے ہو اجی تم سے کہ بھرتے ہو عبث
سیری ہو ونگا نا او رمین یو نہین ہین جیسی ریختہ | دو نو نگی جانین آپ یہ طعنے جو کرتے ہو عبث
کو ٹھی یہ پیاری ہمت پہر و کاٹی بہری ہین بیٹھ میان | خطرہ لگی ہے کیون بھلا حیرت سے او ترتی ہو عبث
چاہی نہ وہ جو آپ کو کیون پیار اوسکو چاہیئے | ایسی پہ مرتے ہو عبث جیسے گذرتے ہو عبث

انشا سے ملتی کیون نہین غش ہو بھلا تو دیکھیا
جی ہی یہ کہیلے ہو تو پہر لوگونسے ڈرتے ہو عبث

ساری مجھو تو نسی پری ہے یہ موا خوجا خبیث | مجھکو کہو را ہی کری ہے یہ موا خوجا خبیث
رات بہر کہا نسا کرے ہے نیند آتی ہے نہین | سوت کی اب دن بہری ہی ہے یہ موا خوجا خبیث
بوٹ کی جو ڈالیان آئین تھین باغ سی | سوگند ہاں کر چری ہے یہ موا خوجا خبیث
تو تہی کیا جوڑتا ہے اوسکو مجھہ تک کھینچ لا | دیکھیو کو کا اری ہے یہ موا خوجا خبیث

بیگما انشا سے پیچھے نہ کہیلو بس کرو
رشک کے ماری مری ہے یہ موا خوجا خبیث

کوئی چاہت مین کسی شخص کے بدنام ہو نوج | ای دوا جان وہ کمبخت برا کام ہو نوج
مردوا مجھہ سے کہی ہے چلو آرام کرین | جسکو آرام وہ سمجھے ہے وہ آرام ہو نوج
آگیا تیری رضائی مین پسینا مجھکو | گرم ایسا بھی نگوڑا کوئی حمام ہو نوج

دن دھاڑا ہی رہے جی تو بچے ای انشا
گلمہ ہے کالی بلا ہاے وہ پہر شام ہو نوج

صدقے اپنے نہو اوسکی کوئی قربان ہو نوج | ایسی لوگونگا کسی شخص کو ارمان ہو نوج
یون اشارہ سی کہا مجھہ سے خفا سی کیون ہو | جان اور بوجہ کی ایسی کوئی انجان ہو نوج
پڑھیون لاحول نہ کیون ہی تجھے شیطان لگا | لاگو ایسی کی کوئی اسے موئی شیطان ہو نوج
باجی کہتی ہین کہ ایک مرد ہی پر غش ہے تو | مفت ایسا ہی کسی شخص پہ بہتان ہو نوج

مل کے انشا سے پشیمان ہوئے ہیں تو بہت
دل لگا کر کوئی ایسی سے پشیمان ہو نوج

بیگما چاہ کے دریا کے بڑی پاٹ کو سوچ
نہ دھڑک پاؤں نہ دھر پہلے تو گھر گھاٹ کو سوچ

سبھی جاتی ہیں پہاڑ اس میں کہاں تحمل بیڑا
دھار تلوار سے بھی تیز ہے اس کاٹ کو سوچ

اجی وودا یاں سے چلی جا تو دلی پاؤں ابھے
دیکھ کمبخت کٹھولی کو نہ کچھ گھاٹ کو سوچ

ٹاٹ کے ٹکڑے پہ کھنچا جو اونہیں تو بولیں
سیر ہی کپڑونکی طرف دیکھ او راس ٹاٹ کو سوچ

موتیوں میں او نہیں آنکھونکی ترازو پر تول
اری انشا تو بنیونکے طرح باٹ کو سوچ

کیا کسی باغ میں ہے آج پڑی سوتی صبح
کیوں میرے سامنے کمبخت نہیں ہوتی صبح

کالی بادل نہ گھر آتے تو ارے اجی لوگو
ابرو اج مری مفت میں کیوں کھوتی صبح

ہیں جو بکھری ہوئی سبزہ پہ تو گویا بھر گودے
لائی تھی تیری نچھاور کے لیے موتی صبح

پیالیاں گل کی جو دھوئیں تو بلا سے باجی
کاش دھوبی کو مرے دل کی بھی کچھ دھوتی صبح

ہر کسی شخص کے امید کی کھیتے ہو ہرے
بیج ایسا کوئی مالن نہیں کیوں بوتی صبح

میری آتو جی یہہ بوڑھی ہیں کہ اونکے گویا
رات باقی ہوئی جلتن ہے یہہ اور پوتی صبح

اوس پڑی لونیہ پڑے تو نہ سمجھیو انشا
یہہ کسی کی لیئے ہے آنسوؤں سے روتی صبح

کیا بلا ہوتی ہے کچھ ایسی ہے ولی کی طرح
کہ پڑی بہتے جلی پاؤنکی بلی کی طرح

ایضاً

کھلکھلاتا ہی مرے آگے جو ہو کر گستاخ
کیا بلا گل نے نکالی ہے کوئی تازہ شاخ

کان کی لو میں کوئی موتی ہی پانی کیوہ نکر
جسکا ہو سوئی کی ناکی سے بھی ننھا سوراخ

اری ہنس کھہ تو اسی پھول کلی کھلے پکار
کھلے پڑتے ہی یہ کرتی ہوئی لوگونسی مذاخ

کرتی ہی تنگ مجھے کیوں ہے کیوں انشا
کیوں ری لونڈی اری نرگس اری او دیدہ فراخ

بلا بتن میں جو لین اونکی کل چٹاخ چٹاخ
تو کس مزے سے کہا بیگمانی چل گستاخ

شب برات جو آئی تو دیکھیو انشا
کہ مچ رہی ہے پٹاخوں کی کیا چٹاخ پٹاخ

مین تری صدقہ گئی امی مری پیاری مت چیخ
مت جگا نیند بھری بوبو کو وارے مت چیخ

لگتی ہے چوٹ تو طلنی دی مسوس اور ذری
ایکدم کے لیے خاطر سے ہماری مت چیخ

اپنا چونڈا نہ ہلا دم نہ پھیلا اے بلبل
کہہ دیا مینے نہیں تجھکو کہ ہان ری مت چیخ

کیون مرا مغز پھراتے ہی ارے مینا چپ
اور لگی وو رہی ہو جیسے گنواری مت چیخ

چیخ چنگھاڑ مچاتے ہوئی انشا سے نہ مل
نبواب بنتین کرکے تری ہاری مت چیخ

مینے جو حوض مین ایک موم کی چھوڑی بطخ
تو لگی دھوم مچانے یہہ نگوڑی سے بطخ

ایضا

جاڑا لگے ہے کھینچ لے مجھکو لحاف مین
پاجامہ یخ ہے برف ہوا اولا ازاربند

تقصیر کیا ہوئی تھی کہ انشا یہ رات کو
وہ گھیردار آپ نے تولا ازاربند

تیری ازاربند کی کیا بات ہے پرے
~~ہی سب ازاربندون مین جھیلا ازاربند~~

بجلی سے ایک کوندگئی اپنے آنکھہ مین
کالی گھٹا مین تیرا یہ چھیلا ازاربند

کیا ہو گیا ہے آج کہ جس کی سبب ترا
ہی سخت جیسے لکڑی کا چیلا ازاربند

انشا او اپنی نشانی نہ دو ستی تجھے
دیجئے تو اپنا میلا کچیلا ازاربند

ہی تو سہی ابھی یہ نکیلا ازاربند +
لیکن کسیکا نوج ہو ڈھیلا ازاربند

ہی ظالم اے دوگانا تری ڈھیلے پانچے
نیفہ گلابی اور وہ نیلا ازاربند

ہے زہر اسمین تو دو موہی سانپ سی بہی قہر
نیفہ مین تیرے ہی جو سجیلا ازار بند

انشا کو اور اپنے تماشائی بڈے ارے
سٹ سے نکالدی نہ یہی لا ازار بند

ای دوگانا مجھسے کشتی کھیلنے کا ہی گھمنڈ
جو پری مہندی لگا وہی اوسکی باندہی ہاتھ پاؤن
ای بڑلچی والی گئی گذری ہوئی باتین نہ چھیڑ
آپ کی گائین کی تعریف کیجے واہ واہ

توکیا کر آج سے تو بہی ایک اکیلی ڈونڈ
لوٹتی کیا کیا مزے ہی یہہ موئی شغل ارنڈ
نوچتی کیون ہی بہلا اسکی زخمونکی کھرنڈ
کوئی دہوبی گھاٹ پر جسپر وہ گتا ہو وہی کھنڈ

پہر رہی ہیں ہیچ ان آنکھون مین انشا رات دن
دہورے دہورے نورتن اور گوری گوری اونگلی ڈنڈ

چیلی ایک جوگی دیکھی ہمنے ایسی لنڈ منڈ +
تم تو کیا ہو بیگما ڈنڈوت کرتی ہین یہان +
ایک محلی پر خفا ہوکر دوگانا نے کہا +

لوٹ جاوین دیکھ جنکو سینکڑون پریونکی جھنڈ
سب ہمارا جوگی راجہ جی بڑی ہی ہین جو سنڈ
کیا کرین تجھکو بہلا کوئی ارے اری سوکھی ڈنڈ

سینکڑون آنکھین کھپا نیکے غوطہ کھا گئین
کیونکر انشا ناف کو تیرے نہ سمجھی بر سہ کنڈ

اجی کس ڈول سی بن جائی ہے گھوڑا کاغذ
اوہ موا تو نے تو کر ڈالا بہت سا نوچا
اوس سے کہدو کہ نہ بہیجا کرے لکھ لکھکے ہمیشہ

ہم بہی دوڑانے لگین لاؤ نہ تہوڑا کاغذ
پر کبوتر نے نہ وہ چونچ سی چہوڑا کاغذ
مجھے بدنام کرے گا یہ نگوڑا کاغذ

چھیڑ تو دیکھ پٹاخی کی طرح انشا نے
یون دکھا کر مجھے پٹ دینے سے پہوڑا کاغذ

جا کی کیلون مین چھپو سب سے اکیلے ہو کر
تاڑ نے کوئی تو تن جائیو کیلے ہو کر

یون سے دون جا کے دوا ڈر کے ادہر سی چپکے
اونہین حمام مین بیجا و طوطے ہو کر +

کیا پڑی پھرتی ہے اوسکی ہر طرف رفرف نظر
ہی پری براق سا چہرہ کسیکی حف نظر

مدہوستی کی وہ گانا جان بھی پس پس گئیں
اونکی ہاتھوں نسے وہ لنمنڈی اپنی ولمین ہو گئے
ہین پری سی ایک جوگی جی بڑے صاحب کمال

آگیا جو گوتھی کے مو نہہ پر او نکو کف نظر
جنکے ہاتھوں نہیں وہ آتا ہے سنہرے دف نظر
دور سے آتا نظر ہے جنکا وہ منڈف نظر

وہ جھمکڑا اور ادا ئین دیکھ اس اٹھکھیل کے
مجھکو انشا آگئی پریون کی صف کی صف نظر

خانمی چاہ ہے وہ جھاڑ پھاڑ +
جو مجھے ٹوکے سو آلہی کرے
تیرے کوٹھے پہ رات مار کمند
لوٹ جاوے کہین یہ تیرے چول
کسلئے اپنے ساتھہ لاتے ھین
کیا کرون جانتے ہون چاہت مین
جب تلک ہوسکے وو گانا جان +
آگے پھر یا نصیب یا قسمت +

سینکڑون گھر کیئے ہین جن نے اوجاڑ
ہوتی سوتے کو اپنے کھاوے پہاڑ
چھپ رہے تھے ہم ایک منڈیر کے آڑ
ارے اوپے سرے لنگوٹے کواڑ
آپ ان لونڈیونکی دہاڑے دھاڑ
لاکھہ طرحونکی ہے اوکھاڑ پچھاڑ
قد کیجے اپنے طرف سے دوڑ دباڑ
جو بدا ہو سنوار یا کہ بگاڑ

لے چل انشا مجھے کھجور تلے
یہ تو ہے مرد نام اس کا تاڑ +

~~جان ہین سو بار بچھا بیٹھے گر جا بے نماز~~
بگما نے جو کیا جھک کے سلام آتو کو
یون تو پہلنا تجھے اور دوہون ہنانا ہو نصیب

~~اپنے گھر تو تون سے پرہم کوئی آتی ہین باز~~
آغا مینا نے سنائی اوسی لیون ہی آواز
بیاہ ہو سونیکی سہرے سے تری عمر دراز

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات
کنٹھہ گئین بلخہ سے انشا کی تمہارے آواز

کوئی کمبخت ہمارا نہین ایسا دل سوز
گوری دولہہ کی لگی ہاتہہ دولہن جو گوری
میری طوطی کو پڑھایا کرو آتو جی تم

کہ بلا دیوی کسی ساتھہ ہمین اگلے روز
اتقری گھوڑیکی نصیب نسی بلی گھوڑی لوز
خوب بولیگی اچھی ہے یہ ابھی نو آموز

ٹھہر تی گی خوب سی سر اور کچاک کی لٹ کو
اونکی اندھی لڑانیکو کل آغا نوروز
بھیجدی اون نے انگوٹھی تجھے فیروزہ کی
اسکی یہ معنی کہ مین تو ہون خواجہ فیروز
گل چمن یہ جو جھمک ساتھ پڑی پھرتی ہے
شاید اب اسکا کوئی یار ہوا ہے زردوز

جون ہی کھینچا تمھین انشا نے تو بس کہہ ہی پڑین
اجی لاحول دلا تے کڑی یہ نا بوز

باجی کی باس مین جو رچی ایک جنی کی باس
تو ٹھیک ٹھاک ہو گئی دولہن بنی کی باس
ہین یہان دھری جو پھول پھپولونکی انکو سونگھ
صدقہ گئی تھی یہ تری سونگھنے کے باس
ٹھٹا انگوڑا اکہنا بھی کچھ لفظ ہے بھلا
ہم تو یہی کہینگے اجی ابٹنے کی باس
چاہت کی آگ سے یہہ بہنا دل کہ اے دوا
گودمین اپنی بہرگئی بھونی جنی کے باس
اوس پڑ رہی یہ آنکھونکی بہو نرونکی بھیڑ ہے
ہوگی کسی پری مین نہ اس طنطنے کی باس

پھولونکی بو بھی بھولی اب انشا جو تو منا
اونمین سما رہے تہی تری روٹھنے کی باس

گودے پھولون سے بھری میری دوگانا شاباش
تیری کہتے ہو ہری میری دوگانا شاباش
اوٹ مین اپنے دکھاوی مجھی اس شخص کو آج
مین ترے صدقے اری میری دوگانا شاباش
میری خاطر سے جو دیکھ ہو تو بڑا بوسہ لی
اور بھی ایک ذری میری دوگانا شاباش

بھنی انشا کے دکھانیکو جو دہانی پشواز
بنگئی سبز پری میری دوگانا شاباش

نہین زیور کے کچھ پہین پر غش
مین تو ہون تیری سادہ پن پر غش
آتی رابیل ہو گئے ہین آج
گوری گوری تری بدن پر غش
یون ہی ہین غش ہوئے دوگانا پر
زاجہ نل جیسے تہا دمن پر غش
کیا ہی سنائے کے ہوا آئے
ہوگئی جان اسکے سن پر غش

باغ کی سیر مین ہوا انشا
تیرے پیجامہ کے چمن پر غش

باجی تم چاہتے ہو بندی سے جیسا اخلاص
اجی وہ کوار یونہین نوج ہو ایسا اخلاص

نہ بتوے مجھ دو یہان سی اور نچو ہو جاؤ
کسکو کہتے ہین محبت اجی کیسا اخلاص

اوپری دل سے نہ مل اونسے جو کہیلین حرفت
جیسے موںہہ ویسی تہپیڑ ایسے کو ویسا اخلاص

پاس کچھ ہو وی تو چاہت بہی پڑے کچھ معلوم
سچ کہ آنہی ہے پڑ ادی کو بیسا اخلاص

ہین یہہ دولہہ دولہن اخلاص و محبت انشا
جیسے جل بخت یہ کمبخت وہ تیسا اخلاص

کام کسی پہول سے یہان نہ کلی سے غرض
ہے مجھے ای بگیا تیری گلے سے غرض

چڑہ پاکے پہندی چہرادی وہی داتا سنخے
صدقہ گئی ہے بہی بندہ ملے سے غرض

اور ونکی سر جا چڑہ ہو مجہسے نہ بولیو دوا
رکھو نہ اوجہری ہہ ئی بختون جلی سی غرض

خوش نہین آتا یہان یان الایچی شبنو
رکہتے ہین ہم تو تری موںہہ کی ڈلی سی غرض

آئی ہون انشا فقط مین تو یہان سیر کو
پہل سے نہ مطلب مجھے کچھہ نہ پہلی سی غرض

مت دیا کر نت نئی ہر روز یونہین دم غلط
چال وہ چل بیگما ہو جسمین اپنا غم غلط

چار دنکی چاندنی ہے پہر اندہیرا پاکہہ ہے
سچ تو یہ ہے یہ سارا حسن کا عالم غلط

آئی وہ جم جم سے پونچی مجہسے ست کہیو ذرا
جانتا دلکی خدا ہے ہے یہ سب جم جم غلط

دیکھیو یونکو ذرا قربان ایسی وہم کے
یہ بہی ہے کیا بات جو تم سی کہین کچھہ ہم غلط

ای نہ صاحب وصل یہ کیا ہے کہ انشا کے سوا
بہید سی اپنے جو کوئی اور ہو محرم غلط

کب زناخی مری پاس آئی تہی کل رات غلط
مجھسے اوس سے ہوئی کس طرح ملاقات غلط

چارپائی وہ لگا پہاندکے آئی کس راہ
ایسی دیوار بڑی سے اجی یہ بات غلط

وہ نگوڑی کوئی چڑیا تہی کہ اوڑ پونچی یہان
ہاتھہ کیونکر لگی کہلی کے اوسی گہات غلط

جتکیون ہی اوڑادیونگی یہہ شاگرد ین
آتو جی کی کوئی یہان لگتی ہے اوقات غلط

فکر کر اپنے تو کس فکر مین ہے ای انشا

ہے لگاوٹ کے سوا سارا طلسمات غلط

شرط ہی رکھنا لحاظ اتنی بھی مت ہو بی لحاظ
سمدہین آوینگی تیری دیکھنے کو بیگما
ہوتی ہو تو نسبی کھو اپنے پہ خوش ای واچھڑی
نہین اتنی اسقدر رنجاسے کیا فائدہ

سانس مت بھر او دوگانا چپ ہی او بی لحاظ
اونکو تو یہان سہی او تمہاری ہو وین جو بی لحاظ
دال فی ہو یہان بھلا کہتی ہو کسکو بے لحاظ
تاڑ سب جاوینگی بے اتنی بھی مت رو بی لحاظ

صبر کا انشا سے مت رکھیو کہین ہرگز لحاظ
کچھہ لحاظ اوسکو نہین ہے وہ اتو بی لحاظ

نہین یہان کسی انشا کی توقع
اوڑچھو ہو مین دائی جی تو کہہ کے
اجی بی بی سیدانی صدقہ گئے تھے
جنہین برف و شورہ بیسر نہو وے
نہ کوٹھی پہ آئے کبوتر اوڑانے
نہ صاحب یہ جھوٹو نکے سردار نکلے

نہین ہے بس اپنے خدا سے توقع
رہی اتبو بڑہیا دوا کے توقع
مجھی ہے تمہاری دعا کے توقع
او نہین ہو تو پچھوا ہوا کی توقع
گئی ٹوٹ کل بنگلے کے توقع
نہ رکھی کوئی ان بچا کے توقع

پہ ہی ہے جو مشکل تو کیا ڈر ہے انشا
کہ رکھتے ہون مشکل کشا کے توقع

ہنسنے یہ دیکھا ہمرا ایک میلے کچیلے کا دماغ
ایریان رگڑی جہان مجنون کی لیلے کا دماغ

ہو درختون سے زیادہ اوسکی شاخونکا دماغ
بڑہ گیا یعنی انارون سے پیاخونکا دماغ

بیگما جی ہے یہ چوٹی دارا ہون کا دماغ
سینکڑون ہاتھی کوئی لادی نہ تو بھی اندسکین
سن صنوبر کے کہانی ای دواجی بڑہ گیا

ہاتھہ جوڑے سے پہلے آگے بادشاہون کا دماغ
کم نہین بادل سے کچھہ پیڑے گناہونکا دماغ
ان نگوڑی مٹیون بہتون سیاہ ہونکا دماغ

اوس پری کی آنکھہ مین کوئی سماتا ہی نہین
تھر ہی انشا وہان تیکھے لگا ہونکا دماغ

ملی تو چوٹی ہی کھائی نہ اری بی انصاف
کل بھی وعدہ سے نہ آئی نہ ارے بے انصاف

شمع کی لو تو مرے دیدون سے نکلی ہے دیکھ
تو نے یہ جان جلائی نہ ارے بے انصاف

دم دلاسی ہی رہی تو نے برائی کے سوا
کچھہ نہ کی ہم سے بھلائی نہ ارے بے انصاف

اپنے گھٹ جا لیو تُسے باز نہ آئی آخر
دم میرا ناک مین لائی نہ ارے بے انصاف

سب سے کہدی وہ جو انشا سے سنی تھی تجھ مین
نہوئی اتنی سمائی نہ ارے بے انصاف

نہین جاتی کہین مہمان مری دلکا شوق
تمکو کیا اس سے وداجان مری دلکا شوق

ہار گوندونگی یہہ مل ڈالونگی ہین پاؤن تلے
چھیڑ چھیکونگی یہہ دولمیان مرے دلکا شوق

بات چیت ایسی طرح کی مجھے آتی ہی نہین
نہین اسکا مجھے ارمان مرے دلکا شوق

طعنے مت دو مجھی ہان ہان اجی ہو جاتی ہون
جان اور بوجھہ کی انجان مرے دلکا شوق

منتین مت کرو انشا کے طرف سے اوسپر
ہین نہین کرنیکے احسان مری دلکا شوق

بگڑا گیا چاہ بھی بہار ہے ایک
اسمین ایک ٹھنڈی سانس چہار ہی ایک

اپنی آنکھون مین اوس پری کو بغیر
شہر آباد اور اوجاڑ ہے ایک

ہمسے کیا اوڑ سکے کوئی بیار سے
لاکھہ تاڑو نہین اپنی تاڑ ہے ایک

ہے جو دروازہ وہ دوگانا کا
اوسمین بن چول کا کواڑ ہے ایک

اوسکی زنجیر بھی نہین سکتے
آگے بہر شرم ہی کی آڑ ہے ایک

لاکھہ طرحون سے ہین سنوار انشا
اور یہہ نام کو بگاڑ ہے ایک

تُنے دیکھی ہے اوسکی کانین لونگ
کیون خوش آوے نہ مجھکو پانین لونگ

ہے جگائی ہوئی دو والی سے کے
پھر ایک اوسکی پاندان مین لونگ

ہین چھجک اوٹھی پیلکے انشا نے
کل چبھو دی جو میری ران مین لونگ

چڑھ کے کوٹھی دھوپ میں تم تو اوڑاتی ہو پتنگ
پگھلی چاندی کی طرح سے ہی تھلکتے چاندنے
بات آتو جی کی ہے ہرگز نہیں چھ مانتی
کیا بھلی لگتی ہے اٹکھیلے سے کیا واہ وا

اری دوگانا چاندنی میں یہاں اوڑا جاتا ہی رنگ
آج کوٹھی پر لگا دو میرے سونیکا پلنگ
سچ تو یہہ ہی بیگما تو نے بری سیکھی ہیں ڈھنگ
اور وہ نام خدا اوٹھتے جو اینکی امنگ

جان صدقے اوس پری کے جن نے انشا سے کہا
اب تری ہاتھوں سے یہہ بندی بہت آئی ہے تنگ

بیگما جس طرح ہوتی ہے جو اینکی امنگ
تو اوسی ڈھب سے سمجھہ دلی کی باینکی امنگ

ایضاً

سینہ پہ میری اپنے کھلی سر کے بال ڈال
کیا چیز ہے جو میان میں اپنی نہیں اری
جس دم چڑھائیں دائی کی سر پھول پان لوگ
ٹکیو نکو دہر کے اپنی بدل اوٹھہ پلنگ سے
زر بفت کی قبا نہ فضیحت کرے دوا
یارب لگائی آگ ہو جسنے یہ بیر کے
ہولی میں جو بن ایسی بنی وہ کہ جسکو دیکھہ
میں پھنس گئی ہوں چاہ میں ایک مردوی گوا
میں صدقے تیری تو مری نالو نکی راہ سے

بی رشہ ہیں یہ انب اری انکی پال ڈال
ہوں بات بات میں بھی اگر تو بھی ڈال ڈال
اوس وقت میری ہاتھہ یہ اپنا او گال ڈال
اپنا لحاف اوڑھ یہ اوڑھا او یہ شال ڈال
تھوڑا سا اونپہ لیکے لمبی سے پیال ڈال
پانیکی دیگ میں اوسی لیکر او بال ڈال
آز اد لوگ بھول گئے اپنی چال ڈال
اس میلی سر کو میری دوگانا کھنگال ڈال
جتنا بھرا ہوا ہے دہواں سب نکال ڈال +

ہرگز غبار دل میں کچھ انشا سے تو نہ رکھہ
سینہ کے آرسے کو زنا خن او جال ڈال

ارے بی ایک ہی عیار ہو تم
چھیڑ کے بات سوا اور نہیں
کس سے اقرار ہوا جو ہم سے
بیٹھے پاس نہیں جو آکر +

ناک چوٹے میں گرفتار ہو تم
یعنی لڑنے ہی پہ تیار ہو تم
کرتے ہر بات پہ انکار ہو تم
کیا مری شکل سے بیزار ہو تم

پیچ نہ بولے کبھو انشا سے چلو
اجی سب چھوڑو تو نکے سردار ہو تم

ہے اندنوں مین اونکی جو آواز ڈوک مین
تو گھر دہرا ہنسا اور ہی ہے نوک جوک مین
باجی نکالے ہاتھہ دو شالی سے کون اب
پانی پلا دے تو ہی مجھے اپنے اوک مین
تیزی گہٹلے آنکھہ مین ہے بیگما کے جو
سو دہار مین چھری کی نہ چاکو کے نوک مین
ہے مست باس کے جو دوگانا مین ایک بھنک
سو دخل کیا کہ ہو جو کسی مست بوک مین
دربان ہے وہ ایک نگوڑا سو عمر بھر
میری اصیل ہی کی رہا روک ٹوک مین
باہمن کے لڑکے کھول کے پوتھی بچار تو
مجھسے پری بھی ہوگی کوئی اندر لوک مین

انشا کی بات چیت مین جو چھیڑ چھاڑ ہے
سو لذت النسا مین کہین ہے نہ کوک مین

مین تو کچھہ کھیلی نہین ہون ایسی کچی گولیان
جو نہ سمجھون کی زناخی جان تمہاری بولیان
سو منہ بنائے بیگما ہے تو پڑی پہرتے ہین آج
ٹھنڈی سانسین بہرتیان اسکی کئی ہمجولیان
انتظار مین تری گل باغ سے جو رنڈیان
لائیان تو پھول نرگس کی ہی بھر جھولیان
بس کہین چپکے ہی ہو ایسی کوئی نوٹی کروڑ
جیب مین میری بھری ہین بولیان اور ٹھولیان
کیا کسیلے درد سہیجین رنڈیان یہان کی اجی
ٹھوس ہین اوپر سے اور اندر کے دلسی پولیان
پانچو ہیلے قبائین سب نئی کین اب ٹھیک ٹھاک
اوڑ گئی وہ لٹنے دامن اور اونچی چولیان
کچھہ نہین معلوم پوچھو کونسا میلا ہی آج
جاتیان ہین جو کہیجا کہیج ڈولیون پر ڈولیان

مطلب انشا کا سمجھتے ہی نہین ای واچھڑی
بیگمین اور خانمین ہین ایسی ہی تو بھولیان

پھولونکی اندنوں مین انکھین سی جھڑ رہی ہین +
شاید کہ اوس پری کے دامن سے جھڑ رہی ہین

ایضاً

تھین تو پردہ والیان جھمکا دے ہٹ ہٹ بولتین +
اونگلیان تہی پر سبھونکی ولسی چٹ چٹ بولتین
تہی لگی کنڈی تو کیا تہا تھا سہارا ہاتھہ کا +
کچھہ نہ کچھہ چولین کو اڑونکی تو چٹ چٹ بولتین

یانہین تم سچ کہو اجی یہہ بھی ہوتا ہے بھلا
بیٹھین سوتین تمہاری کیون نہ موہنہ پیٹ لوٹتین

بیگمان نے نے لیا شیشہ تو ساری گا ٹنین
کیا صراحی ڈبکی ہین ادہر سے غٹاغٹ بولتین

تاک کے سایہ مین اگر بیٹھہ یا ہین باغ مین
بلبلین چہین سنکے انشا تیری آہٹ بولتین

کل دوگانا بن جو پریان باغ مین گھبرا گئین
تاک پر سب اونکی چوٹی دار آہن جھپا گئین

ایضاً

کیا تری سرا حری چار ونکی چار ون الامان
شاہ دریا شیخ سدو زین خان تھی میان

ایضاً

سوتین کمبخت وہ جو ہیر و ڈرانی رہین
اونسے آخر کیا ہوا اپنا کیا پاتے رہین

ایضاً

اری دل کچھہ اونہین تیری خبر نہین
تری چاہت مین نگوڑی اثر نہین

نکرون شکوہ شکایت سو کیون بھلا
میری حالت پہ کبھی کچھہ نظر نہین

جو کبھے ایک گھڑی ہان بھی ہو گئے
وہ رہی پہر وہی دو دو پہر نہین

جو کہا مینے کہ عشق ہون تو وہ پری
یہہ لگی کہنے کہ کچھہ اسکا ڈر نہین

ابھی اوڑ لاگئے قارون کی طرح
یہی افسوس ہی انشا کہ پر نہین

کیا یہہ چھیڑ کھانیکی باتین آگی ہم سے چھیڑیان
سینکڑون تم سی یہان کرا گئی ہین ایڑیان

قید سی چاہت کی لگہ کہا سکی تو کچھہ ہوہے
پانو نہین ہون جسکی کوئی لاکھہ من کی بیڑیان

ایضاً

مدہ مین جوبن کی بہرین ہین یہہ جو لونڈون گہیریان
لیتیان ہین صحن اور کوٹھہ سو چاپ پہیریان

سب کے سب گھر گنجیان ساری کی ساری ڈھیریان
دیکھہ لے بس ہمنے رانی جی تمہاری چیریان

ایضاً

نظر آوین ہین او سمین پڑ ہینگی گون
جیسے کہیل مین بہی لگے ہو یہہ دہن

۱۴۰

الف وو زبر اَ وو زیر اِ وو پیش اُ
سو نام خدا سیکھا ہی اری سُن

سنی تجھی کسی سے جو تجربقا رب
اوسی کر لیا گھنگرونگا تفُثُن

کہ تولی ہے اپنے سبق پر یہہ کہکر
فعولن فعولن فعولن فعولن

گرم آم ایسے یہ تینو کہ انشا
تصدق ہوا نہر طنبورہ کے تن تن

بلا سے اگر آنی ہوسے کہارو
نہ مجھسے کرو بو سے ٹھولی کہارو

کیا میں نے ہنسکر بھلا کیا کرون مین
تو ہنسکے اون نے ٹھٹولی کہارو

ٹھمک چال چلنے پہ مت مان کیجو
کہ حاضر ہے اپنے مجھولے کہارو

کناری لگی کیسے کیا لال ہوتے
یہ کس گانو کے ہینگے بولے کہارو

لگے پیسے صدقے کئے کیا بلا ہین
روپیہ دو دونگی مین بھر کے جھولی کہارو

مجھے چپکے ہی پہونچا دو انشا کے گھر تک
نہ وو پیر چھو کر گئے پیسے ڈولے کہارو

نگوڑی چاہت کو کیون سمیٹا نبٹا کی جہاٹ جہور جی پیٹ کو
دوگانا ٹھیرجا ہی ہنگی ایسی تمہاری اٹکھیل کھیلنے کو

ہزار نوچونا ہے کہ یا مین کہین گے ہم تو نہ مرداونگے
اری تو جگر اسیراہ اونکا کہ جاوین پر لونکی پلنے کو

ڈھکیل دیتے ہے تیری کو کا تجاب سی اونکی گھر مین آئے
بلا سمجھے او آگ لگجائی ایسی تیری ڈھکیلنے کو

پہسل پڑی جو لگا اب یہ چہرہ جھنگی اتو تو یون ہی لے
لگی تھی مین ہوکے خوب پیاسی گہڑو سبی پانی اونڈیلنے کو

نصیب جاگین گے بیا جی تو مین بھی اپنا بجلہ کرونگی
ابھی تو انشا کو ساتھ سو یہان پڑی ہین پاپڑ بیلنے کو

بات وہ لاہی کم بخت جو جیت چاہی ہو
اجی بس جاو بھی کچھہ تم تو بڑی واہی ہو

پھر جو بولو گی کچھہ مین تو یہہ طعنے دو گی
پھر ایسا نکرو تم ابھی بن بیاہی ہو

آیا تحفہ وہ جو بر چھے سے او سکی لگیا
تب سیون ساری کی ساری یہ جو ایک لا ہی ہو

بوڑھا جیو نہ دانہ ہلا موم کے مریم اے شمع
چل بری چل جھج ہوئی اب تو کہین راہی ہو

دیکھہ لینا تو تجھے آج سے انشا اللہ

ضد سے آتو کے وہان بیٹھون جہان ہانی ہو

تم بری فرہو اے باجی جان … لوج تم سے کوئی چھپتے ہو

ٹانگ بچلی ہے اگر میرے لئے … تونے انگیا کوئی چھوٹی سی ہو

یعنی جیٹ پٹ کی اوسی سے بکھری … کھینے والے جو پچھپے ہو

ای دوگانا ترے مشغوبے کو … جیز ایک موم کی بتی سے ہو

وہی انشا سے ملادے مجھکو
میر جاہت مین جو باجی سے ہو

جی ہی کچھہ رکھتی نہین دھڑ مین تری پولی ہے تو … ای دوا فرہادکش پیا کی بھجولے ہی تو

ہی تری موںہہ کا اوگال اس پیٹ کا سیر اوہار … میری خاطر کیون منگائی پان کی ڈہولی ہی تو

بات دنیا کی سمجھتے ہے نہین نام خدا … دیکھیو میری طرف کیا خوب بی بہولی ہی تو

سنسنا جاتا ہی جی اپنا دوگانا او سگھڑی … گھر کے جانیکو منگائی جس گھڑی ڈولی ہی تو

دہرمٹ انشا کی سر کہہ جی کنہیا لعل کے
بن گھڑی ہورا دہکا جو کھیلتے ہولی ہی تو

ارے موئی اودھر آتو … کہ سکھائے ہنر آتو

رہ گئی دیکھہ اونہین کل … پکڑ اپنا جگر آتو

مارئیے کیا ہی کو دکے … جاوے اپنے جو گھر آتو

کیجیے کیا ہے انند مین … دیوے چھینٹے آگر آتو

مری دل کے بے خبر ہے … تجھے اے بے خبر آتو

کوئی کم بخت ہوگے … کہین تجھہ سے نکھر آتو

کیا ہو گر انشا تجھے ہان
دیکھہ لے بہر نظر آتو

ادھر آؤ نہ ستاؤ … پاس اپنے نہ بلاؤ

ہو جہان خوش وہین جاؤ … چٹکیون مین نہ اوڑاؤ

آگ دل میں نہ لگاؤ
بس نہ انشا کو کڑھاؤ

کوئی نہیں آس پاس خوف نہیں کچھ
یہ نہیں فتنہ کا عطر جس سے کہ ڈر ہو
کچھ یہ نہیں چوکیدار جس سے جھجک ہو
آؤ چلی میری ساتھ سانس ہی ہوئی دم

ہوتی ہو کیوں بیجو اس خوف نہیں کچھ
آتی ہے ہیونوں کی باس خوف نہیں کچھ
ٹھیلتے ادھر ادھر وسپہ کماس خوف نہیں کچھ
کچھ نہ کرو تم ہراس خوف نہیں کچھ

باندھو انشا نہ وہیان آگ دہرمین کا
پھولی ہوئی ہین پلاس خوف نہیں کچھ

نہ کہیو مجھ سے کہ اللہ اللہ
الہی تم نے میری کیا جڑ نکالی
تمہارے دولت اب ہو گئی ہے

اجی اوستاد جی اللہ اللہ
یہ کیا ہے ہر گھڑی اللہ اللہ
نہ سمجھے جس نے سب کہے اللہ اللہ

اجی انشا کو جو تم نے ستایا
یہی تھی مصطفی اللہ اللہ

یہ گھٹا رات کو چھائی کہ الہی توبہ
بیگمان راہ میں آج ایک پری نے مجھ سے
پھول کی ایک کلی جو پنجے میں اپنے لیکر
کیوں نہ جی وجد کرے آئے نہ وہ کہ اجی تم نے
تیری فریاد کروں کس سے زنا خی تو نے
خوب اب جاگ چکین رات کو جو آئی ہے

تیرے نینوں نے وہ انکھ دکھائی کہ الہی توبہ
آنکھ ایسی ہے لڑائی کہ الہی توبہ
نم یہ بلبل نے بھلائی کہ الہی توبہ
تنگی ایسی ہے لگائی کہ الہی توبہ
میری جان جلائی کہ الہی توبہ
تم نے لے ایسی جگائی کہ الہی توبہ

میری موہنہ سے جو لین نام سنا انشا کا
تو نے یہ موہم چھپائی کہ الہی توبہ

میں تیری صدقہ نہ رکھ ای میری پیاری روزہ
تمش اور برف کی کوزوں کی ہوئی تیاری

بندی رکھے گی تیرے بدلے ہزاروں روزہ
آج کس شخص کے رکھی گی دولاری روزہ

بولی نرگس کے جو کیاری مین نہ دیکھا پانی — ہی ہماری سی طرح تجھکو بھی کیاری وزہ

دن دہاڑا ہی ابھی رات کو انشا اللہ
تیری قربان گئی ہے مجھی وار روزہ

کلی دلکی بھلا کیون چھکیو نہین وہ مسل ڈالے — یہ دو نو پھول جیسی ہونٹھ تیری کوئی مل ڈالے
گلوری پان کی جو کھا رہی ہے اوس سے کہتا ہون — نہ رکھی بات کچھ جیبھ مین بھر کے ہو سو اوگل ڈالے
فضیحت کا نگوڑا ہر گھڑی کیون پیٹنا ہے — بڑا آدانا جو ہو جکی مین کیا جیو تو نکو دل ڈالے
برائی میری ٹھانگی بر خدائی رات بن مین نی — بڑی ایسی بہت ساری گڑھائی بیچ تل ڈالے
مجھے ڈر ہے بچھیر ایک جو ہی ناکند سا پھرتا — مبادا ای دداجی وہ کہین تجکو کہندل ڈالے
غلیلہ ہے اوسی گھر پال کا کیونکہ نہ ٹھہرا دین — نگوڑی باولی چڑیا مری مین جو خلل ڈالے
دوگانا ماہ دہمین جوبن کی بہری وہ رقیب آپہونچا — کہ کوئی پھول اوسکی گود مین کوئی لاکے پھل ڈالے
اری تو اوبلے ہی پڑتی ہے ماری جہل کے ای رنڈی — خدا ایسی بھی دید دمین کسیکے تو جہل ڈالے
بھلا ہوتا نہین دنیا مین رسمون کی بدلنے سے — جو اپنی خیر چاہے سو تری نیت بدل ڈالے
گھڑی جیسی فرنگی بولتی ہے دل ہی ہی یون ہی — یہ خطرہ ہے کہ تو کوئی بگاڑ اسکے نہ کل ڈالے

کسی کوٹھی کی ٹلی پردہ ہے جو ایک درخت انشا
اگھٹے تین چار اوسمین سے آئی ہین نکل ڈالے

کل ایک گھر مین خوب ہی چھوٹی بڑی لڑے — ہاتھونسی ہاتھ اور گڑون ست گری لڑی
چھلنی سے چھاجھ چھاجھ سی چھلنی الجھ گئی — مٹکونسی مٹکے ٹوٹے گھڑونسے گھڑے لڑی
لڑکون سے لڑکے جھٹے جوانون سی سب جوان — ہانڈیون سی ہانڈی کڑبڑون سے کڑبڑ لڑی
جہنٹونسے جہنٹے سنی تھہ برے چوٹونسی چوٹیان — بھٹونسی بھٹے بیٹے کھڑون سے کھڑی لڑی
حقون سی حقے چلمونسی چلمین سی لوٹیان — نیچون سی نیچے گڑگڑون سے گڑگڑی لڑی
جب تل گئی لڑائی ترازو کے تول مین — باٹونسی باٹ ٹوٹے دھڑون ست دھڑی لڑی

انشا یہ دیدنی ہے بھی اس دھوم دھام مین
دیدون سے ایک شخص کے ہوکر کھڑے لڑی

جنہمکو چاہیے اوسکا خدا انت بھلا کرے
دو دو ہوں ہنسا ہے اور وہ پہ توں بھلا کرے

روٹھی ہوئی کو کیلئے جا کر منا لیجیے
منت کسی نگوڑی کے اپنے بلا کرے

جلسا ہی اوسکے موںہہ کو جو چاہت کا نام لے
اس دل کے آنچ مین کوئی کب تک جلا کرے

کچھ دور تجھسے بھی نہوئی چل چخے دو دا
وہ اوڑ گئے جو کوئی ترا ا رتلا کرے

افسوس اس خیال مین جو جی مین رچ گیا
وہ نو بہہ ہاتہہ کوئی کہاں تک ملا کرے

دائی کے دشمنونکا نے موسے اصیل
کچھ جا کے بد دعا نہ کہین کلکلا کرے

آواز بجھہ رہی جو دوگانا کے آج ہے
انشا سے کوئی کہدے اب اسکا گلا کرے

جو دل لگی آرسے کو ہمارے جلا کرے
اوسکا کنول خدا کے طرف سے طلا کرے

کیا نیند آوے اوسکو بہہ بھونکی بنکھیا
جبتک نہ زوری زوری سے موںہہ پر ملا کرے

ہین اولٹی مانگین اوسکی اسکے گلی مین جھٹ
جو کوئی اونسی جا کی ہمارا گلا کرے

بندی کی وہ جو لوٹ رہین ہون امی مرے خدا
ایک مست ہاتھی عیب ہے اونپر بلا کرے

کچھ بندہ باندہ ایسی طرح کا کہ اے ددا
انشا اب اوکی چکی تو ہم سے ملا کرے

چلو سیر باغ کو کہ کہا سوئی ہین درخت ہری بہری
وہ جو تاک ہین سو نشہ مین ہین نہین کچھ بھی اور وہ پری

اری بونڈون گھیر بو جا جیو کنین جتنیونکو نہ جا تجھ
کہ یہ چھوٹی چھوٹی سے بچی ہین یہ تو چیوکر ہین دری بری

یہ جو گانین ہین انہین ددا تو خدا کیوا سطے دی سنا
کہ نگوڑی دوانکے سر پہ جا کوئی سانپ نامی بہری

جو گناہ کرے پہر آوے تو اوسی ایسی آنکہہ دکہائی
کہ رہے جہانین جب تلک قصور پہر نکری ڈری

نہ بہیچال لال پہ ہے سی کہہ نہ تو زین خانون لی سی کہہ
اری انشا اپنی ہے جی سی کہہ کہ کسی پہ دل نہ دہری دہری

ہرون لو و دکو بہانکی پیر یون نے پچھاڑا ہے
نہین یہ لکھنؤ ایک راجہ اندر کا اکھاڑا ہے

جھوا ہے کچھ نہ چہیڑا ہے کسنے ابتلک انکو
ابہی سی بیگما جی نے بہلا کیوں موںہہ بگاڑا ہے

خدا انکو اوجاڑے ہی ہاتہہ سی ان باغبانون کو
جنہون نے اس معری بلبل کے کہونسلے کو اجاڑا ہے

رضائی شال کی اوڑھ چلو ہم تم جہبر کہیٹ میں | ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آرہیں ہیں عجب جاڑا ہے
گرایا کل دوگانا کو جو تمنے کہیل کرتے | تو کوکا یوں پکار اوٹھی بچھایا ہے پچھار اچھے
بھلا باتیں کرے کوئی کہاں تم سی جہان دیکھو | تمہاری ساتھ ایک لیٹا ہوا دہاڑیکا دہار اچھے
نہیں بہاتا نگوڑی بادلیکا یہان یہ ٹمکیرہ | ابھی بس چاندنی نکلی سیری اور بس نواڑا ہے
اوسینی پی لیا ہے عاشقوں کی جانکا لوہو | وہ جو گردن کی ڈوری ساتھ لپٹا سرخ ناڑا ہے
بگاڑو گی وہی تم بہی دوا جی مجھکو دہمکا کر | جو سب لوگوں نے ان ہیر غلاموں کا او کہاڑا ہے
جو سوچا خوب سا ہنی تو اونکی دوستی کا ڈسب ہے | نہ سیدہا ہے نہ ترچھا ہے نہ چیرا ہے نہ آڑا ہے

بہبہا رے گرم غلطی کا نہ دیکھی اب انشا کو
نکالے ہے پرستان صاحب کو اوسنی خوب تاڑا سہی

اس گھڑی ایک میاں میں بھی ایکے میں تو بولتے | ڈر لگے ہے پر سبب ہے رات سن سین بولتے

ایضاً

گوشت ایک گاڑی بھرا لیکر جو چیک پیاسی ہے | تاک ہی کوڑا سی اوسکی جان سو نیاسی ہے

ایضاً

کیا چڑہے وہ میاں کسی شخص کے لنگی جوتے | ہے میرے پاؤں تلے لال پری کی جوتی

ایضاً

یہ کیا تجھے ہے خواہی نخواہی | مجھسے بکنا وا ہے تباہے
آنگیا دوا کے تب تو نے ایک | ساری کی ساری جب ہووے کالی ہے
طوفان تمنے مجھ پر جو باندھا | کوئی بھی دیگا اسکی کو اسے
سیری بڑی ہیں جو کوئی ہووے | اوس سے سمجھ لے تو ہی الٰہی
دشمن جو میری سے ایک جنی وہ | از غیبی آدی ادسپر تباہے
جمنے بنا ہے تمسے تو نیارے | لیکن نہ تمنے مطلق نبا ہے

انشا نے سے اب تلوار باندھی
کیا خوب اجی واہ ایسا سپاہی

بس مرا سر نکھارے
سیر کا ہے مزا ابھی
کوئی نادان ہووی تو
تو بھی بھلا یہہ اے صنم

دو یہ ہو چل پیچھے پرے
کھیت ہیں سب ہری بھرے
تیری بات تو نیر ول دھرے
کوئی اب تجھسے کیا کرے

دیکھ انشا مجھے بھلا +
سانس ٹھنڈی نکلوں بھری

وہ تو کسی میں نہیں آپ میں جو بات ہی
پڑتی ہے مینہ کے پھوار نینا میں سب لوگ ہیں
تم بھی کوئی ہواجی کون نے کہا آدمی
سینک سی یارا بھرا پٹے میں کوڑیکی اور

جھوٹ جو بولوں تو یہ تاروں بھری رات ہے
ایسی میں آجائیے زور ہی کچھ گھات ہے
واچھڑی کیا پوچھنا آپ کی جو ذات ہے
یعنی یہہ اونے کہا یہہ بھی تو ایک بات ہے

دل کی خوشی کی لیے سنیئے کچھ انشا سی اب
بات میں اوسکی بھری ایک کرامات ہے

مینی جو پیچ کچا کر کل اونکی پان کاٹی
لیلی کی آگے کیا وہ مجنون کی آہ شقل

تو اون نے کس مزی سی میری زبان کاٹے
سر مونڈی ایک لونڈی سو ناک کان کاٹے

ایضا

اوکی چلی تو کبھی چونک کی بہی سیر رہے
اپنوں کی جتنے اجی ہمنے تو اپنایت کی
طیر نا چاہ کی ندی میں ترا کام نہیں

اور کیا دولہہ بہادر دمونکی خیر رہے
پھر یہہ قسمت کہ وہی غیر کے تم غیر رہے
جنکی قسمت میں لکھا تھا وہی طیر رہے

ایضا

یون جھکا مجھ پہ کوئی رات کا جاگا جیسے
کیون پلک پڑتے نہیں دیسہ کچھ اونکا تو
یون ہی ہر بات میں بولا کرو شگیسرا
کوئی اللہ کری چھینک پڑی جلدی سے

تم تو وہ جاتے ہو سوئیں ہیں ڈیناگا جیسے
سونی روپی کو گلا دیوی سہاگا جیسے
ابھی آغا کو بہاک کر کہا آنکھ جیسے
وہ چھیر کھٹ میں تو ہی چھوڑ کی بھاگا جیسے

مین تو وو کہا نہین گا نینکو تری پر یہہ کہا
گا نینین گا وین اسیر و نگی گہر و نین نہ کہ وہ

تال سرسم سی جو گاوی تو بہلا گا جیسے
قا ئین قان آکی کرین صبح کو نگا گا جیسے

ڈہال تلوار لیئے لا ٹاٹ چڑہائی انشا
جھسے یون رات ملا ہو کوئی ناگا جیسے

یہہ اتفاق ہے نہ بنی یا بنی رہے
روٹھی ہوئی ہے وہ تو گئی پر یہہ سوچ ہے
مانگو نگی آدہی رات کو سر کہو لکر دعا
نواب دولہہ شیر بہادر وزیر کے
دولت بنی ہے اور سعادت علی بنا
قائم رہی وہ چاند سا کہڑا جہان مین
جم جم وہ آنکہہ اوسکی جو برچہی سی ہے بڑا ہے

پر آدمی کو چاہیے دل تو غنی رہے
یہ کیونکہ ہو کہ یون ہی منی تو منی رہے
آمین کے کہنے کے لیے اور ایک جنی رہے
جم جم سی ملکون ملکو نمین نت روشنی رہے
یارب بنی بنے مین ہمیشہ بنی رہے
اوسکا برا جو چیتے اوسی جان کنی رہے
دشمن کے دلمین جہتی اوسیکی انی رہے

ہمت کبہی نہ ہاریئے انشا یہ چاہیئے
جو بات دلمین ٹہن گئی بس وہ ٹہنی رہے

دنیا ادہر کے کو اودہر کو جا ہی
وہ ہی اب تجہہ سے کہیلے جیسی
موہنہ سے ٹک پہوٹ تو نا رنگی
ہی جنکو چہٹی تلے کہڑا اوسکو

پاٹے خوجہ کے کس طرح خو جائیے
جان ٹیا سی اپنی جو کہو جائیے
اری کس طرح تیری تو تو جائیے
ٹہنڈی ٹہنڈی کہو کہ گہر کو جائیے

کہہ کہانی تو ایسی ہے انشا
جسمین آ تو نگوڑے یہ سو جائیے

آج وہ بات سہی جسمین تری کل کل جاے
یون لگی کوسنے چوٹرین جو ہاری وہ پری
قلتی ہیرنے ہوئی امی جیا تو جو وہ اتراوین
آہ کی تو جو مری چوٹرین سے نکلے باجی

کیا کرون لیکن اگر کوئی مہینا ٹل جاے
ستی ہو جای دمن مرترا راجہ نل جاے
حق کری تیری طرح اونکا بہی جوبن ڈہل جاے
شمع یہ بختون جلی کیون نہ بہلا جل جل جاے

اوسی قربان کروں جو مجھی جھیڑے انشا
سیری چھاتی جو چھوئی اوسکی ہتیلی جل جاے

سیدھی لوگوں سی بھی کہتی ہو مجھی دیکھی
آئی ابتاٹہ مری دوست یہ کیا قہر ہوا
کوئی بیچارا ہو تو اسوقت تصدق ہو جاے
چشم بد دور قصابہ یہ تمہارا ای واہ

کیا بہی خو بہی تمہاری بہی اجی بی سیکھی
ای لو اب صبح کی نوبت بہی بجی بی سیجی
اوڑھنے زرد عجب تمپہ سجی ہے سیئی
گرم گتنی ہو اجی او چھی بجے بی سیئی

اجی انشا کو نہیں دہیان ہمارا اصلا
آبرو ہمنے عبث اپنی گنجی بی سیئی

پڑ گیا نیل میری گال میں کیا قہر ہوا
دبلی پتلی ہوں مری تو نہ پہنیو کیڑ ہی
ہنسے لی اتنی ہی سنبری کہیں پیچھے جاکر

اری کم بخت نگوڑے پڑی تجہہ پر کلکی
اری او جان اری خیلا اری او نکلی
پہلے باجی ہی نے معجون کی کہالی کھکی

ہو گئی رات تو سب لوہو لہان ای انشا
دیکھ میں چیخ پڑو نگی نہ مری لی چٹکے

کوئی کچی ہے گنی ہر بات کا پکا تجھے
کوئی جھنگا ڈرسا جی ہو نگوڑا اوڑ گیا
کون جیتا کون ہارا یہہ تو پیسی مجھے
او ٹھتے کو پل اور چاہت ہنگیا کیا قہر ہے

گر پڑے تو او ندھی موہنہ شیطان کا دہکا تجھے
ای دوا جواب کہا دی کاٹ کا مکا تجھے
ای زناخی یو پڑی میری تیئں جھکا تجھے
چاند جیسا لگ گیا بیڑ ول یہ لگنہ تجھے

چیلے دینی کہول کندھی لینا انشا کو بلا
ڈر بہلا کیا چاہیے دربان بو باک کا تجھے

سچ کہوں بات جو بری نہ لگی
کیا وہ بنجیری سیلی بیلے اجی
آغا مینا او جڑ گئی تجہہ کو
چھوڑ ہری جی چلے وہ کیا گاڑ ہی

کیا وہ ڈھکتے کہ جون بھری نہ لگی
جو کہ ہوٹو نمیں شہد بھری لگے
جا بیٹے کوئی بے شری نہ لگے
کبھی ہنتیوں میں جو دسری نہ لگی

ڈر یہی ہے کہ میرے پیچھے دوا — یہ نگوڑے اکل کھرے نہ لگے

میر انشا وہ ہے کہ رستم کے
جس سے ہرگز بہادری نہ لگے

رات بھر اپنا ترستا ہی رہا جی باجی — اب تو نوبت بجی اٹھو اجی باجی
صدقے آواز کے تیرے جو پکارا میں نے — تو عجب آن سے کچھ تو نے کہا جی باجی
ہی سلیقہ تجھے انشا کہ نظر آتی ہے — بادشا ہزادی تری سامنے باجی باجی
اہی تو اس کو ٹھہر میں مہری ڈرانیکے لیئے — ایک عبا اوڑھ کے بن بیٹھے ہیں حاجی باجی

کردیا تو نے خفا مجھسے مری انشا کو
تیری یہ رنج کری شوخ مزاجی باجی

چبھتی ہے یہ نگوڑی مسلسل کے اوڑھنی — لادی وہی دوا مجھے ململ کے اوڑھنی
بن سر ڈھپی ہوئے تجھے کیا چاہیئے بھلا — بوٹنی سی قد یہ اس پہ ٹے آنچل کے اوڑھنی
کو کاجی دیکھو میرے دوگانا یہ کیا بھی — پشواز اوڑھی اور جھلا جھل کے اوڑھنی
اوس اوڑھی اوڑھنی کی تو گاتی نہ باندھیئے — بنجائیگی یہ کوٹھری کاجل کے اوڑھنی

انشا کی سونگھنے کے لیئے اون نے بھیجدی
جا لیکی کرتے اور وہی ہلکی اوڑھنی

جو مخالف تھی چمن کی وہ ہوا ساری گئی — لے نہ ای نرگس خوشی کر تیری بیماری گئی

ایضاً

چونپ کیا ہو جو کسی سے کوئی ہر روز ملے — چاہیئے سفلہ میں دل سوز سے دل سوز ملے
کیون نہ ٹھنے سے بھری اوٹھے کو مسندوری جھول — وہ بند و ڑ آج کہ مثنا جیسے زردوز ملے
جیسے ہیں بوزقرا گوز کے صورت آیا — اونہیں گھوڑا بھی کوئی بوزقرا گوز سے ملے
تم کو تو دھیان بھی آٹھ پہر ہے کہ مجھے — نت نیا اور ہر ایک ماہ شب افروز ملے
ہی شکل وہ کہ پرانا جو ملے تو سو روز — اور وہ جو کہ نیا ہو وے سو نو روز ملے

نہیں اندر سے اگر شور ملا تو انشا

موںہہ بنائی ہوئی پھر کیوں میاں فیروز ملے

کیا غضب ہے کہ تری چتون میں پری آگ بھرے | تو بھی کچھ قہر ہے اللہ ری بھاگ بھری

رباعیات

اے بی بی ہیں شاندار بہائی تیرے | صدقہ قربان جاے دائی تیرے
وہ چال نہ چل کہ نام رکھے کوئی | بی ڈول سہی ہیں دیدہ ہوائی تیرے

ایضاً

ناحق ناحق مجھے جلاتی کیوں ہے | گھر میں میرے آگ لینے آتی کیوں ہے
آئی تو نہیں ٹھہرنے یہہ رنجش ہے | بیفائدہ یہاں تو آتی جاتی کیوں ہے

ایضاً

جہانکا تو نکر عبث فضیحت ہوگے | آتو یہہ سنیں گے تو قباحت ہوگی
چالیں یہہ چھوڑ دی نہیں تو ناحق | اکروز بڑی بڑی فضیحت ہوگی

قطعات طلسم

دودہ میں خوب گھول نوسادر | اوس سے لکھئے جو ایک کاغذ پر
حرف جب سوکھیں پوچھیے ایسا | کہ نہ معلوم ہووینگے وہ کدہر
سادہ کاغذ دکھائی دیویگا | ہی ہوگا نہ یہہ مجھہ سے سیکھہ ہنر
آگ پر سیکنے کے ساتھہ اوس میں | آئینگے کالے کالے حرف ادہر
یہہ کرامات دیکھہ کر جانے | تو کہہ اوٹھینگے ہے کیسی نظر

ہمنے بھیجے ہیں اپنے انشا پاس
لکھہ کے ایسی طرح کے خط اکثر

لگاوی شمع کے پیندے پہ شیشہ کا چیٹا | سہارا لگا ہوا اور اوسکو حوض میں چھوڑ
جلی گے وہ موئی جون جون اوبھرتی آویگی | نہ ڈوبے گے نہ بجھیگے ہنسینگے سارے شہر

ایضاً

کھینچ کو دا دیا سلانے کا | سینک مضبوط سی کوئی لیکر

کر کے خالی چھونکے مہروں کو — اوسکی گودی کو اس سلیقہ سے بھر
کہ نہ معلوم ہو بناوٹ کچھ — بدلے اوروں سے شرط کچھ اسپر
کہ ابھی او گئے ہین چنے دیکھو — رکھدے ایک تہ مین خاک کے اندر
اور پانی چھڑک دو تھوڑا سا — پڑھ کے کچھ جھوٹ موٹ چھو منتر
اون چنوں سے وہین سرک دینے — پھوٹ نکلین گے کونپلین باہر

ایضاً

لگے جو خط عرق سے لیموں کے — سادہ معلوم ہوئیگا بس خیر
آگ پر جو دہرتے زعفرانی حرف — نکل آوینگے یہ عجائب سیر

خط موزون

مشفقا مد ظلہ العالی + — بعد اظہار اشتیاق و نیاز
ملتمس یہہ کہ خط جو لکھے ہین — تو اوسے چاہیئے کوئی ہمراز
سو تو کم بخت ٹھنڈی سانس ہوا — اور اپنا نہین کوئی دمساز
دل پہ جو ہے سو جانتا ہے وہی — پاک پروردگار بندہ نواز
جی نگوڑا اتر سا گیا ہے — اتنے سنتے کو آپ کی آواز
اور لگی شمع نے کہان پایا — وہ جو ہے ہم مین ایک سوز و گداز
کہیو پوچھیو نہ تھے سفر مین کہین — اور پڑھیو پانچ وقت نماز
عمر کوتہ سفر کے ہے مشہور — چلنے والے کے عمر ہے سو دراز

واقعی سچ کہا ہے انشا نے
بیچ دنیا کے ہے نشیب و فراز

ایضاً قطعہ

دمبدم جھوٹ کے یہہ مفت بہانے دیکر — کیون کلیجے مین مرے آگ لگاتی ہو تم
غیب سے آنکی جھلسا لگی اس چاہت کو — کس لیے آکے بھلا اور جلاتی ہو تم
پھیر خون مین یہ پھیرکن نہ ادہیا للہ — چیز جب دیکھو تو کچھ اپنی ہے گاتی ہو تم

یعنی معقول جو خوش اچھڑی کیا خوب اللہ | چٹکیوں مین مجھے بھی اب تو اڑاتی ہو تم

کہوگے سمجھو گی بھلا تجھسے مین انشا اللہ
کیا کیا مین نے جو سر پر دوسر آتی ہو تم

قطعہ بطور خط

خان سمو المکان سلمہ ربہ | آپ کو معلوم ہو بعد نیاز و سلام
بفضل الٰہی سے یہان اور تو سب خیر ہے | گذرتے ہے اچھی طرح شکر ہے اوسکا مدام
لیکن ابھی کیا کہی کہنے کی قابل نہین | اتنو جدائی کی ہاتھ زیست ہوئی ہے حرام
دلمین بھٹو کے سے کچھ لگتی ہین آٹھون پہر | کوئی اوسی کس طرح رکھی بھلا تھام تھام
روز جو وعدہ کی نتھی گنتے ہی گنتی اونہون | انگلیونکے پوروی سو جھہ گئی ہین تمام
پردہ دوری کہین بیچ سے اوٹھ جاے جلد | پردہ نشینونکی ہے اب یہ دعا صبح و شام
کرتے ہین ہمجولیان باغ تماشے کی سیر | اونمین ہمبھی رہتی ہے اپنی وہی دھوم دھام
ہمین جو روتے ہوئی دیکھہ کہینچے لیا | تو یہہ بہانا کہ ہے رات سے ہمکو زکام

سنتین ہین انشا کی اور اپنے سمجھے وہی
اسکے سوا اند نون کچھہ نہین بندہ ہی کا کام

ایضاً

میرزا صاحب الطاف نشان سلمہ | بعد اظہار تمنا یہہ ابھی ہو معلوم
آپنے مدت سی سدیار نہ کبھی خط لکھا | ہمکو ایک پیسہ کی کاغذ سے بھی کیا محروم

قطعہ دربیان طلسمات

گر سے لکھی جدا ایک وصلی پر | اور سکھلاوی لفظ اسی پیاری
کوئی سے ملی یہہ وصلی کو | کہ وہ کالے ہون حرف بھی سارے
دھر کے وہ وصلی ایک تختی پر | جیسے پانیکے خوب ہے مارے

حرف انشا وہین سفید سفید

چمکا اوسمین لگے جسطرح تارے

لکھیے جو چونے سے کچھہ ایک کسی فرد پر | اور سکھا کر اوسے خوب مٹا دیجیے
فرد تو سادی ہی پھر سب نظر آوینگے | ڈال کر پانی مین پھر سیر دکھا دیجیے
صاف او بھر آوین گے حرف چمکتے سفید | آپہی کرامات سے کے دھوم مچا دیجیے

ایضاً

عرق لیمو آوسے شیشہ مین | کہدے ایک آدمی سے بھر لا ری
اوسمین ایک چٹکی بھر کف دریا | پیس کر چھوڑ دی تو اہی پیاری
او بل آویگا وہ عرق سو تہہ تک | سانپ کے طرح مار پھنکارے

یہہ عجائب طلسم ہے انشا
دیکھہ جس کو بچک رہین ساری

مستزاد در مستزاد در فہمیدن نسبت از زبان ریختی

نسبت وہ جو آرام سی ہے ہاتھہ کو سو کیا | کچھہ سوچکے بتلا | ہی اسمین کلائی

ایضاً

نوبت کو تری نام سے ہی میل کیہ پیا | مت کر تو اچنبھا | کہدی ارے باجی

ایضاً

وہ کونسی ہے چیز کہ ان جانوروں سے | ایک ہی اوسی نسبت | اور جی نہین اوسمین
کٹیرونکی پرون سے جو بنی سونیکی چڑیا | یعنی تری انگیا | ای جان ارناجی

ایضاً

کوکا جی بھلا یہ کہو تھی کونسی نسبت | کسو اسطی کل کیون | آنکھو نپہ تمہارے
جو لوٹ گیا دیکھہ کے کل تیلیون والا | کرنے مین تماشا | اوسمین بہے پتلے

ایضاً

کل کر کے ٹھٹولے وہ پری مجھسے یہ بولے | دن رات سے نسبت | کیونکر نہ سمجھے ہو

تولا تجھے ان انکھونکی کانٹے مین تو ٹھہرا | تولا کہ سہے ماتھا | دیکھا یہ تماشا

ایضاً

جھنڈی سے بھلا وہان کوئی کو نسبت | فرمائی صاحب | اسکو بھی نہ سمجھے
تو بوجھہ چکے اور بس اب کہان خشتکا | ہو جب کہ پہیرا | تو اب بھی نہ سمجھے

ایضاً

ہی مردون کی ناموس نہین خط ہی کسی نسبت | پر اوس سے کہ جس بن | کچھہ کام نہ ہووے
پہیلی وہ لکہا جاہی بنے جسکہ لفافہ | ہے یہ تری انشا | اللہ کی خوبے

پہیلی

تالاب مین طیر اگری دترات جو چڑیا | کیا ہے وہ بھلا ہے | بوجھو تو پہیلی
ہر شخص اوسے دیکھہ کے موڑا وسے سر اپنا | یہ چال انوکھی ہے | قبلہ نما ہے

ایضاً

جا بیگمونکے سو منہ لگے ایک کالی سی جوگن | دونا کرے جوبن | وہ کیا اری سوتن
لوہی کی جنی ہو وسے اوسی سب کہین نا بنا | صورت مین پری سی | وہ یعنی کہ مسی

ایضاً

تارون کی بنائی ہوئی ایک ناگنی ایسی | سر جسکا سنہرا | ایک رات مین ظالم
پیجاوی جو تالاب بھی ایک ساری کا سارا | یعنی کہ جلائی | ہی تو جو دو ہی

ایضاً

اندھیاری مین جو بیٹ سی ہو کون بھلا وہ | جھٹ جن پری دو ہین | جب یاد ہی جالا
لڑکا جو نگوڑا جنے سو بہوت سے کالا | اسی دائی جنائی | پرچھائین ارہی بی

مستزاد حماسی

مین بہاشد گل رات جو دیوار نجاتی کہندی نہ بلاتی | نجانکر نہ جگاتی نیند اسکو نہ آتی | جو بن کے وہ ماتیو ری بلاتی
اور چٹکیون سے سر تین میچ اوڑاتی ہاتھو سے نجاتی | گالی نہ بچاتی کہانی کو نہ کہاتی | پہرتو نہ بلاتی سو سہیلی گاتے

پہیلی

وہ کون جسے یوں سراو دہر دیکھے تو کو | وہ پیڑ نہ وہ آنکو آگی ہی سے آگ
گہروالی کے آنیکی خبر ہے وہ سنتا تا | مت بہول دوانی کوا ارسے جانی

ایضاً

ہے کون درخت ایک کہ باوں بیچ پہل اوسکی | اور پہول سرا اوسکے پر چار ہین سنئے
ماتھے پہ لگا چاند ہے اور ٹہاٹہ بی پہ تارا | دنیا مین اسلیے قائم رہے اوسکے

ایضاً

وہ کیا ہے سقنقور کو لگہ ٹہوا اوس ہے | دکھلائی نہ دیوی پر دہوم مچاوے
کہتے ہون بہلے لوگ جسے جان چہپا گنا | سو کیا کہ وہ چہپے واللہ کہ آیئے

ایضاً

وہ چیز بہلا کیا کہ مزے جتنے بنائے | اللہ میان نے سو سب این اوسمین
پہوٹے نہ بہی آپ رہی جیسے کا تیسا | اور کار روائی کرجاوی وہ سب اکی

تمام شد دیوان ریختی



آغاز دیوان غزلیات و قصاید ہندی در حمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای خداوند مہ و مہر و ثریا و شفق لمعۂ نور سے ہی تیرے جہان کو رونق
جبکہ کر مکتب ابداع مین تو نے کھولے دفعتاً نسخہ افلاک کے جون سات ورق
تختۂ کرہ پہ تو ہوا مسئلۂ وحدت کا عقل اول نے پڑھا تجھ سے بادب سبق
ذات کو کنہ کو کیا فہم کرینگے اوہام سیکڑون نوع کی ہین جسمین دقایق مغلق
کیجیے گر نظر غور بانواع صفات خیرہ ہو ذہن کہ ہے یہ مسائل ہین ادق
روح کو حکم تعلق بجسد فرمایا تاکہ اشکال ہیولا و صور ہو مشتق
مزج سے چار عناصر کو جو دی کیفیت تیغ ہستی نے کیا پردۂ اطلاق کو شق
خلق انسان کو کیا نامیہ اوسکو بخشی ہیئت جسم کو کرکے متشکل ز علق
جامدہ ہی جسم کی تصویر کو تا نافذ ہو کر ایک پردہ مین قوا اخذ کرین اپنا حق
ہین سب اعصاب و شرایین و رباط اصلی کہ حکی آمد و شد کو نہ ہی رنج و دق
واسطے فایدہ کے سب یہ بنائی اعضا عاتق و کتف و ید و ساعد و رسغ و مرفق
سمع و ذوق و بصر و لمس و شم و وہم و خیال ہین کئی تو نے دیے ہمکو کریم مطلق
تھے کہ اس بندہ نوازی کی تری ہم اہل ہین باپ مان ہوتی ہین کب ایسی شفیق و مشفق

جوہر صنع سے ہین تیری مقولات عشر
سب امورات ہین ہر آن رتیق و راتق

فعل ملک این ومتی باکم وکیف وجدہ وضع
انفعال اور اضافت سے ہر شے شق

تیری سطوت کے جو وادی کو نظر بھر دیکھے
تو ہین وہم کو یکبارگی آجاے عرق

بحر امواج حقائق سے گذر کون سکے
ہان مگر فضل ہے تیرا ہے بجاے زورق

داورا سچ کہ سزاوار پرستش تو ہے
بیشک و شبہ سمعنا و اطعنا الحق

روز و شب عزت خلاق تری حکم مین ہین
عرش و لوح و قلم و شش جہت و ہفت طبق

پہلے ہی قطعہ اقطار سموات علا
قاف تا چشمہ نہو جیسا کہ نہ سمند رخندق

ہے ہیولی ثلاثہ کو علے قدر الحال
تیری ہی فضل سے محصول ہمہ اسد رمق

لطف فرما جو ترا ظل ہمایون ہو تک
چشم تحقیر سے عنقا کی طرف دیکھے بق

فی المثل تو تب ایام و لیالی سے پیٹھ
چرخ گو گرسنہ ہو کہ سیرا ابلق

جانے ہی سے صفا رحقیقت کی شبیہ
غیرت آودن ہین اگر مجسم ہو کبھی اے احمق

سعی بیفائدہ سے کیا تجھے حاصل ہو گا
راہ لگ اپنے یہ صحرا ہے بڑا لق و دق

سیکڑون طرح کی نعمت کے تو اے رازق کل
بھیجتا نعمت الوان ہے بطشت و طبق

نم فیض ہر کو میاہ الا سحاب
اور چلا بین الجنہ و ارض ہے مثل زیبق

کے بعد یہ شکریہ ادا کرتا ہون
شکر صد شکر ہے اے حمد و ثنا کے الیق

کہ مجھے دین محمد مین کیا تو نے خلق
ورنہ تھی اور بھی انواع کی ادیان و فرق

قابل امر او سچ قدس ایک گروہ
ہر جیسے عیسی مریم سبے کہے سے احمق

راہب فاذ کش اسلام کے گر لو یا ہے
لو ہوا بادہ کلیسا مین پیے شل عاق

زند واستا کی ورق کھولکے سب گبر مجوس
ذکر زرتشت ثنا کرتے ہین با ذوق شفق

شر وسواس شیاطین سے بچائے مجھ کو
تیری سایہ مین چھپا آکے ہون اے رب فلق

نہ تو کچھ دین سے بہرہ نہ مجھے دنیا سے
ہین ملے اس بندہ انشا کی بھی اے میرے حق

وسعت رزق بفضل ہو مجھے صحت ساتھ
جلد ایسی کہ نکرنی پڑی مجھکو زرق زرق

رزق کا تو نے تکفل کی قسم کھائی ہے
ہے قسم تیری تو او فی و ابر و اوفق

عمر تا یکصد و سی سال عنایت ہو مجھی
[illegible] جہہ بق بق

تاکہ مشغول عبادت رہے انشاء اللہ
ضایع اوقات کو کبھو نہ کرے حق ناحق

اپنی اطفال و عیال و پدر و مادر ساتھ
روز و شب ورد و وظایف میں رہے مستغرق

ماں اس عرض و تمنا کو تجھے لائق ہے
خاطر اقدس مختار و وصے برحق

قلم عفو میری لوح جرایم پہ کھینچ
از پے حیدر کرار امام اصدق علیہ

کلمہ ہو منہ سے دم نزع مری جاری ہنوز
جب تلک آنکھوں میں رہے جانکی ذرہ بھی رمق

ہاتھ سے ساقی کوثر کے پلا دینا جام
عطش روز قیامت سے نہو مجھکو قلق

اہلبیت نبوی کی سے لئے اسے بار الہ
کچھ نہ پہنچے مجھے آسیب جہنم مطلق

قصیدہ در منقبت حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام

گرچہ افلاک کے سب پھونک دی اطباق آتش
منہ تو دیکھو کہ کرے آ مجھے احراق آتش

نفس گرم وہ رکھتا ہوں کہ جس سے ہو جائیں
نسخۂ گل کے یہہ مجموعۂ اوراق آتش

آنکھ اگر مجھسے ملا بیٹھے تو تقیید کو چھوڑ
بھاگ جاوے طرف عالم اطلاق آتش

چشمۂ نور ہو سراپا شرر سے جاری
آگ دینے کو میری جھاڑے جو چقماق آتش

میں وہ دل سوختہ ہوں گرم خروش اے بلبل
کہ میرے سامنے مطلق نہو حراق آتش

حیدری نعرہ اگر ہند میں کھینچوں ہو ست
ہو گر نیزہ سوے وادی قبچاق آتش

گرچہ میں نوع بشر میں ہوں ولیکن حاشا
کر سکی میری عناصر میں نہ انصاف آتش

سابقہ جیسے میری آہ سے رکھتی ہے گرم
تب سے ہے برق شرربار سی سباق آتش

ق

بے ادب ہو کی اگر مجھسے کبھی اے صاحب
ہے یہہ مدت سے جلا دینے کو مشتاق آتش

خواجہ خورشید کہ ہے باپ کی جا گہ اوسکی
صاف منہ پھاٹ یہہ کہہ بیٹھی ہوے عاق آتش

میری سینہ کی اگر آگ سے واقف ہوتی
پوجتی رہتے سدا حضرت اسحاق آتش

برق وش میری گناہوں پہ جو مارے چشمک
ہووے گردن زدنی لائق شلاق آتش

آنسو وہ چار وہ رو ڈالوں ابھی گرما گرم
جسکی ہے لاج میں مشرف ہو باغراق آتش

خالق ارض و سما کا ہی وہ نوبت خانہ
کہ دہل سننے کی جسکے ہی مشتاق آتش

ساتھہ بجلی کے تڑپتی ہے کڑک اوٹھی ہی رعد
زور نقارہ ہے یہ جسکی ہے مطراق آتش

غوطہ زن لجۂ حیرت مین ہو فی الحال اگر
ہو مشرف بہ قدم بوسی عشاق آتش

اپنی مولی کی محبت مین ہو نین مثل خلیل
کوئی ممکن ہی کہ دیوی مجھے شلتاق آتش

یا علی جبکہ زبان سے کہے انشاء اللہ
کرۂ نار مین سب بجھہ کی ہو بیباق آتش

طائر سدرہ ہی مین گرم سخن ہون جسجا
کب کری مثل کلاغ آکے وہان نعاق آتش

آنچ دوزخ کی نہ پہنچے مری دامن کے گرد
گرچہ ہیو وہانکی غضب شہرۂ آفاق آتش

کیونکہ مین اوسکی غلامونمین ہون جسکا ہی نام
سوکھہ کر خار نمط ضعف سی ہو قاق آتش

یعنی وہ شیر خدا حیدر صفدر جسکے
جملہ خدام سے پیش آتی با خلاق آتش

روز و شب صفحۂ آفاق پہ جسکے ڈر سے
مادرانہ کرے خاشاک پہ اشفاق آتش

اوسکے اعدا کا جلانا جو نہوتا منظور
خلق کرتا نہ کبھی حضرت خلاق آتش

اوسکی ذمہ جو شفاعت نہوئی ہوتی تو
دیتی عالم مین لگا معشر فساق آتش

کیون تپ محرقہ دشمن کو نہووی اوسکی
پھونک دینی مین ہے از زمرۂ احراق آتش

اوسکی صمصام کے اوصاف مین مطلع وہ پڑھون
چھوڑدی سنکے جسے نار کا مصداق آتش

مطلع ثانی

ذو الفقار اوس شہ دین کی ہی باحقاق آتش
یہ وہ ہے آب کہ ایسی نہو براق آتش

فرق اعدا کو وہ جب کاٹی تو برش کے ساتھہ
دوڑتے آوی وہ لپٹی ہوئی تا ساق آتش

نکلی اوسکی لب ہر زخم سے آوازہ حذر
کسوت آب مین ہی اے یہ حراق آتش

اژدہا شکل جہان زہر وہ اپنا اوگلے
رکھی اوسکی نشت مین خاصیت تریاق آتش

اوسکی دلدل کے تصدق ہون کہ جسکا ہر نعل
ضو مین خورشید صفت ہو تو باشراق آتش

اب دعائیہ یہ کر ختم قصیدہ انشا
کہ اٹھائی تھی مضامین مین بہت شاق آتش

پاسبانی کرو تم میرے متاع دین کی
کہین ایسا نہو دی جسکی سے سراق آتش

اپنے دروازہ کا مجکو ہی مجاور کیجے
دلمین بہڑکاتی ہی ہیہات شدت اشواق آتش

دیکھتے دیکھتے راہ آنکھیں پڑے جلتی ہیں / دوستونکی ہوئی عینین کے احداق آتش
لو بلا بھیجو ہمیں سوی نجف پھر خدا / کہ جدائی کی تمہاری ہے بہت شاق آتش
روز محشر میں بھروسا ہو تمہارا جسکو / روز ہی اوسکا نکری وہ فرشتہ خلاق آتش
جسکو سرکار کے الفت نہو ہیونگی اوسکے / ہے ہی اسی امر میں یہ صاحب اشراق آتش
بطن جنّا و سدا نار جہنم سے بھرے / دیوے اونہیں رزق کی جا قاسم ارزاق آتش
تا ابد طعمہ ثعبان ہمیں ہو وے لعین / مطلقا اوسپہ نہ ہر گز کرے اشفاق آتش
فی المثل آپ کے حاسد کو ہو گر سیل غذا / ہان اوسی شعلہ شر ریز ہو فیاق آتش
یا شہنشاہ حسینؑ ابن علی کا صدقہ / نہ کرے عنصر خاکی میرا احراق آتش
نزع کے وقت دکھانا مجھے اپنی صورت / تا نہ دوزخ میں میری تن کی ہو مشتاق آتش
دیکھ پانا مجھے جنت میں کبھی ہونا جدا / بیدماغانہ مزاج اپنی کو ناچاق آتش
آپکے ساتھ ہو فردوس میں انشاء اللہ / نکرے اوسکی عناصر میں کچھ احراق آتش
شعرا سنکے یہ بول اٹھیں کہ ما شاء اللہ / لمعہ نور سے رکھتی ہے یہ اشراق آتش
آجتک ایسی ہوئی ہے نہ ہوئی ہی گی کاہے / جب سے وارد ہوی از کشور مشتاق آتش
آتش آتش کے ردیف اوسمیں یہ گرما گرمی / تجھے یوں جسکے قوافی میں باغلاق آتش
صاحب علم لدنے کا فقط ہے یہ فیض / ورنہ کب رکھتی ہے گنجایش اوراق آتش
فارسی میں وہ دیوان دہار قصیدہ سنوا / ساتون دوزخکو جلا جو کرے بیباق آتش
قافیہ اس سے بھی صد چند ہوں مشکل جسکے / چھوڑ کر بہاگے جیسے صفحہ آفاق آتش

قصیدہ در منقبت حضرت امیرؑ

دارم آہی کہ بود حجاب صفات آتش آتش / بادرش برق بسر شعلہ ور آتش آتش
تخم تبخالہ فرو ریخت بدل دانہ اشک / بار در گشت بجاے ثمر آتش آتش
شررے ریخت مراسوی جگر عشق کہ گاہ / رو نہ آورد بہ ناورد ثنا آتش آتش
نفسے سوختہ ام صاعقہ دریوزہ کند / مے رہد رو لقفا از حذرکا آتش آتش

یارب این بادهٔ عشق چه صهبا باشد
که بود موجب غیبت بانش آتش

شعلهٔ طور تجلی بود و سینه گرم
که کنون سر کشد از جملهٔ جا آتش

لب تو آن تحفهٔ آب است که فی شاید گفت
چیست در کسوت نور از کلما آتش

خرقهٔ موسی شده قا عالم بهوش شده خواند
عشق سوزاند دل و زد به شبا آتش

هر حذر باش از این صاعقه نعرهٔ گرم
که امان می طلبد از جرکا آتش

گبر آتشکده فرقت بجا می شده است
هست گویا یکی از خیل شما آتش

هست هر مصرع برجستهٔ من برق وشی
که زند لفظ و معانیش و لغا آتش

نقطهایش همه چون خال لب غلمان است
گر میش چون شرر و جا بکا آتش

گر بایران برسد شعر ترم می افتد
در دل طوس و صفاهان و کلا آتش

ور بشیراز برسد شعر طرف رکنا باد
شعله حافظ شود و شاخ نبا آتش

سید انشا نفس آه مکش باید زد
سوختی تا بکجا اینهمه آتش

حیدری نعره کنون در کشش مژده دهد
بر سر تبکده و لات و منا آتش

آن شه قلعه کشا ساقی کوثر که گهی
شعله بر من نکشد از برکا آتش

حاجی کوثر شدم و رو لای حیدر
بارد از چرخ بکوه عرفا آتش

گر دم از خشم تو دادش نه زند باد بهار
ور وزد تا به ابد از نفحا آتش

گذر ز احکام تو فرمان نه برد ابر مطیر
بچکد همچو شرر از قطرا آتش

خادم درگهت از مهر نبودی مه برد
اژدها وار بقعر ظلما آتش

با ادب خم نشدی چرخ اگر پیش درت
عرش میرد بجمیع طبقا آتش

صرصر قهر تو در وادی او را میسوخت
غلط میخورد و شوی شبکا آتش

هر کسی که نه از و سر حسرت باد
مرشد و راه بر معتقدا آتش

همه حسرت ببر عقبت از عالم کون
نقمت حق نکند در عشرا آتش

سبز چرخ شرف گر بقدم بوسی تو
جمله زاید بجهان از جرکا آتش

بجهنم برو دم و اگر حاسد تو
و ز دل الکا شته از منقتها آتش

شیوهٔ هیچ ترا شاعری از فوت کند
خامه اش سوزد و افتد به دوات آتش

هست انشا ز غلامان تو یا شاه نجف
دید از لطف تو لاریب نجاتش آتش

گوشهٔ دامن عصیانش نگیرد حاشا
حیف باشد که چه دشمن بناتش آتش

بهره از تشنگی روز قیامت نبرد
نکند طعمهٔ خود بعد وفاتش آتش

نور باران شود این کالبد خاکی او
نگذرد هیچ گهی در خطراتش آتش

ای خوشا وقت که خاتون قیامت گوید
وا ورامش نکند در عرصاتش آتش

عوض جرم ببر شعلهٔ آه او را
سوی دوزخ که بلرزد ز صفاتش آتش

نفس سوختهٔ داشت که اکثر زده بود
فتنه انگیختن شط فراتش آتش

طرفة العین بد انسانش ببر سوی بهشت
کا طلاعی نبرد از عبراتش آتش

رحمت آن لحظه مجسم شود و فرماید
نرسد از حرکات و سکناتش آتش

اشک از بهر حسینؑ ابن علی ریخته بود
سرد گردیده کنون زان قطراتش آتش

در فردوس کشودند بیاریش همراه
که رجوعی نبرد هیچ بذاتش آتش

دخل دارد که ازو داشته باشد سروکار
گشت خاموش بهنگام مماتش آتش

اهل بیت اند شفیعان معاصیش بلی
میکند خوف و خطر از خطراتش آتش

دارد امید شفاعت بتو انشاء الله
بگریزد ز شکوه درجاتش آتش

قصیده بی نقط در منقبت حضرت امیر المومنینؑ المسمی به طور الکلام

ہا ہا و مروحهٔ آه سرد که هر گام
که دل کو آگ لگا کر ہوا ہوا آرام

در وصال دل آرام دو روره سود
مراد مرحله گرد و ساوس داو ہام

الم موله سودا و دود گردا گرد
سواد دورهٔ صحرا مصور دد و دام

وه گرد سود و الماس کل ها اهل و دار
هوا کا لطمه محل ہلاک و ورطهٔ سام

ہوا مسودهٔ سرد آه بر سر مه
محل صد الم و دود دل اصول مسام

وه آمد آمد گل عهد لاله حمرا
سواد حاده و دل مسودهٔ احلام

گر اسعاد و صلاح و سداد کو اعمال
ہمہ سحر رہ و لدار و ماہ رکو وہ ملام

اشعار ترکی

کو رار کو رار کو لا رادل کو رو کلکو ارہ
سو کار سو کار و کو لر کو لسام او رکسام

کو رار او لار سحر اول اولکہ کا سر سوم
سو ر دلسہ حال دلم آہ سوار ہ ہو لسام

ارادہ کرو دم سرد آہ دود آلود
کہ رسم موسم سرما ہو گرم ہو حمام

احاطہ آگ کا وہ لال لال گرما گرم
وہ لو وہ دود وہ اسکا علو وہ اسکا کام

علو حوصلہ صاعد ہو کس طرح اللہ
حمام روح کو طول امل کا ہر سو دام

ملال و سوسہ مرگ و روح سرد رکم
مآل و حال و کلال و حواس اور آلام

ہوا و حرص سوا اس عد کو اور سوء عمل
حصول ہمکو وہ کسطور ہو اہم مرام

مگر محمد و مدد گار داور س ہو وہ
مہ سماء کرم مہر ساطع اجسام

ہوا ارادہ مداح اسطرح اسدم
کہ وا ہو سلسلہ کا کل عروس کلام

کلام وہ کہ ہو وہ روح محمل سلما
کلام وہ کہ وہ حاسد کو ہو رماح و سہام

کلام وہ کہ وہ ہو ماہ مصر اہل دلا
کلام وہ کہ مصور ہو حور سا سر عام

کلام وہ کہ وہ ہو مورد سماع ملک
کلام وہ کہ وہ ہو سکر گردہ کرام

کلام وہ کہ وہ ہو موسم گل احرار
کلام وہ کہ سکارا کو ہو وہ کاس مدام

کلام وہ کہ ہو طور الکلام اوسکا اسم
کلام وہ کہ گل اسکا ہو صادر دگا کام

کلام وہ کہ ملوک الکلام کا ہو ورد
کلام وہ کہ وہ گل ہو کلام مدح امام

مداد مردمک حور و کلک سدرہ کو
گر اوسکو مسطر الواح دار اور اعلام

ورد محو طہ لا الہ الا اللہ
رسول کا ولد عم و حاکم احکام

اساس دہر کا ملاک ارحم الرحما
امام کل وہ دلا سادہ کرام و عوام

وہ سلک گوہر اسرار واور و داد ار
وہ اعلم العلما وہ رہ ہدا کا ہمام

ہوا الامام و عم الرسول والدہ
امام عسکر و کرار حائل اعلام

مطلع ثانی

ادھر کو وار ہیں مور ہوا گروہ امام
اودھر ہو مور د سرسام کاسۂ سرسام

رہا مدام مددگار آدم و حوا
رہا وہ مالک مولود و عالم ارحام

وہ مطہر کوہ ہمم کا علوم کا دانا
دم ہلاک ہوا آ محمد والد حمام

ہوا سہل آمال اہل عمر و رہا
سرور والدۂ والد و دل اعمام

معلم مالک سدرہ سرور مسعود
کمال صدر مصلا مکمل اصوام

ہوا معطر و گل مسک و رہ ارم آسا
در اوسکا گلکدۂ روح حور و روح مدام

سلام اوسکو و سادہ رسول اکرم کا
عماد علم و در حلم احکم الحکام +

کلاہ علا اور سراسر عدل
و داد او ہمہ دام آمد و مراد حمام

وہ مرد معرکہ آرا ہی دور کوہ احد
دلا در ہمہ عالم محرک اعلام

امام حور و ملک ماہر علوم رسل
سرور روح محمد مؤسس اسلام

اشعار عربی بکمال درستی ترکیب نحوی

ہو الامام و اہل الولا عسکرہ
ہو المطاع دہاد لکل اہل کلام

ہو الامام لکل الوری ہو الاعلا
مکرم اسد صائل مع الصمصام

یک مصرعہ در عربی و مصرعہ دوم در فارسی

مطہر حرم اللہ اصل مولدہ
گدائے درگہ او لامحالہ در احرام

ورا اصل مالک دار السلام اصل اصول
سوار دلدل و سردار کل مدار مہام

مقطع در صنعت بی نقط بدین تاویل از نہانخانہ فکر بعالم ظہور ترتیب شد یعنی انشا اللہ معنی اینکہ اگر بخواہد خدا و معنی لو اراد اللہ اینکہ ارادہ کند خدا پس ہر دو در معنی متحد دانستہ لو اراد اللہ آوردہ شد و معنی معلوم لو اراد اللہ یعنی چیزیکہ دانستہ شد

ولو اراد اللہ مراد از انشا اللہ است +

مقطع

محمد و مالک معلوم لوار اد اللہ | ملال اوسکا کرد دور تا کو دمدام

اشعار دعائیہ

سدا ع د محمد ہو طلال مر معاملہ ہو | اگر دو کھولہ کرد دلکھ دا ادعاہم

عطا کرو سے مد سرورا وسکو صلہ | اور آہوی حرم ہر ما کو کرد دوام

مراد اوسکو دوا ور رکھو سالم الاولاد | و دار و سدر کرد د ور صد ست اللہ دم

و داود آں محمد مدام ہو ہمراہ | دوام دور سحرگاہ ہمو ردو سلام

عطا احمد و الناس و لعل و درکاد و | گہر اوسکو اور مدام طہور و حور و طعام

امام مرد و سرا ہو عطا کرو مولا | سرور مرد و سرا و السلام و الاکرام

این شعری ست کہ مصدق ممدوح علیہ السلام ملایکہ ملا اعلی از استماع این دعا بر ممدوح دو صد ہزار آفرین کردہ باشند در ترکیب نحوی درست و تمام درود در پنج مجمت موزون شدہ است

محمد و علے آلہ ہدا انا عوام | ہو الامام ور و ح الرسول صلی علے

کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ و رسم اہل کلام | رواج اور ہمہ سے دو ہو آشنا انشا

اینجا صنایع دیگر کہ ہم داخل قصیدہ میتواند شد و ہم خارج از قصیدہ مقلوب بحل نقطہ بایدو نیز مشکل ترین صنعتہا مقلوب مستوی است کہ امیر خسرو دران گفتہ شکر بتر ازوی وزارت برکش و این شعر در مدح امام علیہ السلام در دو صنعت جمع شدہ یکی ہمان مقلوب مستوی است و دوم ہمہ بے نقطہ والحمد للہ علی ذلک

اول فقط این شعر دعائیہ ست

ہو دا دو ل رو کرو ادہر للہ | کہ ہو معطل و معکوس کا سر اسر کام

ہر دو مصرعہ مقلوب مستوی است

مراد و سراح ورد ارم | مال کل امور سدہ تا آں کلام

صنعت محتمل اللغات که امیر خسرو دران گفته اند - من که چنین جوہری باکی که در عالم مشہورست در نثر بعد الفضل الٰہی بتصدق ممدوح علیه السلام تمام مصرع موزون با معنی بہم رسیده که در سه زبان یعنی فارسی و عربی و ہندی معنی خیزست این قطعه

دلاوره مصرعه لکھکر ملک کو کر سامع	اور اوسکا مصرعه اول ہو مصداق کلام
بیا بیا جب من جالیا به یا کی باش	بیا بیا جب من جالیا پیا کی باس
بیانتا جب من جالنا بیا کی ناس	کر ہیچ سرور والا سرود دام سرنام

در صنعت منقوط کل

فیض شفقت ذہی زینت بنی سے کفے	ہمه مراد ذم داد و احد علام

این شعر در دو صنعت واقع شده مصرعه اول در صنعت رقطا یعنی یک حرف با نقطه و حرف دوم بے نقطه و مصرعه دوم در صنعت خیفا یعنی یک لفظ با نقطه و دیگر لفظ بے نقطه این است رقطا و اینست خیفا بنظر انصاف باید دید که چه طور این ہر دو صنعت گفته شده

شه بابنا نسب اب مجھے سبھی دیوی	جبین لامع زینت حصول جشن مرام

قصیده در منقبت حضرت دوازده امام علیه السلام

نوع بشر میں تھی نہاں آتش و باد و آب و خاک	عشق نے کردی عیاں آتش و باد و آب و خاک
آه و نفس اور اشک کا معدن نشو ہی جسد	دیکھ لے یہاں تو توامان آتش و باد و آب و خاک
تن میں ہماری جلوه گر جب نه تھی تب ادہر اودہر	پھرتی تھی مثل بیکسان آتش و باد و آب و خاک
جوش و خروش عشق سے کچھ نہیں تھا نه ہوش و گوش	کرتی تھی ناله و فغان آتش و باد و آب و خاک
نور نفخت فیه کا امین جو آسما گیا	ہو گئے عرش آشیان آتش و باد و آب و خاک
نہل بے جھگڑے نور کے بگی اوڑہی سر و کے	قدرت حق کی تھی نشان آتش و باد و آب و خاک
چہوڑ کے باغ بوستان لایق سیر دوستان	اہی تنو تکی درمیان آتش و باد و آب و خاک

تحمید و تشکر و نعت و تسبیح و
رو رملا دئی یہان آتش و باد و آب و خاک

کھیل کھلا رہی کی یہ دیکھہ کیا ہی ہم یہ ہوگئے
ایک یہ ایک مہربان آتش و باد و آب و خاک

چار سی آٹھہ ہوگئے کون سی تو کنو سنو
نور و ظہور و جسم و جان آتش و باد و آب و خاک

بخششین لاتعد ہوئین حد و حساب سے فزون
اپنی نسق یہ اب کہان آتش و باد و آب و خاک

ہوش و ذکا و فکر و وہم شوق وجود سی الٰہی
واسطے انکے ارمغان آتش و باد و آب و خاک

بہر خدا تک آن مل ہوگئے ورنہ مضمحل
جاتی ہین سوی لامکان آتش و باد و آب و خاک

جب نہ رہی گا امتزاج روح کریگی ابتہاج
دیکھین گے سوی آسمان آتش و باد و آب و خاک

بہک گئی اور گئی ہی دفن ہوئی جو اہل وجد
الفت او نہین ہو کے میان آتش و باد و آب و خاک

مطلع ثانی

ہین یہ بسان طائران آتش و باد و آب و خاک
ڈہونڈہتے ہین اپنی آشیان آتش و باد و آب و خاک

چاہتے ہین نفس کو توڑ سارہی ہو نسبت کو چہوڑ
پہر ہون اسیطرف روان آتش و باد و آب و خاک

جان پڑی عشق مین ہے ایسی کشاکشی مین نے
کیا کرین ہای بے زبان آتش و باد و آب و خاک

پھانس جگر مین ہی گڑی سانس اڑی ہی ہر گہڑی
کہتے ہین اور چلو وہان آتش و باد و آب و خاک

انشا بس آگے کچہ تو لکھہ وصف دوازدہ امام
خاصہ جنہونکی چاکران آتش و باد و آب و خاک

حضرت اہل بیت ہین جو علیہم السلام
چارون ہین اونکی مدح خوان آتش و باد و آب و خاک

ہین جو وہ بارہون برج چرخ کو جنسے ہی عروج
حکم مین جنکی ہر زمان آتش و باد و آب و خاک

دیکھہ مراتب اونکی تو صل علی محمد
تابع اونہون کے انس و جان آتش و باد و آب و خاک

اونکی ولا کی واسطے دہر مین اسطرح ہوئے
موجب رونق جہان آتش و باد و آب و خاک

جنکے سبب سی پائینگے جن و بشر مین گر ظہور
حور و بہشت جاودان آتش و باد و آب و خاک

کن فیکون سے تہا غرض خالق کل کو انکا خلق
ہوتی وگرنہ رائگان آتش و باد و آب و خاک

اونکی تفضلات سی رہ گئی زیر آسمان
شوکت و عز و عظم و شان آتش و باد و آب و خاک

اونکی عدو کی واسطے حق نے جحیم کے ہی خلق
دشمنونکی ہین درمیان آتش و باد و آب و خاک

ہین جو گروہ اشقیا اونکی سب اہل بغض و کین
جیکے ندین کہین امان آتش و باد و آب و خاک

ایک جلا ہے ایک اُڑا ہے ایک ڈوبا ہے ایک گڑ آئے
ق لیٹیں لپٹ لپٹ کی جان آتش و باد و آب و خاک

میری عناصر وجود جیسی کہ ہیں یہ سب نمود
یعنی کہ ہیں جو دوستیان آتش و باد و آب و خاک

یکصد و بست سال تک انمیں نہ آوے کچھ خلل
چھوڑیں نہ آشنائیان آتش و باد و آب و خاک

جادۂ اعتدال سے انکے نہووے انحراف
کچھ نہ کریں خرابیان آتش و باد و آب و خاک

اونمیں کدورتیں نہ آئیں ایسا نہو کہ رو بہ جائیں
دیں نہ بہم رکھائیان آتش و باد و آب و خاک

جملہ قوا رہیں بحال انمیں نہ آوے اختلال
روح کے ہوویں پاسبان آتش و باد و آب و خاک

اور یہہ عرض ہے کہ جب چھوٹے ہوویت بدن
اپنے طرق کو ہوں روان آتش و باد و آب و خاک

میری مواد جسم کے انمیں سے جسقدر ہیں وہ
پہنیں لباس عرشیان آتش و باد و آب و خاک

تاکہ وہ وجود میں گرچہ صنم پریستان
کرتے ہیں جون برہمنان آتش و باد و آب و خاک

واقعی اسمیں شک نہیں کہتے ہیں یہ زمانہ میں
ذوق پرستش بتان آتش و باد و آب و خاک

یون ارکان جاویں مل سبد کل کے ساتھ ہل
کوئی نہ جانے تھے کہان آتش و باد و آب و خاک

وامن شعلۂ فغان تیرے ٹنہ کے گرد سے
کیون نہوا لپٹی او پہٹیہ وہیں آتش و باد و آب و خاک

پرچم لطف احمدی سایہ فگن ہو تو بانہوں
شامل خیل کافران آتش و باد و آب و خاک

مجھکو جلا اوڑا بہا گاڑ نہ دیں گناہ میں
اے شفعائے عاشقان آتش و باد و آب و خاک

انشا اب آگے ختم کر تجھہ میں ملی ہیں جسقدر
دینگے وہ عرش پر اذان آتش و باد و آب و خاک

دیکھہ میری قصیدہ کا تو جروت اسطقس
ہیں ارکان امتحان آتش و باد و آب و خاک

قصیدہ در منقبت حضرت امام المتقین خامس آل عبا حضرت امام علی موسی رضا ع

باز وقت است کہ چون کیکاؤس
افکند لالہ جشن جلوس +

داغ دل باشرر و داغ جگر
جلوہ افروز شود چون طاؤس

کج گذارد کلہ از فرط غرور
ہمچو دیہیم شہان تاج خروس

در چمن باد صبا انداز +
دفعتہ غلغلۂ دقیانوس

در رسد خسرو پرویز بہار +
علم افراشتہ با نعرۂ کوس

سبز و شاداب شود کشت امید | نکهت آرا بچمن بوی عروس
رعد از عالم کواکب بندد | طارم تاک شود بطلیموس
برهد خوشهٔ انگور مراد | داد فرعون نماز معکوس
چاه در آب که ریزد از کوه | بهر زهاد کند کار عطوس
باز وقت است که بر فرق الم | رستم رعد بکوبد دبوس
موج گل جوش زنان بست رسد | کف برآرد چو لب قیانوس
پیکر حور در آید بنظر | روح بر سبزه چو اقلید معکوس
عندلیبان همه با مژده شوند | مترنم بلغات قاموس
نوح گل همچو فریدون ریزد | خون ضحاک خسان منحوس
عیش مانند سکندر تازد | گاه بر روم و گهی بر سر روس
دشمن آل نبی را بکنند | در نهانخانهٔ دوزخ محبوس
عم که از صلب بنی عباس است | شود از منبر خلافت مایوس
باز وقت است که رحمت بیند | خارجی از مرض ایلاوس
باز وقت است که هارون خزان | ننشیند بر عباسه عبوس
باز وقت است که مامون گردد | دود آتشکدهٔ گبر و مجوس
بر در تبکدهٔ کشور هند | بانگ لبیک برآرد ناقوس
اندرین بقعه ملقب گردد | گبر دیرینه به عبد القدوس
تا کجا هرزه درائی انشا | بگذر از خرقهٔ مکر و سالوس
حرف سنجیده براو رزد هین | جمله هستند ملایک خاموس
در عمل کوش ازین علم چه سود | چه شوی خاک در فیلاقوس
دست از فن طبابت بردار | فرض کردم که شدی جالینوس
مرض سرفهٔ عصیان نرود | زین بهی دانه و زین اصل السوس
مدح سلطان خراسان میگو | تا شود روح جنابت محسوس

تا برای تو درین ظلمت قید — لمعهٔ نور فروزد فانوس
نور معنی علی ابن موسی — نور حق بادشه کشور طوس
بوالحسن کنیت آن امام رضا — ثامن آل عبا راس رؤس
ضامن صحت این نامه سیاه — نیر برج شرف شمس شموس
حالیا مطلع دیگر خوانم — در حضورت بامید ملبوس

مطلع ثانی

ای بفرمان تو ارواح و نفوس — جمله اجسام ز لطفت مانوس
شد ز حکم تو در اشکال و صور — این هیولای مجرد محبوس
اسطقسات موالید و جهات — همه مشتاق تو بهر پابوس
بر سر خوشه اگر قهر آری — مغز چون برگ شود برگ سبوس
بی رضای تو چه کاری گردد — گر مهندس بکشد شکل عروس
آنچه دارند گدایان درت — داشت این رتبه شاهان کی کاوس
داد بیداد شها زان جشی — که بود اسم معلاش فلوس
خوف زامراض و باغی است ازان — خواهم از آبروت اسطوخودوس
تیرگی های گناهم نه شود — منتقل به وصال کابوس
گیرد از لطف تو انشاالله — هر چه خواهد زود و قدوس
عمر و اقبال تعالی یابد — باشد از جمله بلاها محروس
زن و فرزند سلامت باشند — از مرض هیچ نگردد محسوس
تا بود تکیه سعادار گردون — زینت زین مرصع قربوس
ناظم ملک جهان افزاید — شوکت و حشمت تخت طاوس
بزر و سیم زند سکه چو مهر — همچو تیمور کند جشن جلوس
حکم نواب امین الدوله — قیصر روم رساند تا روس

اشعار ترکی

یاشلاریم فرخ دین ازلوع ایلدی
یارچه یازدق بیله افسوس افسوس

رحسم قیلی تینگری ایجون یاشمغه
از در خویش مگردان مایوس

قصیده در مدح الماس علیخان بهادر

ساقی کوثر نمی خواهد که باشم تشنه کام
میزنم رطل گران چند پس تا هم مدام

چون شهان طرف کله گر کج گذارم می سزد
از ولای شاه مردانم بود عالی مقام

سایه ام را پایه کمتر نباشد از هما
طائر اوج تحشم باشدم در زیر گام

داستان امرء القیس و لبید از یاد رفت
ای صبا از من ببر سحبان وائل را پیام

کی بگرد توسن چالاک نطقم در رسد
اشهب ذهن فرزدق گرچه باشد خوش خرام

فاضلم علامۀ دهرم وحید عصر خود
دیگری چون من نباشد شاعر شیرین کلام

دارم آن تیغ زبان آب دار بی نیام
کز نهیبش خون خود را میخورد ابن حسام

گر فرس تقریر من راند بمیدان علوم
مثل حیا و شان نماید ابن حاجب اهتمام

جلگی جذر اصم را گوش سازم رنگ گل
از دلائل جزو را می آورم در انتقام

تا ازین دود جگر یک گنبدی برپا کنم
در فلک ثابت نمایم وضع خرق و التیام

مرغ روح قاضی بیضا پرد زین ناطقه
تا نماید گوش از من مبحث علم کلام

از برای آنکه دارم سایۀ شاهی بسر
آنکه دارد به ز دارا و سکندر صد غلام

نور ذات کبریا یعنی علی موسی رضا
ثامن آل عبا و ثانی خیر الانام

آن شفیع ابن شفیع ابن شفیع ابن شفیع
وان امام ابن امام ابن امام ابن امام

مثل رضوان میشود آدم ز طوف روضه اش
میرسد از درگه او نکهت دار السلام

زین چاپ و چانه نمی آید ثنای ذات او
منکه ام پابند اعصاب و شرائین و عظام

هر بن موی تنم گر صد زبان پیدا کند
ور معمر هم شوم چون خضر تا روز قیام

ساعتی ساکت نباشد از بیان معجزات
دفتر کلیۀ انشا تا ابد هم بماند ناتمام

خبر بعیش و عشرت و شادی ندارم فکر چیست
فکر و غم آخر چه چیز آقا الم یعنی کدام

هیچ ازین اسمای لاطائل ندارم اطلاع
این بلوری اند تنها یا که از سنگ رخام

هست ازادی غلامان درش شخصی کزو
بهره ور میگردد اینجا عالمی از خاص و عام

بلکه دست ابر رحمت لجهٔ علم و سخا
یعنی الماس علی خان بهادر نیک نام

حشمت جنگش اگر رستم ببیند میرمد
از مخافه (خوف) میدهد بر باد نام زال و سام

با همه ریش دو شاخ و جامهٔ چرم پلنگ
گاو سر را افگند بر خاک آن مرد تمام

مدح غائب تا کجا حاضر شدم تا در حضور
بادهٔ نورانی وصلت بریزم یعنی جام

مطلع ثانی

آنکه اجازت نباشد در میان روم و شام
الله الله این چه شان است و شکوه و احتشام

خسرو پرویز برمی جست از جای خودش
گر بدیدی این تماشاهای طرز ابتسام

چون تو شخصی را اگر بر روی کار آرد فلک
میشود باری امور سلطنت را انتظام

ابلق ایام را در یوبه آرای چیره دست
تا کجا او هرزه گردد بی عنان و بی لجام

مطلع ثالث

ای جبینت آفتاب و چهره ات ماه تمام
ابروانت چون هلال و روی و مویت صبح و شام

یمن فیضت را چه گویم ای همه ذو الاحترام
بهره از هر جنس بر میگیرد اینجا هر کدام

از قدوم بوست شرف روزی که حاصل ساختم
سوی خانه سر نمودم مرکب خود را زمام

پس همان روز و همان ساعت همان لحظه بفور
جائیکه ناگرم کرده بی قعود و بی قیام

تا کمر را وا کنم خوش مژدهٔ آید بگوشش
شد مبارکباد هر سو گشت شایع این کلام

منجلی آئینهٔ امید من شد وان مثال
صورت آدم گرفت و در پذیرفت ارتسام

عمرها شد دودمانم بی چراغ افتاده بود
زین تأسف دود بر میخواست از راه مشام

بود انشاء الله اینک حق تعالی از کرم
داد فرزندی بمن او را تعالی کرد نام

شکر خالق میکنم الحمد لله العظیم
کو مرتب ساخت از کل شکل اعضا و عظام

اینهم از فیضان اسم قائم آل عباست
آنکه هست او مهدی دین دافع کفر و ظلام

آنچه گفتم واقعی بود است بی اغراق و شک / اندرین گنجایش ریبی نباشد والسلام

بنده انشا زین سبب معروض میدارد بلی / درجنابت بشنوای مرد سعادت التزام

راستی اینست گر حال درستی داشتم / میفرستادم بخدمت چیزکی آش و طعام

چون چنین ها هیچ نهجی لائق و موقع نبود / کردم انشا این قصیده آمدم بهر سلام

در قصائد رتبهٔ آقاییش ظاهر بود / آنکه دارد با شهنشاه خراسان التزام

من لهذا اسم او آغا قصیده کرده ام / از دل و جان چون جناب شاه راستم غلام

از امور دین و دنیا هرچه پیش آید ترا / بار آنها از تو یابد زود طرح انصرام

تا بود لیل و نهار و آسمان و ماه و مهر / باشدت طول بقا و جاه و حشمت را قیام

تا بپا یار صاحب الامر آن امام جن و انس / دولتت باشد کنیز و خواجه اقبالت غلام

دیگر

اندرین عصر اگر حضرت لقمان باشد / بهر یک لقمهٔ نان تابع دونان باشد

ثمن بخس بقیمت ندهند و نخرند / سر بازار اگر یوسف کنعان باشد

رستم زال چه باشد پسر رودابه / می نه پرسند اگر سام نریمان باشد

قصه کوتاه که از چشم حقارت نگرند / فاریابی هم اگر شامل اینان باشد

فهم ناکرده سخن خورده بیجا گیرند / آنکه در شعر و سخن همسر سحبان باشد

کمتر از مور ضعیفی به پی دانه رود / خود درین عرصه اگر شاه سلیمان باشد

بدل ما تحلل چو رسد قرص جوین / آه از آن شخص که از اهل صفاهان باشد

وقت آنست که از گرسنگی جان بدهد / با دو شهزاده که از اولاد تمرخان باشد

شکر لله که درین معرکهٔ بعث و نشور / کاندر آن بوعلی وقت هراسان باشد

دست همچون من ناکاره بگیرد شخصی / که مجسم همه چون ابر بهاران باشد

عزت و حرمت انواع تفضل بکند / وز پی بر و رشم برزده دامان باشد

حرفهای که از آن صورت الماس بیاست / جمع در نام همان مرد مسلمان باشد

یعنی الماس علیخان بهادر که مدام / در جهان دست سخاییش گهرافشان باشد

آیۂ رحمتِ حق است بلے در حکمش
قوت نامیۂ موسم باران باشد

ہمت اوپے ارباب غرض امی انشا
ہست خضرے کہ بسر چشمۂ حیوان باشد

ذاکر اللیل و سحر خیز انیس الغربا
اینچنین یکے بجہان قاری قرآن باشد

سبز وارست از و کشت امید عالم
چون بہ خاک قدمش کحل صفاہان باشد

تہنیتش موجب تہنیت نباتات بود
کہ ہمہ مائدۂ نعمت الوان باشد

چہل سال است کہ اوقات شمر تفتیش غنیمت
کس ندیدم بعبادت کہ بدینسان باشد

باہمہ کر و فر حشمت و جاہے کہ و راست
زندگانی بکند شخص چہ امکان باشد

رکن دین است ہمان عابد و رکن الدولہ
ایزدش در ہمہ احوال نگہبان باشد

فتح جنگ است ز دستش کہ نصیر الملک است
حامی و ناصر او شاہ خراسان باشد

محسن عالم و بذال سخاوت پیشہ
آنکہ شرمندہ از و حاتم دوران باشد

خالقش تا صد و شصت سال رساند او را
صحتش تا بہ بقا تابع فرمان باشد

مدح غائب چہ تسلی دہدم بہ کہ دگر
رو برو عرض کنم ہر چہ کہ شایان باشد

چند اشعار دعائیہ کنون می خوانم
یا رب این ذات تو رونق دہ ایمان باشد

تا جہانست و مہ و مہر و عطارد بفلک
ناصر جملہ امورت شہ مردان باشد

عشرت ہر دو جہان و طرب انشاء اللہ
ہمہ در حصۂ الماس علیخان باشد

قصیدہ در مدح بادشاہ عالی گہر

جشن و نشاط و خوشدلے و عشرت نعم
عیش و خوشی مین چین سے خوش وقت ہو ہم

فرخندگی بخت پہ نازان تھی اپنے سب
ہر ایک نغمہ سنج تھا یا طوطے ارم

فیض سحاب فرح سے تھی مزرع امید
گل گل شگفتہ تازہ و شاداب سبز و نم

بلبل کو یہہ طرب نہو ہرگز بفصل گل
غنچون کو یہہ شگفت نہین ہوتے صبحدم

قمری کو وصل سرو کی اتنی نہو خوشی
آہو کو یہہ سرور نہو وہی بوقت رم

جو کچھ کہ جوش عیش تھین غرض ان سبھونکے ساتھ
ممکن نہین کہ کیجیئے بیان اوسنے بیش و کم

خدمتمین اون سبھونکی کیا مینے التماس
شادی کی وجہ کیا ہے خبر یا وین کچھ تو ہم

بار ہی یہہ کیا نشاط ہے ہم بہی تو گئے نہین	خوشبو سے فرح کی ہو ہمارا بہی تازہ دم
شامل مجہے بہی کیجیے اس عیش مین کہ ہیز	حضار بزم خاص سے ہون مورد کرم
سلک گہر پرو صدف لب سے یون کہا	اون سب نے کیا تجہے نہین معلوم یہہ کہ ہم
دینے چلے ہین اوسکو مبارک کہ آج ڈہ	شاہنشہ زمانہ ہے بر مسند حشم
وہ واجب الاطاعت و مسجود خلق ہے	دوران کے بیچ مین جو ہی شاہ محترم
معنی آیۂ و اولی الامر منکم آ	تفسیر بیچ دیکہہ تو قرآن کے قسم
یعنے وہ شاہ عالم و فخر جہانیان	عالی گہر خجستہ سیر معدن ہمم
خورشید آسمان تہور فلک جناب	عالم ہے جسکی ذات سے جون ذرہ منتظم
شاہ نجف نے قبضہ مین دی جسکی ذوالفقار	دو ٹکڑے جس سے ہو وی عدو اسکی ہو نہ کم
ہے لای تہی و نفی مخالف کے واسطے	ایجاب کرکے گر نہ وہ بولین کہین نعم
جو حسن خلق اوسمین ہے ہی خلق مین کہان	ذات ستودہ الغرض اوسکی ہے مغتنم
جسکے رکاب مین ہین سلاطین روزگار	گردن کشان دہر مین جسکے کہ سب خدم

مطلع ثانی

مستجمع المکارم و مستحسن الشیم	ینبوع فضل و جود و سخا معدن کرم
میری زبان سے بیچ کہان اوسکی ہو سکے	توصیف مین ہے جسکے زبان قلم قلم
طالع ہین جسکے ایسی کہ تاج سکندری	کہاوی ہے اوسکے طالع بیدار کے قسم
ہی فوج فوج راحت و آرام جسکے ساتہہ	ہے روح روح گنج تنعم سے ملتزم
خنکار روم و ملک فرنگ اور شاہ مصر	حاضر ہین جسکے خدمت عالی مین دمبدم
مجہری کو باریاب اگر ہون تو ہی شرف	ضحاک و کیقباد و کیومرث و کی و جم
خاقان چین کو چین جبین اسکے کہینچ لاسکے	ضیغم کے جیسے پنجہ مین ایک پنجۂ غنم
دولت سرا کے جسکے غلام غلام سے	ہوشنگ و سام نیرم و اسفندیار کم
ناگہہ اوہنون نے مجہکو کہا تو بہی چل تو ہان	حاضر ہو صمت چہوڑ تکلم کرا ایک دم
حسب الاشارہ اونکی یہہ مطلع پڑہون ہان	ای معدن سخاوت و ای لجۂ کرم

مطلع

مطلع ثانی

ہے تجھ مین وہ کمال کہ ہم اوج وہم قلم
تیری رضا کو سب یہ مقدم کرین رقم

منطق مین تیری حکم کے حیران ہو رہ گئی
چارون مقولے این و متی کیف اور کم

کیا عرض عام و خاصہ و کیا جنس و نوع و فصل
یا ضبط و ربط کل و تقاریر منسجم

تفصیل وصف کو تری مجمل نہ کر سکین
گو صرف مل کے وہ کرین اس نحو سب حکم

دریا تمام دہر کے ہو وین اگر مداد
اشجار سب جہان کے ہوجائین گو قلم

مشرق سی ولگی مہر معانی کرین طلوع
باہم نہ تیری وصف مین ایک ذرہ ہو رقم

ہوجاوی سینہ دشمنون کا چاک دیکھکر
طمطراق و کروفر فوج کی حشم

ہمت کے تیری صیت سی اوسی معدن سخا
کھا گر کے شرم حاتم طائے ہوا اصم

ایکدم تو دیکھنے کو نکالے تھے اپنی تیغ
اندام خور پہ لرزہ ہے تا حال ملتزم

ایاطرح اوسکی آب بہی چشمہ ہی فیض کا
دشمن کے دلسے دہونیکو اندوہ و درد و غم

جلدی بلیست خامہ مین اتنی کہان کہ اب
گلگونکے طرح مدح سے کچھہ ہوسکے رقم

مثل شرار نعل کے ہنگام ترکتاز
اوسکے تڑپ سے برق رہی پیچھے سو قدم

شبنم عرق ہے باد صبا کا کہ ایک گام
ساتھہ اوسکی یہہ چلی تہی جو کرنے لگی ہے دم

وہ نعل مہر و مہ ہیہ فلک پر جو ہین نمود
پوئی سی اوسکے اوڑگئے ہین وادری قدم

ساحت مین جسکے تندروی کی بسان سنگ
کچھہ تو سن شعور ہے اب رہ گیا ہی تھم

گردون شکوہ کے تری ہوتی ہے سامنی
پیل فلک نے ایک ہی ٹکر مین کردی رم

اوسکو کچک سی مار کے ہرچند کہہ رہے
چی چی یہ دپرو لگی کہل دیکھہ میل سم

بھاگا سنبھل سکا نہ جہاوت کے کہنے سے
جنگھاڑ مثل رعد بفریاد زیر و بم

گردن گلو کبود ہے تا حال دیکھہ لو
مستک پہ اوسکے خون شفق رہ گیا ہی جم

یہ بات کچھہ چھپے نہین ہی خلق پر عیان
سچ ہے کہ اوسکی پشت سی اب تک گیا نہ خم

ہے عدل تیری عصر مین اتنا کہ بر فلک
بارہ بروج نظم و نسق سے ہین منتظم

میزان و قوس و سنبلہ سرطان و دلو و حوت ۔ عقرب اسد حمل سے لی ثور و جدی ہم
جوزا سمیت رہ گئی ہین تیری خوف سے ۔ ورنہ زیادتی کرین ایک ایک پر ہم
باوصف ایک ایک کے خوراک ہے ولی ۔ کیا دخل دیکھے کوئی کسیکو بچشم کم
اقرب سمجھہ کے اپنے سے وہ جا ہی دو مین لبر ۔ عقرب کے نیش پر بھی جو رکھدے حمل قدم
ہرگز جدی نہ دیکھہ سکے سوی سنبلہ ۔ کیا دخل پہونچے حوت کو سرطان سے کچھہ الم
حملہ کرے حمل کبھی ثور کے طرف ۔ آواز جدی سنکے اسد بھی کرے نعم
اللہ ری یہہ نظم ترا یہلہ رہی نسق ۔ اضداد جس سے جمع ہین آپس مین لاجرم
اسلام تیری عہد مین از بسکہ ہے قوی ۔ خوار و ذلیل کفر ہے آوارہ و دژم
غم سے ہے تونے مغ کو مسلمان کیا بقلب ۔ باقی جو بوہی کفر کے کچھہ اوسمین منکتم
تہا لفظ قشقہ عین کا سو دور ہو گیا ۔ اب عین فیض ہوکے بھی ہے بسان یم
میم اوسکی سے مراد براری ہر ایک کی ۔ ہی آخر المرام پرستندۂ حرم
یزدان پرست فضل نے تیری کیا اوسے ۔ تہا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم
قدرت خدا کے دیکھو تو اسلام کا شرف ۔ دم مارنیکے جا ہی نہین مار سکے نہ دم
درحال کفر جس سے کہ سیکو ملال تہا ۔ اسلام لاگے اب وہ ہوا معدن ہمم
حاصل کلام یہہ کہ غرض ترے عدل نے ۔ آزار دینے والے کو چھوڑا نہ ایکدم
اتنا تری دعا مین ہی مشغول روز و شب ۔ ہر وقت و ہر گھڑی و ہر ایک آن و دمبدم
سب خوبیان جہان کے تیری نصیب ہین ۔ یارب طفیل شافع دین سرور امم
شاہ نجف امیر عرب مرتضے علے ۔ قبضے مین تیری کردے عرب سی تا عجم
حامی تری جمیع امورات کے رہین ۔ اثنا عشر ائمہ جو ہین مظہر اتم
بہیرون بہیاس کنکلے ٹوڑے اساورے ۔ سارنگ و پوربے و ایمن و کانہرا بہم
تیری ہے مجری مین رہین سازندی روز و شب ۔ نوبت قیام دہر کو جب تک ہے منتظم

شادی کی شادیانہ تیری در پر نت بجین ۔ کرنا و طبل و بوق و دہل جہانجہہ زیر و بم

قصیدهٔ فارسی در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

اردی بهشت زد بخیابان دگر کمند	آمد زمان مستی دردی کشی نژند
مختل دماغ دهر شده از جنبش نسیم	سوزانده شعلهٔ گل حمرا اسپش چون سپند
در برگها شقایق نعمان کشیده سر	باد بهار پرتو خود در چمن فگند
افروخت شعلهٔ لالهٔ خودرو بکوه و دشت	از باغ در گذشت خزان فصل دردمند
گسترده فرش سبزهٔ زمرد بهر طرف	وضع شگوفه زار چمن گشت دلپسند
زردشت وش عنادل بستان بزمزمه	مشغول در مسائل پاژند و درس زند
بیدار گشت طالع خوابیده ام ز خواب	با من خطاب کرد که ای مرد هوشمند
افسردگی بجا و خاطر براے چیست	دارم بهم مژده که بود میرزا پسند
اورنگ و چتر و تاج سلیمان شکوه را	اثنا عشر ائمه ز الطاف میدهند
امسال در ممالک محروسه ای عزیز	هرجا بنام نامے او سکه می زنند
یکبارگی جلوس نماید بفر و زیب	ارکان سلطنت همه شادان نذر آورند
گیرد بضبط و حکم اقالیم سبعه را	الیاس و خضر بکمک هر دو حاضر اند
برنا و پیر رند و وضیع و شریف و هر	از جود و بخشش همه آسوده مے شوند
هر میرقشون صاحب رایت ز فوج او	کوس تهور لمن الملک مے زنند
عفریت وش عدوش اگر فی المثل بود	از زور اسم اعظمش از جای مے کنند
القصه چون ز بخت شنیدم من این خبر	گفتم بذهن وجودت طبعی کمر ببند
ابیات چند بهر شگون ارمغان ببر	در حضرتے که جمله غلامان این در اند
زان جمله مطلعیست که ارباب فهم و هوش	هرگاه بشنوند دو صد آفرین کنند

مطلع ثانی

ای رفعت ز رتبهٔ گردون هزار چند	شد پایهٔ سریر تو از آسمان بلند
معنے آیهٔ و اولی الامر منکم	گویا بر آفتاب جبینت نوشته اند

خود را همای اوج سعادت بدام تو | دانسته فخر خویش به یکبارگی فکند
باشد مذاق روح مرا از ره نیاز | خاکِ درِ تو خوشتر [illegible] قند
جمشید خصلتا چو سلیمان شکوه تست | پیشت ز بس چه نام سکندر کسی برد
الحق که می زند جشتان تمام را | ادنی غلام خاص تو را ندا گر سمند
هر خانه زاد خویش اشارت اگر کنی | سهراب را ذبح کند مثل گوسفند
در افگند بمعرکه اسفندیار را | یکبار قاف را بدرد او کشاد کند
ریش دو شاخ رستم دستان بزم گه | بگرفته گویدش که خبردار ای لوند
مانند شاخ جامهٔ چرم پلنگ را | از هم جدا نماید از اعضاش بند بند
در بزمگاهِ تو کج و ناکج بر دتیان | بر ریش سام و زال نمایند ریشخند
از هر دو دست تیغ کشند از نیا جهان | گویا هر زم از پر شمشیر می پرند
از ذوالفقار شاه ولایت حمایت است | تیغ ترا که از خطر اعدات می رسند
بی شبهه هست تیغ قضا را نمونه | حسّاد زخم او بعوانیق می خورند
نی نی غلط که چشمه فیض ست ابرشش | اعدای تشنه کام از و آب میچشند
آنها که خیره خیره نگاه تو دیده اند | یک یک تنه مقابل افواج میشوند
خاقان چین و قیصر روم و شه فرنگ | فرمان حکم تو بسر و چشم می برند
کاوس و کیقباد و کیومرث یزدجرد | پیوسته در رکاب تو فخریه می روند
هر کس که سر ز حکم تو پیچید میرسد | از گلستان زندگیش دفعتهً گزند
گویند گر خدیو جهان می سزد ترا | گرد بیان بگوش من ارشاد میکنند
لرزد ز بیم سطوت تو یزد و کاشغر | جربادغان و مرو و صفاهان و هم خجند
تا هست آفتاب و مه و خط استوا | تا طایران سدره بر افلاک می پرند
باشی تو شاه نادر کشورستان بدهر | مرزا کی بخدمتت انشای ارجمند

ایضاً قصیده مسمی به نیر اعظم در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

چنان بخجل در دست گلستان شدم محو | که باده میچکیدم از مسام جای عرق

چنان

چنان قرار بگیرم ز سوز عشق که بی — تنور سینه دلم معدنیست از زیبق
شرار ریخت از آذر نخست برق و شفق — بدست جاذبه ام قدر روانه خزلق
شروع کرد با عراق و شعله زد بالید — و دید سر زده سوزان سپاه دود زبرق
دو چشم ساقی هوش از میانه ربود — تجلیت دگرم برد کرد مست غرق
کشیدم اهل سموات را نمودم جمع — قلم باوج همین رفت از ورق بورق
بگوش خویش شنیدم ز عالم علیا — معاملات و معقولات مبدء مطلق
چنانکه ز الهامشان وقوف می بردم — ز فیض حضرت الفت که با منست ارفق

مطلع ثانی

بگفت نیر اعظم بابه برق و شفق — که ای بهار خیابان گنبد ازرق
کنون مدار تمام جهان دگر شخصی است — لسان آیه رحمت برای جمله فرق
میان دهر کسے را بروی کار آرد — بدیع فطرت و خلاق صبح و رب فلق
که هست معدن الطاف منبع اخلاق — شفیق کافه خلق و مقبل و اشفق
نه بو جعفر سلیمان شکوه کافضالش — بلند مرتبه باشد ز کاخ هفت طبق
همای اوج سعادت مدام او آید — بهیچ وجه نگردد رهائیش مطلق
عطارد آنکه دبیر فلک بگویندش — رسد بخدمت والاش بهر اخذ سبق
ز آفتاب چو بشنید این سخن انشا — به بحر مدح در افگند فکر را زورق
بجای خود به پیش تو سلاک نظم آورد — نثار ذهن نمودش ز نور چشم طبق
قصیده گفت مسمی به نیر اعظم — که اوج چرخ نشد با حضیض او ملصق
طلوع مطلع ثالث چنین ضیا گسترد — قبول خاطرش از حق بود بدین الیق

مطلع ثالث

بعز و جاه و جلال و شکوه و ضبط و نسق — فزوده تو اقالیم سبع را رونق
بطوف وادی توحید گرم جولانی — مدام میشود کشف عقدهای ادق
صریر خامه عنبر شمامه است که دید — بفور شرح ده صد دقایق مغلق

اگر حذاقت علم و رشادتت بسند ... حکیم مصر فلاطون بجواندت احذق
هر آن دری که بریزد ز لعل خندانت ... الهیات ریاضی ازو شود مشتق
سیاست مدنی را اگر کنی توضیح ... ابو علی شود از انفعال غرق عرق
به انشراح حقیقت اگر دلیل آری ... ز فیض نطق تو جذر اصم شود منطق
چمن چمن شگفاند ز گلشن تقریر ... نسیم عطرفشانت بیاس واری حق
شمیم باد بهاری وزد ز انفاست ... هزار غنچهٔ سربسته را نماید شق
ملک نژاد تو هستی به هیکل بشری ... درین مقدمه گویند صوفیان الحق
رجوع همت عالیت دایما باشد ... بیاد مبدء فیاض خویش مستغرق
چو صیت بذل و سخای تر اشود سامع ... ز شرم حاتم طائی شود به آب عرق
به بینش کالبد پیل کوه پیکر تو ... شکوه قاف نماید بقدر قامت بق
ستاره باف جل او که از سقرلاتست ... بسان انجم افلاک باشدش رونق
هر آن لئیم که تخم عداوتت کارد ... ز برق نقمت حق خرمنش شود محرق
اگر بچشم جلالت نگه کند دشمن ... ز سهم غلطد و افتد بحفرهٔ خندق
بود نمونهٔ قهر اله شمشیرت ... به برق برش آتش مشابه و اوفق
عنان جزو و کل و سر را بدست تو داد ... کریم قادر بیچون ز قدرت مطلق
سر از اطاعت فرمان تو نمی تابد ... بود بحکم تو لیل و نهار را ابلق
کنون که او بهم میفشارد و گوید ... خموش و هرزه مپیمای وق ولق وبق
هر اهل دانش و بینش سبب نهفته نماند ... تواره جبروتی قوافی مغلق
ترانه سنج دعائیه میشود ناچار ... که سینه های عنادل نموده ناطقه شق
نگاهدار تو بادا خدای عز و جل ... بفرق سایه فشان باشدت حفاظت حق
بقای ماه و خور و انجم است تا بفلک ... دهی تو موسم اردی بهشت را رونق
سرور و دولت و اقبال و عیش و صحت باد ... علی الدوام بذات مقدست ملحق
هموم لطشه نیبی نصیب اعدایت ... برای خیل احبا رسد نصیب طبق

دایم بپوشش خدام بارگاهت باد
حریر و سندس و زربفت و اطلس استبرق

بهر جمعیت تو جمله بهره‌ور بشوند
چه چیز کامل و فاضل چه عاقل و احمق

جمیع نوع بشر تا سباع وحش و طیور
ذباب و نمل و جراد و فراش و نحل و بق

وظیفه خوار همه بحر و بر تو در دریا
نهنگ و ضفدع و حیتان و سنگ پشت و علق

نگاه لطف کریمانه بر احوالش
تفقدی که دگر ندارد اندیشه ز قلق

ایضاً قصیده در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

جرعه‌ای بیاور از اشفاق
ساقیا تا شود دماغم چاق

وا شود خاطرم اگر طلبی
نغمه‌ئی رسانیم بر آفاق

تا بیایم بسان خم در جوش
روح را این قیود باشد شاق

از حقیقت دری بمن بگشای
یا بسوی منزل عشاق

با حریف و مغنی و جام
همدم مطربان شوم بوثاق

اعتقادی بجا نقاسم نیست
دم زنم از ریاض استغراق

رحم فرما بیا برای خدا
سینه‌ام دگر نبرد فراق

دست من گیر و مقتدایم شو
ظل لطفی فگن باستحقاق

لوح سینه‌ام مصفا کن
هم لبش ز لوث بی اغراق

آوخ آوخ که قدر دانی نیست
لمحه‌ئی تا بدون بغض و نفاق

عیب جوئی گذارد و گوید
آنچه باشد میان این اوراق

لیکن الحال هست طالع
یاوری کرد و گشت از اشفاق

قابلیت نما و فنا هم
که بود خود بهمه سخن طاق

یعنی آن پور شاه کشور بخش
مظهر لطف و معدن اخلاق

آن سلیمان شکوه ظل الله
صاحب هند و روم و شام و عراق

الغرض شعر مختصر گفتم
پیش آن شاه صاحب اشراق

چند ابیات به زبان آمد	ناطقه را ز شدت اشواق

مطلع ثانی

ای سراسر تلطف و اخلاق	کرم تست شهرهٔ آفاق
بار احسان تو کشد بر دوش	گنبد لاجورد کهنه رواق
لطف تو میکند بچشم زدن	آب را شیر و شیر را قیماق
قرص خورشید نوی مطبخ تو	هست بیقدرتر ز نان رقاق
جوش صفرای عالم افلاس	میچشد از بر تو آش سماق
بذل کردی چنان که شد منقطع	طمع از اشعث و ابو اسحاق
نرسد از حفاظت اصلا	خرمن علم و فضل را احراق
مثل دزد خاش خوان ریزد	دست بردی نماید از سرّاق
در گلوی صراحی از عدلت	می نیافتد به بزم رنج فواق
مزرعه را اگر برد سیلاب	کند ابر بهار را اشلاق
میگریزد ز بیم موج نسیم	لغزد از پای شیشه از طاق
سید انشا کنون عنان درکش	مرکب تست خانه زاد براق
بر دعائیه ختم کن الحال	در قوافی نمانده جز اغراق
یاورت باد حضرت داور	هست تا جرم شمس را اشراق
چادر ماهتاب تا باشد	صاف و شفاف شسته و براق
وا بیاید به کنار تو بادا	دولت نو عروس سیمین ساق
آنچنان دستگاه حق و بدت	که قمر را بر آوری ز محاق
بر جمیع دغا تر عالم	دستخطی سازی و کنی الحاق
بر لئیمی که دشمنت باشد	اجل او را کشد بضرب چماق

ایضاً قصیده در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

صبحدم میں نے جو لی بستر گل پر کروٹ	جنبش باد بہاری نے کہی اٹھ او جٹ

دیکھا کیا ہون سرہانے سے کھڑے ایک پری
عطر مین ڈوبی ہوئی رو رہی بوباس اوسکے
آفتاب اوسکی جبین کے جو مقابل ہووے
سوتیے نہی جو بہرے تاگ وہ دیکھی اوسکے
چاند نہین شب معلوم کہ مہر سے وہ پری
اوس درگوش پہ تہی زلف جو گنڈلی ماری
جیتی وہ دو نو بہوین ہوچکے ظالم میداد
دوڑی آنکھونمین جہے ایسی ہے کافر خونخوار
پانی جم جیسے سبہ ست پڑا ہووے گرتی
حرکت اوسکی تہی یون غمزہ چالاک کے ساتھ
جیسون اٹکھیل بلا نرگس جادو آنکھین
شوخی اس روپ سے اوس تار نظر سین کوینے
صف مژگان رسا مین یہ ستم تیز سے کچھ
سوہنہ مین لیوی ہے جو جوبیکر وہ اٹکھیلے سے
کیون نہو غرق تحیر مرج البحرین آ
ناک اوس شوخ کی برزخ کی طرح بیچ مین ہے
تہا وہان نام خدا عالم خود بینی گرم
لام جی جون بسم الحمد مین روپ ایسا ہی
گرچہ تمثیل یہہ بحسب نہایت ہے لیکن
خوشنویس ازل نے خط قرآنی سے
گال گدرائی ہوئے جو سنی کے لائق ہونٹ
وہ دو ملوان دوبارہ ٹہری دانت سو موتی کی لڑی
گردن اس وضع سی صراحی ہو جمی سرخ کی جون

جسکے جوبن سے ٹپکتے ہے نری گدراہٹ
بل بے دیج بل بے اکڑ بل بے تری نرماہٹ
صدقے صدقے ہو کبھی آپ بھی تیرے چمکاہٹ
سیر سے تارون بھرے رات کی جی جای ہٹ
سر کے سونا ہی کے جھمکے مگر آجا بھی لپٹ
سامنے کے منکے اگر کہتے تو پھتیے سے نپٹ
انکھڑیان سحر نگہہ قہر غضب گرماہٹ
کہ رگ گل کے نزاکت کو لگا دیوین چپٹ
گوشہ چشم مین یون خال کا تہا وہ لپٹ
رند جون اینڈ کے میخانہ مین لیوین کروٹ
نگہہ ایسی ہے کہ دی برق کے چشمک کو اولٹ
آ ہی جاتا ہو سخن پر کوئی جسطرح سی نٹ
دست انالیثہ عشاق جہان جاوی کٹ
عقدہ راس و ذنب چاند کو لگجاوی جھٹ
سہہ امواج مین آنکھونکی یہہ ہے او بجھاوٹ
تاکہ دو چشمے نہ ایک ایک سے ملجاوین جھٹ
اوسکے نتھنون کے پھڑک مین نہی غضب گرماہٹ
کشمش ایسی ہے سد ہونٹ ایسی ہی پاکیزہ پلٹ
ایک مضمون سنو تم اور بھی پاکیزہ نپٹ
ہ کو اللہ کی یہان نور سے دی چمکاہٹ
غبغب اور سیب ذقن بوسونکی قابل جٹ پٹ
تہ مین انداز تبسم کے رچی شرماہٹ
خون عشاق چڑہا کجا نیکو حاضر غٹ غٹ

تھی بر و دوش مین بالیدگی ایسی ہی کہ صاف
آستین کو چہ مہتاب نظر آتے ہے
سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
شہر سبز اوسکے وہ سب رفتگی یاد آ ہی گل
قمقمہ نور کے تہین اوسکی تجلی سے وہ دو نو
گزک بادہ کشان رنگترے ایسے وہ دو نو
نیم نشگفتہ کنول چشمہ خوبی کے وہ دو
ننت انگیاں مین ٹکی زور تراقی سے کہ بعض
گدگداہٹ یہ اگر ناف سے پڑجای نظر
ہو یقین دلکو کہ ہے حسن کے دریا کا بہنور
نقش پا اوسکی ذقن کا پہسل آیا ہوگا
بند شلوار سے چسپیدہ سو اس وضع کی ساتھ
سیل خون ہو گئی پہر اکو جو تہ نیفہ مین خیال
تھی رگ جان تمنا کہ دکھائی نہ پڑے
بیچ مین تو نکہون تھی نگہبان کچھ تو شئے
کیا کرون اوسکی بیان خوش کفلی کا عالم
گات زانو کے وہ پاکیزہ طرحدار کہ ہائے
قامت ایسی کہ قیامت بھی کرے جسکو سلام
شور محشر کو یہ کہہ بیٹھے خرام اوسکا صاف
جیسے ہر انگلیونکی پور بنین مہدیکی وہ شوخ
سرخی اون ایڑیونکی تو تیونکو جو سیکے
نشہ مین قلقل صہبا سے یہ فرما اوٹھی
سرو و شمشاد و صنوبر سے کہے چلتی ہو

جیسے کہتی ہو کسی ساتھ سے گلے ہی لپٹ
اوسکے ساعد کے ڈالک ٹین تھی [illegible]
جسمین مخمل کے شکن کی سی پڑی جہتری بٹ
پیٹ ایسی ہے دہوان جیسے یہ سنبل کی لٹ
ہوا وہ نہین پیٹتے ہی اور یہ کچھ الجہاہٹ
دل یہ چاہے کہ انہین دو کے لی بہاگی جہٹ
گول گول اوبہری [illegible] بہونری رہے جیسے لپٹ
دیکھ کر بارہ ہی مری کے جنہین جی جای اوٹ
جیٹ کف دست خیال اوس کے دہن جا لپٹ
گہر کے ساری ہی نزاکت یہین آئی ہے سمٹ
دہیا نہین بوسہ عاشق کے تراتی ہی رپٹ
سوم پر مہر کوئی گول سی جون آ ہی اچیٹ
کہوج مین اوسکی کمر کے یہ ہوئی اوتنی ہٹ
لیکن آفت تھی وہ ملا ہم کے جنت کی
جس کے باعث تھی خوش آئندہ سیب پہر کا
حسن و خوبی نی وہین آکے کیا تھا جمگہٹ
دہیان کی ساتھ جہان پای نظر جای رپٹ
اوسکی اٹھلاتی ہوئی چلنے کی سنکر آہٹ
دال ف عین لیے دور ہیری ہو وصل ہٹ
کہ نہ عباسی کی جنت مین بہی ایسی ہو سمٹ
کہو نگیاں کرکے دکہادی تجھی ایک ہین جہٹ
کیا خوش آتی ہے صدا مجھکو یہ تیری خٹ خٹ
کہیلنے جاتی ہین ہم آج چمن مین جہرمٹ

خود ہر ایک ایسی وہ بیباک کہ گرمی نہ چہپے
کچھہ گہٹا نہ جواہر نہ تکلف نہ بناو
گرچہ غلطان وغیرہ جواہر کے یہی کہہ اوٹھا
پہلے لگیں چو بناوٹ سے بہلا کیا حاصل
باولے پوشی و آراستگی اور سنگار
سانگ ہو سکے ہین حضور اپنی جو لادین پہر رات
کہ بچھیں ہو کے چڑھی ڈہونڈہین کدہم کو چیا ہیے
تکا دون لوگون کا بھی پڑا ہی نرالا ہے کہیں
لگا کر ریت لیوین اوٹہا او پھر تیگی جاوین
سر نخیں رہ گئی ہین جو لیچاہین گنواروں کی طرح
باندھہیں ہو جبہ و بنگا تو بہلا اٹھین یون
الغرض تھی جو بہ اوصاف سی موصوف اوسکے
تجھسے سنکرہ جو کہا دولت بیدار ہون مین
مجلس آراستہ ہی سالگرہ کے اوس کے
یعنی وہ شاہ سلیمان کہ شکوہ اوسکے سے
جشن شاہانہ ہے ہین سب امرا حاضر وقت
آرہیہ و ہر کا دل و کوس کے آوازون سے
چیری صاحب بھی یہ کہتا ہی در دولت پر
ہین سلامی کو کہڑی باندھ کے صف سب انگریز
بزم ایسی ہے مرتب ہی کہ سبحان اللہ
عید آدم ہین کہ ہر دون ہے لگے آئینہ
از خنیہ نکلی کہین آواز کہین ناچ کی ہے
واسطی نذر کی کرتو بھی قصیدہ کوئی عرض

ریش قاضی مین وہ صہبا کی لگا وی چھینٹ
سادگی اپنے سے مسرور خوشی سی چپٹ
کسکو ہے ایسی غرض مفت کری جو کہٹ کٹ
فائدہ خرق سی سلے پاون تلک جائی پھٹ
چاہیے گا تتو تکو اپنی کہ ہو چمکا ہٹ
کہ کنہیا نہین اور سر یہ وہ مرلیوین مکٹ
بانسری رہین مین دکھا دیوین وہی جمنا ہٹ
گوالنین سا بھی کہین ہنسکے وہی ہنسی ہٹ
دیکھت وہ ہوندری جو درم اوتی ہی پنگھٹ
وہ ام گہر کو کہین نزدیک کو لولین ونکٹ
جا ہی نہ ین مین انسو رہے جیسی کہ رہٹ
پنچ گھڑی سی ڈوپٹہ کی سلسل کو اولٹ
خواب غفلت سی بس اب چونک گئی میر ہی لپٹ
جسکی ہر لحظہ دعا دینے مین ہی سبکو رٹ
نیر حشمت و اقبال کو ہے چمکاہٹ
اوسکی مجرے کو کھڑی فوجونکی ہین غٹ کے غٹ
سینہ گا قدر ہین آج کہین جا ہی نہ سمٹ
روح بخشندہ ہے ہی کے قسم دوکہٹ
ہار ہین اور ہرن راتل و اہل ار ٹمٹ
جسمین اقسام تماشا کا ہوا ہے جمگھٹ
طرفہ گستردہ جواہر کی چپر کہٹ سرکٹ
خفقان جس سی کہ جاتا رہے او گھبراہٹ
اوٹھہ کمر باندھ ابھی جلد چلا چل جھٹ پٹ

سنتی ہی سینے پہ دولت سی خوشی کا شمرہ
شرف اندوز ہوا ذات اقدس مین جھٹ

بار ہا محفل شہانہ مین مطلع وہ پڑھا
جسکی سطوت سے ہوئی جان عدو کی تلپٹ

مطلع ثانی

بازم جنگ ہو جس لحظہ تو گلگونکو ڈپٹ
گاو سر پھینک کی چٹ سام سا بھاگی چھوٹ

بار چنگیا شہا برق زال کری دہشت سی
پاؤن رستم کا گل ولا چہ پھسل جاوی رپٹ

جامۂ چرم پلنگ اپنی بدن سی پھینکی
ہاتھہ سی ریش دو شاخ اپنی کو دی او بھاو جھٹ

حیدری نعرہ تو جب روز وغا مین کھینچے
لشکر شام تری آگی سے کہا وی گھونگٹ

برسر قاف ہو گر قلعۂ عدو کا تیرے
منہدم کردی اوسی گاو زمین سے کروٹ

گر پڑین ٹوٹ کی سو ٹکری ہوا [illegible] آنکی بیچ
تیری للکارتی ہی اوسکی کیواڑونکی پٹ

قہر خالق کا نمونہ ہے تری شمشیر
لاکھون سرہای عدو جس سے کہ کٹ گئین چٹ پٹ

کمر کوہ پہ لاگے تو کرے دو ٹکڑے
نہ جھڑی کچہ نہ مڑی رک نہ رہی ایسی اکٹ

صاعقہ جسکے دم آب سی تھرتھر کانپے
صولت برق کو کہہ جیسے چپاٹ جسکی ہٹ

الامان بولا اوٹھین قیصر روم وخاقان
گر کہین ہاتھہ مین تو لیکے اوسی جائی ڈپٹ

دیکہکر تخت ہوا اوڑ کے تیری خوبے
کہکشان ابر کے دامن کا بنالی گھونگٹ

گر نظر چرخ کری چتر کو تیری تو شہا
پنجۂ مہر سے لے اوسکے بلائین چٹ چٹ

بادپا کا تری کیا وصف کرون خوبی کا
شعلہ رہی اوسکی وہ جلدی وہ اولٹ اور پلٹ

شرق سی غرب تلک ایسی کہان ہی وسعت
کہ کبھی کھول کے دل تو اوسی پھینکے سرپٹ

پوچھیون جا جی تو معلوم کری یون خلقت
کہ ابھی باد بہاری سے گیا جاکے چمٹ

ہوش گم ہو وین ہی غزالان جہانکی یکبار
چارون پاؤن کی جماوٹ وہ اوچک اور سمٹ

صاف آنکھون مین جھلاوا سا دکھائی دیوی جاکر
بات کہنی مین اگر باگ کہین جاوے پلٹ

یہ سبک ہو وہ کہ جسی [illegible] [illegible] ہرگز
اسقدر جلد کہ جون نکہت گلشن کے لپٹ

گو نجنی کو تری ہاتھی کے اگر رعد سنے
رفعت و منزلت اپنی سی وہین جاوے گھٹ

[illegible]

ہفت اقلیم کے باشندے قدمبوس کرین
ایک ہی لقمہ کرے طوفان مین وہ قاف شکوہ
اوسکی دادو دہش کی بلندی کو اگر چل سحاب
ہاتھ عیسےٰ نے اوٹھائے ہین دعا کو دونون
ختم کرتا ہے دعا یہ یہ انشا اللہ
صحت و جشن و نشاط و طرب و دولت کا
خوبی و خورمی و راحت و آرام و سرور
وہ سہانی رہی بجتی تری نوبت شب و روز
نوبتی گاوین سب الغوزہ شہنا مین سدا
دیس جس وقت کہ وہ بولین یہہ للا او بھی
تیری ہی مجری مین ہو نغمہ سرا صبح کی وقت
کرنا و دہل و بوق کے آوازون مین
کہا کہا رنگ کرین تیری سبھی اعدا یون
بس سلیمان جہان تو ہی ہوا اور دنیا ہو

دیکھہ اجلال وہ وہین سارے جہا نکے نٹ کھٹ
گشت آمال کو کفار کے کر جاوے جیٹ
کبھی دیکھی تو یہی گذرے خیال اوسکا جھٹ
لیلۃ القدر فرح بخش کے پاکر آہٹ
یارب اس دہر ہو عالم کے خوشی کی آہٹ
حسب دلخواہ رہے ذات سے تیری جگمٹ
تیری دروازہ کے تاحشر نچھوڑین چوکھٹ
کہ جگر دشمنونکا دیوین ٹکورین ہی اولٹ
دہرپت اور قول و خیال اور ترانہ تروٹ
لیگیو لی گنو متوا روجی ہمارے الوٹ
بھیروی کنکلے ٹوری وا ہما او رکہٹ
ہمکو سو جھا کرے آرام و خوشی کی کروٹ
راگ مالا مین کھنچی جیسے کہ ہو صورت نٹ
جب تلک گنبد مینا نہ مین رہے جمگھٹ

قصیدہ فی المدح جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الممالک وزیر الممالک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ

همای اوج سعادت بہ کنگر اقبال
فشاند سایۂ خود با شکوہ و جاہ و جلال
نوید داد بہ نیسان کہ وا در وا دار
کشودہ است بروی جہان در افضال
بروی کار در آورد آن وزیری را
کہ فتح جنگ قدیم آمدش باستقبال
ہوای تازہ وزید و دمید سبزۂ گل
رسید صبح طرب با ہزار غنج و دلال
زہی بہار ریاض وزارت آنکہ نمود
فشون بہمن و دی را بفور استعجال
سعادتی کہ علی داد نام پاکش را
حصول این ہمہ باشد بشبہ اجمال

یمین دوله بهادر که ناظم ملک است | جناب عالی فرخ شیم باستقلال
شجاع و عادل و مهربان آصف‌جاه صفدرجنگ | وزیر اعظم هندوستان بجود و کمال
نسیم تازه دماغی ز باغ رعنایی | نمود سبزه کشت امانی و آمال
لوای شوکت و شان مدظله العالی | سحاب لطف و کرم در افاضت و افضال
غرض شنیده چو این نغمه سید انشا | قصیده کرد بقلم بر سبیل استعجال

مطلع ثانی

توان دو ثنا و مدحی ای شه حشمت و اجلال | کجا رسد ز تو فوج عدو لسان استدلال
در اوج فرخ ظفر صبح صبح‌خیز گشته | ستیزه‌های دلیران و سام و رستم و زال
چه روز همت تو سر کشد که چیره ان آن است | ز عقل و فهم و قیاس و گمان و وهم و خیال
قرافشانید به سند لطیفه سنجی | بجا است چه گنجینه غبار ... مثال
بلی امانت و امداد کس نخواهد | که خود معونت خالق بدست شامل حال
هر آنکه نرد دغا باخت ز شومی بخت | نماند هیچ بر ایشش ز جنس مال و منال
سه خال بهر خود انداخت آن کدام کدام | ز تاب حرامی و تفرین خلق در عرض محال
بروی تخته عالم که چه ز نیرنگ است | دو شش ز بار ترا امانی حجت خصال

مطلع ثالث

جلوس کرد امسال و سال حال الحال | ز دو دو وازده است از دو وازده و صد ال
بدوازده اثنا عشر بود ندست | خوش است ادست تاریخ ربی همایون فال
بلی برای همین اختیار تاریخ است | که اختیار ترا داده حق در استقلال
ثلاث بست بخواست ان ستم قدم | که یک شده است کنون از خیانت عمال
چه صورتیست که طفلان برای لعب کشند | بروی تخته کاغذ زر و چه ... زال
وجود خارجیش بود مثل حماره | چه چیز ولی تجر اوس کرده ... ال
زچاه بعد عجب و چه سان برون آمد | که خود اعاده ... محض است محال

خلاف او نبود از نطق [illegible] مردم ‏ پذیرد ارچه هیولا تجدد امثال
که نیست هیچ ترا لطف واجد اول ‏ که هست مبدء فیاض و عقل بر افعال
چه وصل اینکه بخود بر بحکم تو پیچید ‏ کراست زهره و یارا که نیست تاب و مجال
قبول خاطر و لطف سخن ترا واست ‏ زهای جمله خلائق برای نسبت احوال
همه بشمی [illegible] بهست ز حق بجز طلب ‏ چه کشمیر و جوان و چه خورد سال اطفال
نبود مهر تو بر داشته چرخ زمان ‏ لعمرک نیست خود باز [illegible] بال جلال
بجز [illegible] احتیاج [illegible] جدا ‏ درین مقدمه در کار نیست استدلال
کسی که [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ‏ موظف است به نسیان [illegible] شتال
[illegible] داشته بود چه آرد ‏ هر آنکه هست بد اندیش او شود پامال
نگاه دار [illegible] تو دادر ‏ ز جمله صدمات و [illegible] اقوال
غنیمت است که [illegible] تو [illegible] ‏ نجات ها همی خود افتاده اندرین احوال
[illegible] [illegible] [illegible] ‏ شکسته حال غریبان [illegible] اموال
[illegible] زیر چنین ‏ [illegible] پاره ایمان [illegible] اشکال
شهر لکهنو آباد و اهل اسلام آنجا ‏ [illegible] شان [illegible] خرد و کلان
چنان [illegible] بشرق و بغرب ‏ که در احاطه حکم آیش جنوب و شمال
طفیل حضرت خاتم محمد عربی ‏ مساجد او کند آباد و بر [illegible] جبال
کنون برای دعا جبهه بر زمین سایم ‏ که نیست ناطقه ام را بمدحت تو مجال
بحق روزه و صلوة و حج و زکوة ‏ بحق نور محمد که هست بدر مثال
بحق اشهد ان لا اله الا الله ‏ بحق مرتبه عالی اذان بلال
[illegible] ترا نگهدارد ‏ بعیش و صحت و آرام تا صد و سی سال
بنور حضرت مشکل کشا درخشان باد ‏ مه جمال تو و آفتاب جاه و جلال
امیدوار [illegible] سید انشا هم ‏ حضور [illegible] تو دستور صاحب اقبال
امید او تو بر آور که تا امید تو هم ‏ برآورد ز کرم زود ایزد متعال

ایضاً قصیدہ جلوس میمنت مانوس جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ

نظر آئی مجھے اک شکل باظفر و طوع و علم
صورت فتح مجسم ہو بشکل آدم

سر پہ اک خود دھری جسپہ بڑی سی کلغی
ڈھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ مین شمشیر دودم

زرۂ حضرت داؤد گلے مین اوسکے
جبروت اوسکا فریدون فر و جمشید حشم

خضر و الیاس جلو اوسکی مین جون چوب و نشان
بہلہ ری سطوت و فیروزی اجلال و حشم

لمعۂ نور جبین اوسکے سے طالع جون مہر
سب رکاب اوسکی مین موجود ضیا و انجم

اوسکی افواج کی گھوڑونپہ کیا خوب جو دیکھا
تو وہ فنکار ہی پڑے پھرتی تھی مثل ضیغم

دیکھہ القصہ اوسی چونک گئین یون آنکھین
دفعتہ چونک پڑین جیسے غزالان حرم

باادب مینے یہ معروض کیا اسم شریف
باری فرمایئے ای مخزن الطاف و کرم

تو یہہ ارشاد ہوا تجھکو نہین کیا معلوم
نیر طالع فیروز ہین اوس شخص کے ہم

وہ سعادت علی عالی اعلی جو ہے
معدن جود و سخا لجۂ احسان و کرم

آج صد شکر خدا اوسنے کیا جشن جلوس
جسکی توصیف کی انشا مین قلم ہے ابکم

یعنے نواب فلک رتبہ یمین الدولہ
ناظم الملک بہادر وہ وزیر اعظم

بہ زر و رستم و سہراب سی سو جسکی غلام
بیژن و سام و نریمان سی کئی جسکے خدم

جسکے اشفاق سے ہی مزرع عالم شاداب
جسکے الطاف سے آسودہ ہین اصناف امم

شیر مردان و غار ستم ز دوران جسکے
بخشش فیض سے شرمندہ ہے بذل حاتم

الغرض تہنیت جشن جلوس اوسکا شن
سید انشا نے کیا تازہ قصیدہ وہ رقم

کہ لبس اوس طرز فصاحت کو سمجھہ کر اوسکی
روح خاقانی و عرفی نے لیے چوم قدم

[illegible] تو اب مطلع ثانی وہ پڑھے
تھرتھرا اوٹھی جسے سنتے ہی کاؤس و جم

مطلع ثانی

کیون نہ سمجھے مجھے پھر شاہ ولایت پہ حکم
تو ہمین اللہ موید ہے خدا ہے کی قسم

انس و جن ابر و ہوا کیوان نہون فرمان بردار
ہے ترے نام کو خاصیت اسم اعظم

کیون نہو زیر نگین تیری سبھی ہفت اقلیم
سایۂ مہر نبوت مین ہے تیری ہما تم

ای وزیر ابن وزیر ابن وزیر ابن وزیر
کانپتے تیری شجاعت سے ہین ضرغام اجم

جو غلامان غلامان غلامان ہین ترے
سب مہیا اونہین انواع کے ہین ناز و نعم

عدل ہے عصر مین تیری سے کہ جسکے ڈر سے
شیر و بزغالہ مین ہے ربط محبت باہم

ہمدگر الفت و شفقت ہے کچہ ایسی ہے کہ اب
بچۂ شیر کو آ دودہ پلادی ہے غنم

غم معشوق سے سکتے ہین گروہ عشاق
عوض اوسکی کہ دیا کوئی گھڑی دلکو الم

آپکے سر کرہم لوح جبین سے لینگی
ہم چچا کرکے تمہین چھوڑینگے یا حضرت عم

تیری رتبہ کا بیان کس سے ہو ماشاء اللہ
نہ فقط ہند ہی کے لوگ ہین تجہہ تیری خدم

اختراعِ السنہ

شاہ ایران بھی لکھتا ہی تجہے فارسی مین
بوکہ من ہم ز عنایات تو حظی ببرم

تجہ او مدحی لکس کہ مرا شاہی داد
بندۂ حلقہ بگوش تو و چاکر ہستم

عرض کرتا ہی یہی والی ترکستان بہی
شاہ سن ایلہ گدا دستنہ الشاہ کرم

سنہ موقوف وکل دیر سے تنگری حلق
اولمکی خلق جہان ایچرہ سندک آدم

مدح مین تیری زبان عربی مین اشعار
شعرا پڑہتے ہین مسرور ہو آپس مین ہم

مثلہ لیس شجاع و امیر فی الدہر
حفظہ اللہ مغیثا لجمیع العالم

اور اطراف خراسان کے جو باشندی ہین
تیری خدمت مین اسی طور سی لکھتے ہین ہم

موکہ در عشق تو و باور جیسم
تیرہ مین در میلیم ہوا اور محمم

دلبر مو منشا پور و خواسے بشد
تو بہین موز کجا تا بکجا اور بجسم

حلتہ عہد مرا یوسف او شاہ بداغ
مونکات خوردہ رلار سطنجہ منظر مدرم

رام منجش بہر پام اکہڑت پرتاب
کبھی آ شینجی دیوی ہے ناقوس صنم

اور جنی جنگ سپاہی کی بہی کہتی ہے
ہو الکہوی ٹنڈی جاوان بنیا ہی شہر بالم

حق مین دشمن کی ترے یہ نہین کبہین ہی چھوٹی
کا ئین باندھا جہری پیر جو نہو جاے بہسم

تھا کہ ان اوتھیں برا جی رہو کہتیں چاہئے
اور زبان شاہ بھی لکھتا ہے یہی کابل سے
او شہی [illegible] او رسے پور [illegible]
واداری اگر جی [illegible] سلہ داری ہوا
او کسے پر وہ تمام بھی یہی بولے سے
[illegible] سکو شت [illegible]
تیری آنکھوں کو کہا سمجھے اور اوسکا عکس
[illegible] کے شگفت ہوں ہی آمی
اور دولت جو دیکھی ہے سو کہتی ہی ہے
[illegible] پر شمع کے ہو کس ہے تعریف
خلق دشمن کے لیے زہر ہو آپکے سا [illegible]
گیا [illegible] جو ہر ہے [illegible]
ہے وہ قبان میں شعلہ فشاں عدو کا شام
اوسکا جوہر جواہر [illegible]
اوسکو [illegible] ہے سوا [illegible]
کیوں نہ قبضہ میں وہ کرلے جہان قاف تلک
دیکھ کر کہتے ہیں سب اہل خراسان اوسکو
ہے کمر ہی تری پر زور قوی وہ اوجبڑ
باد پا کا تری کیا وصف کروں جس سے ہی
ایکدن [illegible] جو کہیں [illegible] تھی
قدرت شعلہ اوس کی سے [illegible] عرق
اوسکی گرد کو [illegible] نسیم سحری
[illegible] شش فلک [illegible] نعل ہلال

کاہیں تیری تصویر سے یہہ کہتی ہیں ہم
زر زبار ان زیادہ وار تیا صدقے کرم
کنک انگریزہ یہہ بوسے [illegible] چشم
پیشوا تیر غلاموں کو یہہ کرتا ہے رحم
یہہ بنا اچھی [illegible] تجھکو سے [illegible]
پاتھن جھکو دیا چاہیے کا اوسکا کرم
[illegible] کرتے ہیں یہہ [illegible]
سہوم سے [illegible] جھٹکے کم
[illegible]
[illegible] ہاتھوں سے عدا کا [illegible]
صاف ایک [illegible] الماس ہے اوسکا [illegible]
تیغ میں اوسکی کہوں یا کہ گلستان ارم
شکل برق و شفق و صاعقہ [illegible]
سو وہ ایسی ہیں کہ جیسے خط یاقوت رقم
کمر کو وہ چلائے تو کرے صاف قلم
رشک ابروی ہے جو اوسکی ہے موقع کا خم
ایسی دیکھی نہ کسی شاہ خراسان کی قسم
[illegible]
الغرض [illegible] چشم [illegible] ہیں کم
آج تک [illegible] کا دم
سب جوانان چمن کہتی ہیں اوسکو شبنم
نکہت گل کے جو [illegible] اوسکا قدم
[illegible] آدمی ہے [illegible] ایک عالم

جسمین ہے اور بھی ایک مطلع ثالث پرنکہر | جسمین یون کا لبِ چرخ سے تارونکی جھلم

مطلع ثالث

سامنے تیری جو رستم بھی کبھی ٹھونکے خم | تو وہ ہاتھ اوسکا اوسی طور سے ہوجاوے جھم
مددِ غیب سے ایسا ہے ہوا وٹا بہنا | کہ مسل ڈالے اوسی تاب سے ناتیرا دہم
یان تلک تو ہی ترا عالم تیر اندازے | کہ تجھے کہتے ہین اوستاد عرب اور عجم
طائر قبلہ نما پر بھی اگر کھینچے خیال | تو وہ بھی تڑپے ہی گہرانے مین اور لوٹے بہم
تیری بندوق لگائیگا بیان ہو کس سے | جانور اوڑتے گراتا ہے تو لاکھون پیہم
حکم انداز تو ایسا ہے کہ جسکے آگے | بھول پرواز گئے طیر سب اور آئے بہم
توپخانہ کے تری سنتی ہے آواز ایکبار | رعد اور برق شرر بار ہوے دونو بہم
ہو سکے فوج ظفر موج کا اب کس سے شمار | اوسکے اعداد سے ہے ذات خدا ہی محرم
تیری دشمن سے نہ زائل ہو کبھی روسیہی | سینکڑون غوطہ وہ گر کھاے بآب زمزم
وصف تحریر کرون کیا تری ہاتھی کا ہنر | بہلہ رے اوسکی شکوہ اور رہ اوسکا خم وچم
کہکشان اوسکی ہے مستک کے بلند ایسی جہل | آنکھین یون اوسکے ہین جون نافِ غزالان حرم
دونو کان اوسکی جو پاکیزہ ہین الّی الّی | سو وہ ہین طعنہ زن طیر مسیح مریم
فی المثل صور سرافیل ہے اوسکی خرطوم | وہ اوسے ٹیکے زمین پر تو زمان ہو برہم
اژدہا کی سے سمیٹ اور لپیٹ اوسکی دیکھ | بعضے موسی کا عصا کہتی ہین بعضے ارقم
چیر اور پہاڑ ہی ڈالے ہی معاند کو ترے | اسمین گواہی وہ باعور کا بیٹا بلعم
شب یلدا مین کھلے جو رکے جون چوٹی ہو | دم برے زاد جو ہی اوسکا یہ کچھ ہے عالم
دیکھکر پاؤنکو اوسکے یہی کہتا ہے خیال | سقف رفعت کی جہانین بہی چارون ہر یم
ق
سونڈہ مین برق کے زنجیر طلائی لیکہ | اوسکی ٹکرکے اگر سامنے آوے ایکدم
تو کچھ اس روپ سے بہر بہاگ چلی پیل سحاب | کہ زمین نیچے سے آواز آیا اوٹھی کہم کہم
نہ رُکے اپنی مہاوت سے وہ بہتیرا کہے | وحشت بر و نیل الدبہر لگی یون جو کہل سیم
اب دعا مانگی ہے تیرے لیے انشا پند | یارب آمین کہین جس اسکو ملا یک باہم

ناظم الملک بہادر بھی ہوا ور دنیا بھی
صحت و طول بقا و طرب و دولت و حشم
تیری ہے مجری میں گا یا کریں سب اہل نشاط
بہیرو ین کنگلے اور بالسری اور سارنگ
سامنی تیرے ہی ہر وقت رہی انکی صدا
راجہ اندر کے اکہاڑے میں ہو جون پریونکا باجا
پھرتی پھرتی رہین جبتلک کہ یہ چارون موسم
ذات سی تیری رہین تا بہ قیامت توام
قول و آہنگ دو ہوا ماتہا ترانہ سرگم
پوربی گوری میں پیچ ہین اور جتنے نغم
تانین لہراتی رہین ایسی ہے جون موجہ یم
در دولت پہ ہمیشہ رہے یون ہی چہم چہم

ایضاً قصیدہ در مدح جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر مبارز جنگ

کیا جیسے وہ مرد سخندان کے سامنے
پر جلتے ہین فرشتو نکے انسان کے سامنے
صدمہ ہے پہونچی رعد کے گردنیہ ایکبار
آوے کبھی جو نعرہ مردان کے سامنے
جاری ہیری زبان سے ہو سوزندہ دو شعلہ
گویا اگر ہون اہل صفاہان کے سامنے
دلچسپ تر ہے آہد صہبا سے جام مین
سیر اور دو زمزمہ بستان کے سامنے
ہے سانگ رنگ ڈہنگ یہ اپنے کلام کا
ہو جاوے جہٹ جو لعل بدخشان کے سامنے
لیلے کا ہاتھہ پکڑے ہوے قیس ہو نمود
گر اڑ کھڑا ہون خار مغیلان کے سامنے
میری بلائین لیتے ہین جنات عدن مین
حورین ہمیشہ مجمع غلمان کے سامنے
ہو جاوین مست وحش و طیور و سباع سب
ہون گراو ہون جو دشت و بیابان کی سامنے
قانون بو علی سے نہین کم کسیطرح
میرا کلام مرد شفادان کے سامنے
ہر وحشت آدمی کی جو سر چہاڑ سو نہ بہار
چاہے تو ہو وے شاہ نبی جان کے سامنے
کیونکر نہ بیہ گھمنڈ ہو بیٹہا ہون آج مین
کیسے وزیر اعظم ذی شان کے سامنے
یعنے یمین دولہ بہادر کہ جس کا حسن
ہو جاوے آفتاب و خشان کے سامنے
کیونکر نہ کہئے ناظم ملک جہان اوسی
ہین جملہ جسکے دست زرافشان کی سامنے
دی جسکے نام کو بیہ سعادت علی نے ہو
لیوین جسے نسیم بہاران کے سامنے

برہان ملک و صفدر و منصور و بیہ شجاع — جاکر ہون جسکے سام و نریمان کے سامنے
ایسا ہی شیر ببر کہ جسکے جلال کا — مذکور ہو وے قیصر و خاقان کے سامنے
جو معرکہ مین رزم کے دیوے کھڑا ہوا — سو جھونپے تاؤ شیر نیستان کے سامنے
ہیبت ہی اوسمین ایسی کہ یہ چرخ گوژ پشت — خم ہے اوسیکے رتبۂ احسان کے سامنے
الغت تو باریاب ہوا بزم خاص سے — خم ٹھوک سے نہ رستم دستان کے سامنے
بارہی سپیدی دم صبح وطن ہوئے — مدت کے بعد شام غریبان کے سامنے
اسوقت ایک قصیدہ کوئی دہوم دہام — پڑہا اس وزیر حاتم دوران کے سامنے
جسکے ہر ایک شعر پہ دلچسپ شوخیان — ہین قوت فصاحت سحبان کے سامنے

مطلع ثانی

حاضر ہوا ہون یوسف کنعان کے سامنے — یا آگیا ہون مہ تابان کے سامنے
یاد آوی تیری چشم کے شوخی تو پھر وہین — ساقی کرے مراقبہ فنجان کے سامنے
گو بو فراش شہرۂ آفاق ہے و لے — کیا داخل ہو جو تیری ثنا خوان کے سامنے
اگر حضور اقدس عالی مین ہون کھڑے — جو لوگ بیٹھ جائین قہرمان کے سامنے
یون خلق تیری حلم مین جون خیل گوسفند — ہون گلہ گلہ موسے عمران کے سامنے
کم رتبگی مین آتے ہین اسطرح سے نظر — حساد تیری نطق غلامان کے سامنے
جسطرح سی مسیلمہ کے مہملات کا — ہو مرتبہ بلاغت قرآن کے سامنے
مسرور ہو وی تیری جو ذہن سلیم کا — آجاوی ذکر حضرت لقمان کے سامنے
قمری کی طرح طوق غلامی ہین پہنے — جو آوے تجھسے سرو خرامان کے سامنے
حب علی ہے تجھکو یہانتک کہ تیرا ذکر — جنت مین ہے ابوذر و سلمان کے سامنے
ہی قوت مقررہ کا تیرے تذکرہ — مشہور مجمع خطبۂ یونان کے سامنے
شادابی اوسمین ایسی کہ جون خضر سبز پوش — بیٹھا ہوا ہو چشمۂ حیوان کے سامنے
اوڑ جائین ہوش توسن باد بہار کے — گردو مین ہو کبھی تری یکران کے سامنے
اوسکے روش کو دیکھ تو غش کہا کے لوٹ جائے — موج نسیم خیل غزالان کے سامنے

سب چھٹیان ہری ہوں اگر تیری فیل کا — لیں نام پیل ابر بہاران کے سامنے
اوس کا سواد ہوں شب قدر کے نمط — ہووے گا نور زمزمہ ستان کے سامنے
ہو وہ فروغ و انتا وسکی مسیحائی پا تجھ سے — ہووین بلند صاحب عرفان کے سامنے
ہر تیر یہ عدل کا تیرے کہ ہو سو ہو — اس عصر مین جنبو و سلیمان کے سامنے
گر برق تیغ کے تری دیکھے چماک عدو — تو سمجھے یہہ کہ ہے دم ثعبان کے سامنے
جھک کے ضمان ضامن ثامن مدام ہے — مقبول ہے تو شاہ خراسان کے سامنے
انشا تری دعا مین ہے مشغول رات دن — اپنی کریم و قادر سبحان کے سامنے
جب تک نہو کمال درخشندگی نصیب — جرم سہا کو مہر کے لمعان کے سامنے
آسان رہین یہہ عقدہ کی غنچہ کشائیان — تا ناخن نسیم بہاران کے سامنے
حاضر رہی بہار و سرور و نشاط جشن — یا رب ہمیشہ تیرے گلستان کے سامنے
افواج روم و شام و ولایت نہو سکی — ہرگز کبھی ترے صف مژگان کے سامنے
شایان ہے یہی کہ تری دست جود کا — مذکور کیجے موسم باران کے سامنے
ہر چند ہون مین بے سر و سامان ولیک آج — آیا ہون تجھسے با سر و سامان کے سامنے
کلغی مجھے بھی ہو تو تعجب نہین کہ تھا — ہدہد کے سر پہ تاج سلیمان کے سامنے

قصیدہ در مدح دولہن جان

سحر بہار کی خوشبو مین آگئی یہہ لپٹ — کہ صاف چاندسی بکھرون کی کھل گئے گھونگٹ
ہوا و باغ مین باد بہار کے یہہ بھرے — کہ کھوڑیان عربی جائین جسطرح سرپٹ
صبا کے جھونکون نے کچھ ڈالیان جو لہرائین — تو ڈھب یہ پھولونکی چھڑیان چلین بہم سٹ سٹ
یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل کہے — اکھاڑے مین پریونکی گویا اوتر پڑے جھٹ پٹ
چمن مین ایسی ہی ایک چاندنی سی پھیل گئی — کہ ویسی تارون بھری رات بھی نہ لی کروٹ
مزے مین آکے جوانان باغ غنچے سے — صراحی می عشرت چڑھا گئے غٹ غٹ
نصیب سوتی ہوئی تھی جنہونکی چونک پڑے — گئی اونہونکی بھی اس ولولہ سے نیند اچٹ

صبا یہہ آئی یقیناً ہے اوسکے کوچہ سی
وہ کون سے یعنی پریزاد عرف دولہن جان
گذر صبا نے کیا ہے جو اوسکے کوچہ سی
نظر پڑا مجھے بلور کا احاطہ ایک
ستون صورت غلمان و مشک بیز شمیم
ہزاروں رنگ کی فوارے اور چادر آب
چھتوں مین موتیونکی جھالرین لٹکتی ہوئین
کسی مین پارۂ الماس کے لگے گندھے
لگی ہوئی گہر شب چراغ اکثر جا ہی
کہین تو شیشہ کے فانوسونکی چمن بندے
کھڑے ہوئے جیسے وہ غلام باشمشیر
سوکالے ٹیکلے سجے گویا رخ نزاکت کے
ہر ایک طعن یہہ کرتا تھا شاہزادہ گل
کہین شہانیکے آواز اور کہین کا سود
بہاگ تھا کہین توڑی کہین تہی آسری
کہین تو پیلو کا ناچ تہا کہین سنگیت
بنی ہوئے کہین رادہا کہین کنہیا جی
وہی کریل کے کنجین مچین اور بندرابن
سہانی دہونی وہی ٹھیک تھا کہ سب باتین
وہی وہ گوپین سولہ سوا اونکا روپ
وہی سراسری صبا کلی وہی کہنین
اوسی طرحکے کنول توڑنے کول ویسے
وہ مراینی جھاتیونپہ بن کر دکھاتی ہین

کہ جسکے نام سے ہے چاندنی سی چمکاہٹ
بلائین لیتے ہین جسکی جہانیان چٹ چٹ
سہانی لہرے تاثیر سے کہے غور کہ جھٹ
مکان سارے مرصع عجیب ایک جمگھٹ
انوکھی ڈول کے ہرجا جیہ گہٹ اور ہر گہٹ
ہر ایک سمت پڑی پیکرونکی غٹ کے غٹ
سب ایکڈال زمرد ہر ایک کوارکے پٹ
جڑی ہوی کہین یاقوت سرخ کی چوکہٹ
ادلک سی جنکے بہت دور تک ہو پہیلاوٹ
اور اونکے بیچ سے چھنتا پیا خونکا چپٹ
کہ جنکے ڈھال کے رنگت سی ہو خجل سنگھٹ
کہین نظر نہ لگے اسلیئے رہی تھی لپٹ
کہے نہ تو جیسے صنوبر کو پنجہ جھاڑ جھٹ
کہین تو رام کلی بہیرویں کہین تہاٹ
کہین کدار کہین کنگلے کہین تہا کہٹ
قیامت اوٹھی اولٹنے سے تھے اور پھر ملٹ
تیمر اوڑھے ہوئی سر پہ رکھی مور مکٹ
سہانے دہن وہی مرلی کی دہوئی سی بٹ
وہ گوکل اور وہ متہرا مگر وہ جمنا تٹ
سبہونکی ڈول رہی اور وہی گھبراہٹ
وہ ٹیکہ بنیے وہی جہلکی اور وہی الوٹ
اوسی طرحکی بہسل پہ بٹنے اور وہی پٹ
جو اونکی بانسری بنتی تہی کوئی جہیپٹ

دھری سے تھے کشن ہنسنے جتنے کہ رونے انکو تون
برہ دو ہی وہی ودہو سی کل گئے یہہ بنسے
سکھی رہین رہین آنند سون رہین اوت ہین
کہین جو دیکھو تو سب باڑ واڑ کا عالم
او بار وبیشی وہ ہے اور وہی کا ئین جیہہ
صدا بلند اوسی ڈہب سے دیس گاڑی مین
کہین تو سبز تری کا ساناگ سج کبیر کہین
کہین تو سادہی ہوسے جوگ وہ پریزادین
وہ چہیڑ چہاڑ سہم اسطرحکی گرما گرم
غرض کہ ہے وہ پریزاد ایسی ہے دلچسپ
شراب حسن نزاکت جو پاس ہے اوسکے
نگہہ مین اوسکی یہہ کچہہ نوک جوک جو دیکھے
مقابل اوسکے جو آجاے رستم دستان
وہ آہوان ختن مشک نافہ سے جسین
کبہی جو انگلیونکی فندق اوسکی دیکہی تو
مسی کی رنگ مین خنکار کو بہی دمی عوطے
بہی وہتن ہہین ہین جہان مین مشہور
ہزار کول ولندرو ہین کمسک جا وے
بسان سیب جبان ہے جو اوسکا سیب ذقن
وہ گال ایسے طرحدار کچہہ یہہ پاکیزہ
نہ کچہہ بہی خسرو پرویز کو خیال مین لاے
لطیفہ ہین سکے جو چین سے سو کیا امکان
جو فی المثل اوسی شیرین سے لی کوئی چیکے

وہ چیر کہاٹ وہ ہی سیون کنج اور پنگہٹ
یہہ آنسو اچہار ہے برمین مانجہہ جیسے رٹ
بہو بچار ہین کینہون کہ کیسی ای بکٹ
وہی کنٹار وہی بکریان وہی کہٹ کہٹ
وہی پہاڑ وہی ریت اور وہی اوبٹ
کہ مہاری سا نور استوار و دیگہو ساوٹ
کہین ہلاتے ہوے سر کو اپنی باندہی بہرٹ
کہ راجا اندر کے سہرو کو جو کرین چوپٹ
کہ جنکے شوخیونسے جی کو ہو سرور نیٹ
رہا یہہ باغ مین نکہت سے روپ جیسکا جہٹ
اوسی شراب کی حورون نے پائی ہے تلچہٹ
تو وو ہین برق شرربار کو کرے تلپٹ
تو اوسکی حق مین یہہ کہہ بیٹھی چل پرے بہی ہٹ
مدام سونگتے ہین اوسکی سر کے بالونکی لٹ
بہار پیرہنی کے طرح جا ہی سمٹ
ادا و ناز سے سب روم و شام ڈالی اولٹ
وہ کون راج ہٹ اور بال ہٹ کہ تریا ہٹ
کبہی جو اوسکے دبے پاؤن کی سنے آہٹ
زیادہ ہے ذقن حور سے بہی گدراہٹ
کہ سیعتی مین ہو ویکی ایسی نرماہٹ
غرور حسن پہ ہے اپنے ایسی ہے جہوٹ
کبہی دبی نہ وہ شہزادیونسے یہ مونہہ ہٹ
تو ساری ذات و صفات اوسکی دہن ہی الواوکرٹ

اگر خلاف مزاج اوسکی ہو کوئی حرکت
یہ تیز ہی آنکھو نمین اور اوسکی تیغ ابرو دیز
جو اوسکی توسن انداز کا کرون کچہ وصف
مناسبت اوسی مہتاب سی جھلک مین ہے
وہ اپنی مانگ سواری جو لیکے آئینہ
بس اب دعا یہ کر انشا تو اس قصیدہ کو ختم
مدام عقدہ کشا رکہہ اوسی زمانہ مین
دعای خیر مین و نیز اوسکی رہتا ہون
دعا یہی ہے کہ دینا ہو اور دولہن جان
رہے مدام سرو کار عیش سے اوسکو

تو جاوین شاہ جی کے بھی سر کے بال گھسٹ
کہ جیسے مردم جنگلی کسی سے جاوین ڈٹ
کہان جنال گے لہو ہرے مین ایسی دوڑ دپٹ
مگر یہیہ فرق ادہر چپٹ نہین اودہر سے چپٹ
تو کہکشان کی وہین قدر ساری جاوے گھٹ
الٰہی اوس سے نزاکت سدا رہی لٹ پٹ
اوسیکی ہاتہہ رہے میری دلکی سلجہاوٹ
علی الصباح سے بس شام تک یہی ہے رٹ
نشاط و جشن و طرب کا وہین رہی جھرمٹ
نہو نہ پاوی کسی طور کا اوسی اٹ سٹ

قصیدہ در سالگرہ بادشاہ ولایت انگریز بہادر مشتمل بر تعریف گورنر بہادر

بگھیان نور کے طیار کرای بوی سمن
عالم اطفال نباتات پہ ہو گا کچہ اور
کوئی شبنم سے چھڑک بالو نپہ اپنے بودر
شاخ نازک سی کوئی ہاتہہ مین لیکر ایک کیت
نسترن بھی نئی صورت کا دکھاویگا رنگ
اپنی گیلاس شگوفہ بھی کرینگے حاضر
اہل نظارہ کے آنکھو نمین نظر آوینگے
اور ہی جلوے نگاہو نکو لگین گے دینے
تبھی ہل ہل کے بجاوینگے فرنگے طنبور
کھینچ کر تار رگ ابر بہارے سے گئے
اپنے سنگینین چمکتین ہوئین دکھلا دینگی

کہ ہوا کہانیکو نکلین گے جو ان ان چمن
گوری کالی سبھے بہنین گے نئی کپڑے پہن
بیٹھہ کر جلوہ گری سے یہ دکھاویگا پھبن
ہو الگ سب سے نکالے گا نرالا جوبن
گو رچ پر ناز کے جب پاون رکھی گا بن ٹھن
غنچہ گل سبھے وہان کہولین گی بوتل کے دہن
باغ مین نرگس شہلا کے ہوا سے چتون
اودہی بابات کی گرتی سی شکوہ سوسن
لالا لا ویگا سلامی کو بنا کر پلٹن
خود نسیم سحر آوینگے بجانے ارگن
آپڑے گی جو کہین نہر پہ سورج کی کرن

سے نوازیگی بیے کھول کر اپنے منقار
ار دیلیگے جو گران ڈیل مین ہونگے سب جمع
آئی گا نذر کو شیشے کی گھڑی لیکے حباب
نکہت آویگی نکل کھول کلے کا کمرا
حوض صندوق فرنگی سے مشابہ ہونگی
جب ہوا کھا کے گھر آوینگے تو دیکھینگے ناچ
کیا تعجب ہے جو فوارونکی ہو سارے سنگیے
ٹانک دے بادلیگا آب روان سے نغمہ
اوڑھی ایک لاہی کی بادلی مین کرنشواز
چاند تارے کے دوپٹے کو شب ماہ سی اوڑہ
ناچنے کو ہو کھڑے آنکی جپیلا یا سے
گوٹ گوٹ اوسمین بھرا ہے یہ قدرت کی جمال
یعنی وہ رشک پری کہتی ہین سجلے جسکو
ہے وہ نک سک سی درست ایسی کہ سبحان اللہ
لشکر ہند و حبش مین ہوے حائل ایک شہر
چین سے رو جبین اوسکی بہت ہی پر پیچ
دوسرے جسم کے اول قلم قدرت نے
کون دو نقش کہن یعنی جمال و جلوہ
جبکا اوس شکل پری چہرہ پہ ہے ابرو نام
حقنے اوس شوخ کے چہرہ پہ کیے دوسری صاد
ڈوری آنکھونکی جو ہین اونکا بنا کر بہنیا
اوسکی مژگان نے سہرے دلمین کھٹکتے ہی ہیں اس
ہر خط نسخ مین اللہ کے جدا اوسکی ناک

آ گئے دکھلاویگی بلبل بھی جو ہے اوسکا فن
کرنا ہو گیگا جسوقت کہ اشکہدرسن
یاسمین تیونکی پیٹی مین چلے گی بن ٹھن
ساتھ ہولیگے نزاکت بھی جو ہے اونکی بہن
اوسمین ہو وینگے پریزاد بھی سب عکس فگن
وضع بر ہند کے ہے باغ مین جسکا مسکن
رعد کے طبل بجین ایسے کہ ہون ست پرن
ڈال کر سبزہ سے ٹانگو مین ازار ساٹن
نکل جہتاب سے گوٹہ کا لگا کر دامن
مینہ کی بوندون کی بجاتی ہوئے گھنگرو چھن چھن
چھرکری بھولین جسے دیکھہ غزالان ختن
روشنی مانگ لین اوس نکہت نسرین پرن
تیرہ ہو جسکی جدائی سے جہان روشن
بل بے وہ پیچ بل بے اکڑ بل بے تراشکاپن
مانگ مین اوسکے عبث کرتے ہو کچھہ اور سخن
ہے اسی پیچ سے خورشید بھی گم کردہ وطن
کھینچے تا اوس سے ہویدا ہین یہہ دو نقش کہن
دوسری جسم کے ہین دو تو وہی ناک کی ہین
جنکے خاطر سے مرے جیکا زمانہ دشمن
شاہدین اوسکی ہین یہ شبہہ و چشم پرفن
لیکے سینکرون دل کھینچے ہے یہہ دو رہزن
ناز کے جست سی کچھہ کم نہین اونکی چتون
کیون نہ خود بینی انکو کہی اوسے سباعی بن

یا گوئی دائرہ میں جیسے مثلث کھینچیے
پارہ ای صدق نور تھے وہ دونو کان
باہر او منہ سے نکل جبکہ ہوا جلوہ فروز
تب جدائی پڑی ایسی تو نیا روے سے
... خسار میں وہ ایک فرشتے کا نور
جو کسی چشم خماری کا ہے گویا ڈورا
نقرئی مسی آلود وہ دندان اوسکے
... میں حیرت سی کبھی کی تھی جو او نکلی اونسے
لب نازک وہ سمٹ جاتی ہین آہٹ سے مجھے
... چاہ سے مکھڑے پہ اسی چاہ سے ہے
صبح محشر کے بہی سر پہ بلا لاویگے
اوسکی گردنکی جو ڈوری کو اوڑا جاتی ہے تو
دیکھ لے آیہ دیوان دہار کہجور سے چوٹی
اوسکے حلقوم میں ہے نغمہ داؤد اگر
کہ کبہی لگ نہ سکے اوسکو بلورین گیلاس
بسکہ ہے اپنے رخ خوب پہ عاشق وہ آپ
ہین وہ آئینہ کی مانند جو دونو شانے
کیا کہون اوس بت کافر کی کچون کی تعریف
نیم شگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو
وار پار آنکی یا بیٹھے ہین چکوا چکوی
پیر جاتے تھے وہ دریاے نزاکت گویا
بھٹنیان ہین جو دیوان دہار سہلا میں اونکو
یا ہوا کہا نیکو مہتاب میں دو کالے ناگ

ق

گول چہرہ پہ ہے اسطرح سے کچھ اوسکی پھبن
ایک ہی روح تھی اون دونونکی اور ایک ہی تو
تو ہر قدرت حق یعنی وہ روئی روشن
ایک سے دو ہوئے گویا یک نے دونکو سکون
شمع کا نور تھی حسن اوسمین پڑی ہر روشن
ہے غلط تھی اگر کچھ اوسے غنچہ دہن
حسن کے سین کے دندانے جو چہ حسن
عکس نے اوسکے کیا اوسمین زبان ہوسکن
اوسمین آتے ہین نظر بیر بہوٹی سے چلن
چاہ غبغب اسی اب مین کہون یا چاہ ذقن
کچھ قیامت ہے غرض اوسکے بیاض گردن
چشم خورشید میں جیسے وہ مین ماری سوزن
گر نہ دیکھی ہو کسی شخص نے اوڑتے ناگن
اور گلے مین ہے کیا اوسکی صفائی نے وطن
ہووے بالفرض بہا اوسکا اگر ملک ختن
نا نظر آوے اوسے دو رخ زیبا و بدن
وا ہنے بائین او نہین رکھتی ہے دو رشک چمن
ہاہی ہاہی اونکا او بہار اور وہ اوٹھتا جوبن
گول گول او بہرے ہوئی بہو روئی جنکی ہی پھبن
ہے وہ سوتیکی لڑے بیچ مین دریاے چمن
تو نے چہاتے کے تلے رکھی ہو سوے پرفن
گھنڈیان ریزہ نیلم کے کہون سیام برن
گنڈلے مارے ہوی بیٹھے ہین رکھی اپنی من

تب بنا یا وہ شکم جبکہ بہت جسم ہوا
حسن کے بدرہ سربستہ پہ ہے نازکی مہر
یا انگوٹھی کی گھڑی ہے وہ نزاکت سی بھرے
آہ موذی کی سی صورت ہے کروں آہ یہ کیون
یا یہ کہیے وہ شکم آئینہ سان ہے شفاف
تھرتھراتے ہے جولٹ ناگنی پہ اوس کا ٹرکے
فی المثل فرض رگ گل ہین گرہ کیجیے اگر
یا وہ دوانی ہے جوتی وہ کمر کے جیا مین
چھپا تیغ سپر جو پڑا عکس دو گوش آکے تو پھر
تار لینی کو رگ جان تمنا کے لیے
شاخ طوبای بہشت اوسکی وہ دو بازو ہین
اور سقنقور نر و مادہ ہین دونو ساعد
ایک ہوا وصف کف دست ہین ایسی ہی چلے
موج دریا سے نزاکت وہ لکیرین اوسکے
اونگلیان اوسکی سقنقور کے بچہ سی لبت
شاخ مرجان پہ نمودار ہی شبنم ہے سمجھ
آنکھہ پڑتے ہی پھسل جاوے تو کچھہ دور نہین +
چاہتا تھا کہ مین ٹک بڑھ چلون آگے لیکن
ہین وہی رانین پہ کیلونکی درختونکے شبیہ
وضع زانو کی طرحدار پہ پاکیزہ کہ ہاے
پانون تھی ایسے کہ ہو جیسے سنہری مچھلے
آنکھین اوس فندق پاسے پہ ملین پریون نے
سرخی اون ایڑیونکی سوتیونکو جونی کے

سو وہ اخترو در صافی مہتاب ہین چھن
ناف کہنا اسی ہے سخت اجی بیسلا ہین
جسپہ قربان کیے سیکڑون بجتے ارگن
آہ کا پوچھو تو بے شبہہ یہی ہے مسکن
پھر اٹھا سو رجگرا وسمین ہوا عکس افگن
اوسی کی عکس سے ٹھیرے ہی روا دل پرفتن
ہم سے تب وصف کمر اوس کا ہو ہوا افگن
پہہ کیونکر مین کہون اوسکو وہی میدر ہین
کھونٹیان اوسکی ہوئین دو رہی شفاف تن
رہ گئی دونو سرے شکل طنبورونکی بن
اوسنے حاصل ہو وہی جسمین جو کچھہ چاک کے پھن
مست ہون دیکھہ جنہین مرد ہین لیکر یار تن
کہ لگا اوسکے سبب کرنے مراجی سن سن
اور لپورونکی دمک ایسی کہ جیسے کندن
قوت باہ کی پہچان کو آشوب زمن
اوسکی اونگلے پہ وہ ناخن کے سپیدی کی پھبن
کہ پڑی نازکی ناز سے ہی یہان ریشن
اتنے مین شرم نے پکڑا ہے مرا آ دامن
شوق کے بیل کو دکھلاتے ہین جون بجلی بن
ساق سیمین کو اگر پوچھو تو بلور ہین من
اونکی دھونیکے لیے چاہیے روپی کا لگن
کہ نظر آنے لگی نرگس شہلا کے پھبن
انگلیان کر کے دکھا دی تجھے یہہ چھیا بن

اوسکی اس سادگی وضع پہ صدقے کیجے
ہین غرض جتنی کہ سنگار جہان تک ابرن

ہین جوان خوبیونکی ساتھہ وہ ناچین گے آج
اسمین گر شک ہو تو پہر سن لے تو اے توبہ شکن

آج ہی جبن جہینے کے ہیں چوتھی تاریخ
کیون نہ اوس روز مبارک کی انوکھی ہو پھبن

اسمین ہے سالگرہ اوسکے جسے کہتی ہین
جارج ثالث وجم مرتبہ شاہ لندن

عیش و عشرت کی یہ بوباس ہے اس دلمین رہے
جیسے سج دہج کی ہو دونکی نول بیاہی دلہن

دیکہی اس شب کو تو مجنون نہ ڈہلے لیلے پر
راجہ نل کے نہ پڑی آنکہہ کبھی سوے دمن

وہم و ہام ایسی ہوئی ہے کہ نہ دیکہی تس نے
بنتے بارہ دری ہے اور انارون کی چمن

جلوہ گر توپ ہوائی ہے ہزارون سب ہی
جہاڑ شیشونکی ہوے لاکہہ طرح کی روشن

مہرین بچہے ہوئین ہین اور پڑا کہاتا ہے
ساری ایکڈال مرصع کی سے لگے ہین باسن

برج اوڑتی ہوئی گر دیکہے تو یون عقل کہے
جوگی جی پال چلا مار ہوا پر آسن

پہرتی گہوڑ بہلین ہین اب اوڑتی ہوئی جا بطرف
کچہہ تعجب نہین ہے سنکے جو انکی گہن گہن

منتظر چرخ پہ خود حضرت عیسے آوین
دیکہہ یہہ بزم کرین چہوڑکے بیٹہہ کے چلمن

کچہہ نہ لندن ہے ہین یہہ زمزمہ عیش ہے آج
ہند مین بہی تو ہر ایک گہر مین ہے طبلہ کی پرن

یہ خبر سنکے ہوا شاد وہ فخر آفاق
جسکی مقدم کے سبب ہے یہہ جہان رشک چمن

یعنے نواب فلک رتبہ یمین الدولہ
حاتم عہد و جم وقت و فلاطون زمن

ناظم الملک بہادر وہ جناب عالی
دب گئی جس سے زمانہ کے سب آشوب و فتن

وہ سعادت علی خان عالی اعلے جسے
جسکے ہے نکہت اقبال سے عالم گلشن

کن نے اس شان کا دیکہا ہے وزیر اعظم
جسکے گہر ہووے سلاطین کا مقدم مامن

صفدر معرکہ منصور و شجاع و غازی
پردل و پیل کش و شیر فگن قلعہ شکن

انتظام روسا اس سے ہوا ایسا کچہہ
منتظم رشتہ مین جسطرح سے ہو در عدن

فضل کے کیڑے نے اوسکی عدد مرنیکو
کیونکر اوسکو نہ کہون کوکب تابان یمن

ہے یہہ برہان سے ہویدا کہ مبارز ایسا
آنکہہ سے اپنے نہ دیکہے گا کبہی چرخ کہن

جسگہڑی باندہ کمر عازم میدان ہووے
بیٹہا آوے ہما بر سر نعش بہمن

دیکھے اوسکی نگاہ ور کی ابھی جو لا نگاہ | شام و گودرز کا دیکھا نہو جن نے مدفن

جس جگہہ دیکھے سنان اوسکی چمکتی بہ زمین | تو یقین ہے کہ دبی پاؤن کہسک جاے پشن

زور بہہ اوسکی عطا جو نے کیا بار زمین | ہو اگر روز وغا اوسکا عدو روئین تن

خاک تودہ کی طرح دم مین بنا وے غربال | سیر انواب فلک تہ مخالف کا بدن

کیا کرم اوسکا بیان کیجے کہ دو برا اوسکی ابر | در نایاب گدا اونکا طہراز دامن

جود کا لفظ جہان اوسکی زبان پر گذری | ہو وہین تا بقیامت ہو زمان کا مخزن

اس خوشی کا یہ سبب ہے کہ سب انگریز کی راز | اوس فلک دیدہ سب آئینہ سان ہین روشن

اور انگریز یہ بھی ہین جو وہ اسرار حضور | پہر تو انداز ہین جون آئینہ مین سورج کی کرن

جب بہم رابطے یہہ ہون تو نہو وے کیونکر | اس ہما سایہ کا دل گنج طرب کا مخزن

کیونکہ مالک ہے سب انگریز کا وہ شاہ بزرگ | جسکا جارج لقب اور بندہ ہے سلطان زمن

وصف مین اوسکی سنو مطلع رنگین ایک اور | روپ سے جسکے ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثانی

اوسکی یون فرق پہ ہے تاج مرصع کی پھبن | صبح کو جیسے نمودار ہو سورج کی کرن

باندھتا گر سر اعدا سے نہ پھر کلہ مار | شکر ایزد نہ بجا لاتے کبھی زاغ و زغن

اوسکی بخشش سے نہ پھر جائین جو حل قتل کیا در | پھر لگا دینے کو دنیا مین وہ ہین جون ساون

قدر ہر علم کے کی اوسنے یہانتک کہ بہم | سیکڑون جمع ہوے فضل و ہنر کے خرمن

اوسکی افواج نے جا کے عدو قیصر روم | مصر کے ملک سے سب مار نکالے دشمن

قوم نے اوسکی جو دوڑائی سمندر مین جہاز | وہ کیا کام سکندر سے نہ جو آیا بن

جستجو دیکھہ لئے اور نکالے دنیا | رائج اوسمین کے اپنی ہے کہ جیسے تہہ چلن

ایک الگ طرز سی ایسی ہے بنائی جسکو | کبھی دیکھے تو فلاطون ہی سر کن بر کن

ٹیپو سلطان کا قصہ وہ سنا ہووے گا | کر کے کیا کام پہر اوہان جو گیا تہا رہزن

لارڈ و احکام نے ایسی ہے کری ایک داور | فتنہ کانپ گیا جسکے سبب سب کہن

قوم انگریز یہ ہین ایسے کہ جن سے کا بچہ
آوے گر فوج عفاریت سمٹ آ ہر سمن

نذر یہ اونکو خدا نے وہ دیا جنکے حضور
جیز کیا ہے وہ بہیجین دکہا نکارا دن

جیت کر آوے لڑائی جو مہا بہارت کی
تو جدہشتر بہی کرے نذر سر جرجودہن

کیون نہ اس قوم سے ظاہر ہو شجاعت ایسی
انکی ہے سر پہ وہی مہر لقا سایہ فگن

تہرتہرا اوے وہ سنک گاؤ زمین ہے جسپر
وہ فلک پیتہ اگر ہاتہ مین لے اپنی ڈگن

دلمین ہے کر کے مخاطب اوسے ایک مطلع نو
پڑہیے ایسا ہی کہ غش سنکے کرین اہل سخن

مطلع ثالث

تیغ جب تخت پہ تو وقت سخاوت بیٹہے
سورجہل ہاتہ مین لیکر ہو کہڑا راجہ کرن

جود و دولت تری کچہہ اور سنا ہے انداز
اور ہی ہاتہونمین تیرے ہی سخاوت کی پہین

یعنی تو سر پہ رکہے جسکے تک ایک عالی ہاتہ
وہ جسے چاہے اوسی بخش دے ملک ارمن

ناملنی کی بہے تیرے دو مین سائل کو قسم
چاہیے گو کہ اوسے بخت سے اقلیم ختن

کیونکہ عادی ہین ترے دو مین سب اہل دول
کہ جسے دیکہین فلاکت سے گرفتار محن

عجز کے ساتہہ کہین اوس سے کہ لیجے صاحب
ہاتہہ مین لعل بدخشان و گہر در عدن

عدل سے تیرے برابر ہو عدل کسرا
کہے اوسکو جو کوئی سو ہی وہ کیا اوسکا دہن

حکم سے تیرے جہانتاب کہ زمین ہی معمور
بسکہ ہے جور کے الحراج کے ہر جا قدغن

جا جہپا دزد و حنا ہاتہہ مین مجنونون کے
اس سے اوسکو کہین پہر اور نسو جہا ہامن

اور کہین زخم مین رہجاوے اگر چور ذرا
تو وہین وہ اٹہے جراح کے سے دار و رسن

ل گئے خاک مین کب جی وہ شیہ بخت سنہے
جو اوڑا جاتی ہے آنکہو سنسے چور اکر انجن

اس ستم پر کہ لگا دی دل پروانہ مین آگ
شمع کو گاڑتے ہین تا کمر سے لیکے لگن

بزم شاہانہ مین اب قصہ یہی ہے میرا
عربی بول کے دکہلاؤن ٹک ایک سیر من

قد رعلم العدو الیوم عسا فی عہدک
زانہ جودک من جاہد فی ہذا الفن

ہکذا مال الے المعد کسر الارواح
فعلے بابک مشاق العلماء المکن

حسین صورت من العقل سناک الکاسات
ثم بلد مسلک من قبلک ام الدنیا
یصرف الہمہ فی تربیۃ الطفل الیوہ
کل یوم یصل الفیض من العقل الیہ
انت انزلت علی قومک الیوم کما
دخل تھوڑا سا مجھے لہجہ ترکی میں ہے
اتینک انزرہ منب اول حاق باغلاش ل
الدیک مارحہ جہان اوس کہ جہ لنیدن قتن
اول کیشی کیم انی ہر دیدہ و ہر سرو تنگ
نیل فی کبیسی الحون باسقاری اوہی دیدن لیدنک
کوردمی ہر جاق کہ قوزلغان تو بولبلک یوسیاین
یافدی او بعیدہ بیر ولدی تونکا مغرلوش رتز
بو ہر شک باش اشتداق سی قومولمون یونسولن
فارسی بولیئی اب عزم ہوا ہیہ بالجزم
ازپی تہنیت و مبدم اے والاقدر
تنگ شد غنچہ دگل صورت دف پیدا کرد
سرو با اینہمہ گردن کشی و رعنائے
جابجا دست دعا بست شدہ بر شاخ نہال
نہر قانون شدہ تار بود ہر موجش
تال ہندی بکف خویش حباب آوردست
قوت نامیہ را گو کہ درین ماہ سفید
میشود قطرہ شبنم گرہ اندر دل باغ
بین کہ از بہر تماشائے جمال تو حیان

من بنا الراس علی الجسم تشبیہا بالبدن
جوز الخلق لہم ما یک لغم الما من
کلما تجمع بالناس ہو المستحسن
جنبہ العاقل من سکنہ فی البدن
انزل اللہ من العرش علی موسی من
اوس زبان میں بھی سن اشعار کچھ اے شاہ زمن
ختنرلی مجھری ورت ہا سالوخس
اسدی الیک خطائی بتہ الیک جستن
بید کہ اناک عطا ایلدی نوزناک عدن
خوف دین نبی و لایت اردتوشی لسون
رنگ تی اسناسکلے قاضی سرکن برکن
پارچہ فور کرلاری کوک ایلدی لا پیراہن
کیم بربی خلق بدن روح کی اسن ورسن
کہ دکھاؤں تجھے شیراز و صفاہان کی چلن
سیکہ نغمہ نواز لب بلبل بہ چمن
بہر رقص آمدہ در بزم تو نسرین و سمن
عجبے ہست کہ بیش تو کند خم گردن
چون شنا یت نبود در دہان سوسن
حکم خواہ ہست طرب از تو پی ساز زدن
سوی او کن نظری گوش مکن گفتہ من
خاک را خلعت سبزی بکند زیب بدن
چند بیرون بخرامی پئے سیر گلشن
دیدۂ شوق بود نرگس شہلا ہمہ تن

ہو سکے وصف تری کرچ کا کس سے پورا
ہی نمونہ اوسکا مہر درخشان کی کرن

آنکھ بھر دیکھے اوسی گیو تو شعور جل جائین
چاہ مین کانپ اوٹھے اوسکے چمک سے بیژن

کیا تری سامنے ہو سکتے ہین وہ کور نمک
اپنی خاوند خداوند کے جو ہین دشمن

صادق آئی وہ مثل حق مین ترے دشمن کے
ہے جو مشہور نئی ناگنی اوڑتی یہ بہن

رزم گہ مین غضب آلودہ تو جسدم اوٹھے
ہفت کشور کا اگر والی ہو تیرا دشمن

کھلبلی فوج مین ایسی ہے پڑا اوسکی کہ وہ
ہووی ویران جیسی ہووے وہین جان بہدل

مو بمو پریشان ہون کہین خویش و برادر و رفقے
کہین بیٹھین اوسی آگرہ پسر و دختر و زن

علم گر تیرے زمانہ مین نہوتا رائج
اور ترا ملک نہوتا علما کا مامن

بسکہ تمیز کسیے فن سے نہ رہتے باقی
بوعلی بیٹھتے تبار سبھی گنگ و الکن

تہی ریاضی مین جو ماہر حکمای یونان
سب بجاتی تھے وہ نقارۂ الملک لمن

پر تری عہد مین موجود جو ہوتی تو اونہین
ایک لڑکا ہی لکھتا کہ پرے ہو کودن

ہوئین تصنیف کتابین جو ترے عصر مین نیز
اوسکے آگے کتب باغیہ تقویم کہن

سامنے اوسکے ہین تحریر و مجسطے ایسی
جسطرح ہووے نئی جنس کا میلا اوترن

اب دعائیہ بھی انشا کہو انشاء اللہ
دل کے آمین کرو آمین سب ای اہل سخن

جب تلک مزرعہ سرسبز فلک ہے شاداب
اوسپہ انجم رہین جب تلک کہ یہ خرمن خرمن

جب تلک پہولین پہلین سارے یہہ اشجار جہان
جب تلک باد بہاری سے ہو زیب گلشن

جب تلک ماہ کی گہوڑی کی فلک ہو بگھی
جب تلک شام کے ہمساتھ شفق کی پلٹن

جب تلک چرخ کہن شکل گور نرمین رہے
صاحب شرق مین جب تک کہ ہون جرنیل کی چلن

شاہ انگلس بھی جارج رہے باعظم و شکوہ
سبکو بخشا کرے نت سیم و طلا لاکھون من

فیض ایسا ہی اسی گر کرے اوسی حکم
آن مین لیوی پکڑ روپ طلا کا آہن

فتح و فیروزی و شادی رہین سب اوسکی نصیب
طبع اقدس کے ملالت نہ پھرے پیرامن

کمپنی نور کی جب تک کہ رہے یہہ قائم
بادشاہی رہے اوسکی ہے بوجہ احسن

جب تلک کرسی زرینہ پہ خورشید رہے
رونق افزای فلک خلعت شاہانہ پہن

نا ظم الملک بہادر سی اور انگریزون سے
رابطے یون ہین رہین اور محبت کے چلین

یہی خواہش ہے میری جیکے اتہی سن لے
دولت و حشمت و ثروت پہ کرین مجہ غمزہ نہ ہون

کہ بجا وین کہین بے حکم انہین دونو کے
کبہی آپس مین کسے ڈہب سی نہو دین ایذا

دونون سرکارون کا اقبال ہے روز افزون
دوست سب شاد ہون پامال رہین سب دشمن

تمام شد





ای عشق قطع کردهٔ رہ سلسبیل را — از ما سلام شوق رسان جبرئیل را
پیوستہ آہوان حرم یاد می کنند — آن اولین زمان بنای خلیل را
در راہ عشق ہم سفران وجد می کنند — چون بشنوند نعرهٔ کوس رحیل را
عاجز بقدرت تو کہ حیران نمودہ است — عقل و قیاس و وہم و خیال و دلیل را
افزودہ است رتبہ شان محمدؐ ے — عظم و شکوه و مرتبہ قال و قیل را
انی خلیل بابک یا ایہا الرسول — آخت ز فرط جہم بنا شد خلیل را
ای دل فدای آنکہ در او جہان خلق — آدم نمود چون من زار و ذلیل را
از زیردست پنجہ زبردست کند چه شد — نشنیدہ اید قصہ اصحاب فیل را
الحق بجای چشمہ آب حیات ماست — از ما دعا سے خیر رسد سلسبیل را

انشا دگر برای خدا ہمچنین مکن
یاری بکش ز نام بکاو جمیل را

در منقبت امام علیہ السلام

روح القدس در راز کشد بر کلیم ما — عیسے دماغ تازہ کند از شمیم ما

وارد محبات آمد رسنا و رنگین وسے
چرا محبات گاه نگوید کلیم ما

گوید بمع قع ارسنے لن ترانی
تا گرد طور شوق در آید کلیم ما

هستیم از آن حیدر صفدر با این سبب
فرزند مریم آید و گیرد نسیم ما

غلمان و حوریان همه دریوزه می کنند
از گلشن لطافت طبع سلیم ما

هرگاه نام شیر خدا بر زبان بریم
روز جزا بسان گره بر زه زنیم ما

اکنون علاج چیست برای خدا بگو
ای عشق آشنا و رفیق قدیم ما

این چه طرز جلوه ما موسم تند سرکشیت
انشا تراچه با دو وعده کریم ما

مشرب رندانه میداریم مستی خشتیم ما
ما نشستیم شده ما چون خم هم آغوشیم ما

طاقت و تقوی چه باشد زاهدی زاهد چه چیز
عاشق آواره ایم و مست و مدهوشیم ما

نحن اقرب الیه من حبل الورید هم خوانده ایم
این همه نزدیکش اصلا نمی کوشیم ما

تا عیش نگرفته زا بجا نگذری چون کلیم
شعله جا کرده طور هم و خاموشیم ما

عشق محیط از عشقش چیست باشد آگه هم
نامقابل باکه ایم و باکه همدوشیم ما

وه چه خوش باشد اگر آن مست صهبای غرور
خود بگوید دیگر امشب باده می نوشیم ما

تا صدای آید از بانگ درای کاروان
همچو گل از فرق تا پا جملگی گوشیم ما

کاسد افتاده ست بازار جهان گوهر شری
گر کسی باشد متاع خویش بفروشیم ما

ای خوشا غفلت که از رفتن هنوز آگه نه ایم
اینقدر ما در میان خواب خرگوشیم ما

کیستیم و از کجا شد اتفاق آمدن
ما کی دانیم انشا خود فراموشیم ما

چنان افگنده ایم در تزلزل عرش اعظم را
که در هم صور اسرافیل شد عیسی دم را

من آن رندم که مستیم تو خود میدانی ای ساقی
همین که جای خود جستم شکستم ساغر جم را

کنون هم شعله آتش به نفس دیگر افروزد
قیاس از کوزه صدا و کن آمد شد دم را

ترا خود هیچ شفقت نیست از بهر من جور شخصی
چه پروا از خس و خاشاک باشد موج یم را

ذوق انشائی لطف تحریرش شنیدم چون گفتم — نیست یارب [illegible] سبز [illegible]
قدرت را آدمی انگاشتی یا منبع صوت — [illegible] شمائل [illegible] باشد آدم را

[illegible] رو [illegible] شان [illegible] انشا
الوان [illegible] جناح [illegible]

بجسم یاد و بستم بسر عزیز آقا — من تو چه [illegible] بستم بسر عزیز آقا
چه بگیرم افتادی گریه نمی گذارم — که بروت چنین ردستم بسر عزیز آقا
بحجه کلیا کعبه ردم و شرار آسما — من [illegible] سیاه جستم بسر عزیز آقا

جسم و جامم گر [illegible] انشا
دگمی نمی نشستم بسر عزیز آقا

پروای وحدت رز برای خدا — الوهیم مشکل اینه برای خدا
گرم جوشی و گریه خواهم — بگذر از تحت [illegible] برای خدا
مژده ای صوفیان که من کردم — ترک دنیا و خنده برای خدا
سیدهم از طفیل آل عبا — قائم و شال و خرقه برای خدا

ریش خضاب انشا میخواهد
همت ای رنگ رز برای خدا

دلا خونابه کن آه و فغان را — مزن بر هم بنای آسمان را
نمی خیزد تمنای آشنائی — چه شد یارب و رامی کاروان را
بجوید جز که آب [illegible] — [illegible] گردان ساربان را

به [illegible] و [illegible] دیگر [illegible] نماید
چه بر سر آمد اطوار جهان را

چه ظرافت عقل دیدم ره و رسم کار خود را — سجده ای خود سپردم همه اختیار خود را
چو قدم گذاشتی تو زکرم بکلبه من — بسر سپهر سودم سر افتخار خود را
بگریز تا توانی زگروه شر از خدایان — [illegible] شکست خار [illegible] دار غرور را

بفوارهٔ جنبش تو کجا و عشق زاهد
بمیان آب بنگر تن رعشه دار خود را

لب حوض می نشیند پی دیدن جمالش
چه کند اگر تماشا نکند بهار خود را

به تو من نه گفتم ای دل که مخور شراب شوقش
مفگن بخاک ذلت چو خم اعتبار خود را

ز خمار سر گرانی نشنیده سید می
بسزای خویش دیدی حرکات یار خود را

چه کنم کنون چه دانم که به سینه تیغ رانم
بشگافم و بر آرم دل بیقرار خود را

بدر کسان در آید بکدام امید انشا
ز چه روی خم نماید سر باوقار خود را

مطلوب من بدر میخانه ضرور است
بر نکهت فی لغزش مستانه ضرورست

مشتی گهر از اشک فشاندیم به مستی
یعنی عوض جسم چو پیمانه ضرورست

تا شیشه دوبالا شودم بهر تفرج
لیسیدن دردی ته پیمانه ضرورست

ای آنکه گهی یک دو سه حرفم بنوشتی
یاد آوری رابطهٔ قدیمانه ضرورست

چون بادیهٔ قیس ستی ما ز در اینجا
وحشت زده چون من دیوانه ضرورست

می خوردن و خوش زیستن و توبه شکستن
اینها همه در مشرب رندانه ضرورست

درباره انشا که ترانیدهٔ خاص است
پیش آمدن از لطف کریمانه ضرورست

صد هزاران عقده بگشوده است
عشقبازی طرفه چیزی بوده است

بسکه در دشت تمنا گشته ام
پایم از طی مراحل سوده است

توبه از می کرده ام لیکن هنوز
خرقه و سجاده ام آلوده است

آنکه از دنیا و ما فیها گذشت
از تعلق خاطرش آسوده است

من ندارم علم دوانی فقط
بی نیازی حق بمن افزوده است

جذب الفت این ره جوش و خروش
از ره شفقت بمن بنموده است

مرد باش و آشنای درد باش
سید انشا اینچنین فرموده است

از آن فروغ که شد نور آفتاب درست / نمود پیر مغان نسخهٔ شراب درست
نغمه‌سنج چو در آید پی غزلخوانی / بگوشمال کند نغمهٔ رباب درست
شد است رنگ گل رویت ای سمن سیما / ز تاب باده بانواع آب و تاب درست
بحیرتیم ازین اشک همچو شعله که بانو / چسان زبانهٔ آتش میان آب درست
هزار دشنه که پیهم نشست در دل / برای همچو کسی آمد اضطراب درست
رسی بمرتبهٔ عالی ز فیض حضرت عشق / گر اعتبار نمائی باین جناب درست
ز عمر رفته که دائم گذشت در عشرت / نماند یاد مرا چون خیال خواب درست
دلم شکست ز جور بت خدای را دریاب / بکن شکستهٔ خود را پی ثواب درست
بموج آب که پیوسته در سفر باشد / بنای خانه نمودیم چون حباب درست
ز پا فتاده بمیخانه مست مدهوشم / بود بمشرب ما شرب جام ناب درست
حسین ابن علی من شکسته احوالم / بکن شکستگیم ابن بوتراب درست

باین زمین غزلی خوب گفته انشا
بشرط آنکه بگویند شیخ و شاب درست

وارستگی نگر که مقید به ننگ نیست / اینجا بسان نکهت گل هیچ رنگ نیست
از دست وحشت آه به تنگیم وز جنون / پهنائی زمانه بما ورنه تنگ نیست
تا رو نمود صورت آزادگی بدل / بر ما صفای آینه کمتر ز زنگ نیست
ابر خمار از همه سو خواست کوه کوه / ساقی هنوز دست سبو زیر سنگ نیست
از خانقاه اهل ریائی صفاترست / جائیکه نغمهٔ دف و آواز چنگ نیست
بسمل مرا به نیم نگه میتوان نمود / صیاد احتیاج کمان و خدنگ نیست
دائم سر است گو همه چنگ است و بربط است / در محفلی که جلوهٔ آن شوخ شنگ نیست
سررشتهٔ منازعت ای شیخ بر جهیست / در قال و قیل مسئله حاجت بجنگ نیست

انشا بپرس حالت بیتابی دلم
اکنون عنان توسن صبرم بچنگ نیست

زندگی صبح و شامی بیش نیست / حاصل از عمر نامی بیش نیست
بر لب دریای رحمت ... / [illegible]
هیچ کیفیت ندارد سیر خلق / [illegible]
جای دیگر از برای خاطرم / عالم علیا مقامی بیش نیست
بهر انشا هر چه میخواهی بکن / بنده پرور خود غلامی بیش نیست

رود خونم ز چشمها جاری است / موسم عشق و نوگرفتاری است
خانه‌ای است تو سینه مرا / زان نگه زخم بر جگر کاری است
از جوانی بلا... جان شده است / چه بگویم امر ناچاری است
ای خدا [illegible] / این چه آیین و رسم دلداری است
چشم [illegible] در مزاج شریف / چه قدر [illegible] انکاری است
شعله [illegible] بجای نفس / عیسی مریم [illegible] مسیحا [illegible] است
سید انشا ترا چه شد آغا / از برای چه این قدر زاری است

[illegible] آتش [illegible] آماده رفت / [illegible] سجاده رفت
[illegible] / [illegible]
آب پاشی کن بپای ابر کانجا باد صبح / اندرون صحن باغ چون من آزاده رفت
بر تو ای عیسی مریم مستغاثی آمدیم / خانهٔ ایمان ما را یک فرنگی زاده رفت
هیچ از تقوی نشد حاصل بجز افسردگی / کلفت چل سالهٔ من با یک جام باده رفت
[illegible] شاه خراسان هر که شد چاره گیش / زود زود آب آسمان را [illegible] افتاده رفت
[illegible] آخر [illegible] تیغ آن بیدادگر / خوش غبار زندگی را عاشقان بر باد داده رفت
چادر مهتاب را [illegible] / امشب انشا از برای آن نگار ساده رفت

ز همین آتش دل جیب و گریبانم سوخت / آنقدر دیده شرر ریخت که دامانم سوخت
چشم خانه چو نشستم به تماشای چمن / آنکه برق و شرر خرمن ایمانم سوخت
بخیال رخ و زلف و خط نورسته او / نکهت یاسمن و سنبل و ریحانم سوخت
رخ برافروخته از خشم نظر تند و ... / آه از آن شعله سرکش که به پیشانم سوخت
دوش در خواب خیالت ... / اشک شد شعله چو لاله و مژگانم سوخت
نگه تیز تو نشتر بجگر ... / بخیال گرمی و شوخی رگ جانم سوخت

از چه داغ به دل میرسد اینک انشا / که نوا سنجی مرغان خوش الحانم سوخت

خال برابروت که رقاص است / این کماندار سعد وقاص است
هیچ از حال من نمی‌پرسی / این چه آیین و رسم اخلاص است
ورد محبت بدست می‌آید / آنکه در بحر عشق غواص است
جگرم تا نه سوخت آتش حب / در کفم از سرشک اقراص است

نیست از زمره عوام الناس / سید انشا که بنده خاص است

میروی خانه چرا باز بیا ابر که نیست / همنشین باش دگر بهر خدا ابر که نیست
ظاهرا میرسد آن مهر درخشان ورنه / از چه رو رفت ز خورشید ضیا ابر که نیست
بی ترشح بود هم باده زدن لاحاصل / ساقیا این حرکت تا بکجا ابر که نیست
سخت پیچیده بهم میگذرد از چه سبب / ... بوده ای باد صبا ابر که نیست

آه ازان برق شراری که نشیم پیدا / دیگر انشا بگو احوال هوا ابر که نیست

حاصل زگریه ای دل خانه خراب چیست / آخر ترا چه میشود این اضطراب چیست
نظاره ام ز بخت اگر رنگ تازگی / بر گلشن جمال تو این آب و تاب چیست
نگذشته محفل درد سر کشان اگر / پیراهن تو اینهمه بوی گلاب چیست

خوشتر ز عشق و رندی و مستی و بیکسی   ای پیر می فروش بعهد شباب چیست
جائیکه در میانه عسس احتیاط هست   در دیدن نگاه چه باشد عتاب چیست
ساغر حضور جلوه بادے نه غم   از زهره و دواب و سبا ہم حجاب چیست

انشا اگر قسم اینکه ندارمی خیال عشق
این آه سرد و اینهمه چشم پر آب چیست

آنچه در بارهٔ من شد نه چنان میبایست   اینهمه خاطر ترا با دگران میبایست
اینهمه شیشه و فنجان جنبیے از چیست   بهر چون من سبکی رطل گران میبایست
بارک الله بیا حضرت عشق اینجا شو   که به پیرانه سرم طبع جوان مے بایست
مستی زباور بودند مرا من چه کنم   ورنه کارم همه با دُرد کشان میبایست
کار تقدیر مرا در حرم آورد از نه   بهر افتادن من کوی بتان می بایست
تا که دیدند مرا جمله کسان مے گفتند   هیچ سر کردهٔ رندان جهان می بایست

چیروئی که شد ارزانی انشاالله
واقعی اینکه چنین پیر مغان می بایست

چنان شده ست به بزمی که شوخ حرف زده ست   که گوئیا همه اشجار باغ برف زده ست

ایضاً

گر مصرعی ز آه خزینے کنم طرح   از دود سینه چرخ بر بینی کنیم طرح
ای دل برهمنانه بیا قشقه در کشیم   تا عشق آفتاب جبینے کنیم طرح
صورت گر خیال اگر آشنا شود   در دیر دیده لعبت چینے کنیم طرح
باشیم وا ایا به تماشاے آینه   تا مثل خویش گوشه گزینی کنیم طرح
گر زیر چشم جلوهٔ حق را در آوریم   از مهر باده مشرب حسینے کنیم طرح
دل را بچرخ چارم الفت مسیح وار   بالا رویم و صدر نشینی کنیم طرح
هر پیام بردن دل تا دیار دوست   از ناله جبرئیل امینے کنیم طرح

انشا بعشق حیدر صفدر بیا که ما

عندلیبان چو شنیدیم غزلی کنیم طرح

از انجمن چو آن ستم ایجاد می رود / چندین هزار حوصله برباد میرود
ضبطم ببین که شکوهٔ ایشان نکرده‌ام / با آنکه بر من اینهمه بیداد میرود
آزاد میشود چو اسیر نمک شناس / بر نخل های خانهٔ صیاد می رود
ساقی بیار باده که بر قله های کوه / ابر بهار همچو پریزاد می رود
تا آنزمان که تیشه شد نیز میرسد / یک جوی خون ز تربت فرهاد میرود
ای همصفیر کنج قفس یارهٔ بگو / یارمی چها بمرغ چمن زاد میرود
باغ ارم اگرچه بنا کرد از قضا / تا داده از تصرف شداد میرود
ما نا دل ستم زدهٔ ما بقریه ایست / کان از وفور زلزله برباد میرود

انشا بگو چرا نفس سرد می کشی
آیا چها بخاطر ناشاد می رود

شب امید وصل را با غم جدل افتاده بود / سعد اکبر را نزاعی با زحل افتاده بود
دوش بر دوشش چه دستم بر محل افتاده بود / نیر اعظم تو گوئی در بغل افتاده بود
حلقه بر در گر نمی زد امشب آن پیمان گسل / هم دگر در آشنائیها خلل افتاده بود
با محبت گرم جوشیهای من امروزه نیست / سوز عشقت در نهادم از ازل افتاده بود
لن ترانی گوئی من جلوه بر خارا فگند / هر طرف یک موسی مبهوت وشل افتاده بود
بر زبان هر کسی لما تجلی ربه / صار دکا منه وانشق الجبل افتاده بود
جان فدای امی کز هیبت صمصام او / لرزه بر انجای ادیان و ملل افتاده بود
دوش بر مرگ رقیب آن قاتل سفاک گفت / عمرها شد در کمین گاهش اجل افتاده بود
جلوه افگن هر کجا شد آفتاب فطرتم / مدعی شپره آنجا چون جعل افتاده بود
این قدرها دست بر زانو زدن بی هیچ نیست / غالبا دستم بران فربه کفل افتاده بود

می سرود انشا چه بر عرفات آهنگ حدی
از صفا تا مروه در رقص الجمل افتاده بود

ضعف اینچنان که ضبط فغان هم نمیشود
اینهم نمی شود ز من آنهم نمی شود

چندان بعید نیست که از من نگه کشد
آن شوخ دیده از دگران هم نمی شود

آن اختلاط و گرمی صحبت کجا که او
اکنون بسوی من نگران هم نمی شود

از خود نمی روم و بخود هم نایم وای
هم اینچنین نگشت و چنان هم نمی شود

ق
درین طرفه تر که راز درون دلم هنوز
ظاهر نگشت و باز نهان هم نمی شود

ای عشق لذتی که ز فیض تو برده ام
از صد یکی ز بنده بیان هم نمیشود

این یک زبان کوچک بی هیچ من چه چیز
تقریرش از هزار زبان هم نمیشود

حرف از طواف کعبه مزن صاحبا خموش
کافتادنم بکوی بتان هم نمی شود

آخر کجاست سی پرم ای جذب الفت آه
پیدا اثر که هیچ نشان هم نمیشود

انشا کجا و پیروی زاهدان که او
وارد به بزم پیر مغان هم نمی شود

بعهد جهانه کسی را کسی نمی پرسد
درین زمانه کسی را کسی نمی پرسد

ز اغنیا بدولت گنج اگر داری
باین خزانه کسی را کسی نمی پرسد

اگر تو حافظ قرآنی اینگت گویند
باین فسانه کسی را کسی نمی پرسد

جهانیان همه از بهر قوت محتاج اند
ازین میانه کسی را کسی نمی پرسد

بسقف کعبه حریفان دهر اگر بزنند
مئی مغانه کسی را کسی نمی پرسد

شنیدم بکوچه زلف تو شانه می گفت
بعلم شانه کسی را کسی نمی پرسد

اگر چه هیچ الغ بیگ عمر صرف کنند
مهندسانه کسی را کسی نمی پرسد

عجب از محتسب و قاضی و عسس ترسی
بیا بخانه کسی را کسی نمی پرسد

درون قلزم توحید غوطه زن انشا
که بر کرانه کسی را کسی نمی پرسد

از [illegible] قیس چو جا زده بدر زد
لیلی بفغان آمد و دستی بجگر زد

[illegible] هیچ چه سر اینکه ز بزم خودم دور
تقصیر کدام است بگو جرم چه سر زد

بی ناله چو مائل شده زخم جگر من — صد طعنه به بالیدگی غنچهٔ تر زد
گلگون صبا از تک دوماند چو دریافت — وحشت زده دامان جنون را کمر زد
چیزی که بهم ناشده نی بود شد آخر — صد شکر قضا خنده بر احوال قدر زد
ابروی تو تیغی بمن افگند و نگاهت — تا آنکه فدا از شوم تیغ دگر زد
چون گریه کنم آه که شد مانع گریه — قفل بیکه حبابم به دو دیدهٔ تر زد
ایمن نبود راحلهٔ وادی ایمن — صد قافله را عشق درین راه گذر زد
تا جز تو نسازم بکسی حسن تو مهرم — بر سمع و شم و ذائقه و لمس و بصر زد

افتاده نگاه تو چنان گرم که انشا
پنداشت بدل صاعقه بر شاخ شجر زد

تو ببین که شورش من چه قدر نمود دارد — که محل رستن مو همه بوی دود دارد
چه کشی اسیر خود را بتو رحم باید این را — بعدم که منفر هستی چه قدر وجود دارد
ز کرم بهم ببخش یا رب دل و داغ داغ ما را — که جبین نازک او اثر سجود دارد
نه چنان بکن که تا کس پدر ترا بگوید — پسر تو ای مسلمان پسر یهود دارد
تو بتار عنکبوتی دل خود بده برادر — همه دام زر و دارد همه تار و پود دارد

چه جریمه گشت ثابت بحضور ساقی انشا
همه عذرهای بدتر ز گنه چه سود دارد

گام نخستین حشمتم از سدره بالاتر زند — سوزد فروغ نور اگر جبریل آنجا پر زند
خیزد صداهای هوا از مجمع کروبیان — در عالم مستی اگر رندی بسر ساغر زند
دود از نهادم میرود همچون سحابی برق وش — در سینهٔ زار طاقتم ای کاش آتش در زند
یارب دگر نشنیده ام امشب شمیم سنبلش — تا شد گلی از چشمهٔ خورشید خاور سر زند
بر آفتاب روی تو خواهد سپند آسا فلک — تا سبعهٔ سیاره را یک مشت در مجمر زند
مپسند بیتاب انجمن می ترسم از راه جگر — دوشش مبادا آتشی در گنبد اخضر زند
از برق شعله خیز دل ای ابر رحمت سوختم — آیا نم افضال تو آبی برین آذر زند

وگر نه بخواهم گشت اگر یکبار گفتم عاشقم
حاشا که من بعد از این از من خطای سر زند

جماعتی که با نور حقیقت آشنا شدند + | بوجد و ذوق ز خود میروند و در جوشند
لباس اطلس و دیبا چه حاجتی دارد | که سالکان طریقت پلاس میپوشند
طریق منزل [illegible] چه [illegible] | در آن مقام که عشاق باده می نوشند
به [illegible] به طارم افلاک انجم [illegible] و مهر | چه دیده اند در آنجا که جمله خاموشند

شعور بالغ بزم حضور شد انشا +
خوشا بحال کسانی که مست و مدهوشند

ز نوای کریم قانع بعطیه شاد باشد | دل همچو من گدای ز چه نامراد باشد
چو شنید نام الفت بکرشمه گفت ظالم | دگر آن فسانه سر کن که پر از فساد باشد
سخنی ز راز پنهان تو مگو مگر شرطی | که ترا بدین امانت بمن اعتماد باشد
ز چه این گریه دارد بمن آن جوان عنا | مگرش ز عهد طفلی دو سه حرف یاد باشد
خبری اگر رسانی بخدا که صبح بینم | بودم گمان که اینهم ز ره وداد باشد
فلک افتاده [illegible] شب چه [illegible] صبح گفتم | مگر این طویل قامت ز گروه عاد باشد
ز نفاق و بغض بگذر تو به آدمی [illegible] | سر دار سیانه هم ره اتحاد باشد
که باده [illegible] | بشناسدم کسی گو صفوی نژاد باشد
ز عشق [illegible] | همه خاک و آب باشد همه نار و باد باشد

بمقابیت انشا بود خطا و نسیان
تو صراحتی شماری همه را جهاد باشد

باده نوشان که بهم انجمنی ساخته اند | شیشه را یوسف گل پیرهنی ساخته اند
سیفروشان به [illegible] | جرم خورشید شکستند و دنی ساخته اند
اینکه [illegible] | گر اینها همه از بهر منی ساخته اند
آه [illegible] | عاشقان بهر تو بیت الحزنی ساخته اند

پر خطرناک بود مرحلهٔ عشق اینجا
اندرین بادیه آتش نفسان می باشند

ق

هر دو عالم که بهیچ سخنی ساخته اند
اکثر این طایفه با سوختن ساخته اند

انچه درباره آشنا به تو هردم گفتند
هیچ در اصل نباشد سخنی ساخته اند

بهار بی تو برنگ پریده می ماند
گل شکفته بجیب دریده می ماند

برون که رفت ز محفل که قاتل عنیا
بدم کشیدن خلق بریده می ماند

به پیش رنگ حنای تو ای گل رعنا
چمن به بسمل در خون طپیده می ماند

ز آب تاکه برون رفته چشم صدف
گهر بقطره اشک چکیده می ماند

چگونه انس پذیرد بدامن صحرا
که چشم بغزال رمیده می ماند

سواد دشت غزالان وحشت مجنون را
سیاه خیمه لیلی بدیده می ماند

تو و خدای تو ای شیخ نیست خواهی گفت
شمایل تو بهیچ آفریده می ماند

بقامتت چه تواند برابری کردن
اگرچه سرو بقد کشیده می ماند

هر آنکه چشم سیاه تواش پریشان ساخت
به بیقراری افعی گزیده می ماند

بنان شکست سلیمان شکوه ظل الله
که دولتش بغلام خریده می ماند

ز پا فتادن آشنا دوست دادن وصل
به افتادن منزل رسیده می ماند

کج و واکج نشستنش نگرید
وضع شمشیر بستنش نگرید

شور افگند ساقی اندر بزم
طرز ساغر شکستنش نگرید

دلم آزاد شد ز قید خودی
مرحبا باز رستنش نگرید

ناخن غم جگر خراشش تر است
دوستان سینه خستنش نگرید

پای کوبان بوجد رفت آشنا
اندرین حال جستنش نگرید

دیوانه ام که عمری با دوستان بسر برد
با هر کسی نه در خورد هم چنان بسر برد

پر خطرناک بود مرحلهٔ عشق اینجا
هر دو مانند که هیچ صفی ساخته اند

ق

اندرین بادیه آتش نفسان می باشند
اگر این طائفه با سوختنی ساخته اند

آنچه در بارهٔ آتش به تو مردم گفتند
هیچ در اصل نباشد سخنی ساخته اند

بهار بی تو برنگ پریده میماند
گل شگفته بجیب دریده می ماند

برون که رفت ز محفل که قفل عنقا
بهم کشیدن حلق بریده می ماند

به پیش رنگ حنای تو ای گل رعنا
چمن به بسمل در خون طپیده می ماند

ز آب تاکه برون رفته چشم صدف
گهر بقطرهٔ اشک چکیده می ماند

چگونه انس پذیرد بدامن صحرا
که چشم بغزال رمیده می ماند

سواد دشت غزالان وحشت مجنون را
سیاه خیمهٔ لیلی بدیده می ماند

تو و خدای تو ای شیخ زشت خواهی گفت
شمائل تو بهیچ آفریده می ماند

بقامتت چه تواند برابری کردن
اگرچه سرو بقد کشیده میماند

هر آنکه چشم سیاه تواش پشیمان ساخت
به بیقراری افعی گزیده می ماند

پنهان شدست سلیمان شکوه ظل اله
که در نقش بغلام خریده می ماند

ز پا فتادن آتش دوست دادن وصل
به افتادن منزل رسیده می ماند

کج و واکج نشستنش نگرید
وضع شمشیر بستنش نگرید

شور افگند ساقی اندر بزم
طرز ساغر شکستنش نگرید

دلم آزاد شد ز قید خودی
مرحبا باز رستنش نگرید

ناخن غم جگر خراش تر است
دوستان سینه خستنش نگرید

پای کوبان بوجد رفت آتش
اندرین حال جستنش نگرید

دیوانه ام که عمری با دوستان بسر برد
با هر کسی که در خور [illegible] بسر برد

گاهی بسومنات و گاهی به مسجد آمد
گاهی بطوف بطحی باز ایران بسر برد

گر فی المثل عدو بود یا یار نیکخو بود
یکسان بوضع دلجو با همگنان بسر برد

یکچند در کلیسا چو خاک بسر کشیده
بنشست با قسیسین و راهبان بسر برد

موسی صفت گهی ماند مشغول بی نوای
در خیل گوسفندان همچون شبان بسر برد

چندی بوجد و مستی در عشق و می پرستی
طی کرد و راه هستی با این و آن بسر برد

با اینهمه علوم و فضل و کمال ذاتی
با [illegible] مشربان و آزادگان بسر برد

خواهی که سرفرازی یابی ز بی نیازی
باید که خود بسازی تا میتوان بسر برد

باید بسر نمودن اوقات زندگانی
زانسان که میر انشاء الله خان بسر برد

عشق از کجاست حوصله ام ور نمی رسد
هیهات کنون بخاطر احقر نمی رسد

بر دوش دود و آه سبک میتوان رسید
جائیکه جبرئیل بشهپر نمی رسد

زیر فلک نه ابر هویدا شود نه برق
تا دود آهم از دل مضطر نمی رسد

یارب چه پیش آمدت امروز ساقیا
با من هنوز دورهٔ ساغر نمی رسد

با اینکه با قطرات سرشک با
الماس و لعل و ریزه گوهر نمی رسد

سعی و تلاش اینهمه ای خواجه بهر چیست
آیا مرا آنچه هست مقدر نمی رسد

انشا دگر بمدح کسی چیز کی بگو
کش ماه نو به نعل تکاور نمی رسد

عرش علی به پایه حیدر نمی رسد
چرخ برین به رتبه قنبر نمی رسد

جائیکه بود و باش گدایان این در است
وهم و خیال خضر و سکندر نمی رسد

آنرا که هست داغ غلامیش بر جبین
با شان و شوکتش حشم نادر نمی رسد

تا ارتفاع کنگرهٔ کاخ فضل او
طاؤس تاج گنبد اخضر نمی رسد

جا مسیح گرچه بود چرخ چارمی
حقا که تا مقام ابوذر نمی رسد

از پیره زال هیچ حکایت مکن که او
هرگز بگرد پالان اشتر نمی رسد

ساغر بکف در آید و گوید بوقت صبح بیند آشتی که ساقی کرشمه رسد

آتشا فدای مقدم آقای خود که تو
جامی رسد که هیچ برادر نمی رسد

عاشق سبزه رنگ باید شد تشنهٔ زر رنگ باید شد
هر چه پیش آیدت از وخوش باش از برای چه تنگ باید شد
این قدر خاموشی برای چه چیز جانش شوخ وشنگ باید شد
ایکه داری مثال آئینه دل صاف از بوی رنگ باید شد

گر مرید جنون شدی آتشا
فارغ از نام وننگ باید شد

محققانه فغانم چو نعرهٔ حق زد مسیح بر فلک چارمین معلق زد
فغان عشق تحمل چو نمره سپر گردید جنون ز فرط غضب برد با آتش قوزد
درون سکینه با ترآمد آنکه تا بپرد شراب ناب و گر با شکوه و رونق زد
سرکه خاک ره بوتراب شد بنجف هزار طعنه بر اوضاع چرخ ازرق زد

بجمع شعراء وحش بود آتشا هم
در اختلاط عجب خر فهمی مغلق زد

هر دل دیوانهٔ من سنگ بگیرید یاران بگذارید و گر ننگ بگیرید
تا نکهت گل غنچه رس شانه باشد زنهار که بوی قدح تنگ بگیرید
ای زمرهٔ سنجان چمن خورده بیجا بر نغمهٔ مرغان خوش آهنگ بگیرید
با اینهمه نیرنگ جهان رنگ ندارد ای ساده دلان آتش این رنگ بگیرید

در بارهٔ آتش که جنگ وجدانه ندارد
ای ترک وشان شیخ باین جنگ بگیرید

نگاهت رنگ مستی بر در میخانه می ریزد باندازی که صهبا از لب پیمانه می ریزد
ز آه شعله سانم الحذر گویندگان آتش بیکدم آبروی برق بیتابانه می ریزد

تو خود واقف نه زین ماجرا هرگز چه میدانی
که خون بیگناهان نرگس مستانه می ریزد

همین چشمک که برق شعله خیزش خوشته چین باشد
بنای خانمان صبر ای جانانه می ریزد

بیاد آن حریفانی که رفتند از جهان ساقی
نخستین جرعه بر خاک بی باکانه می ریزد

روا نهم که شب تا از فروغ شمع حسنت شد
بجای گل به بالینم پر پروانه می ریزد

نکردی چشم ترامی بی مروت آشنای من
سرشک از دیده زین رو داد هر بیگانه می ریزد

بجای آبپاشی می فشاند نور عرفان را
برهمن زاده طرح تازه در میخانه می ریزد

ندارم بیش ازین طاقت که احوال خود ای انشا
مرا خون جگر از چشم این افسانه می ریزد

هیچ چیزم بغیر درد نماند
جز لب خشک و روی زرد نماند

حیف وا مانده ایم قافله شد
اثری از نشان گرد نماند

هادی و خضر ره درین وادی
که توان پیرویش کرد نماند

بالکه سازیم عزم هم سفری
کاندرین راه ره نورد نماند

آنچنان کرد چرخ کج رفتار
که نشانی ز نام مرد نماند

تا به کی عشق و میل ای انشا
در جگر هیچ که آه سرد نماند

راهی بچرخ آه دل درد مند شد
اشکست شیشه و نه صدای بلند شد

ایضا

تیر کمان بیرزد من چونکه تیر میگیرد
دسته چوب به از سیب ثمر میگیرد

برق بوسه ز من بهشت شرر میگیرد
ابر نخواه ازین دود جگر می گیرد

هیچ جز وصل دل آرام ندارد آرام
شب عشاق گریبان سحر می گیرد

آدم آدم بهم آمیخت اگر چه شاد
چونکه پیوند شجر هم ز شجر می گیرد

سبب حمل جز ذاتی نه برد هیچ فروغ
قطره در بطن صدف شکل گهر می گیرد

هر که در صبح گل و لاله در آید امسال
تا نگه کار کند دست بسر می برد

نشکند توبۂ چل سالہ گر انشا چہ کند
دختِ رز باز بہمان دامن تر میگیرد

گر عشق زعفران صفت چہرہ زرد کرد
وہمی والہ تو تذکرۂ آہ سرد کرد
ہر چند جور ہا فلک ہرزہ گرد کرد
از شوخی نگاہ تو اے حور وش مرا
بیدل مشو کہ چارۂ احکام خود کند
چون عشق یار سر زدہ از پردہ سر کشید
پیچید گرد باد و فگندش بکوہ قاف
ای خواجہ ریش وار زنی بیش نیستی

چون وچرا مے سزدت ہر چہ کرد کرد
موج نسیم منتشر اوراق ورد کرد
پیچش بگو برائے خدا ہر چہ کرد کرد
در سینہ دل طپید بجائے کہ درد کرد
آنکس کہ خلق مائدہ وحسرو بر کرد
بازار گرم جوشئ زہاد سرد کرد
ہر آنکہ شکوہ من صحرا نورد کرد
بود دست چیز آنکہ ترا نام مرد کرد

انشا فدای آنکہ ز تحریر برق وابر
بر لوح چرخ کار زر و لاجورد کرد

جشن شاہانہ باقبال مبارک باشد
یوم میلاد حسین است ترا روز جلوس
این سعادت علی عالی اعلے داد است
در حضور آمدن اہل نشاط از چپ و راست
ناظم الملک فلک رتبہ و جم قدر ترا
خضر و الیاس شب و روز ترا میگویند

ثروت و حشمت و اجلال مبارک باشد
للہ الحمد کہ این فال مبارک باشد
ای خوشا وقت و خوشا حال مبارک باشد
ای مہ آینہ تمثال مبارک باشد
دولت و مملکت و مال مبارک باشد
حاصل مزرعۂ آمال مبارک باشد

عشرت و جشن جلوس و طرب انشا اللہ
اینہمہ تا صد و سی سال مبارک باشد

بمقتضای کلوا واشربوا از بزم حضور
جمال تست من آیات ربہ الکبرے
چرا فسردہ نشینی بگفتۂ واحفظ

بیار نقل و بدہ ساقیا شراب طہور
مدام چشم بد از روے چون تو باد و دور
مترس جام بدہ ان ربنا لغفور

فتاده عکس رخت بر صبوحی و دیدم
کلیم وار مکن بیخود از تجلی خویش
نوشته بر ورق آفتاب سورهٔ نور
همین وادی ایمن بیاد جلوهٔ طور

بروح ساقی کوثر که کاتب ازلی
نوشته بر لب جام ان سعیکم مشکور

گر بفرق جویش وارد از مرصع شاه چتر
باقشون آهوان فرمود تا جشن جلوس
هر سحرگه شاه خاور پیشکش مے آورد
جز جنابت دعوی شاہے نماید از کسی
لیس بود بر سر گدایان راز مدآه چتر
بید مجنون شد برای قیس عالیجاه چتر
در حضورت ای سلیمان شاه ظل الله چتر
دود داغ سینه باشد بهر آن بدخواه چتر

سید انشا ابر گوهربار بالمعان نور
میرساند بهر ستان گاه تخت و گاه چتر

خودت از بیان لسانی بصبات بر سم آخر
چاک و چانه چینیے حیرت من ندارد
ز چه نور ساختندت که بعقل مے نگنجی
تو کدام لعبتے ای بت دلفریب آدم
پس ازان طرف بگردم بکلیسهای راهب
چه جواب خود بیابم من ازان بیان انگلیس
بمقام کربلا و بہ نجف رسم ازانجا
ق
بگو ای نسیم الفت ز کجات بر سم آخر
که رسم بکنه ذاتت بصفات بر سم آخر
بہ نشیمن تجلے بقبیات بر سم آخر
بروم حضور لات و بمنات بر سم آخر
هم ازو برای رفع خطرات بر سم آخر
بحریم کبریاے بنجات بر سم آخر
که علاج درد خود با خضرات بر سم آخر

بہ ابو علی سینا برسان پیام انشا
که بیا بیا مقامے ز شفات بر سم آخر

کج و اکج نگه و چین جبین بهر چه چیز
ظاهر اول شده نیم شبے آہ زد
ای حدی خوان مگر این وادی نجد است ارنه
می نیائی ز در مهر و محبت گاہے
ای لقب‌دان شلاطین تو این بهر چه چیز
ورنه جنبید ز جا عرش برین بهر چه چیز
میکشد آه حزین ناقه نشین بهر چه چیز
ورنه برای چه چرا رچه چنین بهر چه چیز

سید انشا که بود بندهٔ خاص باو
اینهمه بغض چیست اینهمه کین بهر چیز

ده چه جنگی زدم که هیچ مپرس
بر سر جوشن فلک از آه
وی بمن قهر کرد و گفت بغیر
شد تهی خوان نعمت الوان

سنبر ه رنگی زدم که هیچ مپرس
چه خدنگی زدم که هیچ مپرس
سخت جنگی زدم که هیچ مپرس
طرفه جنگی زدم که هیچ مپرس

حال انشا چو کوهکن پرسید
سر بسنگی زدم که هیچ مپرس

از طوف حرم یافته اند اهل فرادیس
صد مرتبه زوار ترا دست بپابوس
در حضرت مداح تو معروض کند خلق
از شعشعهٔ نور تو دریوزه نمایند
احکام رسا گر به عطارد که از انوار
یک شمه از آن جمله نوشتن نتوانند

ما هیئت جبریل و سراپردهٔ تقدیس
الیاس و عزیز و خضر و موسی و جرجیس
آنی که خراج آیدت از ارمن و تفلیس
خورشید جهانتاب و مه و زهره و برجیس
اوصاف جوانمردی حیدر همه بنویس
گو سدره شود خامه و افلاک قراطیس

قـ

از لشکر ریاحین چنین منقبت انشا
بر بام فلک وجد کند عیسی و ادریس

هان ای سپهر اهل دلانرا بداغ کش
مردم ز فرط تشنگی باده بیا قیا
کشتن میان شارع عالم صلاح نیست
تنها بسر کشیده و بی شب بگنجلی

تا گویدت زمانه که هستی چراغ کش
گر میکشیم آه بیا ور ایاغ کش
گر میکشی بیا و بکش با فراغ کش
انگاه در ترا کم اشجار باغ کش

کشتی چرا تو سید انشای مست را
ای ترک شوخ شاعر عالی دماغ کش

میخواست اشکم در چکیدن دیده ها گرداندمش
این طفل شوخی می نمود آهی دم نرساندمش

تا نگذرد دیگر کسی در وهم و فهم و هوش من — چون مردمک در دیده‌ها آورده‌ام بنشاندمش
خوش وقت و خوش گذرانده اوقات خود گاهی اگر — گرد الم با دامنم آلوده شد افشاندمش
با روح مجنون همی سحر در خورده بودم ای جنون — بنیاد غوغا کرده‌ام و خیلی بخود لرزاندمش
لوثی مشامم بوی گل آورد تا باد سحر — اصلا محل نگذاشتم تشتک زدم پراندمش
عندلیبها آغاز کرد از مستی که آن مطرب بسر — بخشیدمش من مال و زر یکبار دیگر راندمش

گر دیدنش داری هوس آشنا نهان در خانه شو
آن شوخ حالا میر سید جانت که مهمان خواندمش

هزار غمزه بقربان هر نگه هستش — چه آفت است ندانم چشم بد مستش
چه دولتست که امروز دست داد مرا — که دست چون من مسکین رسید در دستش
دلی که بود مرا از آبگینه نازک تر — کدام سنگدل از سنگ جور بشکستش
جز احتیاج که محکوم ساخت عاشق را — نگون که کرد سرش را که دستها بستش

براه میکده دیدیم دوش آشنا را
سیاه مست و همی آشام شیشه در دستش

تو بهلوئی بیا و ریز دگر ساغر بنوش — از چه بجد رکت جهنم سیمه ای می فروش
بگذر از بیهوده گوئی درد سر کم کن دگر — بهر این ریش همه از تو ایها الناصح خموش
ایکه برو می ناگهان در عالم حیرت مرا — باش چندانی دگر آغا که باز آیم بهوش
مشرب رندانه داری اگر جامی بیار — کاین زبان پیر طریقت جناب سید داده بدوش

محض مخصوص جناب سید آشنا بوده است
این فصاحت این بلاغت اینهمه جوش و خروش

ما شکوه ز حال تباهی نکرده ایم — خون گشته ایم و ناله و آهی نکرده ایم
صیاد یک نفس قفس اندر چمن گذار — با عندلیب زمزمه گاهی نکرده ایم
ای آتش گل این همه تهدید بهر چیست — با آشیان به غیر گیاهی نکرده ایم
پیچیده ایم شانه صفت زلف یار را — اندیشه ز روز سیاهی نکرده ایم

بارنگ کہربائی خود قانع ایم و بس — باکس ساجت پر کاہے نکردہ ایم
طی کردہ ایم وادی عشق پری رخان — ہرگز قرار بر لب چاہے نکردہ ایم
شد مدتے کہ ماندۂ زندان فرقتیم — نظارۂ تو بر سر راہے نکردہ ایم
تا بودہ ایم خود ہمین حال بودہ ایم — ہرگز تلاش حشمت و جاہی نکردہ ایم
تا ظلمت فراق بساطے فگندہ ست — ما ہیچ سیر در شب ماہی نکردہ ایم
دریا فتیم حوصلات بگندرای حباب — ما چون تو سرکشی بکلاہے نکردہ ایم
ما را با تہام گرفتہ ست عالمے — آقا بسرت کہ ہیچ گناہے نکردہ ایم

انشا بجز جناب سلیمان شکوہ خویش
در روزگار خدمت شاہی نکردہ ایم

کہ دارد شوخ شنگی داد بیدادی کہ من دارم — خراب از لطف سازد خانہ آبادی کہ من دارم
بغیر از حسرت و درد و فغان و آہ و اشواقا — ندارد ہیچ چیزی وحشت آبادی کہ من دارم
سبق گیرم ز بیتابی زیادت دو میخوانم — نیاموزد مرا جز عشق اوستادی کہ من دارم
شنیدم با ارسطو نکتہ‌ی میگفت اسکندر — حباب آسا بود برباد بنیادی کہ من دارم

ز افسون نگاہ نرگس سحر آفرین انشا
مرا دیوانہ می سازد پریزادی کہ من دارم

ق

باللہ کہ سخت بیقرارم — امروز ترا نمی گذارم
تا چند کشیم از تغافل — من ہم آخر امید دارم
گردید دلم ہزار پارہ — طاقت زین بیشتر ندارم
باور اگرت نباشد اینک — چنگلے زنم و برونش آرم
با زہد و ورع چہ کار ساقی — رندم مستم شراب خوارم
ساقی قدحے حوالتم کن — بیتاب افتادہ در خمارم

انشاء اللہ نامم انشا
گر ہست ترا بدست آرم

حسرت آلودہ آہے دارم ۔۔۔ زخمی از نگاہے دارم
دشت فرسای منزل عشقم ۔۔۔ حالیا رو براہے دارم
حسب ظاہر اگر گدا شدہ ام ۔۔۔ سایۂ پادشاہے دارم
روز کے می نمایت بنگر ۔۔۔ شوخکے کج کلاہے دارم
بخصوصش رسم چہ سان انشا ۔۔۔ کانفعال گناہے دارم

راز نہفتہ بلے می دانم ۔۔۔ غنچہ نشگفتہ بلے میدانم
زانچہ در حضرت او کردم عرض ۔۔۔ ہیچ نہ شنفتہ بلے میدانم
نوش جان گشت مرا بادۂ عشق ۔۔۔ بود این سفت بلے میدانم
گرہ از زلف چو وا کرد صبا ۔۔۔ خود بر آشفت بلے میدانم
گفتمش درد دلم میدانی ۔۔۔ شوخ من گفت بلے میدانم
سید انشا غزلے تازہ نوشت ۔۔۔ گہری سفت بلے میدانم

شرکت زمرۂ میخوار کنم یا نکنم ۔۔۔ نو بہارست من این کار کنم یا نکنم
لذت لغزش مستانہ ز جامے بردم ۔۔۔ رغبت خانۂ خمار کنم یا نکنم
گریۂ عالم مستی کہ بجدے کم بود ۔۔۔ حالیا خندۂ بسیار کنم یا نکنم
ساقی بزم اکنون ساغر مے میدہدم ۔۔۔ مصلحت چیست من انکار کنم یا نکنم
آہ چون برق شرربار کشم یا نکشم ۔۔۔ گریہ چون ابر گہربار کنم یا نکنم
دوستان مشورہ آیا چہ بود باید گفت ۔۔۔ سیر بازار دگر بار کنم یا نکنم
رہن می خرقۂ سالوس حریفان بردند ۔۔۔ نظر الحال بدستار کنم یا نہ کنم
ایکہ گفتی چہ قدرہا کہ مرا مے خواہی ۔۔۔ من حیرت زدہ اقرار کنم یا نکنم
او بخواب ست و من دل شدہ بر بالینش ۔۔۔ اندرین فکر کہ بیدار کنم یا نکنم
آنکہ میگویدم انشا بشکن توبہ بناز

چکنم خاطر آن یار کنم یا نکنم

هر چند از جواهر و اعراض عالمیم
تلمیذ خاص مبدع فیاض عالمیم

از بهر قطع ساختن از ماسوای دوست
چون لای نفی صورت مقراض عالمیم

اغراض شان بهی بود از اصل مدعا
پیوسته در تحیر از اغراض عالمیم

تعظیم ما اگر نکنی خاک بر سرت
خود سیدیم و عالم و مرتاض عالمیم

عظم و شهوق این شر این اهل دهر
از ما نهفته نیست که نباض عالمیم

الحق از لطف و شفقت بیمار کربلا
صد شکر ایمن از همه امراض عالمیم

بچرخ چارم آوا (آواز) میرسانم
فغان را تا مسیحا میرسانم

بدل جوش تمنا میرسانم
درین یک قطره دریا میرسانم

موحد فطرتم مصداق کل را
بهر افراد و اجزا میرسانم

در آیم بر سر طور تجلی
ید بیضا به موسی میرسانم

سلام شوق از مولود ان دهر
برهبان کلیسا میرسانم

ق

سنم آن رند کاندر حشر خود را
پی سیر و تماشا میرسانم

میان جام خورشید قیامت
شراب روح افزا میرسانم

دو صد تصنیف در یک طرفة العین
بسان ژند و دستا میرسانم

کشتم محبوب اصلی را در آغوش
توسل از تولا میرسانم

بجام خویش از مینای وحدت
فروغ نور صهبا میرسانم

جز این مستانه التشائی گفت
چو صنعان عشق سودا میرسانم

انوار حق در انسان دیدم ندیده بودم
چیزی که من ز خوبان دیدم ندیده بودم

زان سان که من جنون را با صورت مهیبی
در سایهٔ مغیلان دیدم ندیده بودم

صد شکوه از عزیزان دارم که هیچ گاهی
بالعدانچه ز ایشان دیدم ندیده بودم

بعیت عرق فشان شد دل گفت اختر انرا
نیجے کہ در زمانہ توقیر اہل دانش

در حرم مہر تابان دیدم ندیدہ بودم
در محفل سلیمان دیدم ندیدہ بودم

ای قبلہ سید انشا دی شب شراب می زد
او را بہ بزم مستان دیدم ندیدہ بودم

اکثر رموز مستان دیدم ولی نگویم
دودی کہ از دلم خاست ای عشق اندرونش
داغی کہ بر جگر بود امشب فروغ آنرا
با من خبر چہ پرسی از روح پاک مجنون
سر بر فلک کشیدہ چون برق شعلہ را
سیر فت ای صدی خوان جنازہ در مغیلان

اعجاز ہا از ایشان دیدم ولی نگویم
لمعات عرش رحمان دیدم ولی نگویم
چون قرص ماہ تابان دیدم ولی نگویم
او را درین بیابان دیدم ولی نگویم
با گرد باد پیچان دیدم ولی نگویم
جائیکہ گشت پنہان دیدم ولی نگویم

چون می نہ زیبد انشا افشای راز کردن
اسرار اہل عرفان دیدم ولی نگویم

ناظرف بادہ نگہ می کنیم
بے رخ او جا در مہتاب را
میکشمش تا کہ در آغوش تنگ
می زنم این منکہ فقیرانہ دم

در شب آدینہ گنہ می سکنیم
سخت بہم برزدہ ہا می کنیم
کج چو شہان طرف کلہ می سکنیم
ای نجدا خاطر شہ می کنیم

ابر سیہ گو یدم انشا کہ من
روی دو صد توبہ سیہ می سکنیم

شوخ محبوب ترا می دانم
آتش افروختہ در عالم
بر قدرت اینہمہ ای سرو شتاب
ایدل اندر غم او خواہی کرد
گفتمش من ز غلامان تو ام

از ہمہ خوب ترا می دانم
ای پر آشوب ترا میدانم
لعبت چوب ترا میدانم
صبر ایوب ترا میدانم
گفت من خوب ترا میدانم

سالک راه نه آمی انشا
مست و مجذوب ترا می دانم

بر قصد زهد و قطع از آن ها و یاره هم — در فال منع آمد و در استخاره هم
آمد چه یاد روی تو و گوشواره هم — قرص چو مه عدو شد و دشمن ستاره هم
در جیب آه سوختگان محبت — کم قدر گشت شعله برق از شراره هم
بودی به بزم غیر نه کردی لبعوی من — ای بیوفا نگوشه چشمی اشاره هم
یکبار هر که حسن تو در خواب دیده است — دارد خیال اینکه به بیند دوباره هم
هیچست تخته‌ئیم بدل سخت جانکر و — بگذشت آب بودی اگر سنگ خاره هم
زار و نحیف خود اگر خود را بده قرار — روزی بکار آیدت این هیچکاره هم
فارغ ز می ز ساغر و شاهد بوده ام — پوشیده کردم این عمل و آشکاره هم
بی او نه ماهتاب رجائی برد مرا — گشتست آمد آمد فوج ستاره هم
بنمای جلوهٔ خود م از دور همچو ماه — من در گذشتم از نگه و از اشاره هم
ناصح نصیحت همه تحصیل حاصل است — میداند اینقدر بچهٔ شیرخواره هم

انشا بگو برای چه تشویش و یاس نیست
آنکس که درد داد کند فکر چاره هم

از خدا ایم این دعا پیوسته باشد بر زبان — کای کریم مطلق ذوی تکیه گاه بیکسان
تاج بخشا ملک هفت اقلیم او را کن عطا — تا بگیرد طوس و بغداد و هرات و اصفهان
این سلیمان جهان را با شکوه سلطنت — زود تر فرما مسلط بهر دفع کافران
تا رواج دین و اسلام و شریعت هم شود — منهدم گردد بنای کفر از هندوستان +
در تصرف آیدش شیراز و داغستان و ری — روم و شام و مصر و خوارزم و عراق و بایگان
ماوراء النهر طغیان ازان و بسطام و حلب — دستر آباد و دمشق و غزنه و نابند ران
مرو و استنبول و قسطنطنیه و ردم دسیا — دشت قبچان و فرنگ و اردبیل و قیروان
تفلیس و قرغانه ناطق روم و تبریز و یمن + — هزرت و اسکندریه گنجه و جبر باد و فغان

خیبر و بدر و احد ذوالکفل و بصره باریه
یثرب و بطحی و جده مکه و شهرزبان

قنبره کروال و عین الشمس و سقبه کاشمیر
موصل و سنجار و دورانه روس و گردان

اقشطه مغراد و صغار سورت و مرباط و قم
نجد و کوفه سامره طمغاج و غور و قیروان

دهلی و بنگاله و قنوج و کوره سومنات
مرشد آباد و بهار و اوده و هندوستان

ربع مسکونش شود زیر نگین ای کارساز
تا بکوه بوقبیس و قاف و جبل و جبلیان

خانه زاد او بجاه و حشمت و جاه و سپاه
باشد اندر دهر چون اسکندر صاحبقران

نظم و نسق حکم او از شرق باشد تا بغرب
سایه اکلیل او باشد بر اوج کهکشان

حامی هر امر او شاه نجف بادا بدهر
باد تا روز جزا اینش جاه و حشمت توامان

روز و شب انشا همین خواند ز فضل کردگار
دشمنانش پایمال و شاد جان دوستان

ای اشک شعله ریز بهر تار آستین
روشن نما چراغ شب تار آستین

سیلاب دیده با نفس آتشین من
چون اژدها کشیده سر از غار آستین

باد زمانه که بهر دمے چراغ عقل
مے کرد لطمه نفسم کار آستین

دامان آستین نگذارد ز دست خویش
کین شور گریه هست نمک خوار آستین

شوریدگان ز بسکه دریدند در سماع
در کوی تست هر طرف انبار آستین

تا من بیاد زلف سیاهش گریستم
گردید موج اشک خودم مار آستین

انشا بپرس هیچ ز نازک مزاجیم
شد نیم قطره اشک مرا بار آستین

ای جنون باش اضطراب مکن
مکن ای خانمان خراب مکن

آمدی گر بقتل غمزده
بنشین اینقدر شتاب مکن

طرف خود بین و تیغ مکش
بر غلام خودت عتاب مکن

با رقیبان دگر شراب مخور
آه زین آتشم کباب مکن

جیغ و طاغی مزن خموش انشا

زهره طفل اشک آب بکن

دوره سدره در گرفت آه جگر خراش من
گشت مقام جبرئیل مسکن بود و باش من
حضرت عشق رهبرم می نشوی برای چه
آه کجا شدی کوای مرشد خلیل تاش من
سیر کنان ز کعبه رفت سوی کلیسای دیر
رفت جنون کجا کجا در صدد تلاش من
نگمت جام باده چیست غور رس دماغ روح
تازه کن مشام جان موجب انتعاش من
بگذر دار بجا طرام میل صنم پرستی آه
کیست بجز خیال دوست آذر بت تراش من
دوش بحضرت مسیح گفت شعاع آفتاب
هست جلال سطوتش باعث ارتعاش من

ایضا

در پری خانهٔ آئینه گرفتار مشو
بے خبر باش ز خود هیچ خبردار مشو
رخت از بهر تفرج بدر صومعه کش
اینقدر معتکف خانهٔ خمار مشو
هیچ و پوچ است غلامی که در وست وفا
گر همه یوسف مصر است خریدار مشو
رحم بر سختی احوال بنی آدم کن
اینهمه ترک مشو این همه خونخوار مشو
دست بر دامن گل گر زده ای انشا
مترددگر از سرزنش خار مشو

ایضا

اشتلم بنیاد کردی تا کجاها این همه
بر سر چون من گدای بادشاها این همه
سوی مسکینان نمی بینی و میرانی سمند
نخوت و کبر و تکبر بادشاها این همه
آبشار خون کنون میریزدم از چشمها
شد ز دست الفت غفلت بناها این همه
تا یکی فرعشقت از فرط تاسف سر کنند
دل خاها خم آها خم آها این همه
حسرت و حرمان و یاس و وحشت و رنج و محن
از برای چون من یک کس آلها این همه
می نخوانی سید الشهدا چرا در کربلا
غفلت از بهر چه باشد قبله گاها این همه

اندرین موسم باران و هوای خنکی
نزدن باده بود سخت ادای خنکی
ساقیا جام مے از دست خودم ده که شود
گر سیش معتدل از رنگ حنای خنکی

منع از غلغلهٔ خویش جنون می کندم ناصح مرد که بیهوده در اَستِ خنکی
محرم از گرمی دل کاش میسر شودم کوزهٔ برفی و جام می و جای خنکی

گوشهٔ چیدن فواره نه و چادر آب
بکش انشا دم سردی بصدای خنکی

میکشی با چنگ و نی ای کافر آے آخر ایمان تا کجے ای کافر آے
در سخاوت بیشماری خویش را قبله گاه قوم کجے ایکافر آ
میزنی با شوخی و طنازیت جامه های پیچ پیچی ای کافر آے
میکنی آلوده ریش خویش را دم بدم از در دمی ای کافر آے
من نه چون مجنون شوم در عشق تو گوییت لیلاے حی ای کافر آے
کج نمودی چون کله انگشتے خویش را کاوس کے ای کافر آے
غلغله از خوبیت افتاده است در خجند و مصر و ری ای کافر آے
آمده از هشت اردی بهشت رفتی ای هنگام دے ای کافر آے

کشتی و ایمان انشا بردی آه
ظالم اے سفاک آ اے کافر آے

وحشت انگاری و ابر است و هوا سیمابی همت ای برق وش امروز مرا بیتابی
گریه نگذاشت که امشب دگی آسایم آه ازین عالم تنهاے وزین بیخوابی
شکر ای داغ غم عشق که در صحن چمن چشم بد دور تو چون قرص قمر بے تابی
از چه شفتالوی نوشش نکند جان تازه به نسیمش ذقن و سرد و لب عنابی
بر سراپای تو ای ابر چه خوش می زیبد این کلاه شفقی رنگ و قبای آبی

چند نطق دو تا ای که بود انشا را
رشک می برد از و بیشه اگر فارابی

آشنا غستی از نالهٔ شبگیر کسے انیهمه بهر چه چیز است چه تقصیر کسے
سالها شد که من از عشق گریزان بودم آمدم بار دگر بسر زده در گیر کسے ۱۶۰

چشم بربسته کنون محو خیالش باشم
که بود پیش نظر نقشهٔ تصویر کسے
جاے دیگر برو ای عشق مبر گم آغا
بشنو از بهر خدا مفت گلوگیر کسے

سیر زا یانه براے چه نشینی انشا
یاد وقت آمد گذران تکیهٔ شمشیر کسے

وای وای شوخ جلوه گر رفتے
جاے ما گرم کرده در رفتے
چشمک برق بود که جستی زود
طرفة العین از نظر رفتے
همچنی آمدے دروغ دروغ
تو که رفتے بلے دگر رفتے
نصف شب میروی اوتاغ خود
بار کے آمدے اگر رفتے

از براے چه خاستے انشا
دگر از خویشتن مگر رفتے

بے درد تا سخنے ندارے
پس هیچ تکلفے ندارے
افسرده دلیست آنقدر ها
یعقوبے و یوسفے ندارے
ای واے بشاشت چه شد آه
در ملک تصرفے ندارے

در سیخورے آنچنان به انشا
گویا که تعارفے ندارے

صف مژگانش قهر و چشم خونریز است پنداری
نهان در نیستان نیزه چنگیز است پنداری
صدی خوان رفت از خود ناقهٔ لیلے بوجد آمد
نسیم تیر مجنون وحشت انگیز است پنداری
هویدا شد ازان برق نگه آئین زردشتی
دو چشمش همسر کرداد پرویز است پنداری

به تبدیل قوافی همچنان اشعار خوان انشا
که بر هر مصرعش موج سحرخیز است پنداری

به ابرو خال را یک ربط اخلاص است پنداری
کمان در قبضهٔ سعد ابن وقاص است پنداری
شرار دود آهم بر هجوم داغ مے نازد
بعینه جلوه طاوس قاص است پنداری
پی رفع طپش عیش و دوگانی چند بر گردون
هجوم اختران بالمره اقراص است پنداری

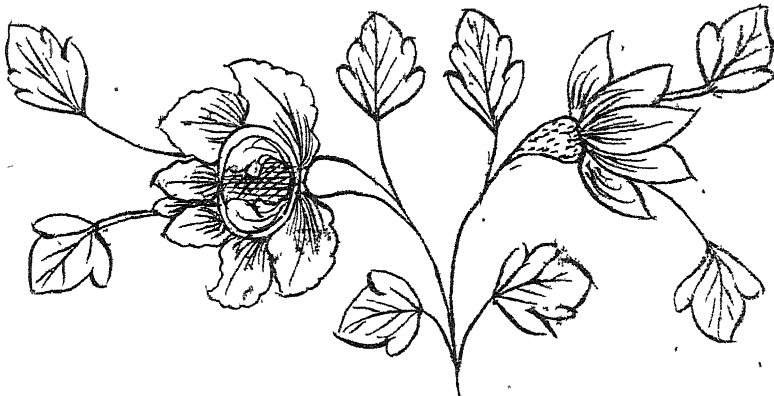
همین بی شفقتی با شفقت خاص ست پنداری	نکه ورزدیده از من با عوام الناس ای ستی

پی تفریح در بحر هزج چون غوطه زد انشا
در معنی برون آورد غواص است پنداری

که ازان دود بود سوخته جانی در پی	دارد آه جگرم درد نهانی در پی
چشم بکشا که بود خواب گرانی در پی	ایکه داد است خدا طالع بیدار مخواب
جمله را هست بهاری و خزانی در پی	اعتمادی بنود هیچ باطوار جهان
پای هر مخمصه را روی نهانی در پی	ای بقربان خدایی که بود ز احسانش
گر ترا شنید زبان هست زبانی در پی	قطع لسانی من شمع صفت کس نکند
مرد دیوانه بی نام و نشانی در پی	ای خوشا لیلی کم شهره که دایم بودش

بسر افتاده مرا تهلکه سخت انشا
گشت پیرانه سرم عشق جوانی در پی

تمام شد





ایہا المحمود یا رب الفلق — انت خلاق السحاب و الشفق
بمحک المحمود یا ذا الرحمۃ — یا مغیثی یا مقیل العثرہ
نج قلبی من مضلات الفتن — اعف عنی رحمۃ یا ذا المنن
قد سالنا منک خوف العابدین — یا رجائی ہب لنا صدق الیقین
منک ارجو منک ابجی یا ودود — سوی خود راہم نما از فیض جود
بار الٰہا ہمت مردانہ بخش — ذوقہم از دیدار صاحب خانہ بخش
ربنا انزل علینا مائدہ — بوکہ بیند چشم زن در دخم فائدہ
اتبغی من قدرت اللہ الجواد — الذی اوحی الی خیر العباد
ان یرانی کشف جلباب السرور — ثم یسقی الراح من کاس الطہور
نحن لا نشکوا من اللہ الکریم — نشکر الرحمن بالمن الجسیم
حیث غذانا باقسام النعیم — حیث ربانا بایجاد الکریم

اہدنی ربی طریق المصطفیٰ
ثم شرفنی بحب المرتضیٰ

فی الخطاب الی الساقی والخمر واشتعال النیران والجمر وتصریح المزاج بحکایات لیلة المعراج

ایها الساقی بکاسات الرحیق — سر الی المشتاق کالبدر البریق
سورهٔ والنجم می جوشد ز دل — نیست از نطق و هوا وهم خجل
ساغر تسنیمم ده از افق — وارهانم از عطا و از حمق
نیست این جز وحی ای فریادرس — دیگرم پیوند در دام هوس
تو شدید القوی ذو مره و حق — اعطنی کاسا یطفئ العطش
مژده در گوش کن از ما سوا — تا رهم از قید انواع هوا
انبیاک ای الفت سن و هنگام وصل — بعد ازین با هم نماند هیچ فصل
از دنی سوی تدلی راه جو — تا ب قوسین است او ادنی بگو
من بعید تو دنا وحی ساز کن — تا به اوحی نجوان و ناز کن
چهرهٔ خود آن مظهر احسان و جود — وز ره از لقا اخری گشود
جنت الماوی بود همسایه ات — اینقدر خود گشت بر تربیه ات
دو شراب دیگرم از فرط جوش — تا بزیر سدره آیم بی خروش
انت لا تبکی و فی حجر الحبیب — نجنی عونا من النار اللهیب
تا بجست قول یغشی السدره خوان — هیچ از اسرار ما یغشی نماند
مرحبا ای عشق شوخ فتنه گر — ما طغی خواندیم و ما زاغ البصر
هزت النیران وازداد الامل — قم ولا تمهل لقد لاح الشعل
من فدای خاک پایت ای حبیب — قسمت چیزی بگردانم نصیب
در چنین جاها بی درد و برنج — مرد باید تا خورد شیر و برنج
ورنه این شیر و برنج مکر و زور — می برد عقل و شعور و هوش نور
ورد انشا سورهٔ والنجم کن — بر مناة و لات و عزی رجم کن

فی ذم الفقهاء و اهل الریاء و ترغیبهم الی منازل اهل النهی

ایها المشغول فی فکر العیال — قم ولا تحزن و طلب منی تعال
ایها المطرود عن باب الهدا — تا کجا شرمت نباید از خدا
چند آمیزی باین ناسوتیان — ہا می جویی گوی چون لاہوتیان
زخمه بر ساز جگر زن از خروش — تا بیابی بعد عرفانت بجوش
عاشقان را خود مذاق دیگر است — وجد و ذوق و اشتیاق دیگر است
چند باشی در پی فکر معاش — مشت خاکی زیر سر فرق تلاش
ایها المصروف فی لوث الریا — پند انشا گوش کن بگذر بیا
ای فقیه یاد بیا بوالفضول — چند گوئی از فروع و از اصول
نیستت در بند اخذ و جر مدام — خویشتن را کردی آماج ملام
از پی جلب منافع چل سال — گشته ای اهل دغل چشمی بمال
مرشدت شیطان بگفت این وسوسه — درس تا گوئی میان مدرسه
از شرایع و از ہدایه ای فقیه — چند باشی خر بشیطان را شبیه
صاف زین عمامه و تحت الحنک — می چکد یکسر ریا ای بی نمک
زین عبای صوف گشتی مسخره — می نمائی در نظر چون شپره
لست یا خفاش من اهل الوقار — لا تری شمسا و لا ضوء النهار
روز روشن را شماری تیره شب — از حجب مطلق نه بینی نور رب
گر شوی وارد میان محفلی — بر خوری با عارفی صاحبدلی
چشم را در جنبش آری از ریا — تا کنی اظهار زهد و اتقا
چهره را پیوسته داری سرخ رنگ — میکنی راه نفس بر خویش تنگ
صوفیان تجند را زین قال و قال — میشوی از خود بدر وانمود وجد حال
میکشی هر صبح بی نیل مراد — نعره الله اکبر از عناد

ترنمائی ریش وصیت از دموع — تر نعش اعصاب سازی با خشوع
سبحهٔ صد دانه داری بکف — نام حق گاهے نه بردی از شعف
یاد وارے چند تا ئی از حدیث — تا بخوانی پیش هر بوج و خبیث
گر نمازت هست بے سوز و گداز — از دهانت سر زند بوے پیاز

فی ذم الحکماء والمنطقین والتحریض فی مشرب اهل الیقین

تا بکے باشی چنین زار و زبون — علم منطق ای پسر دنیاے دون
از مقولات آوری تا کے سخن — ای حکیم از بهر خود فکری بکن
در تر از شکل حماری ای عبوس — چند خواهی گشت از شکل عروس
تا اهل اشراق آوری تا کے دلیل — چند مشائین صفت باشی ذلیل
نیست از بے فجر و حاصلت — میشود آخر جهنم منزلت
نتیجه از صغرا و از کبری مخوان — از نتیجه خواهی آه و فغان
از دلیل انی و لمّے چه سود — تب ز قل الحمد لله الودود
زین همه لا عقده نکشایدت — شوق و ذوق ابطال جزء منجانبید
آخر این تفکیک اجزای رجا — اشیا سامے کنند مغز ترا
ایها المسجون فی قید الذلل — لا تقف واسکن علی راس الجبل
رند مشرب باش و عاشق پیشه شو — فارغ از افکار و از اندیشه شو

فی ذم اهل الدنیا واشیاعهم وترددهم واوضاعهم

نیست شرمے ز وزن موی ریش — شیر میدوشی ز رندی گاو میش
میکنند قنا و خیلے ریشخند — آزمان کت میدهد یک کوزه قند
هر بنجت بیل گر باشد بخشت — گویدت بقال لختے سخت و سست
این همه تشنیع و طعن و درشت و سخت — تشنوی از بهر نفس اے نیکبخت

تا بپزی شیر و برنج ای متقی — می نزیبد بر تو نام مولوی

احتیاجت می برد جمله تمیز — گفته انشا الحق عزا ای عزیز

قرص نان خشک خور از من مرنج — دست خود بردار ازین شیر و برنج

چیست این شیر و برنج ای خوش دماغ — انتعاشت در معاشش با فراغ

چیست این شیر و برنج ای نیک خو — بهر زر خود را نمودن چنگ جو

چیست این شیر و برنج اهل و عیال — حب جاه و غفلت مال و منال

چیست این شیر و برنج انواع فکر — کان ترا مانع بود از فکر و ذکر

واین همه اعراض واین لذات دهر — کان دلت را افگند در زجر و قهر

از کتاب عشق خوان دایم سبق — یک نفس گاهی مکش جز یاد حق

هر نفس کش میکشی ای جان من — باید تا باشی بیاد ذو المنن

پاس این انفاس در انقباض و انبساط — فرض باشد بر تو ای صاحب نشاط

فی حکایت شبلی علی سبیل التمثیل و الدعوة الی خیر السبیل

یکی برخورده با رندی بدست — با تاسف گفت شبلی در گذشت

بود با شبلی رفیق آن رند مست — در عزایش زد بفرق خویش دست

گریه ها میکرد و بی آرام بود — ناگهان از دور شبلی شد نمود

شبلیش پرسید ای مرد عزیز — این قدر بیجا قلق ای یار از چه چیز

گفت رندش من شنیدم ناگهان — رخت بربستی و رفتی زین جهان

خاطر من شد مشوش زین خبر — از برای تو نمودستم نوحه گر

گر مسافر و سیاهی بوده است — راوی این سخت واهی بوده است

این خبر را کرد هر کس مشتهر — انه و الله کذاب اشر

گفت ای فارغ ز فکر جزو کل — انه قد ضل عن خیر السبل

ای برادر این حقیقت برگفت — گوهر توحید عرفان را سفت

یک نفس بی یاد او بردم بسر
در ربودم غفلتی خاکم بسر

بدتر از اموات بودم در ملال
غافل از اذکار حی لایزال

مرده بودم یک نفس لاریب فیه
زانکه گشتم اہل عصیان را شبیه

باز خلعت داد ما را از حیات
آنکه در دستش حیاتست و ممات

ہر دمی کش می برم دایم فرو
رایگانش کی کنم بی یاد او

ور کشم بالاش ہم از شد و مد
جوش زد از دل قلزم نور احد

آن دمی کز یاد او افسرده شد
بر سرش اطلاق لفظ مرده شد

گر موافق باطنت با ظاہر است
سینه ات از نور عرفان ظاہر است

از دلت جوشد ینابیع الحکم
عاقبت محشور گردی محتشم

ور صفا ہی نیتت یکچند کوش
ساغری از بادهٔ توحید نوش

نیتت رہبر بود در جمله شی
می نماید منزل عشاق طی

حسن نیت طرفه چیزیست ای عزیز
گوش کن پندم اگر داری تمیز

آنکه مرکب را بکاخ چرخ راند
انما الاعمال بالنیات خواند

فصل فی النصائح و انواع القبائح

آنکه گسترده ای بسان عنکبوت
دام تلبیس از پی تحصیل قوت

تار و پود ہستیت بگسسته است
این زمان صیدگیری از کیست

بس مگس با طعمه ات گردیده است
دل ضعیفان را ز تو رنجیده است

تا کجا این سعی بیجا بہر صید
این تکبر تا کجا این مکر و شید

تا کجا باشی میان مزبله
بہر شیطان ورد خود کن ہو قله

قل ہو الله احد آغاز کن
ذکر الا الله را دمساز کن

فی التنبیه من الغفلة انه من اعظم الحسرة

تذکر الرحمان اقسام الظہور
انت سباح لدا مار الشرور

ذکره مفتاح ابواب الفتوح — بشنو از نام پاکش تازه روح
بین که چون وارند ذکر او وحوش — در زبان خویش با جوش و خروش
ایها المشتاق قوموا واسجدوا — اینهمه غفلت نمی باید ازوا
فاحفظوا اوقاتکم حین الصلوٰة — نیست غافل را سروکار از حیات
طهروا ارواحکم من ذکره — جز سوا اجسادکم سے فی فکره
واری انشاء الله از قصد سلوک — خالص النیات عن شیب الشکوک
نیست ایمن ره ز قطاع الطریق — همت حق بایدت یاور رفیق

حکایت عابد و بنت التاجر و الابلیس در ذم الریا و التلبیس

آن شنیدستی که در اطراف مرو — زاهدی بوده است چون آزاد سرو
نور بهن از صحن او تا سقف بود — میوهٔ بستانش مال وقف بود
می نیامد از درون آن همدا — هیچ از بوی ریا جز بوی با
دایما مهمان سرای گرم داشت — بذل سیفرمود با خود شرم داشت
خضر طینت بود آن الیاس شکل — داشتی عند الضرورت شرب و اکل
با تقدس بود چون کروبیان — جبهه سائی می نمودندش شهان
سخت مردی با خدای بوده است — مقتدا و رهنمای بوده است
در عبادت در سخا مشهور بود — گرد رویش حلقهٔ از نور بود
گاه گاهی صوم را آن مرد پیر — می نمود افطار از خبز شعیر
تا نگردد سست از ذکر آله — گاه گاهی میل فرمودی بگاه
بهر باقی ماندن سد رمق — نوش میکردی علف آن مرد حق
مدتی در زاهدان پیر طریق — جرعهٔ شیری گاه خوردی گه [illegible]
هم برین منوال تا پنجاه سال — مشتری بوده است آن جنس کمال
تاجری کو را مرید خاص بود — پیش زاهد شخصی از اشخاص بود

بود او را نارسیده دخترے — رشک قرص ماه و روشن اختری
رخت بازرگان بسوی روم بست — تا که زرها او رود آنجا بدست
جمله اسباب سفر تیار کرد — گفت با پیر خودش آن نیک مرد
میروم از راه دریا تا به روم — دارم هم تا از هواے نفس شوم
حالیا من مے نشینم بر جهاز — دارم اینک عزم و آهنگ حجاز
می برم ز اقسام جنسے آن طرف — تا از آن سرمایه آرم بکف
قرة العینم ندیده روی آب — میخورد چون موج دریا پیچ و تاب
نا شنیده نام قلزم را بگوش — مے تواند کش به بیند در خروش
دختره را می گذارم در حضور — تا بیاموزد ره عقل و شعور
بهره اش گردد ز آداب نماز — این امانت هست ای بنده نواز
بعد ازین القصه آن مرد سره — مرشد خود را سپرد آن دختره
با جهاز و مال و اسباب و متاع — پس احبا را بگفتا الوداع
از کرم فرمود دعا بر خیر باد — گام بازرگان زد سوی مراد
پرورید پیر دختر را مدام — می خورانیدش ز انواع طعام
تا بهش اندر قیام و در قعود — پرورشش مانند جدش مے نمود
چند سال از غیبت تاجر گذشت — حالت آن دختره تغیر گشت
رفته رفته کرد گل چیدن شروع — هم لبش فرمود خندیدن شروع
گشت چون نزدیکش ایام بلوغ — چهرهٔ او را دگر آمد فروغ
عنفوان عهد ایام شباب — رنگ رویش کرد همچون آفتاب
آهوانه رابطه رم کردن نمود — گردنش هم میل خم کردن نمود
از نگه دزدیدن و از ناز خشم — سرمه گونش خود بخود شد سرد چشم
اتفاقاً روزے از خادمان — خانهٔ زاهد بسے شد ناگهان
چشم زاهد افتاده سوی دخت — در دلش شیطان خیال خام پخت

فعال لانعم و ذوق ابتهاج السرور — ثم تب و الله تواب غفور

خانه ات خالی ز دختر حور وش — جرعه از بادهٔ لعلش بچش

هان بگیر آغوش خود را گرم ساز — هر دو دستش را بکش بی شرم ساز

بوسه چندش بستان از فرط جوش — جرعه از ساغر وصلش بنوش

کے بسر بیتو و انگه نیز نیز — خیز و شو مشغول کار ای با تمیز

عابد بیچاره دستش در گرفت — چون سبیه مستی گه او ساغر گرفت

مضغه ژولیده اش شیشه چو عاج — شد فزون او را سرور و ابتهاج

رفت غافل تا بجو و چپاندش — مستعد بر کار تا غلطاندش

دید زاهد صورتی را و زنان — رو برو انگشت حیرت در دهان

آشکارا گشت از صنع بدیع — گشت شده مانع ازین امر شنیع

هم درین ایام جا نطق فصیح — وا رهانیدش ازین امر قبیح

یوسف آسا دید تا برهان رب — پا برهنه شد گریزان لاتعد

غایب و خاسر برون از خانه تاخت — هوش و عقل آن زاهد بیچاره باخت

گام میزد با تجسس هر طرف — با دل پر شور و جان پر شغف

دور از شهر و وطن با ننگ و عار — اشک ریزان چون سحاب نوبهار

روح او در حسرت و حرمان فتاد — دشت پیما بود همچون گرد باد

میفشاندی بر سر خود مشت خاک — میکشیدی آه پر سوز ناک

بود جویا جا بجا آن پیر مرد — بر خورد تا با یکی از اهل درد

کو رهاند زین وساوس از خطر — گوید از ما فی الضمیر او خبر

مطلع سازد ز اسرار نهان — هم دهد از کید ابلیسش امان

در تجسس دائما آن حق پژوه — بود گه در دشت و بیابان گاه کوه

ناگهان گفتندش ای با هوش و فر — هست این جا رندکی صاحب هنر

شامل حالش بود الطاف حق — گوید از مستقبل و از ما سبق

میشود فایز ز اسرار قلوب — جمله ظاهر میشود از زشت و خوب
هست او را بد و هنگام شباب — با اماره میخورد دایم شراب
الغرض یاران پس از گفت و شنید — از سر الطاف و اخلاق حمیده
ره نمودندش بسوی میکده — آمد آن عابد بکوی میکده

دیدن درویش شراب نوش را

حال آن دیوانه تا از دور دید — دفعتهٔ لاحول گویان پا کشید
گفت این امردپرستی می‌کند — می‌ستاند بوس و مستی می‌کند
بانگ برزد رند کای زاهد بیا — مرحبا ای مرحبا ای مرحبا
بازگشتی از چه ای عالی مقام — از خطر برهانمت سویم خرام
الغرض برخورد با دیوانهٔ — باده نوشی رندکی مستانه
امردی غلمان نژادی در حضور — پیش او بنشست با فرط سرور
وه چه امرد ساده یوسف وشی — شعلهٔ برقی شرار آتشی
سبزه و غازه رنگ پاشیده — سخت پرکیفیتی بالیده
رند خود می‌دمبدم چون باده را — تنگ در بر می‌کشید آن ساده را
جام صهبا داد عابد را نخست — گرد کلفت از ضمیرش صاف شست
در زبان آن باده قند و شیر شد — زین کرامت در تعجب پیر شد
چون گذشت از امردش در دل خطر — گفت رندش این بود ما را پسر
در دل زاهد چو این مخطور شد — کاین چرا از راه عفت دور شد
باشدش کز اسرار ربانی خبر — جمله مکنونات دارد در نظر
ظاهرش این باطنش قدسی سرشت — میوه‌ها می‌چید از باغ بهشت
ساخت از بهر چه چیز این دو غفران — ظاهر خود را چنین زار و زبون
مطلع شد بر ضمیرش رند مست — روی گردانید و سختی کج بگفت

گفت از بهر همین است این عمل — تا نپویم شارع مکر و حیل
زاهل تقوا ایم نداند هیچکس — هرکه آید بیندم پر بوالهوس
از تقدس می‌گریزم صد گروه — می زیم بر پوچ و هیچ و باشکوه
تا بدانندم همه پوچ و ذلیل — محترز باشند از من با دلیل
کس امانت را به پیشم آورد — چون سیه کارم بفهمد بگذرد
فارغم سر فارغ از کید جهان — زین امانت داری و سر الامان
این امانت می‌کند خاین دلے — می نه فهمد هیچ کج فهمش ولے
گیرم این از پختگی یا خامی است — نیکنامی‌ها درین بدنامی است
در چنین حالت کسے نازاردم — نارسیده دختری نسپاردم
عابدش زین گفتگو بر پا فتاد — گشت بر گرد سرش چون گردباد
رند پا بوس گفته زد بر روش آب — دفعة گردید حاصل فتح باب
دور شد ز آئینه اش گرد ملال — باز آمد طاعت پنجاه سال
هیچ اندر دل نماندش وسوسه — شاد و خندان گفت سوی مدرسه
نشسته و پاکیزه زانجا پیر مرد — رو بسوی خانقاه خویش کرد
عاقبت دیدی که این شیر و برنج — داد عارف را هزاران گونه رنج
چیست این شیر و برنج افعال زشت — کان ترا محروم سازد از بهشت
چیست این شیر و برنج ای ناصبور — فکر زور و نخوت و باد غرور
برد این شیر و برنجت عقل و هوش — ذرهٔ نگذاشتت از فهم و گوش

حکایت اجتماع الخلایق للاستسقاء و فی حالة التحری [illegible] الخذلان و رجوع السلطان و الوزراء و الامراء فی جناب الله تعالیٰ

راوی گفت است در عهد سلف — عالمے ز امساک باران شد تلف
قحط سالی در جهان آمد پدید — بر زمین روئیدگی را کس ندید

لکه ابر هم نبود اندر نظر — از یبوست نخل باشد بی ثمر
گشت باغ بی رونق و بی نور گشت — شعله می بارید در صحرا و دشت
جمله از زهاد و حفاظ و شیوخ — با نگاه تند از شعوخ و شموخ
آمدند از شهر بیرون با خضوع — با رجوع صادق و با فرط خشوع
شاه کشور با وزیر و با امیر — با جمیع خلق از برنا و پیر
زد بیرون از شهر در صحرا قدم — الغرض سلطان و خدامش بهم
بر کریوه جمع گردیده همه — متصل چون گوسپندان رمه
سر برهنه در جناب کبریا — بهر باران می نمودند التجا
چند روزی چون برین منوال شد — روزی بشنو که چون احوال شد
باده نوشی می پرستی در رسید — اهل تقوی را فراهم گشته دید
از یکی پرسید بهر ریشخند — از چه اینها مجتمع گردیده اند
گفت با او می ندانی ای لوند — جمله مصحف را تلاوت می کنند
پانزده روز است کین ها در نماز — جمله مشغول اند با صدق و نیاز
هم فقیه و قاضی و هم شیخ شهر — گرگ باران دیده دانایان دهر
اندرین فکر اند پویان و دوان — می نبارد قطرهٔ از آسمان
بلکه از الحاح شان از چند روز — شد دو بالا آتش حسرت تموز
تو چه میخواهی برو ای پر گنه — ریزدت خون گریه بیند پادشه
خود درینجا مثل شیطان آمدی — کاین چنین با لوث و عصیان آمدی
مست آمد شیشه را بر سنگ زد — نعره یا هو زده باشد و مد
گفت من هرگز نخواهم زد شراب — تا نباران آید و خیزد سحاب
بار الها آبرو دیم دست تست — قاصرم در بندگی با تند و چست
میخورم عز و جلالت را قسم — تا نبارد ابر رحمت از کرم
بو نگیرم بادهٔ گلفام را — ترک کردم راحت و آرام را

می نشینم بر زمین خمیازه کش — در میان آفتاب اندر عطش
خود نمی خواهی که من ساغر زنم — دست حسرت تا بکی بر سر زنم
رحمت حق در زمان آمد بجوش — غلغل افتاد از سحاب با خروش
از غریو رعد وآن عظم و شکوه — ابرها برخاست آمد کوه کوه
شدت بارش بنوعی شد که برق — شعله زار خویشتن را دید غرق
کوچه و بازار و باغ و راغ و دشت — در نظرها کوچه سیلاب گشت
قد افاز المزن ماء للشعل — جار غیث مغدق حاز الجبل
تا همه کوه و بیابان سبز شد — مزرعه امید باران سبز شد
آمد و رفت نگه باقی نماند — بسکه ابر انجا سیه بر کوه راند
بنده کو بر خدایش ناز کرد — باز دیگر می زدن آغاز کرد
رند تر دامن درین باران و رعد — گرم شد چون برق در ایفای وعد
شاد و خندان گشت وآن مجذوب مست — گفت عفوت بر گناهم غالب است
هیچ وسواسی ندارم حالیا — یا الٰهی پروردگارا و الیا
ای خدای ناز بردارنده ام — من ز روی تو بسی شرمنده ام
نازها بر تو نماید اهل راز — نیست این موقوف بر صوم و نماز

حکایت ابدال الذی کان نیلبس بلباس التمثال فصار اسد فی محفل السلطان و اکل ابنه فی شباب الریعان و احیا بالکرامت و العرفان

عارفی در زمره نقاطها — بهر بالتغییر شکل از بساطها
کس نمیداند که حالش کیست او — همچنین چون باده ها می زیست او
جمله می انگاشتندش سفله — بسکه با آنها نمودی ولوله
می زدی گه تنبک و گه می سرود — اندرین صنعت هنرها می نمود
دست را تا بر زدی بر دایره — شوق را پر گرم کردی نائره

گاه دستک می زد و گه چنگ و رود / گه رباب و گاه شستک زد درود
گرم جولان تا شدی از بهر نقل / می ربود از قاه قاهی هوش و عقل
پس شبانگاه سبیل اتفاق / بادشاهی بردشان اندر وثاق
خنده آور نقلهای پر شغف / سرزد از آنها بانگ چنگ و دف
بادباهی شان ولش انجا ببرد / خنده‌ها و زیر لب یکبار مرد
گفت با حضار پر پیچ و خنگ / نقلهای این گروه بی نمک
زین جماعه ناگهان متخفی دگر / گرد نقل زر شیری از هنر
شاهزاده گوشمالش داد و گفت / شیر نر باشد بدین شکل کلفت
کله اش مینجو اهد و چنگال تیز / خیزد از یک حمله اش صد رستخیز
گو بروت زرد و خون آلوده اش / یال و گو یالت کجا و ریش فش
گو به دندانها زبان خاییدنش / گو معلقها ز آن غریدنش
عارف آمد زین سخنها در شگفت / شد بزیر آسا و او را در گرفت
در زمان مانند شیر عرین / چاک کردش اشکم و خوردش سر ریز
سرخ از خونش بروت و چنگ کرد / تیز شد دندان بیش آهنگ کرد
خورده چون شیر گرسنه گرده اش / هشت بر خاک مذلت مرده اش
هم به نوعی کت مے گنجد به عقل / زد سوی جنس خود و فرمود نقل
آمده برجای خود آن نیک مرد / باز بر تنبک نوازی میل کرد
چون چنین افتاد در بزم آتشی / بر همه طاری شد احوال غشی
سخت در محفل تزلزل اوفتاد / هر کسی اندر تعطل اوفتاد
اهل مجلس هوش از سر باختند / صورت دیوار خود را ساختند
جمله اعضا شاه را شد مرتعش / مضمحل گردید مانند سپیش
قرة العین خودش را مرده دید / خاطر یاران ز غم افسرده دید
چون وزیرش سخت عاقل بوده است / هم ولی عصر و کامل بوده است

گفت با عارف بصد عجز و نیاز — بر تو آباد ای بزبر سرفراز
پیکرت شد در زبان شیر غرین — نقل عیسی هم بیاور بعد ازین
گرچه او در زمرهٔ نقال بود — در حقیقت زبدهٔ ابدال بود
این شنید و گشت پیدا چون مسیح — با همان انفاس و با نطق فصیح
حله بر دوش از رداهای جنان — مقتدای جملهٔ قدوسیان
کرد چون نظاره بر حالش وزیر — شد قدم بوسش بوضع دلپذیر
گفت ای عیسی ابن مریم پیش آ — معجزات خویش هم ظاهر نما
عارف ابدال شکل آن نیک مرد — قم باذن الله گفتش زنده کرد
شاهزاده باز آمد پیش شاه — فرش خون آلوده بر حالش گواه
سهمگین و هولناک آمد نشست — با دلِ چون غنچه چاک اینشست
با هزار افسوس پرسیدش پدر — تا چه دیدی گو ازان ما را خبر
گفت چون شمشیر اشکم را درید — جمله اعضای تنم در خون طپید
روح من بر چرخ چارم گام زد — جان سپردم با هزاران شور و داد
در زمانم خواب غفلت در ربود — خازن آمد قفل در را بر گشود
حضرت عیسی بحالم رحم کرد — باز یک جا مضغهاے لحم کرد
بر جراحتهای تن چون نیک دید — زیر لب چیزے بخواند و بر دمید
زنده دیدم خویش را هم تندرست — این سخن را گفت و در دم خوش نشست
خویش را پاکیزه و شاداب دید — هر دو چشم شاه را پُر آب دید
ریخت از بهر تماشا عالمے — کاین چنین شادی نشد اندر غمے
بسکه شد از کثرت آنجا کشمکش — مرد غایب از نظر شد برق وش
از عجب خاموش گشتند اهل نقل — جملگی بیهوش گشتند اهل عقل
شه ز نقالان بپرسید این چه بود — عرض کردند آن جماعت با سجود
اینکس از چندی رفیق و یار ماست — واقف اسرار پنهانی خداست

گر کسی او را و رکرامت آزمود / بلکه مرد هیچ و پوچ و یاوه بود
ما ندانیم این چه شد ای بادشاه / خود توئی بر حالت عالم گواه
حکم اگر بر قتل سازی حاضریم / بندگان صابریم و شاکریم
جان برون از حکم فرمان تو نیست / هیچ تقصیر از غلامان تو نیست
کرد باری جمع هوش و عقل را / شاه رخصت داد اهل نقل را
ای مباشا هر که باشد پوچ و هیچ / هیچ با اوضاع ایشان و پیچ
بشنو ابدال حق در شرب و اکل / در جهان باشند در تغییر شکل

فی الموعظة المتضمنة من تفسیر قوله تعالی فی السماء رزقکم وما توعدون فورب السماء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون وتبیین تراکیب النحو ولطایف التحقیق والقسم والکفالة والتاکید والتدقیق والدعوات الی الابرار والاصدقاء وعدم اعتقاد العبد علی المعبود والمسجود

خویش را و رفکر رازق سازگم / خوانده باشی فی السماء رزقکم
گفت خود روزی رسان انس و جان / رزقها مقسوم شد در آسمان
این کفالت را نگر ای ذو فنون / واو عطف آورد بر ما توعدون
ما موصول آنچه باشد فارسیش / سر بسری آنرا بدان در زعم خویش
جامعیت لاحق این معنی است / گر نه فهمی وای بر این فکری است
حمله شی را حاوی است این لفظها / از فیوض او بود نشو و نما
جمله افعال و صفاتت ای پسر / شد مقدر سر به سر از خیر و شر
بهرهٔ داری گر از ترکیب نحو / خویشتن را خود بکن در لهو محو
تا بروئیت منکشف این پرده شد / میرسد چیزی که وعده کرده شد
پس چه باشد حاصل از سعی و تلاش / خود بفهم ای نکته فهم ای خوش معاش
من بفرمان خدای خود شوم / فای تعقیب است پس دادستم

تا قسم تسکین ترا سازد عطا — یاد فرمود اسم خود رب السما
بر سما الارض را معطوف کرد — این عبارت را بفهم ای نیک مرد
باز لفظ انه را کن نظر — ان می خواهد بلی اسم و خبر
از ضمیرش کاسم او افتاده است — مرجعش رزق است ای ازرق پرست
وز لحق کاسم را آمد خبر — لطف این تحقیق و تدقیقش نگر
لام تاکیدش چه می گوید ببین — خود بنا شد مژده بهتر ازین
بس مثال مثل ما را در شناس — این چه فضل است و چه لطف بیقیاس
آمده از انکم اے نامور — از پس تحقیق تحقیق دگر
چون مزین ما تنطقون شد زین مثال — حق ترا روزی رساند بی زوال
خواند بهر رزق تو آو از کرم — این قدر تحقیق و تاکید از قسم
هیچ باور نایدت ای بی یقین — باز خود را میشماری ز اهل دین
بهر روزی دادن پیر و جوان — اینچنین ضامن که باشد در جهان
ایکه کردی در بدر زار و ملول — خود ندارے این کفالت را قبول
خاطرت زین منزل ار آگاه نیست — اعتقادت با کلام الله نیست
همچنین ضامن برای رزق تو — از کجا آید دگر ای نیک خو
اینچنین ضامن چنین فریاد رس — باشدت در ربع مسکون هیچکس
پر ولت افکار آرد از هجوم — گوش کن ز ارشاد صاحب کشف روم
رو توکل کن بگذران پا و دست — رزق تو بر تو ز تو عاشقتر است
خود بخود شیر و برنج خشک و ریب — زین عمل بهتر نباشد هیچ عیب
دست را اصلا میالا از نهار — نیلگون گردیده است از زهر مار
در شکن این کاسه اش نا کرده دست — نه ز شوخی گفتمت آغا بدست

فصل فی حکایت الجاهل حین سماعة هذه الآیات المذکورة المسطوره

من الرجل الفاضل وقعوده علی الجبل متوکلاً علی اللہ عز وجل

شرح این آیات قرآن فاضلی / خواند از تفسیر پیش جاہلی
منجلی شد از سخن آئینہ اش / عکس افتاد از یقین در سینہ اش
یافت چون جاہل ازین معنی وقوف / شد برون مہر دلش از کسوف
سخت ذوقش گشت حاصل زین کلام / در زمان برخاست آن مرد تمام
با دل پُر درد و جان حق پرست / آمده بر قلہ کوہے نشست
بس گرسنہ گشت و خوابش در ربود / خفت بیتابانہ تا بالش در ربود
درگذشت آن روز و شب آمد پدید / نگہتے از مشک و عنبر در رسید
و چون بیدار گشت از خواب خوش / ہم طعامی خوب دید و آب خوش
از مزعفر بو رسیدش در مشام / آمدش از غیب خوان پُر طعام
از عنایتہاے دادار غفور / شد از آن نعمت نصیب او سرور
بلکہ ہر کنہ حقیقت چون رسید / ظرف ہا را از طلا و نقره دید
تن بشکر نعمت یزدان سپرد / وه چہ گویم تا چہ لذت ہا کہ برد
شمع کافوری برایش سوختند / ہم قوالیش را نورا فروختند
بہر او زربفت و دیبا فرش گشت / حاضر آمد در زمان ابریق و طشت
الغرض از حکم خلاق الوجود / شد مہیا آنچہ مے بایست زود
ہمچنین بہرے بسر آن ارجمند / در بن غارے اوانی میفگند
چون برین منوال زیستش چندگاه / آمده بہر زیارت بادشاه
در کرامت شہرهٔ آفاق شد / جملہ عالم بہر او مشتاق شد
نور مے بارید در کاشانہ اش / شد زیارتگاه عالم خانہ اش
اوستادے فاضلش ہم در رسید / مرد امّی را باین اوصاف دید
شب بہانجا گذرانید از نیاز / گشت چون خلوت بگفت اے مہر فراز

تا چه کردی هان بگو ای مرد دین　　لطف غیبی بر تو چون شد اینچنین
دیدمت زین پیشتر ای نیکنام　　در فلان جا و فلان شهر و مقام
جهد و زهد و ذوق و شوق و قیل و قال　　علم و فهم و هوش و ذهن و وجد و حال
هیچ چیزی را اثر در تو نبود　　ناگهان شد از کجا این کشود
کن برایم سرگذشت خویش نقل　　قاصرست اینجا خیال و وهم و عقل
در جوابش گفت آن مرد خدای　　اینهمه از یمن تست ای مقتدای
تا تو خواندی سفی السماء رزقکم　　کرد تفسیرش مرا از خویش گم
دامن صحرا در او روم بدست　　روح من از سعی بی‌تابانه رست
در همین جا آمدم کردم مقام　　سیر ساندم رازقم خوان طعام
از طلا و نقره هش با شد ظروف　　یافتم از توره عقل و شغوف
حالیا رزاق من حسب المراد　　میدهد بعد چند از خواهش زیاد
در خور شکرش زبانم قاصرست　　هرچه میخواهم کنونم حاضرست
از ظروف انبار ها لیل و نهار　　دائما می افگنم در جوف غار
مرد فاضل چون شنید این حرف رفت　　تا ستاند ظرف ها کم ظرف رفت
خیر مینی زان ظروفها در غار بود　　تا کجا بردار داو ناچار بود
چند تا ای زان شبانگاهی ببرد　　رفت و پنهان مرزن خود را سپرد
رحمت حق بر چنین شاکر بباد　　وای بر آن اوستاد بد نهاد
تو مخور شیر و برنج ای باوقوف　　هم مساز از سیم و زر هرگز ظروف
رهبر هر کس که شد جذب فواد　　بهتر آن شاگرد شد از اوستاد
چیست این شیر و برنج ای ذوفنون　　خیره سرگشتن پی دنیای دون
چیست این شیر و برنج ای بی‌بصر　　این فصاحت‌ها ز علم و بی‌خبر

فصل فی تنبیه مصاحبة العوام و ترک المجالسة باللئام

ایکه هستی در عبادت سخت سست　　تاج گر منا برایت شد درست

ای که شرف از آدمیت داده اند / باب رحمت بر رخت بگشاده اند
خیر آدم شد پیامبر داده وار / مغتنم انگار این لیل و نهار
نو بهار نو جوانی سپرد / سپرد این زندگانی سپرد
کسب از عشاق کن عقل و تمیز / فیض صحبت طرفه چیز است ای عزیز
صحبت عاقل نماید عاقلت / صحبت غافل نماید غافلت
صحبت بد مے نماید سینه ریش / شیر نر را مے کند مانند میش
قصه داریم حسب المدعا / کش روایت می کنند از ما مضے

فصل فی حکایة ضرغام الاجم و نسیان بیئته الاصلیة من صحبة مجمع الغنم

اتفاقاً ماده شیری بچه دار / کشته شد از دست شاهی در شکار
بچه اش اندر کوی خود در انهفت / گربه شان شاه شنید و بیتابانه جست
شاه سوی منزل خود باز گشت / از غریو کوس خالی گشت دشت
شد تهی هر سو که بینی دشت و کوه / از صدای کرنای با شکوه
گام زد بیرون ز کو مانند شیر / از حیات خویشتن گردیده سیر
افگند تا خویش را در ماسنے / تا بگیرد گوشهٔ از دامنے
ناگهان اندر چراگاهے رسید / گله میشان در آنجا مے چرید
خویش را اندر میان گله زد / میش از ناجنسیش بر کله زد
جسم او زین ضرب مجروح او فتاد / غرق خون مانند مذبوح او فتاد
کرد جا خوف انچنانش در نهاد / کش نماند از نام ضیغم هیچ یاد
باز و بناله روی آغاز کرد / خویش را با میش ها دمساز کرد
میش ها را هم از و نفرت نماند / اختلاط افزود و غیریت نماند
روزگاری مانده خوگرده به میش / غافل از ذات و صفات و روز خویش
تا چنانکه میش خواندی خویش را / پیرو مرشد مے شمردی میش را

مر علف خوردی مدام آن میش و بز
زندگی بردی بسر با میش و بز

تا که شد بالاش هفت و نیم فرع
بهره‌اش پیدا نشد از اصل و فرع

چند سالش اینچنین چون درگذشت
از بیابان آمد شیری بدشت

نره شیری دیگر اندر گله جست
خیل خیل میش و بز بر هم شکست

چند تا خورد و بسی از پا فگند
پاره‌ها را در ربود از جا بکند

[illegible] بر پا شد از جنبیدنش
پر صدا شد کوه از غریدنش

جمله میشان جا بجا در تاختند
خویشتن را در گزیر انداختند

شیرزاده هم چو میش و بز گریخت
در دلش وسواس سودا خون بریخت

الغرض یکباره آن شیر غرین
دید چون همشکل خود را اینچنین

در پیش افتاد و دنبالش گرفت
سد راهش گشت و گفتش ای شگفت

کیستی و این گریزت از چه چیز
گفت من هم میش هستم ای عزیز

گله گله میش و بز بگریختند
در میان چاه خود را ریختند

خاک پای میش من هم حاضرم
طعمه گر فرمایی هم [illegible] قاصرم

نره شیرش گفت با صد شد و مد
میش و بز باشند با این بال و قد

این خیال خام از دل دور کن
خویش را بر قوت مغرور کن

می نیاید هیچ شیرت زین کلام
خود تو همزاد منی ای نیک نام

ای برادر نره شیری همچو من
گله‌های میش و بز در هم شکن

گفت چندی پیش ازین افواج میش
کرده اندام مرا از نیش ریش

این زمان آن ضرب‌ها یاد من است
این نشان شاخ و دندان برتن است

نمی‌توانم زد نفس بر روی میش
هیبتی دارم بدل از خوی میش

میش عزرائیل را نائب بود
هر دو را یک روح و دو قالب بود

این حکایت شیر چون بشنید ازو
گفت ای نامرد ای با خود عدو

در میان آب بنگر روی خویش
هیچ ماند یال و کوپالت به میش

قبضه و بازوی و چنگ خویش بین — این بروت و زور و رنگ خویش بین
بر قد و بالای و جسم خود نگر — بچه شیری بر اسم خود نگر
یک ره اندر همت مردانه کوش — خود در فقیم باش زنبیان می خروش
میکشم با من بناشی گر بقرب — باز ابنای خودم بر اکل و شرب
از بز و میش و گوزن و از شغال — آنچه در چنگ آورم دارش حلال
زین نمط خود هم بگیر از ضرب چنگ — صید میکن با نگاه شوخ و شنگ
الغرض تا مدتی آن تره شیر — شیر دهشت خورده را از زجر و جبر
داشتی همراه خود در هر طریق — مربه او هم بچه اندر چون شفیق
دهشت میش از دلش پرّه شد — زور و بازوش هم موجود شد
بوی خون تا جا گرفتش در مشام — کرد باری خویشتن را شیر نام
طعمه تا چندی نمود از اکل لحم — بر جسد او را فزون شد لحم و شحم
چون بسر بردند با هم نر و شیر — یاد بگرفت این دلیری زان دلیر
فیض صحبت سوی اصلش باز خواند — هیچ از وسواس شیطانش نماند
چون قیام خویش اندیشه کرد — طاقت شیرانه شیر بیشه کرد
خدمت شیر عرین را برگزین — تا که چون خود سازدت شیر عرین
در ولای حیدر صفدر بکوش — باش همچون نره شیر پر خروش
بر آسا همت مردانه کن — در نیستان محبت خانه کن
تو مترس از میش و بز ای نامور — باش اندر دهر همچون شیر نر
جذب آدم بود مسجود ملک — گام زن در یاد حق بر نه فلک
خیز انشاالله ای یار عزیز — گام زن اندر ره عقل و تمیز
لا اله را به الا الله زن — دست و پای میش حرص در شکن
در ره دین مثل شیر شرزه باش — نی مثال میش و بز هرزه باش
بهر عود شاه نجف دریوزه کن — پر ز آب کوثر انشا کوزه کن

همت از گیتی بنی غالب طلب	از علی بن ابیطالب طلب

حکایت نوم الاویس علی عرش الجلیل وتفتیش النبی من احواله عن الجبرئیل

در شب معراج بر عرش برین	خفته را دید آن نور مبین
قال یا جبریل من هذا السعید	نام نو ما را ق اشل الطرید
گفت جبریل امین هذا اویس	یا شفیع المذنبین هذا اویس
از طعنه پیشه ها آزرده گشت	خاطر او از زمین افسرده گشت
گفت امشب من همی نام لفرش	آمد و خوابید بر بالای عرش
ورز ردای کهنه کو دارد بدوش	چند تا پیوند دار دستر پوش
همت عشاق هر جا رهنماست	عرش و کرسی جای خاصان خداست

حکایة سلطان الممالک المرید السالک و زوجته المعتقدة لرجل مکابر تهما مع کمال الایضاح

دی کسی میگفت با من ز اهل درد	بود سید مرتضی آزاد مرد
می تراشید ابرو و ریش و بروت	می شدی از نشه صهباش قوت
مرشد آزادها اندر گروه	مرد با معنی و حقانی شکوه
جمله اوضاعش خلاف شرع بود	لیکن اکثر خرق عادت می نمود
زوجه شه اعتقادش داشتی	بلکه پیر و مرشدش انگاشتی
بادشه از سالکی ارشاد داشت	سر گرانیها باین آزاد داشت
داشتی انواع نفرت زین فریق	بود شیخی مر ورا پیر طریق
بادشاه و زوجه اش اندر وثاق	هر دو بنشستند روزی اتفاق
آن زمان از مرشدان خویشتن	هر دو کردند ابتدا با خود سخن
هر یکی مر مرشدش را می ستود	صد تفاخر پیر و دلائل می نمود

گفتگو شد کو چنین و آنچنان — هر یکے را گرم جولان شد زبان
در زن و شو بود تا دیر این کلام — ناگهان گسترده شد نطع طعام
گفت خاتون پیر من زور آورست — شاه گفتش مرشدم فاضل ترست
عاقبت آن نطع را تا کرده دست — زوجه اش با او ذمه این شرط بست
هر کرا ظاهر شود دوستی ز غیب — در فضیلت او ندارد هیچ ریب
لقمه کو برستاند زین طبق — بهتر است از دیگری آن مرد حق
هر دو این نیت نمودند و رجوع — فاتحه خواندند با فرط خشوع
خود بخود ناگه درین گفت و شنید — دست سبید مرتضے آمد پدید
گشت خاے کاسه پر از کباب — کرد با شوهر خودش با او خطاب
کاین ز پیرتست یا از پیر من — می شناسی هر دو را ای پاک تن
با و شاهش گفت دست پیرتست — اشتباهی نیستش با کس درست
هست دست پیرت آن دست شراب — زانکه رغبت کرد بر بوے کباب
پیرزن بود اگر بے هیچ رنج — دست می افگند بر شیر و برنج
یا مطنجن با مزعفرے زنمود + — میل بر اقسام حلوا مے نمود
گفت خاتون دیدی ای فرخ شیم — دستگاه مرشد زور آورم
خرق عادت چون چنین شد آشکار — معتقد گردید شاه با وقار

حکایة الرجل من الاخبار الاخذ الکئوس من امواج البحار

بود آزادی که از افراط جوش — میشدی با سیل دریا پرخروش
لابه میکردی بسیل و موج او — هم بدیدے جذر و مد و اوج او
گاه می گفتی که اے قلزم بیار — جام یاقوت از شراب خوشگوار
از ته دریا درین گفت و شنید — در زمان دست نگارین میرسید
ساغری می شد از ان دریا بلند — بهر آن آزاد مرد ارجمند

ساغر یاقوت آوردی بشوق　　زان فزون تر میشدی افراط ذوق
از کفش آزاد ساغر می ستاند　　زیر نخل مقصد آبی میرساند

حکایة العرب وسیله الی الهواء وشروعه بالاستمناء وندامته بمایی

زان مجرد یاد داری قصه را　　کور بود از اهل عصیان حصه را
دختر بالیده در همسایه داشت　　خوش خیال و فکر آن بی مایه داشت
می شدی بهر نظاره سوی بام　　تا کشد او را بافسون زیر دام
چون مگس بر شکرش می ریختی　　از برایش حیله ها انگیختی
روزکی مانند آهو بره　　جست زد در خانه اش آن دختره
تا ستاند آتشی آن سرو قد　　از اجاغش مجمری را پر کند
یک نفس بنشست و آتش درگرفت　　کار عاشق با اجل بسپرد و رفت
گرم جولان شد بسوی خانه تاخت　　وین مجرد صبر و هوش و عقل باخت
زد جنون بردست بردش زیر رخت　　کرد استمنا شروع آن تیره بخت
خود بخود می گفت مشغول خیال　　بهر آتش آمده بود آن غزال
این سخن مے راند و بیتابانه جست　　دیده ها بر بست بر میل درست
تا قریب انزال شد آن یاوه مرد　　آتش آتش از زبان آغاز کرد
بر خیال اینکه آتش شد بلند　　چاره سازان هر طرف جویا شدند
هرکسے آواز آتش را شنید　　پا برهنه سوی او مضطر دوید
صد سبو از آب آنجا ریختند　　بهر آتش حیله ها انگیختند
بانگ زد هرکسے از اضطراب　　از فلک آمد صدای آب آب
مردمان از هر طرف در خانه اش　　جمع گردیدند آنجا دود وش
همگنان گفتند صاحب خانه را　　خود بخود افروخت آتش از کجا
در تجسس هر طرف نگریستم　　بر اجاغ کهنه ات بگریستم

یا چک دشتی دو تا بود و را جاغ — مر ترا از آتش چه باک ای خوش دماغ
ان عجوز زین سخن مدهوش شد — چون جوابی نامدش خاموش شد
جمله با دیوانه اش انگاشتند — لعب طعن و طنز دل بر داشتند
ای لبا آتش که دل افروخت است — دودمان اهل دنیا سوخت است
خود درین آتش بسوزان خویش را — هیل نبود بهر سوا درویش را
پخته زین آتش شود شیر و برنج — کان ترا می افگند در قهر و رنج
خیزد از شیر و برنج آتش ترا — میکند در حرص شیطان وش ترا

حکایت رجل اعمی صاحب العرفان مع الاکمه المسجون فی الحرمان والخذلان

قصه آن کور و اکمه گوش کن — است حسب المدعا یت این سخن
کور و اکمه تا رفیق هم شدند — یکدل و هم کاسه و همدم شدند
لیک اکمه کور مادرزاد بود — غافل از کیفیت زرد و کبود
هیچ رنگی را ندید آن کور مرد — او چه میدانست سرخ و سبز و زرد
کور دیگر کو جهان گردیده بود — از بصارت بهره هم دیده بود
در کهولت گشته معذور از بصر — شرح میدادش ز جنس ما حضر
اتفاقاً روزی از روزها — هر دو بنشستند چون دلسوزها
اختلاط از هر دو جانب گرم بود — هم حکایتها بری از شرم بود
کور گفت امروز باید خورد شیر — گفت اکمه شیر چون است ای ضریر
داد پاسخ کور تا اکمه شنید — خوب چیزی خوب خوش لذت سفید
گفت اکمه از سفیدی کن بیان — بنده نشناسد سفیدی را نشان
کور با اکمه چنین کرد التماس — همچو بوتیمار کن او را قیاس
گفت بوتیمار چون است ای ضریر — هیچ ازین اشیا ندارم تمیز

گفت بوتیمار باشد از طیور ❊ گفت چون باشد طیور ای باشعور
کور گفتش ای گران جان از خروش ❊ مغز ما را نوش فرمودی خموش
تا کجایم بشنوی سبحان جان ❊ اینقدر حق حق مکن کم کن بیان
از خصومتهای تو لعنت ای ضریر ❊ شیر نام و لادت ششم پنیر
گفت اکمه از شیر اوصاف چیست ❊ بچه اش چون باشد و آن هر دو کیست
یاد باشد مصحف او را همچو من ❊ نوجوانی هست یا مرد کهن
از شیر اوصاف خواهی گفت باز ❊ زود بوتیمار را خود شرح ساز
زین سخن ها شد بسی آشفته کور ❊ گفت آخر گشتیم ای ناصبور
درمیان هم چو این تکرار شد ❊ کور از اکمه بسی ناچار شد
دست خود کج کرد و گفتا این بط ❊ گردنش می باشد ای برخود غلط
دست اکمه چون بدست کور ماند ❊ زابتدای پشت تا مرفق رساند
گفت این را بلع سازد کس چه طور ❊ بایدش سختی نمودن خوض و غور
قابل خوردن بود این گونه چیز ❊ چون رود اندر گلو ای باتمیز
نتوانم خورد زینسان شیر سخت ❊ پر درشت است و بسی تند و کرخت
قصهٔ آن کور و اکمه شد تمام ❊ همچو کوران خود مباش ای نیکنام
زین حکایت مدعای داشتم ❊ اهل دنیا را چو کور انگاشتم
جملگی مانند کور و اکمه اند ❊ یاوه و ناحق شناس و گمره اند
غافل از انعام حی لایزال ❊ هیچ در خاطر نیارند از سئال

حکایت رجل مقلوک رجع فی الحرمان الی الشیطان فصار الشیطان فرسا واشتراه رجل فصار فی هیئت الفار وکسر ذنبه اذ هو ذنب الحمار

قصهٔ از آن شنیدی کو مدام ❊ ذکر یا ابلیس خواندی صبح و شام
حیلهٔ تا بگذشت شیطان شد پدید ❊ با عصا و جبه و ریش سفید

گفت ای شخص آنچه گوئی حاضرم | با تو شد خوشنود اینک خاطرم
گفت من ز افلاس نالان بوده ام | سخت با حال پریشان بوده ام
گفت شیطانش که ای صاحب شعور | میشوم اسپ عراقی من ز زور
در زبان بفروش هر کس گیر دم | لیک خط کش شرط کن ای محترم
غلطگے شیطان زد آخر شد و چست | شد یکے اسپ خوش و نغز و درست
هم در آن شهر از سران خوش معاش | داشتند اسپ عراقی را تلاش
تاجری بر صد ثمن آنرا خرید | در بهایش منفعت صد چند دید
بارگی را برد و در اصطبل بست | شاد و خندان خواجه بر کرسی نشست
غلطگے زد اسپ و خود را موش ساخت | زد معلق موش و در سوراخ تاخت
دست زد آن خواجه بر بالای موش | هوشش بیتابانه خود را اند توش
دم بدست خواجه آمد موش رفت | زین تعجب هر یکی را هوش رفت
لرزه بر اندام خادمش فتاد | فکر و حیرت شان فزود از حد زیاد
خواجه آن دم را میان صره دوخت | از برای صد ثمن جانش بسوخت
پیش مالک خادمانش تاختند | موکشانش زود حاضر ساختند
خواجه با مالک بگفت این ماجرا | مالکش خندید و گفتش مرحبا
هیچ شربت هم بود ای دردمند | مینمائی چون منی را ریشخند
چیست نسبت اسپ را با موشکے | بهر تو باید خریدن هوشکے
پاره ای در یکدگر شد سب و شتم | چون نشد با یکدگر این قصه ختم
خواجه در دار القضا آمد نخست | صره را هم خادمش آورد چست
مالک اسپ عراقی همچو مست | آمده در حضرت قاضی نشست
خواجه بیچاره با انواع درد | این حکایت پیش قاضی شرح کرد
گفت من اسپی خریدم گشت موش | شد ثمن شد رایگانم عقل و هوش
موش در سوراخ رفت و دم از و | ماند در دست من ای فرخنده خو

ماند

آن دم موش اندرین صره بود — زود بکشایش که تا حاضر شود
گفت قاضی زانچه کردی التماس — این سخنها دور باشد از قیاس
باز قاضی چون سر صره کشود — طرفه چیزی در نظر او را نمود
کیر خر از صره پیدا شد نخست — کنده و چاق و سطبر و تند و چست
تا چنین در محکمه شد روی داد — قاضی مسکین بحیرت او فتاد
شد بسی آشفته و تند و درشت — زد بروی و سینه خود چند مشت
گفت مهر ریشخندم تاختی — هوش و عقل خویش را در باختی
ای لعین ای خیره سر ای پوچ و زشت — حق ترا محروم سازد از بهشت
واجب آمد قتلت از روی حدیث — حرمتم بر باد کردی ای خبیث
عالمان مر انبیا را وارث اند — هتک حرمت شان نمودی ای لوند
الغرض آن قاضی صاحب خرد — بر سر خواجه عصای سبز زد
گفت زین پس هر دو را بیرون کنند — خادمانش وقعه در تاختند
خواجه بیچاره هم محبوس شد — ضایع او را حرمت و ناموس شد
مالک اسپ عراقی دزد وار — بر خر واژون لبشهر آمد سوار
عاقبت تشهیر شد اندر جهان — خیل طفلان در پیش دشنک زنان
با هزاران جد و جهد و زجر و قهر — در زمان بیرون نمودندش ز شهر
این حکایت یافت اینجا اختتام — اذکر الرحمان قد تم الکلام
هر که با غیر خدا آورد رو — میشود مشهور رسوا کو بکو
بر خر واژون سوارش میکنند — جا بجا در شهر خوارش میکنند
موش میگیرد برایش بارگی — می فتد در حسرت و آوارگی
الامان از مکر ابلیس الامان — الامان از زور تلبیس الامان
زین خطرها و وساوس با نیاز — جو نجات از لطف حق کردگار
این حکایت یاد دار ای پر هنر — تو از این تزویر شیطان در گذر

سینه ام از مهر تو گردیده ریش
تا نگوئی من نخواهم رفت پیش

نوجوان الحاح تاجر چون شنفت
شرح احوال خودش را باز گفت

اینچنینش داد پاسخ کای رفیق
چون چنین گشتی بحال من شفیق

حالیا بشنو که من شهزاده ام
کاینچنین بر خاکها افتاده ام

زانچه مے بایست با وضع درست
تاختم بهر شکار از خانه چست

یک تنه خود را گزیدم از فسون
شد غزالے ناگهانم رهنمون

هم از انجا آهوے صحرانورد
از ادای رفت کام و دل بدرد

اسپ خود را تاختم دنبال او
شد ز گرمی چون دگرگون حال او

طاقتے در جسم زار او نماند
خویشتن را بر سر کوهی رساند

گشت آهو از نظر چون ناپدید
زاهدے دیدیم با ریش سفید

ناله ها میکرد در بیت الحزن
پیر فرتوت غریب و بے وطن

از سباع و از وحوش و از طیور
گرد و پیشش هر یکے میکرد شور

خرقه از لیف خرما ساخته
از تفکر سر به پیش انداخته

جای بالین خشتکے افتاده بود
بسترش از اشک و خاک اموده بود

گاه خندان گاه گریان دیدمش
گاه سرخوش گاه حیران دیدمش

پس برو کردم سلامی از نیاز
لطف فرما شد که اے عمرت دراز

مرکبت را تاختے حیران شدی
هوش خود را باختے حیران شدے

مرحمت فرمود آن عالی جناب
کاسهٔ شیر و برنج پر گلاب

لذتے دیگر درآمد در مذاق
پای بوسی کردمش از اشتیاق

جرعهٔ آبے کشیدم پر شغف
می نمودم اختلاط از هر طرف

در سخن بودم که آن آهو رسید
پیر سویم دید و آهے درکشید

کاین همان آهو هلاک از دست تست
جیب صبرم چاک چاک از دست تست

باز چون دید او شتابان میرود
گفت جانان تیر سے جان میرسد

جست و بیتابانہ او را در گرفت — داد بوسہ بر تنش در بر گرفت
بعد ازان گفتن گرفت ای جان من — جان من جانان من ایمان من
تا باین مدت کجا بردی بسر — از غمت خون شد جگر خون شد جگر
مائل سبزہ دلت من مائلت — می نہ آرامد گہی آنجا دلت
بار سیوم دید و گفت ای نوجوان — طرفہ کاری از تو آمد یا گمان
آتشی در خرمنم افروختی — سوختی جان و دلم را سوختی
نیست این آہو تن بیجان ماست — نیست این آہو دل بریان ماست
نیست آہو ہای و ہوی ماست این — نیست آہو جستجوی ماست این
ظاہرش دیدی و دیدی انقدر — حیف بر اصلش نیفکندی نظر
پس ہمان آہو کہ بس رنجور بود — دفعۃً دیدم بشکل حور بود
لب گران مست شلایین مہوشی — شوخ شنگی دلکشی عاشق کشی
آفت جان غمزۂ جادو گرش — ہمچو سحر سامری صد جا گرش
بود صد بتخانہ در ہر ناز او — عالمی دیوانہ از انداز او
ہر یکی از مستیش ہیزد خروش — ہوش کو چون گرم شد بازار جوش
در جبین آفتاب آئین او — موج دریای محبت چین او
جعد مشکین گشت مستش سجدہ کرد — ہندوی آتش پرستش سجدہ کرد
ملتقی البحرین ہر دو چشم آن — برزخ انفش دران لا یبغیان
خال زیر چشم او از خویش گم — ہندوی افتادہ در پای خم
شوخیش یک یوسف گل پیرہن — مست افتادہ در چاہ ذقن
مالکانہ حسن گردش دست برد — با زلیخای جمال او سپرد
من ازین چشم گنہ گار خودم — دیدم این احوال و در حیرت شدم
زین عجب تر ہم دگر بشنو کہ چیست — خود نہ انگاری کہ این از ہرزگیست
دل بخود لرزید یعنی این چہ بود — غفلت آمد ہوش از سر در ربود

بانزبر زانوی آن پیر حزین | سر نهاد و زود بخواب آن نازنین
پیر بیچاره زغم بے اختیار | این سخن میگفت و می نالید زار
ہامی زین گرہا وزین صحرا و دشت | جان جانم را چنین احوال گشت
ہامی آہو گشتنت این حال کرد | لقمه لقمه سینه چون غربال کرد
ہامی زین کارت نه من مانع شدم | آنچه آمد بر سرم قانع شدم
پس ہمین میگفت آن آزردہ جان | کای خدا از دام ہستی وارہان
تاکہیم آزازے از ہجر حبیب | چند سوزد جان زارہ ناشکیب
ناگہ از دل شعله اش برجست و دود | مشت خاکے بود و ہیچ آنجا نبود
ہیچ در عقلم نه گنجد کاین چه شد | آن فقیر و آن بت بیدین چه شد
این زمان از جلوہ ہایش زیر چشم | باشدم ہر لحظه با صد ناز و خشم
بود آن عابد چه و آن رشک حور | کو مرا افگند زینسان نزار و عور
نیستم در خود ندانم چیستم | دیدم این احوال را چون زیستم
این چه پیش آمد از کتم عدم | چون نگشتم زینسان نباشد چون کنم
ہم درین خاکستر و صحرا و دشت | پنج سال و چار با ہم در گذشت
حیرت این قصه ام ہم بسته است | تکیه گاہم دائما خاکستر است
چون که شب تاریک گردد با شکوہ | میرسد آن حور از بالاے کوہ
آن ہوا نه مے کند جلوہ گرے | میزند غلطک شود ہمچون پرے
تا ہواے شہپر او مے رسد | در دماغم صبح عشرت در دمد
از شمیمش تازہ میگردد مشام | این بود حال من ای ذوالانعام
خورد چون شیر و برنج آن نوجوان | ملک و مال و سلطنت شد رایگان
چیست این شیر و برنج ای شہسوار | چیست لہو و حشمت و ذوق و شکار

فی بیان خلق الحسن المشتمل من قصة امام الانام ابو محمد الحسن بن علی علیه السلام

آن حسن سرو خرامان بہشت | سید خیل جوانان بہشت

قال یوماً حضرت بی مانده
نطع را در حضرتش انداختند
ناگهان افتاد در دست کنیز
آتش بر روی مبارک بوسه داد
چون بروی او نگه آن شه نماند
باز والعافین بلب آغاز کرد
آن کنیزک باز با صدق و یقین
ده هزارش انده درم آماده ساخت
هم زملک خویشتن آزاد کرد
عفو فرمود از کنیز خویشتن
ای که گشتی تو امیر و بادشاه
حق ترا انعام فرمود احتشام
خالقت هم جرم و هم تقصیر دید
مرغریبان را مرنجان زینهار
درگذر از اہل تقصیر و خطا
از غضب فولاد کرد و سینه ات
تو مکن برخادمانت لطم و شتم

جمله خدامش عجب قاعده
اطعمه هرگونه حاضر ساختند
کاسهٔ گرم از طعام بود خیز
چرخ را آمد برون دود از نهاد
جاریه الکاظمین الغیظ خواند
شه در راحت برویش باز کرد
خواند والله یحب المحسنین
با هزاران لطف و احسانش نواخت
هم دعا ها بهر او ارشاد کرد
اینچنین تقصیر با خلق حسن
عفو فرما مر ضعیفان را گناه
تو مخواه از بندگانش انتقام
زانکه از انبای جنت برگزید
مسکن ظالم بود دار البوار
باش احسان مجسم در عطا
می نشیند زنگ بر آئینه ات
پند انشا گوش کن شد قصه ختم

خاتمة الکتاب المستطاب مع کمال آلاداب و غایت الخضوع و الخشوع
جناب جمال الشوق والمطرب الذوق و ساقی الوجد و صهبای المجد

ایها الجمال قم بامرشدی
بو قبیسم محمل جنازه کن
میرسد بانگ درای کاروان

طهر الاروح عن صوت الحدی
بهر رحم لطف بی اندازه کن
جان بقربان چنین رنگ عان

رغبت عشقیم ام شد میر حاج
حاصلم گردید لفریح مزاج

گر کند خار مغیلان سرزنش
خیر انشاء اللہ ہست این پرورش

چون صف مژگان شاہد خارہاش
ظل حق ہمدوش با اشجارہاش

ہر تپے ریگ روانش بہ ز طور
معدن الاضواء و بستان السرور

طوف یثرب بعد ازان دارم ہوس
حالیا می نالدم دل چون جرس

من فدائے منزل بے آب عشق
لذتے گیرم ز فتح باب عشق

حبذا آن شہر و نخلستان او
جان فدائے وادی ذیشان او

خضر آید در رہش جاروب کش
میشود روزی سعادت آن عطش

اے خوش آن روزی کہ در یثرب شوم
تا در احمد بپائے سر شوم

بعد یثرب رو کنم سوئے نجف
گوہر مقصود خود آرم بکف

خود بخود شوریدہ چون دربان شوم
بہر طوفش ہمچو در غلطان شوم

وحشیانہ چون شوم سوی عری
از معاصی روح من گرد و بری

گویم اے مولای من فریاد رس
تنگ شد از گریہ ام راہ نفس

لطف فرما و ببین احوال زشت
بادشاہا قاسم باغ بہشت

گر نیاری رحم ای مولای ما
وای بر ما وای بر ما وای ما

استغنے یا ایہا الساقے الجواد
جرعۃ کاسٍ تقرمن راح المراد

سر الی وارسے نیا ز سکرہ
ایہا الرحمۃ ابوہا المغفرۃ

خمرۃ العرفان لا من معصرات
التی یحیے لاصحاب الممات

یا مغنے انت لی نعم الصدیق
یا شفیقے یا رفیقے فی الطریق

قد مضی شطر من اللیل لتصعق
یا خلیلے و اختلط بے و التفق

سیجت لی کربۃ القلب الکئیب
لیس یشفیہا طبیب این الحبیب

تیمر ساق الکوثر ضحضاح نور
لا لنا فی الکون نذال السرور

یا مغنی سح فان الحزن زال
انما قلبے اسے الحان مال

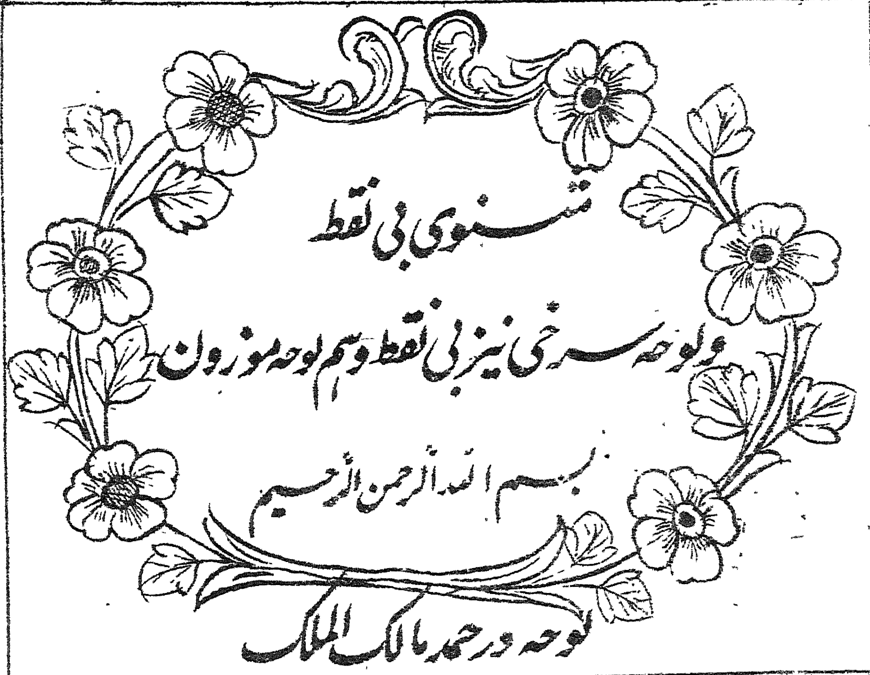
انتظارت می برد این چنگ و رود   تا ز قوة سوی فعل آرایش زدو د
وجد را الحان خوش موج و شط است   سلسبیل عشق تا ربربط است
ساز کن آن نغمهٔ عشاق را   در سماع آور دل مشتاق را
لست من اهل الخضوع والخشوع   جودی یا عین فوراً بالدموع
لیت امی لم یلدنی فی المصاب   لیت لم یصنع خمیری من تراب
باز جذبم سوی رسوائی کشید   جانب هنگامه آرائی کشید
گفت شاهد باش باش ای حق پرست   گفتمش دیوانه را هوی بس است
تا بطی ساقیم کج سے شهد   شیر مرغ و جان آدم میدهد
تا دماغم بو ازین صهبا گرفت   در سرم شور جنونی جا گرفت
نغمه ها جوشد مرا از هر مسام   بوی وحشت می رسد اندر مشام
آتشی سربسته اند اندر گلم   می تراود جوشش عشق از دلم
چون بهائی نان و حلوا گفته بود   گوهر معنی زهمت سفته بود
نسخهٔ شیر و برنجش از جواب   گفت انشا هم یکی با آب و تاب
شکر بد خویشش مستور نیست   جز مواعظ اندرین مذکور نیست
هست هم آغوش عرفان نامه ام   ذوق ریزد از صریر خامه ام
از خراش سینه ام باشد شگاف   اینقدرها نیست آسان و گذاف
این نسق از گفتگوی تازه ایست   غور فرمائی دهوی تازه ایست
زانچه فرمود آن امام المتقین   حیدر والا قران ضرغام دین
راوی آن زاد رحدیث آورده است   هیچ بر کاخ صماحت خورده است
گوهر انظر الی ما قال سفت   غیر لا تنظر الی من قال گفت
صاف باشد گر دلت از لوث شک   این کلامم ریزدت از چشم اشک
نزد مردان خدا بی شک و ریب   هست این گنجینهٔ اسرار غیب
تا بود در عالم توحید گنج   ماند انشاء الله این شیر و برنج

غرهٔ شوال و سال لغز بود — تا که آید این کلام اندر شهود
گشت تحریرم هم آغوش قبول — می برآید سالش از جوش فیوض
همدرین وادی چو فکر من بتافت — نغمهٔ آهنگ دل تاریخ یافت

سید انشاء الله هم فرخ شیم
گفت تاریخش خروش موج یم

تمام شد





لوحہ در حمد مالک الملک

الحمد لملکِ السّکا را	کو داد مدام روح ما را
اللہ اللہ الہ عالم	علّام و ودود کردگارم
در کارگہ سرور آور	در گلکدہ روح خور آور
در مرحلۂ علوِ او گم	ادراک و حواس و وہم مردم
دادار او داد اسلام ما	صد عمر ہلاک کرد ما را
رحم آر و مراد و مدعا دہ	آلودۂ وِرد داد وا دہ

لوحہ در مدح سرور کل

محمود حِکَم رسول اکرم	در علم الہ اصل آدم
او مالک اصل سر سرمد	سردار ہمہ رسل محمدؐ
گر ورد او لوا مع طور	ہم سرمہ مردمک دہ حور
دریا دہ علوم سرور کل	در گلکدۂ سرور او گل
ہم ماہ سماء علم و ادراک	ہم مطلع مہر لولاک

لوحہ مدح سوار دلدل

حمد ممدوح ملک سوارِ دلدل	داماد رسول سرورِ کل
داد او رو دو در اسد او	سرکردهٔ اول ده و دو
او اصل اصول آل طاها	صمصام اٰله و حمله آرا
حمد العماد دار سرمد	کو داد وداد آل احمد
در راهِ ولا ملک گواهم	سدره سدرهٔ سرو آهم

لوحه در مدح مالک گاه

دار اعلم و مکرم ملک	دُر لا گهر و مسلم ملک
داد او رو داور دل آگاه	همه اسم رسول مالکِ گاه
ماه عالم عماد اسلام	رحم آور سور و مهر و دوام
او حاکم ملک کوه و صحرا	محکوم هوا و هر مد او را
در عرصه دهر کردگارا	آور دور دوام او همارا

لوحه در مدح حاکم عصر

او محرم درگه معلا	او مالک مهر و کلکِ والا
الله ورا مراد داده	اعطا علماً له السعاده
در مدرسهٔ کمال او	هر کودک همه ارسطو
راس الامرا مدار هر کار	او گوهر سلک سر احرار
داور مد ملک طوس و کسرا	دارا او را و ساده آرا

لوح اسم سلام و سلما

حلال همه امور اسرار	راس الرؤسا اهل اسمار
آمد در مردم دل آگاه	سلک گهر کلام همراه
در داد و کل سرور ما را	گروه سر کاکل سرو را
کامسال که دور کوه و صحرا	در مصر احاطه کرد کلها
سرکرده سوارهٔ دل آرا	اسم والا سلام او را

راه سعد کرده با سر اسم
سرگرم مدح سوار او همه
به سلسلهٔ عطار و آسا
آهو در اسم و دام طاوس
مسرور سوار رود ارد کرد
حاصل که اراده کرده هر سو
هر گاه که مهر عالم آرا
آهو در لمحه آه رم کرد
محروم و ملول و همدم درد
کاهد سر راه او هما وار
او را علم و عمل عطا کرد
در صومعه وداع هر کار
آمد سر راه و رحم آورد
او در همه حال کرد اهمال
اما هر کار را دوا کرد
او هم سر داد صرصر آسا
در صومعه آمد و در آسود
حاصل کرده سعده آرا
هر گه دو سه دم دگر سر آمد
کار دگر آه سحر او کرد
آهو را اصل ساحره گو
سلما در اسم و همه حور
که گاه کمال سحر کرده

او همه هم کار گام صرصر
آمد در وسط راه در دم
آرام دل آهو رحم را
در مرد و سرا مرام طاوس
او هم را مرد و داد و داور د
او در دو دور دو را آهو
صد همه ملک داده را
گم کرده ره مراد را مرد
در دل سوی صحرا اراده کرد
مرد صد ساله که دادار
درد و الم ورا دوا کرد
کرده در ورد اسم داور
دل داد و سوال حال او کرد
کرده گسل و الم در الال
سر در همه ره گدا کرد
سر کرد او راه صومعه را
در سلک سرور گوهر آمود
در کاسه گل مراد و اما
آهو در صومعه در آمد
آهو را حور ماه رو کرد
مرد صد ساله و اله او
در رو همکار لمعهٔ طور
آهو وار آمده سر ره

حال آہو سلام محروم
گم کردہ حواس را سراسر
در ملک دل آہ را علم کرد
اورا او ار دا دصد ورد
گہ کردہ دمع را اعادہ
ہم آمدہ در سمر کہ سلما
کردہ عمل سہاد را گم
بیداری ۱۲
حاصل آمد سہر ورا ورا
گہ ولولہ گاہ آہ کردہ
گہ در وہم سما وسلما
سر کردہ کلام را کہ حورا
در صحرا کردہ دوا د و
دار و کسل و کلال حالا
لم ادر سوال حاصل العمر
واگو کہ سر دل کہ کردم
در دا ور دا کہ در دردم
سر کرد ہمہ کلام و ہو کرد
در دم سدہ کرد احاطہ عالم
وہ وہ دل داد داد ہر دم
در دا کہ سلام سادہ رو مرد
در دا ور دا کہ ماہ امرد
در دا کہ دہ ودو سالہ حورا
در دا ور دا صد آہ در دا

کردہ ہر گاہ و آہ وسع ایم
حاصل اورا دل مکدر
دل را گردہ وصد الم کرد
سلما سلما سرود او کرد
گہ داد صدا و سرود داد
در عمر سہ سر در آر ا
در رہ گس سلام ہر دم
دل در سر کار حورا ورا
گا ہ ولاگ گاہ کردہ
کردہ راہ مکالمہ وا
دل دہ احوال کو لدار ا
ہم کردہ مرور در دو صد کو
ہر دم کمر و سر و بلا را
آہوا آہواک حاصل العمر
گردد کمر و سر کہ گرد ہم
وہ وہ وہم گہر ہم و آہ سر دم
در گردہ رعد صد سہ آور د
گرد آہو وا زر وح آور م
کردہ در ہم رہا دو ہر دو
در عمر دہ ودو سالہ او مرد
سر کردہ راہ ملک سرمد
کردہ آرام گہ ارم را
در دا ور دا سلام و سلما

دو شمسہ کم آورد و محروم
کو سلما کو سلام ہر سو
در وا کہ وداد کارھا کرد
در دام آورد صد ہمارا

حاصل حالا رہا د سو ہمہ دم
صلصل وارد سرود کوکو
صد مالک ملک اگر اکرد
ملک سدہ کرد دو دو مارا

در اسم سوسن و گل

للہ الحمد کو و لم داد
کالکم کہ مداد مسک وارد
حل آورد در سما
ہم املا را مدام ہمراہ

در سادہ کلام کرد امداد
در دام کلام آہو آرد
اسم دل ہمدم و دل آرا
در رسم کلام او اسم اللہ

لوحہ در مدح اسم والا

راس الحکما و سرورہا
ہر کس در و مہر آسا

ہم سرورہا و مصدرہا
آرد در مدح اسم او را

لوح سال کلام مسطور

در دور سالک کلام کردم
کردم سال ورا محرر

کرد اکرم اللہ گر دم
طور الاسرار و سطر گوہر

در لوحہ دعا احاطہ کردم

عمر صد سالہ دہ اللہم
اسلام دہ و کمال آرام
حاصل ہمہ ام سرور گردد
در دور دہ مہر دار سرور
در عالم دار کرد گارا

اللہم اسم ارحم ارحم
آور عمل مرام در کام
ہم سرور و دوار دور گردد
دہ دور ارحم امارد دور
اولاد مرا و سادہ آرا

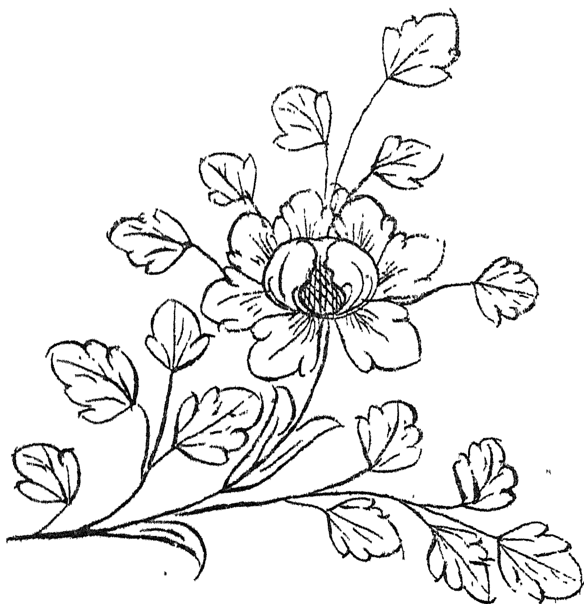
در وجه ختم الرازم

داریم در کاسه سم آلها	مراوم مروام کرم الطفا
رستم آرکه ما عام وارد	آمو کره وار رم آلها
گم کرده رهم مرا دل کو	وارم درد و الم الطفا
ور وا دروا که در ره ورد	حمله آور وسم آلها
شوریم مطعم و آل و مرم	کو وام وکرا درم الطفا

مارا ورد او صد گهر کلک
آورد همه سطور در سلک

تمام شد

تا اینجا در سنه یکهزار و دوصد و چهارده هجری نیمه شعبان المعظم اتمام رسید [illegible]



... نگارش حسب الارشاد جناب عالی متعالی

در سفر ... قصیده تاریخ الطریق ... چنانچه مبروک نام آمد

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد خداوند وحوش و طیور — خورده چشم غزالان ز حور
شکر وی آمده بر باد صبیح — کرد و بری گشت ز اقسام قبیح
ذره و صفش سمک و آفتاب — خورد بسی از جگر خود کباب
سوخته و کرفته و کافته — تا که چنین نور و ضیا یافته
آنکه حسیم حرم آباد کرد — صید حرم را همه آزاد کرد
بهر بگر ... خورش حکم داد — آمده در جنگ گوزن مراد
شاه چو من کرد مباح حلال — طیب و پاک است بلا احتمال
هرچه که پیدا شده در بحر و بر — جمله مهیاست برای بشر
رحم بر این نامده در هیچ شکل — اینهمه شغل است پی بهر اکل
مرگ بحوم ازره نادانی است — شاهد این دیده قربانی است
این چه کرم هست و چه لطف و عطا — صل علی سیدنا المصطفی
صنعت او هرچه زمینش و کم است — جملگی از بهر بنی آدم است
بین که چه خوش باغ و بهار آفریده — در امر از ذوق شکار آفرید ...

نهضت رایات عالیات

اینکه کنون هست گذر در شماره　　بیست و نه روز از دو صد و یک هزار
بیست و دوم از مه ذی حجه است　　جاذبهٔ شوق دلیرانه جست
ساخته در خامهٔ انشا وطن　　چند هزار آهوی مشک ختن
به که کنون چند مضامین کنم　　بارگی ناطقه رازین کنم

در تمهید کلام

از مدد شیر خدای ودود　　صورت عنقای طرب بر گشود
ذهن و ذکا رقص چو طاوس کرد　　مست شده آهوی صحرا نورد
طایر اقبال به نشو و نما　　سایه فکن گشت بسان هما
خیز دلا صبح سعادت دمید　　فصل گل و باد بهاری وزید

در تعریف حضور پر نور

اشرف خیل وزرای بلاد　　شمسه ملک همه هندوستان
صفدر و منصور و سخی و شجاع　　بست کمر از پی قتل سباع
تاخته از خانه بعزم شکار　　کرد بدو برج اسد جان نثار

در تعریف خیمه و خرگاه و نوبت و نقاره و ما یتعلق بذالک

تا که بزد خیمهٔ زرین طناب　　آمده در برج حمل آفتاب
بهر قدم بوسی آن بارگاه　　آمده نوروز در اثنای راه
گشت ز نقاره صدای بلند　　زنده بیان زنده بیان بی گزند
وز دهن نقره برآید بجوش　　تا تبوان تا تبوان هان خروش
ملت هند است و آئین من　　دین من و دین من و دین من

داشته در پنهانی ده چون گهرها | [illegible] باد [illegible] با دعا
دشمن این فوائد جگر خون شده بود | [illegible] بود و [illegible] بود
عیش بدون از حد اندازه شد | [illegible] کهن از سر نو تازه شد
غلغله کوس به کیوان رسید | [illegible] زمره [illegible] سفید
کوه چو غرّیدن پیلش شنید | [illegible] خرطوم وی اژدر دید
گفت برون آمده از زیر ابر | [illegible] اغیل [illegible] صید ببر
وقت هما نیست که سیمرغ قاف | [illegible] از قله لاف و گزاف
آنچه ندید است فریدون بخواب | [illegible] مهیاست ورا در رکاب
چونکه بدید اینهمه عظم و شکوه | لرزه [illegible] فتاد به اندام کوه

قطعه در تاریخ

فوج ظفر موج باین عز و جاه | گرد [illegible] سایند چو بر اوج ماه
شوکتش انشا بخط زر نوشت | فقره تاریخ مظفر نوشت
۱۲ ۲۰

در تعریف اسب

خود چو بر اسب عربی بر نشست | آمده [illegible] غزالان شکست
اسب چه اسب اشهب باد صبا | اسب [illegible] رخ گلگون قبا
اسب باین شوخی و بی عیب کو | ور [illegible] اسب مگو اسب کو
اسب بدان لمعه شرق است این | اسب [illegible] خشمک برق است این
پیش روی جودت طبع سلیم | گام [illegible] بر [illegible] نسیم
[illegible] ده کوه و بیابان نجد | قیس اگر بنگرد آید بوجد
سیرت لیلی رسدش در خیال | با همه [illegible] لالی و حسن و جمال

ببندش از [illegible]
وصف کند با همه ایرانیان

شوال اره خیبر تیا نم اوله — نسخه عبارا ادر کو لو سمم اور گوله
حیف کنون خ روپیه و پنز کر — تا کشیم عرض کرشبه پنز کر
گویش از تخمه رخش کیان — ابلق عدحش نزد احوه بیان
مرونک ابلق نیل و بهار — از دو او حسن چهره ی آشکار
گرم چو کرد اسپ نوآموز را — ساخت خجل ابلق قمرا گوزرا
اسپ نگو صنعت باری بگو — اسپ نگو باد بهاری بگو
کرد برای کوکبه هر کس نگاه — ور دل خود گفت که بار الله
این روش از جمله روشها بدست — بر سر او سایه شیر خدا ست
تا نگهه تیز درخشان چو برق — هست در الطف خدا تاج فرق
دان فره او که شلا بین فن ست — چنگل شهباز شکار افگن است
پر شده در گنبد نیلی رواق — وصل علی راکب ظهر براق
وا و سعادت علی عالیش — کرد درین ملک جهان والیش
شاه سوار یست کزین گونه حبسر — گاه ندیده است کس از جن و انس
زیب ده کشور هند است او — عظمت الله تعالی بگو
گرچه در القاب وزیر شه است — دولت او زینت مهر و مه است
شد ز محرم چو دو یم آشکار — شیر شد از دست مبارک شکار
پنجم آن ماه دگر وقت شام — شیر ژیان شد ز تفنگش تمام
یازدهم بازیکی بچه شیر — آمده در جنگ وزیر دلیر
نصف تن او حرکت می نمود — نصف دگر زخمی و درمانده بود
حکم چنان شد که ازین بگذرند — کشتن این خسته ندارم پسند
کشتن بیچاره نه کار من است — جمله شیرانه شکار من است
فیل سوار ی دگرش بیدرنگ — آمده بیجانش نمود از تفنگ

هفت هم ماده دگر شیر نر   کشته شد از دست همان داو گر
بود سه و ربع از سر و دم طول آن   شیر ژیان بود و چو شیر ژیان
بر زو هم بازو زبر دلیه   زنده بیاورد یکی بچه شیر
ماده آن شیر دگر کشته شد   بچه چنان گشت که زو پشته شد
بسته مدت به روی زمین   گشت دگر ماده شیر غزین
آنکه میان دو جبل افتاده بود   بهر تقبق شدن آماده بود
بس ز رو دم شیر دگر بر همه   آهوی کشته شد از دست او
بهر تفنگش که بزد [illegible]   گشت دگر آهوی از پشت فیل
لرزه بر اندام [illegible] خطا و   چرخ فلک دست ورا بوسه داد
بست و سوم ناظر ملک جهان   گشت چنان شیر ژیان گران
شیر [illegible] و پنجاه [illegible]   دیده نشد است دو پنجاه دگر
آمد و در دام [illegible] جناب   تیهوی دراج فزون از حساب
بسکه درین دشت گزین د غزال   کشته شد و پشته شد و پایمال
حکم خرد کرد که شد [illegible]   از پی انواع وحوش و طیور
شد همه خاشاک چو نوک خدنگ   آتش [illegible] افتاد زد و د تفنگ
جمله نیستان شده خس سده   شیر دگر بیست و چهارم زده
بعد از ان سادس شهر صفر   شیر سه تا گشت همان داد گر
حمله اش افزود یکی بر یکی   ماده دو تا بود از ان نر یکی
داشت از ان هر یکی زور سخت   سر زده بنشست بشاخ درخت
شوخ زبس بوده و بر چیره دست   پنجه زد و دست یکی را شکست
تیز همین دید بضعف درشت   تا که خداوند جانش بکشت
دید مش آن ماده شیر و ترم   داشت سه تا بچه درون شکم
چاک چو شد هر سه برون آمدند   پیش نظر غرق بخون آمدند

گاه نبود است که از اتفاق | جمع شده تا شیر شود بی نفاق
اینهمه از دولت اقبال او ست | جمله جهان تابع اقبال او ست
تمام جهان روز شب آن ... | کنند زتن جان وگر ماده شیر
آنکه کشد آدمی از پشت فیل | بچه شیرکی که در آید به نیل
از شکمش بچه بر آمد چه ... | گشت نیستان همه چون لاله زار
گشت عیان چون رهم از شهر ... | زیب ده فوج شد آن رشک بدر
رفت پی صید و گرفت آن ... | زنده سه تا بچه شیر ژیان
با دو رستمان چون بچه ها ... | تند شد و نعره زنان در رسید
فتنه چو غرید اش انگیخته | حلقهٔ فیلان همه بگسیخته
تا کشش از شعلهٔ برق و تفنگ | گشت خداوند و را بید رنگ
کشته شد از بازوی آن ... | شیر نر و ماده همه یا نزده
بیست و دوم از سفر آن ... | آمده در شهر خودش از شکار

با خبر ... | بجاه و حشم
سایه ... | ابر کرم

تمام شد مثنوی شکارنامه





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان بھڑون نے کیا یہہ اب کے قہر
کہ ہوا زرد پوش سارا شہر

دیکھیے انکے ٹک جو اثر ورے
سب پر ایک اپنی پھیر دی زردی

باغ مین بھر جو خیل خیل سے گئے
ساری چنپا کے پھول پھیل گئے

موہی کی زرد زرد پھلیان ہین
بالکل اشرفی کی تھیلیان ہین

کیا کہی اون کو کوئی دانشمند
کر دیے ہین انھون نے رستی بند

مولسری کی نیچے دیکھیے جب
کھرنیان سے بکھر رہے ہین سب

جا کی کوٹھون کے کوئی دیکھے بہار
زرد چنبیلی کے پڑے ہین ہار

اوڑ گئی وہ سفیدی اور اودی
اب جدھر دیکھو زرد وہ اودی

پھر جو شاخون سی ہر شجر کے اوڑے
تو املتاس ہے کے پھول جھڑے

بھر گئی نیش و پر سے ہر کیاری
بھٹ کٹیا سے لگ گئی ساری

ساری زنبور یہہ جو اوڑ لاگے
سب نے گیرے کر لئے باگے

ساری دیوارون پہ قطار قطار
زرد جوڑنگے سو کہتے ہین یار

کاپک اور نایک اور سیر دا سے
لگی گانے بسنت رت آئے

سکل بن پھولین ور مسکران
بن گئین شاخ زعفران پریان

سمجھی درختون کے جو بند ہی ٹے
اوڈھنی زنبور کے لگے سے چھتے

بن گیا تاک خانہ زنبور
ہوگئے زرد خوشہ انگور

آئے زنبور کو اسے ہے مرگ / جنگلے دولت ہوا ہیہ دل صد برگ
بادیان نسیم خوش رفتار / صدقہ ہوتے تھی جیسہ باد بہار
لوٹی اوس پر بھڑونکے جونڈے / تو لگے چال چلنے وہ بھدڑی
سیوتی کھاکے مر گئے ہیرا / رہ گیا سو گلاب کا زیرا
یہان جو فوارے اب اوچھلتی ہین / سوینکی ٹنڈیان اوگلتی ہین
بدلے ہوتے کے دیکھہ ہیہ عالم / آگے پکھراج روسے گئے شبنم
اب جو خشکہ کوسے نیکا تا ہے / سو مزعفر پلاو کھاتا ہے
ہوگے بنج ان بھڑون کا آئینہ / بن گئی ٹھیاک ٹھاک خاگینہ
چاندنی کا جو پھول تازہ ہے / سو وہ ایک نرگسے دوپیازہ ہی
شہد اوگلا جو ان بھڑون نی سہ چند / پھول جتنے تھے بن گئے گلقند
زرد رو کاسۂ شراب ہوئے / سب مگر نرگسی کباب ہوئے

قطعہ در زبان اہل برج

ایک جو بھونرا بھڑون نی گھیر لیا / خوب سا اوسکو ہیر پھیر لیا
تو لگے کہنے نندگانو کے جاٹ / لال جیو ہون تو ہین اوین کی بہاٹ
سادہ رکھت ہین تمہارے مائیکے / جی ہو پیرے پچھوڑے واسیکے
آئی کانن کے بیچ ہو آین / آج بہتی وتان مون مرلی دہن
کشن جیو ہو کر تیل کو جنگل / جہاڑ آین لیے ہین آپ دنگل
کوٹھہ کلا بہوت کے بناہی ہام / دوار کا بیچ جا لیا بسرام
برج منڈا کے سرت لیت نہین / اجو رنجاک ہو تمکان سیت نہین
یون کہت کام بن مہاراجہ / دہن مہاراجہ دہن مہاراجہ
دیو کی نندن تمہارے ہم ساوس / کس نہین آت ہو ہمارے پاس
تم بنا سون ہی ہیہ ہنسے ہٹ / ناہنا چیر گہاٹ نا ن آسٹ

پھیر چاہت نہ کر یہہ بندرا بن
سری گوپال آپ کے درشن

کھنو تر ست ہے تکان سیوا کنج
جمنا جل سون بھری بھڑونکی بنج

وہ جو کھاتے ہین پان مین زردا
گھس گئے اونکی کان مین زرد آ

تھی چمن مین جو نرگس شہلا
دست و پا اوسکے خوب سے سہلا

ق

آخرہ کار کر دیا بیمار
اوسے یرقان کا ہوا آزار

بسکہ ٹھہرے دکھائی اور پنید سے
سیکڑون کوس لگ گئی گیندی

دیکھیو انکی روپ مارے کا
سورج ایک پھول ہے ہزاری کا

ان بھڑونکا یہہ کچھہ ہوا احوال
جسطرح ہون بنولیان پامال

غور کیجے ٹک انکے فرع و اصول
سیکڑون کوس ہین ترئی کے پھول

گاس ہین اڑہرین سے پھول گئین
ہرنیان اپنی ہوش بھول گئین

ان بھڑون نے دیا یہہ سب کو بھوگ
لیکے بستر ہوا نے سادہا جوگ

بھل بھرے زنبور تیرے شان وشکوہ
بھر گیا جعفری سے دامن کوہ

بوئے گل اپنے ہوش بھول گئے
سامنے اوسکی سرسون پھول گئے

آکے بادل برس گئے سونا
ان بھڑون سے بھرا ہر ایک کونا

کس لئے کوتے مفلس اب ترسے
یہان بھی دیکھ کسطرح گھن برسے

فوج زنبور دیکھہ مور و ملخ
ہوئین ٹھنڈک سے چھاتیان سے سج

کیا رہی بات رونے دہونے کی
آگئی اڑہی ایک سونے کی

تھی جو دریا کی گرد کے ریتی
وہان ہوئی زعفران کی کھیتی

اونکے الجھیڑونمین جو آکے پھنسے
قہقہہ مارکر نہ کیونکہ ہنسے

کھیل کر اپنے جی پہ آتے ہین
گال لوگونکے توڑ کھاتے ہین

خلط کے خوبی ہونٹ توڑ لیا
جیسے چیا اوسے بھنبھوڑ لیا

گھاس ہے جیہرون مین یا سر کے
سب مین رنگت سما گئی بھڑ کے

انکی آفت جو دشت نے جھیلے
پھولی اوسمین بھی زرد و ضفیلے

گانٹھیں ہلدی کی ہین یہ زہریلی — سانپ کے طرح ہوکے لہریلی
بو العجب قہر ہین یہہ سب زنبور — ہلدیا زہر ہین یہہ سب زنبور
بسکہ چمٹے جو آکے یہ بدبخت — ہوگئے زرد پوش سارے درخت
زعفرانی پہن کے ایک قبا — اوڑ چلے اب چمن مین باد صبا
دیکھہ زنبوروں کے پرونکی جھلک — بیضۂ مرغ بن گیا یہ فلک
ہی سفیدے تو آپ کے سر ہی — پیچ مین وہ زمین سو زرد ہی
اُنکش زنبوروں نے زربس لوٹکے — سب نئے بانجھی کے پہنے ہین جوڑے
جو کوئی نیک بخت جلتے ہے — اوسکے پوشاک بھی بسنتی ہے
ہوے دشمن جو کونے کوئی کے — بن گئے سب پلنگ سونے کے
بن گئے چوب زرد کے پائے — اور اوسی وضع کے وہ پروائے
اور اونچھونکی دل مین بیٹھا چور — لگ گئے خود بخود فرنگی قور
خوب روئی یہ تو شکون مین بھرے — ساری اوڑ چلیان جیسے زرد پری
اور ٹیپونکے کیا کرون اوصاف — چڑہ گئی سب یہ زرد زرد غلاف
بل بے زنبور تیرا چھہو نشتر — شیشونکے رنگ کی ہوئے چادر
زرد ریشم کی ہوگئے گتّے — اور گدّے مین سب لگی پشتی
بسکہ زنبور وہان جو بیکلے ہوئے — زرد شالی لحاف سارے ہوی
اور دوپٹونکے کیا کرون تکرار — پس گیا اونپہ آکے ہارسنگار
شکل ہر شئے نے پکڑی سونی کی — واقعی ہے جہان سونے کی
بہڑ کے صورت تو تہی ہے ساری یہان — نرہا اونکی دلمین کچھہ ارمان
ان لعینونکے دیکھیے جلدسے — جاکے دریا مین گھولدی ہلدی
قطعہ
اپنے ٹیٹین پہ دشمن جو ہر دین — مچھلیان سب سنہریان کر دین
ایک بہوتری نے جو دیا طنبور — نکلے پلٹن بنا بنا زنبور
کہول اپنے پرونکی بان نشان — اف رے ای کافرو تمہارے شان

ایک رنڈی کا نام تھا کیسر — ناک کی اوسکی توڑ دے نتھ
چھوڑ دے اوسنے اونیکے چڑیا — اوڑ گئے اوس کی سونیکی چڑے
نقرئی تھے جہان تلک کہ ظروف — ہوئے وصف طلا سے سب معروف
اشعۂ آفتاب عالم سے زر — ہین یہ کہتا ہون دیکھ کر شب و روز
زرد بھر کے سے جو لگے بہرنے — سو بہرائے ہے کونسے بہرنے
ہوگیا سونا تانبا روپا رانگ — کچھ عجب روپ کا یہ آیا سانگ
آندھیان زرد زرد جو چلیان — ہوگئین زرد شہر کے گلیان
سارے زنبور ہی اب آئے نظر — ہے کچھ انشا بسنت کے بھی جز
اور کچھ لکھئے سو یہ کیا مقدور — کاٹے کھاتے ہین ہاتھ مین زنبور
پہنچی اب تا بہ آسمان زنبور — بنگئے شاخ زعفران زنبور

آگے بس خیر اب بکھیڑا ہے
بھڑ کے چھتے کو تو نے چھیڑا ہے

مثنوی در ہجو کھٹمل

کچھ یہ کھٹمل بڑھے ہین اب کے سال — کہ ہوئی سب زمین لالون لال
چھا گئے ہین جو سارے یہ بدبخت — شاخ مرجان سبنے تمام درخت
گہستی ایک اونکی جابجا لڑ ہے — ہیچ جو ہے سو ہوگئے کی لڑ ہے
ہوگئی سرخ بید ساری سرد — لال مرغی سبنے تمام تدرو
بسکہ جا کر جمے قطار قطار — ہوگئے لالہ نرگس بیمار
دشت اور کوہ پر کیا جو دخل — نخل یاقوت بن گئے سب نخل
ان لعینون کا یہ سہاگ ہوا — تھا جہان سبزہ لال ساگ ہوا
بس جدھر دیکھو ہے انہین کا غل — بنگیا ہے زمانہ لال مغل

کافرون نے یہہ قہر کام کیا
جون قزلباش قتل عام کیا

کھاروے سے لپٹ گئی سب جھاڑ
بن گئے لال ڈانگ ساری پہاڑ

موج دریا کو کر دیا خون ناب
جانور سارے ہوگئے سرخاب

انکی رگ رگ سے بسکہ موج ہوئی
لال ڈگے تمام فوج ہوئی

رات سکھ نیند کو جو ترسے ہے
اوسکے آنکھون سے خون برسے ہے

دیکھ ان کھٹملون کو یون چالاک
صبح نے بھی کیا گریبان چاک

گر نظر اس بہار کا عالم
آنسو لہو کے ہوگئے شبنم

ہی یہہ لہو بھرے کچھ انکے نقل
کہ چکا یون نہر کے ہے عقل

ہوگئے بیچین جو اچھلتے ہین
ہو منھ سے فوارے لعل اوگلتے ہین

جتنے تھے بید مشک کے شیشی
بن گئے خون خشک کے شیشی

وہ طبہ ہی جو گلاب کی خم ہے
سو وہ خاصے شہاب کے خم ہے

کون کہتا ہے انمین آب بھرا
حوض مین آکے سب شہاب بھرا

جتنے تھے آسمان پر تارے
ہوگئے سوج پھول انگارے

لال مخمل کے ایک پہن کی قبا
ہوگئے سرخ پوش باد صبا

خوب دیکھو تو فرش سے تا عرش
ہے سقرلات سرخ ہے کا فرش

نظر آتے ہین سرخ ہفت طبق
بھوے بھرتے ہین اونکے بیچ شفق

جا اونھون نے لیا جو جیت جوا
آبشارون سے بھی شہاب چوا

یہہ جو لپٹے غرض کہ ہو سب بھٹے
گل مختوم ہوگئے مٹے

خون منصور ہوگئے سب ریت
جتنے صوفے تھے ساری آے کیت

یہہ جو خون نے لپٹ لپٹ کے سوئی
کوہ شنجرف سب پہاڑ ہوئے

چادر ماہ تھے جو کوٹھے پر
لے لیا اون نے گیروا بستر

سو ہاگانے لگا ہر ایک مطرب
سکھرے بیچ سے ہوئے غائب

جتنے تاکو ئین تھے لگے انگور
اونکو ان سب نے کر دیا ناسور

کپڑے تھے جنکے زعفرانی پاس
ہوئے گلشن مین سب حنا نند سے
چھٹے چارو نطرف سے جو کھٹمل
آ گئے موج لالہ بر سر جوش
ہو گیا سب زمانہ کا ڈنگل
برج بے اختیار یاد آیا
جو تڑاون بندرونکی وہیان پڑے
کھٹملون نے زبس دیے سبتے
تاک پر جاکے اونکی ریل چڑہے
معدنون کو جو کر دیا مبہوت
سر سے بس دم تلک لیا جو ڈہانپ
نظر آتا نہین کوئے ہرگز
پر کنجشک پر بہے قہر کیا
نہین اس قوم سا کوئی لیچڑ +
جس طرح ہووے آن لگتے ہین
جس جگہہ اِن کے جان چہوٹی ہے
نہ فقط یہ چمن کے بیچ مین ہین
بولے ہے کوئی تیز ہوش جنے
ہر طرح سے یہہ جہانک لیتے ہین
بھلے رہے کھٹملون کا تیکھا پن
اور پلنگونمین جتنے سیروے ہین
ساری چولونمین یہ جو گہس آتے
کہتے تھے لالہ دیو کے نندن

ارغوانی ہوے اونہونکے لباس
بولے نرگس گد ہر چھپے بندے
چھپے ہو گئے گل مخمل
اوڑ کے سب پہول گر پڑے مدہوش
انکی دولت کریل کا جنگل
اور سہانے درختون کا سایہ
سیکڑون جنکو بار بار چڑہے ہے
بن گئے لال بیگ سب سکتے
کیا منڈہے ہے کھٹملون سے بیل چڑہے ہے
سارے الماس بنگئے یاقوت
بنگئے کھنکھجورے کالے سانپ
جتنے کپڑے تھے بن گئے قرمز
لال مینا کا اوسکو روپ دیا
تو شاہین انسے بنگئین کیچڑ
چارپائی کے کان لگتے ہین
سرخ کمخواب کے سے بوٹے ہے
ہوتے دولہہ دولہن کے بیچ مین ہین
سیر سے چادر پلنگ پوش بنے
عیب جسکا ہو ڈہانک لیتے ہین
ساری تکیون مین انکا ہے مدفن
رکھتے اپنا لباس گیروے ہین
صاف مونگی کے بنگئے پاسے
پٹیان بن گئین رکت چندن

مان ارجن کے بن گئے سب مان
کیھے انکی جو کچھہ شکایت کے
ایک راون کا پوت تھا جیسل
راون اور لٹا تھے نواب نے
کیون نہ وین چارپائی پر ڈلکا
سو یہہ سونے کو لیتے ہین جب تاڑ
ستلی ہے سوتلی ہے انکی پڑے
راجیسو ٹکے سے کیون نہ باندہین ساکھہ
کیون نہ ہرفہ و ہووے غیرت وال
لاکھون پستے ہین مار ہی جاتے ہین
لکھا لیا جو چمٹ کے کہا لون کو
چال شش جہن کی ہے انکو یاد
لال لال اونکی کرتیان دیکھو
بات کچھہ کھولتے نہین ہرگز
کچھہ نہ فرزین ہے نہ فیل یہان
نہ تو سنگین ہے نہ یہان بندوق
کاٹ کہانے ہی ہیہ یہ بس غش ہین
توپخانہ نہین کچھہ آپ کی ساتھہ
بہتیرے بار سب کو دیتے ہین
موٹی موٹی ہین ایسی جون بندوق
نہ تو کچھہ بولتے نہ چالتے ہین
کام رکھنا حنا سے کچھہ نہ رہا
سارے ہی محلون مین جاگ ہی ہم سی

اور اودانیون نے کہائے پان
ایک پنڈت نے یون روایت کے
اوسکی اولاد ہین یہ سب کھٹمل
لوہو پینے کے انکی دلمین ٹھنے
جھپٹ نگئے انکے سو نیکلے لنکا
کرتے ہین اپنے سے اوکھیٹر بچھاڑ
چین کیونکر یہہ لیوین کوئی گھڑے
ایک سے ہوتے ہین یہ نوے لاکھہ
قوم کے اپنے یہہ بھی ہین سردار
پھر وہی رولا کرکے آتے ہین
دھرتے ہین نام سونے والونکو
یعنے اس کام کے یہ ہین اوستاد
سرخ پلٹن کے پھرتیان دیکھو
سو منہ سے کچہ بولتے نہین ہرگز
کوئی دم مارے سو بجیر یہان
نہ تو باروت کا کوئی صندوق
ہین تو جنگے پہ ایک آتش ہین
لوہو پیتے ہین پر یہہ ہاتھون ہاتھ
اور لوہو کو چاٹ لیتے ہین
اونگلیون پہ لگا لیا ان فندق
غصہ چپ ناندکے لگاتے ہین
انکی رنگینیون نے صاف کہا
ابتو گہرا سہاگ ہے ہمسے

ابھی سجے چار پائی بھی بولے — منہ کیا ہے یہہ ایک ہے ہوے
کھٹملون نے گلال چھڑکا ہے — رنگ ایک لال لال چھڑکا ہے
ناچتے ہین وہ مل کے چھوٹے بڑے — ہین گر غش مین پڑے وہ بڑونکے دھڑے
بس یہی شور ہے ہر ایک طرف — بجتے پھرتے ہین جو تڑونکے دف
گو کوئی نیفہ اپنا پھاڑے ہے — لیک کھٹمل کے کیا اوکھاڑے ہے
کہین بالونمین گھس گئے جونکی جگہہ — سر کے بھیجے کو کرتے ہین آ گہہ
تکیہ ہے یا رضائی یا کہ لحاف — چڑھ گئی سب پہ سرخ سرخ غلاف
دائیونکی ہوئے دوپٹہ سرخ — اور بچونکے سپچھٹے ہے سرخ
کون ان موذیونکا موہنہ توڑے — پہنے ہین سب نے سوتوین جوڑے
جھوٹ پنڈت کے وہ روایت ہے — وہ تو چیتونکی ایک حکایت ہے
پر یہی جانتے ہین اہل یقین — ہین یہہ سارے لعین ابن لعین
یا تو یہ ہین یزید کے اولاد — یا کہ بے شبہ نسل ابن زیاد
جون جون مرتے ہین بڑہتے جاتے ہین — اور لوگون کو توڑے کھاتے ہین
کام ہے انکی ہے مریدون کا — ڈھیر جو گنج ہے شہیدون کا
ایسی ہے کھٹملون کی آئی فوج — کہ سمندر سے جیسے اوٹھے موج
ہوئے یکبار ہاتھی گھوڑے سرخ — اور سوارون کے سارے جوڑے سرخ
پاؤن سب وحشیون کے پھول گئے — ڈھاک سے جنگلو نمین پھول گئے
الغرض تھا جہان جہان جنگل — بن گیا گھونگچیون کا وہان جنگل

بس بس انشا نہ چھیڑ اب آگے
لوگ ہین سارے رات کے جاگے

مثنوی در ہجو پشہ

پچھمرونکو ہوا ہے ابکی یہ اوج — دب گئے جنسے مرہٹونکے فوج

سوجھے سمجھے ہین کالے کالے ہین
ہین دو پٹہ مین صاف گھس آتے
انکی جھنّاٹے کی ہے یہہ آواز
نیش گویا انکی ریزہ ریزہ ہین
تاک مین ہر طرف سے ہو گئے دخیل
آسمان و زمین و حجرہ و دنیا ز
ہے سیہ پہول کے گلے انسے
کسکو یہہ چین لینے دیتے ہین
آندہیان انسے کالیان چلیان
انکو مل ڈالئے جو اونگلے یہہ
کیونکہ کالے ہین آپ لوہو لال
چاٹ لیتے ہین امرودونکا ڈر
بسکہ لپٹے ہی رہتی ہین ہردم
چاٹ لی صاف گدر مونکے دم
بسکہ کافر لپٹ لپٹ جو موے
ہوتی محبت سے جو ساتھے
لوگ بجنے کے طرح ہین بیکل
کیچوہی تھے سو کالے ناگ بنے
اب یہہ کیا قہر اے الہ ہوا
دیکھتے ہائے چہرونکا قہر
ہر تن سو کے لیتے ہین فصد
بس جدہر دیکھو اٹھو ہے ایک راہ
خال رخسار نازنین ہین یہہ

یہہ بھی پر کوئی گھوڑے والے ہین
اور بجا فون مین ہین سما جاتے
تار جس سے کبہو نہو دم ساز
جبڑتے بہنکار کر یہہ نیزے ہین
پہونکتے ہین یہہ صور اسرافیل
جس سے اوڑ جاوے ہے بیباک آواز
سکو ہے ایک بیکلی انسے
نیند آنکھون کے لوٹ لیتے ہین
بہر گئین سارے شہر کی گلیان
پہول آتا ہے صاف ایک نظر
اوہ کہلی جس طرح سے ہو چنبال
کہتے ہین آگے کا نا باسے کر
حبشی ہو گیا ہے ایک عالم
رہ گئین وہ بچاریان گم صم
تختہ صندل کے آبنوس ہوے
جتنے بہینسے تہی نگلے ہا تھے
چہا گئے چہرون کے دل بادل
شعلہ موہنہ سے نکال آگ بنے
خون دنیا کا سب سیاہ ہوا
اپنے دانتون مین بہر گیا ہے زہر
اور کیا جانے اونکا کیا ہے قصد
نکلے ہے سب کے دل سے دود سیاہ
ناگس شیر وانگبین ہین یہہ

بھاگ جاوینگے کس کو ہے منزل | جا بجے ہیں سب نے انکی کالی تل
ارنے اوپلون کو گو جلا دیجے | سینکڑون دھونیان لگا دیجے
ہنرم تر سے گو کہ نکلے دود | کب بھلا بھاگتے ہین یہہ مردود
یہ سمجھتے ہین دود کو ہندسے | تاڑ لیتے ہین ہندسی کی چندسے
لاکھ چمکاوے پھول کی تہالی | تیل مل کے کوئی چمک والی
تھوڑی سی کم یہہ ہون سو کیا ممکن | جون کی تون ہے رہیگی وہ ہین ہین
بدلی تہالے کے بلکہ سورج کو | کوئی ہاتھون جھلاوے تو بھی تو
پرسون جھولا کریگا وہان خورشید | پر یہہ مچھر نہو وینگے ناپید
آنکھہ کے تل مین یہ تو گھستے ہین | گوشہ دل مین یہ تو گھستے ہین
دیو ہو یا کہ بھوت یا جن ہو | دال فی عین انکی حسن فن ہو
ایسے بنگی سے یہ بجاتے ہین | جس سے سب لوگ لوٹ جاتی ہین
ہر کسی سے ہے انکو راز و نیاز | سبکو مل دیتے ہین یہ روغن قاز
بات کیا ہے کہ کان لگتے ہین | یہ شبو ون مین سب کو رکھتے ہین
واہ کچھہ زور ہے سجھہ ہین یہہ | یعنی نمرود کے چچا ھین یہہ
آگے کیا لکھئے کوئی انکا بھید | پڑ گئے کاغذون مین لاکھون چھید
آکے مچھر جو پھر دو چار ہوئے | حرف بے نقطہ نقطہ دار ہوئے
کیون نہ نوک قلم رہی ششدر | گھس گیا اوسکی ناک مین مچھر
دانت چھرکے وہان جو اڑنے لگی | جتنے فقرے تھے سب بگڑنے لگے
تھے سیاہی سے لکھے جتنے حرف | مچھرون نے کیا اونہین شنجرف
فرق بین السطور کچھہ نہ رہا | خط مسطر یہ نور کچھہ نہ رہا
مچھرون کے یہ کچھہ ہوے گھچ پچ | لگا کاغذ بھی کرنے اب تچ تچ
بیٹھ آئے کچھہ اس طرح مچھر | نہ رہا امتیاز زیر و زبر
اور کچھہ بھینکنا عبث مت چھینک | تیز بینی کو دیکھہ آئے چھینک

قصد اپنا یہی ہوا بالجزم
کہ بس اب اور کیجئے کچھ عزم

جابجا کھا کے داغ نور افشان
ہوگیا صفحہ باغ نور افشان

ارے مچھڑ یہ ہین وہی دشمن
ہوے زہاد جنسی تر دامن

یہ جو ایک شدّ و مدّ کا قصہ ہے
سو غرض مچھڑون کا حصہ ہے

الغرض قوم یہ بہت بد ہے
نام دیکھو تو کیا مشدد ہے

بھر کے موںھہ پھر کہو تو تم مچھڑ
جنکے لہو سے بھر گیا جھجھر

کھانے پینے ہین سب دخیل ہوئے
آگے پشہ تھے اب تو فیل ہوے

سونڈین ہین مثل فیل انکے پاس
کیون نہ کھو دیوین سبکی ہوش و حواس

نہین مچھر یہہ فیل خانہ ہے
کجلی بن انسی سب زمانہ ہے

کن نے رکھا ہے مچھر انکا نام
انکو کہئے تو کہئے لشکر شام

یون ہوے شام یون یہہ آلاگے
آدمی انسی اب کہان بھاگے

لفظ انشا نہ بول لا یعنے
مچھر آکر اوڑا گئے سفنے

مثنوی در ہجو مگس

مکھیان انکی یہ بڑ ہین بے ڈول
کہ لگا ایک جیکو آنے ہول

کس طرح ہو بہار تازہ دماغ
کرتے ہین آبشار استفراغ

اب ورقون پہ جتنے پتے ہین
شہد کے مکھیون کے چھتے ہین

صبح کا بھی مزاج ہے برہم
کر رہے ہے پچپچہ شبنم

جا بگر مکھیو نکو جنس وغل
سونگھتے ہین گل اپنے اپنے بغل

مکھیان مار مار جو ہارے
سب آسیب ہو گئے سارے

لگی یون کرنے پھول پر بھن بھن
جس طرح آچڑھے کسی پر جن

پہیلے سب گلستان مین مکھئے
گھس گئے گل کے کان مین سکتے

تاک جتنے تھے یہ ہوے بھبھوت
جس طرح آچڑھے کسی پر بھوت

مکھیون کا ہے کارخانہ ہوا
اقو باز ارہے انہین کا تیز
یہ جو دنیا سواد اعظم ہے
مکھیون کا بلند پایا ہوا
قلقل مے کے اوڑ گئی وہ ہوا
طاق پر ہے دہرا جو شیشہ مے
تک صبا کے بہر یریان دیکھو
جان نرگس کی کرتے ہے مالش
گھریان لیتے ہے بہار چمن
دیکھہ آدہے زبان سوسن کی
دیکھہ انکے پرون کے ایک جہلک
کھلکھلا کر انار جو ہین ہنسا
اوسکے وہ لال لال بتیسے +
لیکے دانتونکو سب سیاہ کیا +
ایک مکھوٹا سا جسم گیا بس خیر
ایک ذرا اسکو کیجیے آپ نگاہ
سوہنہ مین مکھی نے ٹھونس دی مستی
بنکئے لوگ بھوت کے صورت
باغبونون کو کیا اونہون نے دنگ
ہوگئے آندہی ایک کالے بلا +
جس کسے چیز کا کھلا صندوق
فن سے نکلتے بہے سامنے آئے
خاصے ململ کے رکھے تہے جو تھان
جبتشتان سب زمانہ ہوا
اور سب جھجہ سیاہے قالیز
اوڑہے ایک آن کالی جاجم ہے
سایہ سب انکے زیر سایہ ہوا
جاے سے آکے ٹل گیا قہوا
لکھے ہے اوسکے بھی نصیب مین قے
سانسین یہہ گہری گہریان دیکھو
کس سے جاکر یہہ کیجیے نالش
نکہت آئی سو موہنہ پہ دہر اسن
بولتی ہے نسیم گلشن کے
نکسی ہوگیا یہہ اسپ فلک +
دام مین مکھیون کے آن پھنسا
نہ لگے کافرون کو جو چیسے
اور ہونٹھون کو سب تباہ کیا
باغ مین یہ ہوئی عجائب سیر
کسطرح کے دہری جاے واہ
کون ایسے بھلا ہو چھیسے
کالے تہر کے جیسے ہو مورت
بڑہ گئے سگلا مبر دہرم پشتنگ
لیک بس نکھیون سے کچھہ نہ چلا
ترسے چھوٹے وہانسے ایک بندوق
جو دہرے چیز تہے سیہ پائے
سو قلم کار ہوگئے وہ ندان

جیسے باروت سے کوئی نلجائے　　سرو کا حال یہ ہوا اسے وائے
کیون نہ ہر ایک شخص ہو بیکل　　نکہتون کا گھرا ہے دل بادل
جھریان ساری کھل کھلاتی ہین　　سب کو آواز یہہ سُناتے ہین
دیکھو پان یا ڈلے کچہہ ہو　　لونگ الایچی بڑی بہلی کچہہ ہو
گرچہ چھجے توجے کورو سکتے ہین　　لیک پرنالے سارے اوکتی ہین
جتنے امرد تھی سب اوہیڑ ہوئے　　چھجے ہرقون کے کالے بھیڑ ہوئے
نکلتے پاڑے خوک کے بچے　　ہو گئے بہو نرے تھوک بچے
بنی آدم ہوئے ٹولی کے ٹولے　　بٹھے بوسے ہے شیر کے بولے
لکھنو یا کہ شہر دلی ہے　　ہر کہین بس یہی جبلے ہے
لگی معشوق کہنے عاشق کو　　چل بے اوڑ یاد بہاسے تکہی ہو
انکے ہاتھون سے لوگ جلتے ہین　　ہاتھ سے ہاتھ اپنے ملتے ہین
لیک فضل خدا سے یہہ نکتے　　آنکھون دیکھی ہے پر نہین سے چلکھے
جبکہ کہا نیکو کچہہ کہلاتا ہے　　مجھے اللہ ہے بچاتا ہے
سایہ ہے یہان امام جعفر کا　　ویسے مین ہون غلام جعفر کا
لکھے انشا اب آگے کیا احوال　　سطرین کی سطرین کردیان پامال
فقرے پہلی تو موہنہ سے چاٹ لئے　　نقطے پیچھے سے نکیون سننے ونے
مینے ناحق انہین مسلو ڈالا　　امی لو اب اور سے کہلا لالا
جہل یلے سی جو رہ گئی تھی حرف　　جو وجود او نہ ہو گیا شنجرف
کہین تو سر چپک گئی اونکے　　کہین پر بہے او بہر گئے بہن کے
قتل پر انکے جو بے صبری　　بن گیا صفحہ کاغذ ابر ہے
جی قلم کا بھی ابتو متلایا　　پیٹ مین تہا سو سب نکل آیا

حکایت

مرد تہا ایک ایک تہی رنڈی　　پر وہ رنڈی تہی مرد سے سنڈی

مرد کو اور بات سوجھے تو — لگا کہنے یہ شہ زورہ اسکو ملو
رنڈی سو طرح ملنے دلنے لگی — بلکہ اوس عضو کو مسلنے لگے
گرچہ مل دل سے ہو گیا قرمز — نہ اوٹھا پر اون نے سر ہرگز
اور سنئے لطیفہ یہان نادر — مرد سے ریح ایک ہوئی صادر
رنڈی ہنسنے لگے تو بولا مرد — مین سلیمان نہین کچھ ای بیدرد
حکم مین ہووے میرے رعد و ہوا — ہنسنا اس بات پر نہین ہے روا
بھیا کے کھڑکے اون نے یون کہولے — رنڈی اوسوقت اسطرح بولی
مین بھی عیسی نہین ہون کچھ ای واہ — کہون فی الحال قم باذن اللہ
اور مردہ ہو زندہ از سر نو — ہے عبث اسکے آپ کو تکدو
اپنے خاطر نہ کیجے افسردہ — زندہ ہو مجھسے کس طرح مردہ
یہ ہوا اب جو اوٹھ کھڑا ہووی — تو اچنبھا بہت بڑا ہووے
مرد ٹھنڈا وہ بن کے جون اولا — تب تو جھنجھلا کے اسطرح بولا
ضعف کو کوئی کس طرح رووی — نہین اوٹھتا تو جس طرح ہووے

رکھدے مردہ ہی قبر کے اندر
تو مری جان کو نہ بن بندر

مثنوی ابتدای کلام در تمہید شکایت زمانہ نافرجاه

کرون کیا جور گردون کے شکایت — جہان دیکھو اسے کے ہے حکایت
نہین یہ دیکھ سکتا خانہ آباد — کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہین شاد
ستانی بن نہین کچھ کام اسکو — کہان بن دکھ دیے آرام اسکو
نہین معلوم منظور اسکو کیا ہے — بری چتون سے کافر دیکھتا ہے
کمر بس ظلم پر اسنی ہے باندہے — یہ ظالم ہے اوڑا دیتے کو آندھے

جہان دو دل لگاوٹ سے ہوئی گرم | تو ایک آفت اوٹھاتا ہے یہہ ہٹ دھرم
یہی تو رات دن ہے اسکو ایک فکر | سوا اسکے نہین بس اور کچھہ ذکر
کہ ہو وین وو جنہین جو جسے دلخواہ | سو آپسمین جدا ہون قصہ کوتاہ
عداوت پر تو سب سے مستعد ہے | خصوصاً عاشقون سے اسکو کد ہے
بندھا یہہ قصہ جب تک دم مین دم ہو | شکایت نامۂ گردون رقم ہو

در بیان حسرت جدائی و نارسائی

محبت جس سے ایک پیدا ہوئی تھی | طبیعت سخت ہے شیدا ہوئی تھی
بہت تھی عنقریب اوسکی جو پہلے | پڑی دوری سے ہو اب اللہ بیلے
اجی ہمسایہ گی تھی ایک پری ساتھہ | بہت سا انس تھا جلوہ گری ساتھہ
ہزار افسوس چھوٹا وہ محلہ | کیا فوج الم نے آکے حلہ
جدائی ہو گئی اے وای قسمت | ہوئی بیٹھے بٹھاے یہہ قیامت
بہت یاد آرہی ہین اب وہ باتین | یہہ کس عیش سے کٹتے تھین راتین
ہوئی مجھسے یہ اوسکو دوستی تھے | کہ بٹیرونکو بیٹھے کوستے تھے
لڑانے یکدگر سینے سے سینے | وہ گھبراہٹ کے آجانی پسینے
وہ چھپنا اون کچھون کا اطرح سے | کہ کدری آم ہو دین جس طرح سے
مسک جانا وہ انگیا کا یہین سے | وہ اوسکا دیکھہ رہنا بانکپن سے
ہوا سیمرغ دل سینہ مین پرکٹ | گئے سونیکے چڑیا ہاتھہ سے چھٹ

تکلم شدن بساقی و بیان امر اتفاقی

شراب تند دی ایسی ہے ساقی | کہ جس سے غم رہی مطلق نہ باقی
گلابی لاکے رکھدے وہ مری پاس | کہ ہو دولہن پہنے کے جسمین بو باس
وہ مے دی جس سے اوٹھی دلکو ایک لعج | یہہ سارہی وال فی ہون فکر اور سوچ

فلک کے آنکھ ہو جیسے چمکتے | زمین مارے مزے کے ہو تہلکتے
نہیں ہے شوق کے ہاتھوں سے بچا | پڑا اوچھلے جو دو دو گز کلیجا
چمک جاوے جو میرا جوہر عقل | تو میں تجھسے حکایت اک کروں نقل
سناؤں ابتدا سے پھر وہ قصہ | کہ فی الواقع یہی بہتر ہے حصہ
کہوں اک آپ بیتی وہ کہانی | کہ ظاہر جس سے ہو آتش زبانی
سنے تھے حسن کی اک شہرہ شہر | نہایت چلبلاہٹ ساتھ حد بھر
چبھی تھی یہ جگر میں عشق کی پھانس | کہ شعلہ بن نکلتے تھے ہر ایک سانس
ہمیشہ ورد جان تھا شعر استاد | یہی پڑھ پڑھ کے تھا سرگرم فریاد
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد | بسا کیں دولت از گفتار خیزد
غرض مشتاق تھا اوسکا بہت جی | سمائی دل میں تھی ایک بیکلی سے
کہیں القصہ حسب اتفاقات | ہوئی اک باغ میں باہم ملاقات
چلا دان جو گیا میں بے تحاشا | تو مت پوچھو کہ دیکھا کیا تماشا
نظر اس ڈھب سے آئی وہ پری وش | کہ دل اور جان نے اپنے کیا غش

بیان ملاقات اول و تعریف دستان

گئی آنکھوں تلے بجلی سے اک کوند | سمند ناز نے ڈالا اوسے روند
کہا دل نے مرے دیکھے جو وہ مانگ | کہ ہے یہ رات آوے کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش میرے ہو گئے تار | ہوا میں مانگ چوٹی میں گرفتار
پھر آنکھوں سے آنکھیں لڑ گئیں خیر | عجائب نرگستان کے ہوئی سیر
وہ شوخ و شنگ دیدہ اس پری کے | کہ ہوں جسطرح دو نیچے ہرن کے
نظر آیا وہ مکھڑا سیب کا سا | بندھا یاں ڈول کچھ آسیب کا سا
یہ رخسارہ نہیں اوسکی قدر بھی تھی | ہوئی جس سے خجل اکثر بھی تھے
نگاہ مست تھی ایسے سے بیباک | کہ بس دیکھی جدہر یا نہ ہی اودہر تاک

ہزاروں آبلے جون تاک انگور — بہم پہونچا رہے دل نے ہوکے مجبور
کہوں اوسکی جبین کو کسطرح چاند — کہ اوس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اوسکا — کہ سایہ چاہتی تھی دہوپ اوسکا
یہ نک سک سی نزاکت مین بہری تھی — کہ لب جو بات تھی اوسکی پری تھی
نگہ وہان کر رہی تھے یون اشارا — کہ ہی یان ہاتہی چاند اور تہوڑی تارا
جٹی دونون بہوین یہہ داد بیداد — کہ ہو دلچسپ جیسے شعر اوستاد
یہ تھی کچھ سرخ سرخ آنکھونکے ڈورے — رگ گل پر جو رکھین سو نہورے
صف مژگان مین تھا ایسا ہی انداز — پڑی جھڑتے ہین جس سے سیکڑون ناز
برنگ گل نظر آئی وہ دو کان — کہ اونکا وصف کرنا کیا ہی امکان
کرون کچھ بھی جو تعریف در گوش — تو اوڑ جاوین صدف کی سنتی ہی ہوش
نہ کیونکہ اُرسی سے مست ہوتے — وہ گردن تھی صراحی دار موتے
گلاوٹ بازوونکی چشم بد دور — وہ دونون مچھلیان جیسی سقنقور
لگا کر ناخن پاسی وہ تا فرق — سراسر حسن کے دریا مین تھے غرق
پہین سج دہج کچھ ایسی تھی تڑاقا — کہ شپر رونکو جس سے ہوا فاقا
نظر آتے جبھی وہ سو تو ان ناک — نہووے پہر وہ سارے غم غمناک
یہ عالم تھا کچھ اوسکا واہ بے واہ — کہ لکھئے نسخ ہین جو ہاے واللہ
نہ کیونکر اوسکے خود بینی ہو ایسے — کہین دیکھی بھی ہے بینی ہو ایسے
قیامت کرتے کیا لگتی اوسی ڈھیل — کہ تھی وہ بچۂ صور سرافیل
پہڑک نتھنون کے پہر ایسی ہی اچھے — تڑپہہ جون تیرنے مین جاے مچھلی
وہ ظالم کے مسی آلودہ دندان — جہلک مین موتیون سے تھی دوچندان
بڑہی ہو تو نین تھی ایسی دمکتی — کہ ہون جون رات کو جگنون چمکتے

در تعریف اعضا

یقین ہوا اوسکو جو دیکھے وہ پستان — کہ بیشک یہ ارم کے ہے گلستان

بنے وہ برج سونیکے یہان حسین
تعلّے فہمے تہی کہنا یہ بڑے بات
یہ کہنا تہا کہ وہ سونیکے تہکے
نہ جی الماس اور نیلم کے نگنے
زبس تہا صاف سینہ پیٹ بہی صاف
شکم پر رونگٹون کا ذکر کیا تہا
ستارہ سے دمکتی تہی بڑی ناف
وہی تو حسن کے چشمہ کے تہے سوت
یہی کہتے تہے اوسکو دختر رز
کرون کچھ اور اعضا کا تو کیا ذکر
کہے دو شعر لیکن فارسی مین
زہے مضمون کے عالی و باسمے
مپرس از بند شلوار او دگر ہیچ
بناف وان گرہ کن چشم خود باز
اوسی مین آگئے مضمون ہزارسے
چڑہا اس جوش پر دریای مہتاب
دلکش یون لگی سب بُرج بہکے
ہوا وان تن بدن سے مل کے پارا
زمین اوسوقت لگتی تہہ بہلے سے
درختون کو اوس انداز و ادا سے
غرض وہ شوخ میری پاکے آہٹ
خجالت سے پسینے مین ہوئے غرق
لگی کہنے ہوئی ہے عقل کچھ گم

کسو کی کے کلس اوپر عیان ہین
عبث ضایع ہوئی ناحق کو اوقات
لگائی آنکہہ جن پر تہی او سے حلکے
بہم چہوٹے پڑے تہے یا اسکے
بدن آئینہ سان براق شفاف
فقط وہ عکس خوبے کا پڑا تہا
بہلا کوئی کرے کیا اوسکا اوصاف
نہ تہی وہ ناف تہی ایک جاگتی جوت
کہ ہے یہ تو بعینہ ہاے ہنوز
کہ ناحق کے اتنی ہے کہان فکر
کہ سچ پچ حسن کے وہ آرسی ہین
چڑہاوین بلبلین جنکو چراغے
حکایتہاست اینجا ہیچ در ہیچ
کہ زیر مہر دارد بر رہ ناز
لگے ہر سمت سے ہونے اشارے
کہ کوسون تک بہرا سیلاب سیماب
کہ سچ پچ جیسی ہون چاندیکی تہکے
چمکتے تہے پڑے جیسے کہ تارا
کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی سے تہے
دیتی ستے بادلے کے شامیانے
لگی دکہلانے اپنے چلبلاہٹ
چمک کر یون گئے آنکہون نسے جون برق
زنانہ مین گہس آئی کوان تہے تم

کہا اب خیر سے گھر کو سدھارو
کسیکا بفت مین تم جی نہ ہارو

ڈھٹائی پر تمہارے جے ہوا عشق
لگائی تمنے میری جی مین آتش

نہ باندہے کوئی کچھہ طوفان و شیطان
چلو اب جاو بہی اللہ نگہبان

وہان مجھکو زبردستی گئی سوجھہ
مزی مین آکے بدمستی گئی سوجھہ

لگاوٹ سے ہوئی جب دلکو تسکین
تو مین نے پشت خارا ونسی لیا چھین

اونہون نے بہی لپٹ کر ایک باری
رضائی شال کی میری اوتاری

لیئے مین پشت خار آیا اودہر کو
رضائی لیگئین وہ اپنے گہر کو

رکاوٹ آگئی پہر کچھہ جو ناحق
ہوئی دونون کے سینے رنگ گل شق

ملاقات بار دیگر

ہوا مدت مین جو پہر وصل دلدار
تو شدت سے کیا اون نے مجھے پیار

یہ اپنا زور فتنہ بن جتایا
کہ مجھکو عطر فتنہ کا لگایا

نہونے پائی تھی تسکین دل کو
کہ کوئی لیگیا بس چھین دل کو

کچھہ ایسی بات جھٹ در پیش آئی
کچھہ آپس مین ہوئی وہین جدائی

ملاقات بار سوم و یکجا ماندن تا یک ماہ کامل

حقیقت کے نہ پوچھو بعد چندے
ملا اون نے دیا تجھے جسکے بندی

ہوا پہر جو میسر وصل دلخواہ
ملاقاتین ہوا کین تا بہ یک ماہ

تصدق تیرے قدرت کے خدایا
کہ دو بچھڑے ہووون کو پہر ملایا

دربیان مہاجرت بعد از صحبت یکماہ

یہ آیا سوچ ایکدن بیٹھے بیٹھے
کسی کے دلمین جیسے چور پیٹھے

کہ ہے یان جو میسر عیش و آرام
سو ہرگز سپہر گردون کا نہین کام

تعجب ہے نہین در پے جو ہوتا
یہ دشمن ہے پڑا کس نیند سوتا

زمانے نے کیا اس بات کا رشک
پھر آیا چشم مین خورشید کے اشک

بیان قسمت کے خوبی کیا کرون آہ
بہت بغلین بجاتا تھا کہ ناگاہ

طرب نے مجھسے اپنے مونہہ کو موڑا
فلک نے تفرقہ کا سنگ چھوڑا

خوشی کب دیکھہ سکتا ہے یہ کم بخت
کہون کیا حال دل سنگ آمد و سخت

دربیان بیتابی فراق وبیان اشتیاق

وہ شکل آنکھون مین اپنے چھا رہی ہے
طبیعت سخت ہی گھبرا رہی ہے

لبون پر آہ ہے اور جی مین ہے درد
بھرا کرتا ہون جب تب مین دم سرد

مجھے کچھہ کھانی پانیکا نہین ہوش
تصور سے اونھین کے ہون ہم آغوش

لگی ہے آگ سی ایک دلمین میرے
سمائی وحشت آب و گل مین میرے

یہہ گھر سنسان اب اون بن لگی ہے
کسیکو جس طرح سے جن لگے ہے

الٰہی صحبتین پھر ہون وہ باہم
نہ چھوٹین عاشق و معشوق اکدم

بہت سا یہہ ترا بندہ کراہا
کرم کر پھر ملادی یار الٰہا

وہ جو دشمن ہین سو ناپید ہووین
پڑی سر پیٹین اپنا اور رووین

اوسی ڈھب کے ملاقاتین ہین پھر
وہی راتین وہی باتین رہین پھر







بسم اللہ الرحمن الرحیم



صدقے آنکھون کے تیری ساقی
ہی مجھکو ہوس ابھی تو باقی

ایسی ہی شراب دی دہون ہار
بڑہ جای یہہ جس سے سکر کا تار

اطراف حبش مین جو بنے ہو
انگور سیاہ کے جنے ہو

تیزی مین سیاہ مرچ سی ہو
جھونک اوسکی نکیلی کیرچ سے ہو

وہ جسکی بڑی بڑی ہون جوہر
صدقے جن پر ہون لعل و گوہر

لایا وہ بوضع حور طناز
جس سے کہ چمن چمن اوگین ناز

دار و ایسی کہ ہوا وسے العزم
جس سے چمک اوٹھی صورت بزم

تو میری حوالے دخت رز کر
یہہ قول ہے مجھسے پخت و پز کر

دی مجھکو وہ جام صورت بدر
ہو رات یہہ جس سے لیلۃ القدر

سمجھے جسے نشہ سرفراز
لیلاے سیاہ خیمہ ناز

ہو جس مین لپیٹ اژدہا کے — صورت دیوار قہقہا کے
جس سے کٹ جای زاہد خشک — جسمین کہ کھلا ہو نافۂ مشک
جس سے سب جال فی ہو وحشت — عنبر کے بھرے ہو جسمین نکہت
ہو جس سے کہ دور یاوہ پوچ — کر جای سواد دل سے غم کوچ
ہو جس سے کہ دلکو اورہی پوچ — اوڑ جاوین دفعتہً یہ سب سوچ
خاطر ستون کے جس سے ہو جمع — روشن وہ کرے مراد کی شمع
ظاہر جس سے ہو جسن کے سوت — جس سوت سے نکلی جاگتی جوت
جس سے جھٹ چاندنی کری کھیت — چمکی تارونکی وضع سے ریت
جس مین ہون معجزات عیسیٰ — غش جس سے ہو راہب کلیسا
یہ چار طرف گھٹا جو چھائے — ہے زلف صنم کی یاد آئے
بادل آئی ہین عیش کے جہوم — اسوقت نہ رکھہ تو مجھکو محروم
ایسا کر دے مجھے سیہ مست — تا برق کی طرح دل کری جست
کر ایسی ہے می مین یاس کو غرق — جس سے بھڑک اوٹھی شعلہ برق
جس سے کہ سرور یاد آوے — انشا اللہ مراد پاوے
ہووے نہ تو اور دی مجھی کچھہ — جسمین یہ پیاس تو بجھے کچھہ
ترک مت مجھسے اری تورہ وا — گر ہووی نہ می تو چھیڑ قہوا
تا مین کہون ایک تازہ قصہ — ہے یہ تو فقط ترا ہی حصہ
قصہ نہین ایک باغ ہے یہہ — مسرور کن دماغ ہے یہہ
مطلق نہین اسمین کذب کا دخل — ہے صدق سی پر ثمر ہر ایک نخل
ای صاحب فہم و عقل صائب — سن مجھسے لطیفۂ عجائب
مین تیری حضور ١٧٩٢ وہ کرون نقل — جسپر کرے وجد دانش و عقل
تھی سترہ سو بیانوی سال — واں عیسوی ای بجاہ و اقبال
انگریزی مہینا تھا دسمبر — جنمین ہوئی بات یہہ مقرر

بیری کی ضلع مین گرفتار — ایک فیل ہوا بڑا نمودار
گویا خرطوم اژدہا سے تہے — صورت دیوار قہقہا تہی
تہا کوہ شکوہ و خوب صورت — بی شبہہ و شک گنیش مورت
ہاتہی کا نام تہا بہادر — صدقے او سپر سے بی بہادر
چنچل پیاری تہی مادہ فیل ایک — جسپر ہو جائین غش بد و نیک
باہم رغبت کو جو ٹٹولا — تو آگے مہاوت ایک بولا
چاہت نے مچائی ہے یہان دہوم — ہوتا ہی مزاج سے یہ معلوم
بے گفتۂ شیخ شہر و مفتی — کہیلین گے یہہ آج کل مین جفتی
دو دل باہم جو ہو وین راضی — پہر کیا کرین اونین آگے قاضی
باہم ہوتے ہے بوسہ بازی — کیون دلکی کلی نہووی تازی
صحبت آپسمین ہے بہت گرم — باقی نہ حجاب ہے نہ کچہہ شرم
ہتنی کا ایک پانوا گلا — تہا باندہ مہاوتون نے رکہا
چہوٹا پہرتا تہا یون ہی ہاتہی — ستی رہتے تہی اوسکی ساتہی
گو تہا پلہ کچہہ بندہا نہین تہا — جاتا وہ کہان کہ دل وہین تہا
ٹپکا پڑتا تہا اسطرح سے — ساون کی گہٹا ہو جسطرح سے
باس اوسکی مدام سونگتا تہا — ہاری ستی کے اونگتا تہا
خرطوم سے لیکے گل کے شبنم — ملتا تہا موںہہ سے اپنی ہردم
از بسکہ وہ فیل صدمہ کش تہا — چنچل پیاری کی بو پہ غش تہا
جو بوگ سے تہے گردش کے کل — وابستہ وہ کر رہے تغافل
پہر سترہ سو ترانوی سے ۱۷۹۳ — بست و ہشتم وہ جون کے تہے
تاریخ کہ بڑہ گیا بہادر — بے خوف و تردد و تفکر
خواہش کا دغدغہ جو بیٹہا — چنچل پیاری پہ آن بیٹہا
حملے ہوئے چند بار ایسے — اگر اتنے ہون دو پہاڑ جیسے

ہر چند نہ پہونچے گل کی کیاری — نیلے کے طرح عرق تہا جاری
پہر وقت صباح اوسکے من بعد — گر جاوے فیل جسطرح رعد
پہر آیا گلوں کے سونہہ مین پانی — پہر بات ہوئی وہ بار ثانی
لکھتے ہین جان کا حسن ایسا — انشا نے کیا یہ نظم جیسا
ملے اوسکی خوشی سے جبکہ کروٹ — آیا مین فیل خانہ مین جہٹ پٹ
گیا دخل زیادہ جو کہون مین — شاید لینٹ کر گرون مین
دو گھنٹے بجے تھے دوپہر پر — پہر بات ہوئی یہ جب سنکر
چھوڑا ہاتھی کو اپنے آگے — ہتھنی کے نصیب سوتی جاگے
وہ توپ پہ سانس تا دیر — کہتے ہین لوگ جسکو مست بہار
ہاتھی بھی سونڈ اوٹھاتا تھا — ہتھنی کے وہ شے سبہا لیتا تھا
تھا تنا وہ فیل واہ واہ جے — خرطوم سے جا ہی شرم یا جی کی
ہتھنی ہی بسان کسبی کو بسدم — تہی بار کے مزے کے شاد و خرم
خرطوم سے عضو کو لپٹ سکے — گیا جا بسنے گیا ٹوٹے تھی
بہا دی تہا جب بیٹھے لگا — کہتے تھی ستے لگے بہد و کد
کیا مین کہون اور اوسکی حالت — ہر طرح اوٹھائی تہے ملالت
ہتھنی پہ سوار یون ہوا فیل — جس طرح کسی کو کوئی دے کیل
گردن مین ڈال اپنے خرطوم — ہاتھی نے مچائی اوسکی دہوم
اگلے پاؤن کو پیٹ پر دہر — پہل اپنا کہلا دیا سراسر
ہتھنی نے وہ تو پانون اگلے — چہدرا رکھی تھے وہان مزے کے
ہاتھی ہتھنی سے ہو گیا جفت — دیکھی یہہ سیر خلق نے مفت
اس وضع کو دیکھ سب رہے تھے — نظارے ہتھنی کے دب رہے تھے

نقشہ اوسکا جو فار سے ہے
تو یا شفاف آرسے ہے

نظم فارسی برائی تفریح اہل فارس

در وقت سعید و ساعت سعد ۔ غرید ز شوق فیل چون رعد
بنہاد دو پای خویش بر پشت ۔ زان سان کہ فغان بر آمد ای گشت
بر گردن مادہ فیل خرطوم ۔ پیچیدہ فشرد نائی حلقوم
بنشست چو کافر آنچنان چست ۔ بیچارۂ مادہ فیل شد سست
فریاد بلند گشت زانبوہ + ۔ ابر آمد و ریخت بر سر کوہ
حاصل کہ بباد ریگانہ + ۔ مجروحش کرد ہر دو شانہ +
از دامن قاف کفچہ مار ۔ آورد و فگند ہم درین غار
جیسے بر رود نیل بربست ۔ بود آنچہ شکستنیش بشکست
آن وصلہ رساند تا رگ ناف ۔ لرزید بخویش پردۂ قاف
آتش در آب دجلہ افتاد ۔ جنبید ز جای جسر بغداد
لیلے ز سیاہ خیمہ بیرون ۔ برآمد و رفت پیش مجنون
گفتا ظالم چہ شوخ چشم است ۔ ہان خندہ مکن کہ جای خشم است
دیدندش چون بیاض رندان ۔ باہم گفتند ہوشمندان
کاورد ز بیستون پیدا او ۔ یکبارہ دو جوی شیر فرہاد
در ہر طرفش شکوہ و شان است ۔ دروازۂ دیر ہندوان است
بیت الصنمی ز آبنوس است ۔ شایستہ صد ہزار بوس است
پشتش ز عرق سپہر شان است ۔ ماہیت اوج کہکشان است

بیان متحیر شدن جانوران

اس کام کا پڑ گیا جو سایا ۔ سب جانوروں نے غل مچایا
تھے جتنے کہ ارنے اور گینڈے ۔ گھبرائے اپنے انڈے
اوٹھی دل سے پہاڑ کے ہوک ۔ صحرا صحرا مین پڑ گئے کوک

جنگل مین مچ گیا جو منگل ۔ وان گونج گیا تمام جنگل

کہنے کو یل برا بھلا سے تھے ۔ تھراتے مزے مین کوکلا سے تھے

تھا طعنہ زن اس صدا سے تیتر ۔ ہی یہ سبے نگوڑی کتنے ابتر

دیکھی یہ غرض کہ جسگھڑی سیر ۔ بولا بوے مین اپنے مرطیر

اوچھلا سیمرغ بھی ہوا پر ۔ بالیدہ گے آگئی ہما پر

ناچی یہان ریچھ ادہر اودہر مور ۔ کیا خوب یہہ سیر کچھ ہوی زور

نل جیسے کہ ہووے نل کے اندر ۔ نکلی یون فوج فوج بندر

باہم سمٹ آئے لاکھون لنگور ۔ جیسے قطے مین کالے انگور

لیٹے جو بھسم تو بھر نہ چھوٹے ۔ بارہ سنگونکے سینگ لوٹے

کرنی لگے کبک سارہی قہقہہ ۔ چہچہے ہوئی اور خوب پہ پہ

شیرون نے بھی خوب ڈنڈ پیلے ۔ ہونی لگے یکدگر مین ریلے

پے آب حیات عیش کے گھونٹ ۔ یکبارگے ناچنے لگے اونٹ

بیساختہ مچ گیا جو ہلڑ ۔ چلا اوٹھے تمام گیدڑ

مانڈہی ہوا وچیل اچیل کے ارنے ۔ سانسین لگے اولٹی اولٹی بھرنے

ناچی سب ریچھ خوب سنگیت ۔ گانی لگی لومڑی ہر ایک گیت

قمری کرسر وکے خوشامد ۔ بولے کہ چہ خوش چرا نباشد

بس خورد و بزرگ ہو گئی مست ۔ اسبات سی گرگ ہو گئی ست

آئی یہہ قہقہہ سے آندہی ۔ جھٹ جانورون نے آگی باندہی

کیڑی جتنے تھی کلبلاسے ۔ چوہی بھی بلونسی باہر آئے

آپسمین گتھ گئے بہوسے ۔ بادل نے ہاتھی اپنے بہوے

راجہ اندر کا وہ اکھاڑا ۔ پریون نے کود پھاند اوجاڑا

غولونکی جڑہی نہ ہاتہ جو گون ۔ جنگل مین لگادی آگ دون

خوش ہوگئی روح ختم وگیو ۔ بولے جنات ہم ھا دیو

چڑیوں نے پہن پہن کے زیور
تھی یاد جو اپنی گوں کے
رگڑیں بہتوں نے ایڑیاں مان
ایسا ہے ہوا مزہ کا رولا
دریا کے موہنہ پہ آگیا کف
اس وضع سے سب نہنگ نکلے
تاروں نے سنی یہ بات جو میں تاڑے
اس کام کے دھیان میں اڑیں سب
تھی سوکھی درخت کے جہاں ٹھنٹھ
لپٹے ہوئی جو سخت گاڑھے
یوں عکس سے انکو جیت چالاک
دریا کے جو گرد کے تھے ریتے
ڈالیں بیلی کے جھک رہیں گل
جنگل کو یہہ کام جو خوش آیا
لے باد بہار سنکے پھیرے
بارا بلبل سنے آکے جو پرہ
جب سہم رہ سکے پہنچے وہ مطلق
پیلا حسن کا ہو گیا رنگ
آنکھیں نرگس نے موندہ لیں چھٹ
الوداع طیور میں ہوا غل
دم اپنے بچا بچا کے گل دم
گل شبو نے بھرا دم سرد
جو سرو پہ بیٹھے فاختہ سے

آئیں پھریں بہت لڑا کے تیور
چھیچھے یا ٹری مرن سمو سو کے
توڑیں لاکھوں کے پیڑیاں وان
جس سے لگے عقل سب کے بولا
بانو سے مرتا بیوں ی ایک حقت
جیسے کوئی بیکے مانگ سے نکلے
اونپیں سے لگے ٹپکنے تارے
تھیں ستی کھجوریں جو پیریں سب
بیچے چڑیوں سکے بھنکے جھنڈ
بڑنے تپے گھسو کے لپٹی ڈار رہے
سب رہ گئی انیڈ انیڈ کرتا اک
سب بن گئے زعفران کے کھیت
پھوٹیں اونپیں سے شاخ سنبل
جھاڑ و نیر چشش پیچ چھپایا
سانس ایک بچے صبا نے گھرے
ایک اوس سے پڑ گئے گلو نیر
سینہ ہو گئے سرانار کے شق
تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
چہرہ پکیا صبا نے گھونگھٹ
لپٹے سر شاخ گل سے بلبل
کملا گئے آپ میں ہو گم
صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد
سو وہی جو خس باختہ تھے

کر آب نشاط سے گلو تر — خوش خوش کرنے لگے کبوتر
مارتی بلبل نے جوہن ایک چونچ — وا ہوئین مین گل کے لٹ گئی کھونچ
باقی نہ رہا کسیکو کچھ بہ ضبط — یکبارگی سب کو ہوگیا خبط
رقصان طاؤس خوش بنا تھا — ایسا سے قصہ ہما تھا
سب گے ہوئی و گلو ایک اشد — ڈھونڈھی کو چلا گئے ہد ہد
سیمرغ و عقاب اور ققنس — غش ہوتے تھے لیک باشخص
اس ڈول کے چال جو خوش آئی — حیرت آئی گجائے پر گجائے
نکلی شینڈک کے فوج کے فوج — اور یہ بھی چھوٹ کے لیے اوج
لذت اوس بات کی جو چکھے — تھے سنگھے پہ جرے سے کھے
کہنے لگے یون وطن کے بھائی — دیکھا بھی تھے کو چھپائے
موند آنکھ کے کیلے جو ڈکا — آپس مین لگے یہ کہنے بلکے
چالیس اسگھن کے سہر چھاؤس — کو دن سطھے یہ کاج پارس
نبیون نے بھی بات اپنے تو سے — اہی کہ ملکہ رام جانے بولے
سب مرہٹی بھی ہاہا کے بھالا — بولے داوا رہی اکڑہی آلا
دیکھو تو علیم ملا اہ کان — اپنا ورگ آپ ہوا ہے حیران
ہرجا او شوندا ق اس یولدے — ہر ترک اوری تو شو لغہ کولدی
ڈوم جب ہنسنے کے خوب سوجی — سب سکھ بول اوٹھی واگروجی
جاری ہوئی ایک نشاط کی نہر — لہرا اوٹھی سہ و سمیکے نہر
چالاکی جنت گشتن اسپ — گو اون مین نہ تھے ولیک حجب
مدت او تنی ہے اور درخواست — تھی ولیسی ہے صاف بی کم وکاست
کانا بنا ہر شخص کا کھیسہ — او نسی حرکت ہوئے نہ جیا
عالم نے او نھو نکو آگے گھیرا — سنگ پر مینے ہاتھ پھیرا
ایک او نپہ خوشی برس رہی تھی — باقی بھر ہے ہوس رہتے تھے

سونڈ مین آپسمین لڑتیان تہین
پہر شام کے وقت وہ ہرم ساگر
رغبت وہ دونون کو پہر ہوئی آن
پر ہین نے ندہی اونہین اجازت
یہ ہین نے سُنا کہ ایکبار اور
یہ بات تہا وتون نی اوسدن
جسدن یہہ ہوا تمام مطلب
اس بات کو دلمین تو کرو غور
مدت گہنو ٹنگی کُل تہے چوبیس
تہے کر چکے چار بار وہ کام
تہا اونکا قصد بار پنجم
ڈرتا تہا مبادا کچہہ خلل ہو
بس اس سمے عاشقے کے ساغر
دو روز کے بعد وہ بہادر
آیا اوسپر کہ ڈالی بہنڈول
لاتا تہا جیکہ سونڈ ہاتہے
چنچل سے تو دوستی ہوئی گٹ
ہر وقت بہادر اوسکے تہا گرد
چہلین کیا کیجئے جو دہان تہین
آمیزش گو وہ چاہتا تہا
ایک روز بجسب اتفاقات
اوٹہی دلمین جو اوسکے خواہش
کرنے تو لگا وہ نیک اندر

برچہی سی نگاہین پڑتیان تہین
لاتی اونہین فیلبان جاکر
سب ہوگئے اہل دید حیران
تا پہر بڑہ جائین کرکے رغبت
پہلی یہہ ہوچکا تہا وہ طور
مجہسے نہ کہے قبولے اوسدن
ہان ہان لگے کرنے آنکر سب
مانع ہوتا نہ مین سو کس طور
جسمین کہ چڑہا تہا اونپہ ابلیس
تو بہی لیتی نہ تہی کچہہ آرام
آنکہین جکین بسان انجم
تب تو نینے کہا کہ رو کو
ہو جائین گے یہہ نحیف و لاغر
مستی کے مارے پہر ہوا پر
چنچل کے دلمین ایک ہوا ہول
وہ مارتے اوسکو پشت پا تہے
ایک اور تہی مادہ فیل اوس جہیٹ
شیطان کا تہا وہ ایک شاگرد
آپسمین بوسہ بازیان تہین
دل ہی دلمین گرا ہتا تہا
تیار ہوا پے ملاقات
ہتنی پہ سوار ہوکے کوشش
کچہہ راہ بنائی اس سے باہر

کھولا اوسنے وہ ہانہ بیشک
آنکھو نسی ٹپک پڑتی ہیں اشک

شرم اوسکو نہ کچھ حیا تھی
تھا وضع غریب کا وہ ہاتھی

رہتا ہر وقت مستعد تھا
اوس بات پہ وہ بہت بجد تھا

چھیل بیارے بغیر وہ دن
اوسکو نہوا نصیب لیکن

دیکھے نہ کسو نی ہوگی اب تک
جیتے ان ہاتھیونکے بیشک

انگریز جان گارکرسٹ راقم
قصے کے ہوئی وے مترجم

ہیں فارسی مین کلاک صاحب
وہ خاص حضور کے مصاحب

انشا سے یہ ترجمہ بعینہ
موزون ہوا ہے ای کہ وہ

حسب الحکم جناب عالی
منظوم ہوئے ہیں یہہ لائے

وہ ناظم ملک ہفت کشور
منصور و شجاع وعدل گستر

کاوس حشم وزیر اعظم
جمشید حشم سپہ مکرم

کسرا شوکت حضور پر نور
با عظم و شکوہ و شان مغفور

دی جسکو علی نے ہے سعادت
یارب کرے اوسکو یہ امارت

جب تک کہ رہی یہہ فیل گردون
نقارہ بجے اوسیکا دن دون

بس لے تو اسکو بار اٹھا
انشا اللہ نے جو چاہا

درہجو گیان چند ساہوکار

ایک تھا بڑا ساہوکار نام تھا اوسکا گیان چند
بھنگی امیر بخش جو آئی اوسی بہت پسند

آدمی سی کہا فراہمائی گہر آئی انگلی آوہ
بست تو جو کہی سی گہر مین جا تو ہوا اسکا کی بہاؤ

جانبر ہوا اسکی نوک جھوک تو گروجا کی مول تول
بہائی گہر آئی بولی تب لالہ جی وہ تو ہے انمول

جی کی لگی کا مول کیا صدقے ہین جاہ پہ کروڑ
آپ لگائی گا کیا صاف ہی کہئے مونہہ کو موڑ

بولی کہ تین کے چلیس بہت عجب تو وہی کی بات
دینے مین بچاس ہے سہی مسکرا اٹھی تو گیہون بات

دبیا اُن لگا تھی اُجرسی آنکھ بھی اور سکی ما
پہ جھکا کوئی سہرے نہین جاتین بہو دو کہہ اے
بولا واہ قسم اسطرح جسکا کہراتی نام ہے
سنتی ہی یہ بڑی بات کہنے لگے وہ ہو خوشی
کہیر نسد اجی ایک مہنے کا بیاج
کہہ جی غرضکہ جا چکے پہیر گئے جواب جیت
تہا جو کمال آنکھار جہاڑ گئی نہ کی دونون
واہ ری بہولی بہولی گال اور ہاتھ اونکے سونہہ کو لال
ڈولی اہیر تجب سکے اتنی مین بہو تجی آن کر
بیٹھے وہ انکی روبرو عرض یہ جو ہیون سمیت
وب جو گئی شکوہ مین لالہ جی کانپنے لگے
بولی نہین تم لی یہہ بہائی کہراتی اپنی گون
یہ نہین اپنی کاج کی بہاتی کہراتی پہیر دے
آبرو کی بہکر کسکی بات ہو لی مہا کشمن
ہوں خوشامد نہیں کہا جی خوب پہیر جہار
بیجے جرات اسگہری ڈالی ہاتھ سینہ پر
خوف کے مارے لالہ جی رکہتی دلکو تھام تھام
کہنے لگا کنا یہ مین دیکہہ کے ہو چل بچل
بہائی کہراتی واہ واہ جو رہجی کی ہے بہار
گرچہ کہ جرات اسطرح تہی تہمت کا اشتاق
تیبی نے انکہا جو جہوٹی حلفہ کیا گیا ایک باد
کیا کہون تمسی دوستو شرح میں سکی حال تجہے
بسکہ وہ معنی شعر تہا اور بڑا ہے عقلمند

سسرے کر سو نکا مزا کچہ نہ بیا لو کا ستو اد
باشرلی لوگ ہم کہائین سہرہ مین آپنے ہمارے ہی ناک
لالہ جی ایک رات کی ہی ہری ہی کہہ رہے تھے مین سہی
علی روپیہ مین سو لو یہہ نہ کہہ رہے کن ابھی
اپنی پیران کو نگن کوئی کہڑی مین کر لون آج
لالہ جی بیٹھے دہوتی باندھ جیسی تھی باندھ لونگی پیت
بیٹھی بلو نسی کبھی پر تکیہ لگا بجا کے بون
تو ندمین یہ ہوا بہری ہو نکنی کی ہو جیسی کہال
سو رڈے لیے ساتہ کر او سنی چہپائی کبہی پر
لالہ جی سمجھی چاند سے گہر مین گیا ہے اونکی کہیت
تو ند یہ ہاتھ پھیر پھیر خوب سا پینے لگے
سکا تو ایسا رویہ ہا تہ تنگی جون لگی ہو دو دن
کہو ہی پری ہی سہرا سکے تو آبرو اب نہ گیر دی
کہیر جو کچہ ہوا ہوا بہائی کہراتی کرا بچن
ڈرتی ہین آپ کس لئے دل کو بنا ہی پہاڑ
کہہ جی پوچہہ چکے اسی اب رہا کونسا خطر
آبرو پر نہ گیر دے ہر گہڑی بتا رہے کلام
پڑ گیا رام جانڑے ہی بہائی کہراتی سیتا پہل
ہین ہین عجب جگو تری ہین ہین بلا ہی انار
سینی تک ایک کان و پہر روز ہوا یہہ اتفاق
اون نے جڑ ہی او دہرسے دھول اونکی دیا اسے یاد
بہاگ گیا یہہ کہکے جہٹ جی ہو کنہیا لعل سے
کو ٹہری بیچ جا چہپا کرکے کواڑ دونو بند

عاشق زار وخستہ تہا بہنگی امیر بخش کا
اوس سے ہوئی وہیت وخیز کام ستہا جو رخش کا

سانحہ یہ پڑا ہوا اوسکی کئی گہڑی کی بعد
پہر تو گرجنے وہ لگا ایسی طرح سے جیسے رعد

پہر یہ تلنگونکی بلاؤ سیری بند وقچے بلاؤ
دہیہ تو نکو مہاری کہیر اب رہا کونسا لگاؤ

چوٹ کری ہی ایسی بہانت پہری ہی جیسی کوئی بانٹ
کونسا لیکہا جو کہا ہے کیسی ہے یہہ بیوق رانڈ

سنکے یہ شور وغل ہین بہائی گہراتی نے کہا
لالہ جی تمکو کہیر ہے واہ جی واہ واہ وا

رنڈی بلائی کیون تہی جو بہاگ کے چپ ہے ہو تم
کہوئی روپیہ تین سو عقل وحواس کرکے گم

ابتو وہ جا نکلی نہین بیٹھے ہی سینکے ما جیہ توڑ
اپنی سی مین تو کر چکا صاف کہون ہون نہ تمکو چہوڑ

چپکے سے بولے لالہ جی تیری بہی نہین وہ مانڑی ہے
ہوگے بڑی بہجتے پر مکار رام جانڑی ہے

بہائی گہراتی جیسے ہوا تبو بلا کو ٹال دے
دہول لگائی سو روپیہ اور بہی لیکی کہال دے

لے لئی سو روپیہ جب اور تب وہ سدہارا اپنی گہر
لالہ جی ہارکے دہیٹ ہو آئی چیرہ اپنی گوٹہی پر

تالی بجاکے اسطرح بولی پہلاکے اپنے گال
پٹر سکار یہہ تو سہے کیسی دیا تجہے نکال

اشعار متفرقہ

بس اوسیکی لطف سی زندہ ہین جو حافظ اور کریم ہے
نہ دوا ہے نہ غذا یہان نہ طبیب ہے نہ حکیم ہے

ایضاً

اختیاری تو نہین اپسے جو دوری ہے
سخت لاچار ہوئیں عالم مجبوری ہے

ایضاً شعر عربی

لطنی القوم من ادوسے الضریۃ
انہ فرقتہ بلا مریۃ

اسنے نطقتی مع الخیمہ
مار ور د مبرد بالثلج

ایضاً

سکت الحبیب ستانۃ بلقے التلذذ سارایا
سمعاوۃ تیخیلون دیرۃ عمون محالیا

معما

عاشق بیچارہ کو درخیال محو بود
شب با وج خواب کردہ گریہ دریا نمود

معما

چون شدم من گرسنہ بغداد را آتش گرفت	بر جہای گلشن شدادرا آتش گرفت

ایضاً

حضرت عشق آپ ہین کچہہ زور شئی نام خدا	واہ ری خلطہ ایلو کیا خوب امی نام خدا

ایضاً

صورت آدم مین عالم ہے خدا کے نور کا	وہ پری نملان سا نکھرا جھمکڑا حور کا

ایضاً

آمدہ تاکہ رو براہ آتش حسن شوخ او	سوی راہ جستجو قال لاالہ الا ہو

ایضاً

کیست آن مرد مسلمان بندۂ پروردگار	آنکہ نامش ہست در قرآن تصریح آشکار

فرد مصرعہ اول بے نقط و مصرعہ ثانی ہمہ بانقط

آہ کل دلکو ہوا درد کہ رکھا ہمکو	جنبش چین جبین بت چین نی بے چین

ایضاً

تاک کے نیچے ہم اوس گل تے تاک لگائی بیٹھی ہین	کونسی سونہہ پہ غنچہ زبق تاک لگای بیٹھی ہین

ایضاً

صبحدم باد سحر زلف ترا مے بوید	بر رخت عکس در آئینہ بنما بوید

ایضاً

چنگل شاہباز ناز مجھسے دو چار کیجے	وادی دل مین آئی سیر شکار کیجے

ایضاً

کب تلک ابر کے پرتو سی رہیگی دہوپ	بار اٹھا نکل آوی کہین چمکیلی دہوپ

ایضاً

چاردہ سالہ جوان ساقی صہبا شدہ است	رامی کشند پیر مغان را آغتی برپا شدہ است

ایضاً

آنے جانے میں کبھی تو وہیان مجھہ پر کیجئے
بندہ پرور سفت کا احسان مجھہ پر کیجئے

ایضاً

کھل پڑی عالم مستی میں تو ہم سخت کھلے
لی نہ اے دختر رز ابتو ترے بخت کھلے

ایضاً

جو سبک سمجھی مجھے اس عشق کے سرکار میں
آیا الٰہی اوسکو خفت ہو بھری بازار میں

ایضاً

اپنا بھی کچھہ یہہ حال غرض جا کے سیر ہے
دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر ہے

ایضاً

ہے یہہ چمن میں عندلیب ایک دماغ چوسی
چاہتی ہے کہ لی اوڑا باغ کا باغ چوسے

ایضاً

وہ جو میری چھیڑ نیکی تجھکو آکر جوب دے
اوسکی دم میں باندہ بندہ چاندنیکو سوب دے

من رباعیات

در خلد زنند اہل جنت چون طبل
گیرند زبادیان حوران اصطبل
ہرگاہ کہ رزق از فواکہ یابند
قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل

رباعی در طلب باران

یارب بصفا و صدق اصحاب حسین
بنگر بر گریہ ہاے احباب حسین
لب تشنہ زمین شدہ ست باران بفرست
از بہر لب تشنہ بے آب حسین

ایضاً

ای بار خدا انجا کساران رحمے
کن بر عطش امیدواران رحمے
اطفال بنات روزہ داران ہستند
برحالت ضعف روزہ داران رحمے

ایضاً

چون میطلبند امیدواران باران
بفرست پئے سیاہ کاران باران
ابر سیہی بدہ بایشان یارب
تا کے ہمہ ہا کنند باران باران

ایضاً

یارب بدعای شرمساران رحم آر … بر تشنگی سیاہ کاران رحم آر
بہ گوشۂ دامان تر شان نخشان … بفرست سحاب و برق باران رحم آر

ایضاً

ہنگام نشاط و عیش و عشرت بفرست … جشن و طرب و سرود و دولت بفرست
عالم سے نالد از براے باران … ای بار آلہ ابر رحمت بفرست

ایضاً

منت بر فرق میگساران بگذار … بر دوش گناہ بار باران بگذار
اے بار خداے کاکل ابر سیاہ … در دست ہمین سیاہ کاران بگذار

ایضاً

نعمت از بہر دین فروشان باشد … کوہ خم مے بہ بادہ نوشان باشد
انواع انواع ابر کردی مخلوق … یک ابر سیہ براے اوشان باشد

ایضاً

ز افلاک صداے العطش مے آید … از خاک صداے العطش مے آید
رحمت بفرست کز دل شان از خوف … صد یاک صداے العطش مے آید

ربا عی در طلب رحمت

یارب برسالت محمدؐ رحمے … یارب بہ صداقت محمدؐ رحمے
من در امت محمدؐ ہستم … یارب برامت محمدؐ رحمے

ایضاً

ہر سدرہ نشین بگوید امین آمین … خود عرش برین بگوید آمین آمین
انشاء اللہ چون دعاے خواند … جبریل امینؑ بگوید آمین آمین

رباعیات ہندی در طلب باران

یارب بطفیل اشک چشم زہرا … فریادی ابھی ایک ابر آوے گہرا

بھ

جل تھل بھر جاویں ہووی خلقت سرسبز — انکھیا وہی اسی گھڑی جھڑی کا لہرا

ایضاً

ہے خشک پہاڑ کے بہی چھاتی یارب — یہ گرمی ہوا نہیں خوش آتی یارب
کر ابر کرم کو حکم برسے ورنہ — ہے گاؤ زمین کے جان جاتی یارب

ایضاً

یا بار آلہ مصطفے کا صدقہ — اولاد بتول و مرتضے کا صدقہ
برسا دی مینہ ہری بہری ہو خلقت — یارب شہدائے کربلا کا صدقہ

ایضاً

جسوقت بڑی بہلو انکو رونا آوے — خلقت کے جگر جلون کو رونا آوے
برسے برسے ہے مینہ نہ برسے کیونکر — کسطرح نہ بادلونکو رونا آوے

ایضاً

روپا برسائینگے روپہلے بادل — سونا برسائینگے سنہلے بادل
امید نہ توڑ حق سے انشا اللہ — آپہونچے وہ دیکھہ اہلے گہلے بادل

ایضاً

با آنکہ گنگار سے و بد ہستی — با شر ذمہ فسوق در پیوستی
از مین ولاے حیدر انشا اللہ — در حفظ و امان او تعالے ہستی

ایضاً

دل میسوزد مرا بر احوال تدرو — گہہ در شیراز ہست و گاہے در مرو
از قطع منازل و مراحل چہ حصول — آیا شمشاد نیست آنجا یا سرو

ایضاً

کے خوش می آید اصفہانی را بلخ — آن صورت غرہ دارد این سیرت سلخ
در خانقہ اہل ریا اے انشا — باللہ کہ سخت زندگانی شد تلخ

ایضاً

هستیم همه جرم و جیب بے عیب خداست
لیکن انشا [illegible] مد رسیده انم
این نیست در وغ عالم الغیب خداست
لاریب محمدؐ است ولاریب خداست

ایضاً

شک نیست که بنده ام اگر گمراهم
انشا الله جنتے خواهد شد
الطاف محمدؐ و علیؑ میخواهم
گوینده لا آله الا اللّهم

ایضاً

هرچند گناه بس عظیم است ترا
انشا الله هیچ تشویشے نیست
از سرتا پا تمام بیم است ترا
هردم سروکار باکریم است ترا

ایضاً

تا کے امراض واین معایب تاچند
تا کے نه کند اعاده در چشم نور
وین عسرت وانیهمه مصایب تاچند
ایها یا مظهر العجایب تاچند

ایضاً

کیا ہاتھ ہلا کے پوچھتے ہو ہے خوش
بس چپکے سے پڑتے ہے نشہ کی دھن میں
ہم جیسے ہین خوش کبھی نہو گا کے خوش
مے پیکے مزاج ہور ہا ہے مے خوش

ایضاً

ای دلبر عشوه ساز احسنت احسنت
دیدی مارا و گفتے انشا الله
با واعمرت دراز احسنت احسنت
احسنت احسنت باز احسنت احسنت

ایضاً

انشا دهنت اگر بیوید دیگر
اسے مست شراب بس الفرماکورا
در دست زجان و دل نشوید دیگر
انشا الله کس بگوید دیگر

ایضاً

ان لحظه که قدر تشنگی شد معلوم
خوردیم چو آب سرد انشا الله
بر ما آورد فوج انده وه هجوم
قلنا صلواً علے الحسینؑ المظلوم

رباعی بوضع دیگر

از بوی حقیقت عطش شد معلوم ۔ برمن آور فوج اندوہ ہجوم
در تشنگی آب سرد خوردم النشا ۔ گفتم صلوات بر حسین مظلوم

رباعے مضمون تازہ کہ نظیر ندارد

ہان ای خورشید حسن با نور وضیا ۔ حرفی بشنو بیا بیا پیش بیا
ازبسکہ تصور تو دارم چہ عجب ۔ کز ہر بن موے من دمد مہر گیا

ایضاً

مخلوق نشد دگر ز صنع بارے ۔ ہم صنعت التشبیہ باین طرارے
ہم شاہ سوار چون یمین الدولہ ۔ دین تیغ خراسان و تفنگ لاری

رباعی در لہجہ قصباتی

اجناس کے موقعن مین اجنا دیکھو ۔ سلما ای علوم کا یہہ سجنا دیکھو
اجنا چیزی ست کان بروید ز زمین ۔ تیو تخم لغت کا تو اوجنا دیکھو

ایضاً

اجناس کے جا گیا جو اجنا ٹھیرا ۔ گھر آیا لغت کا ایک بادل گھرا
تصویر بہار کے دکھائے یہہ تو ۔ تفصیل نہ ٹہیرے راگ مالا ٹہیرا

ایضاً

دستار لغت نہین نہ سجنا آیا ۔ اجناس مین کو دیکھو نکر اجنا آیا
اجنا کوئی ڈھول والا ہوگا اوسکا ۔ کاغذ مین کہانسے ڈھول بجنا آیا

ایضاً

اجناس کے بدلے لکھتے اجنا کیا خوب ۔ قاموس کے رعد کا گرجنا کیا خوب
از زور لغت نئی اوگنے کے رہے ۔ اوس تان کے بیچ کا اوپجنا کیا خوب

ایضاً

بدلے اجناس کے جو اجنا لکھیے ۔ بادل کے گرجنے کو بھی گجنا لکھیے

اجنا رجنا کے باپ کو کیونکر دیجے	تک آپ ہی انکا یان یہ سجنا لکھیے

ایضاً

اجناس کے فرد پر یہ اجنا کیسا	یان ابر نعات کا گر جنا کیسا
گو ہوں اجنا کے معنی چوچیزا وگے	پر ہے یہ نئی اوپچ او پجنا کیسا

ایضاً

ترخیم کے قاعدہ کا سجنا لکھیے	اور اپنے جرو جنا کو خجنا لکھیے
منظور اجی نہ لکھیے لکھنا ہووے	تو کر کے مرخم او سکو اجنا لکھیے

رباعی فارسی در صنعت تجاہل

قاضی کہ لفظ فارسی را عربی فہمیدہ است	در غلط افتد و این ایجاد بندہ است
شکر است کہ حافظم صیانت کردہ است	قاضیم شکوک در دیانت کردہ است
انشاء اللہ خان شاید خواندہ ست	گفت ست کہ این شخص خیانت کردہ است

جواب در صنعت تجاہل مذکور

ہرچند کہ لفظ خان ماضی باشد	اکنون زچہ اعتراض قاضی باشد
الماضی لا یذکر مشہور این است	قاضی سے باید اینکہ راضی باشد

رباعی مذکور بطور دیگر

صد شکر کہ حافظم صیانت کردہ است	قاضی مطعون از دیانت کردہ است
انشاء اللہ خان کردہ ست خیال	زینجاست کہ گفت آن خیانت کردہ است

ایضاً

صد شکر خدا مرا صیانت کردہ است	قاضی مطعوم از دیانت کردہ است
انشاء اللہ خان خواندہ ست ازان	گفت ست کہ این شخص خیانت کردہ است

ایضاً

گو دشمن جان مفتی و قاضی باشد	زان تذکرہ چیست ہرچہ ماضی باشد

زانکہ نیکی کن چہ خیزد خوش باش	انشاء اللہ از تو راضی باشند

در صنعت منظوم النثر المشہور

زاہد و نشاط و عیش کردہ ہجوم	ایجاب و قبول جھگڑے شہ مرقوم
با دختر رز بہ پیر مغان عقدم بست	قد قلت قبلت بالصداق المعلوم

صیغہ نکاح من حیث المجموع بلا تکلف در یک مصرعہ مرقومہ بالا موزون شد

الحق این اعجازی است کہ ورک عقل ازان در می ماند و طایر اندیشہ خود را تا آنجا نمی رساند چرا کہ از بدو مباح شدن نکاح و حرام شدن سفاح ایضاح این شعر کہ مراد از قبلت بالصداق المعلوم باشد و ما بند پسا صباح بر شایع است ذہن کسی بہ آن ہنوز ذنش پی نبردہ و ہیچ کدام فردہ مراد نخوردہ

ایضاً در بیت صوم

بہاتا ہے بھوک پیاس سب کچھ سہنا	اور روزہ میں انتظار مغرب رہنا
آپس میں سحر گہی چپلین اور پہنا	بالصوم غداً نوبت اونکا کہنا

ایضاً

میں کوچہ عشق کے جو کرتا ہون سیر	آرام سے اور اس سے تو ذاتی ہی بیر
ہر لحظہ مرے زبان پہ جاری ہے انشا	رب یسر ہے اور تمم بالخیر

ایضاً

احرام میں لبیک و سعدیک سے دل	خوش کرتے ہین گو کعبہ وان ہالہ دل
ناقوس صنم سے ہم بھی یہان سنتے ہین	سبحانک ما خلقت ہذا باطل

ایضاً

ہی انس مجھے تو سب سے ہے کس سے بیر	کعبہ میں بہت رہا ہے اب قصد دیر
اے زاہد و برہمن نہین ہے کچھ فرق	یہہ بھی ایک سیر ہیگی وہ بھی ایک سیر

ایضاً

تہین جبکی نئے وہ چہلین تین تس کے لئے	ویسا پھر کون ہو کہ ہون جسکے لیے

آرام و شکیب و صبر و طاقت سب گئی
روؤن پیٹون بہلاین کس کے لیے

رباعی بے نقط

ہر دم ہوس وصال دارد دل ما
درد و الم و ملال دارد دل ما
در راه او داد هر سو گردد
حالا که وگر کمال دارد دل ما

رباعی در مناجات

یارب بتصدق جناب حیدر
وز بہر جمیع عترت پیغمبر
از وادی اضطراب مارا برہان
ای قابل قول من یجیب المضطر

ایضاً

دین و دنیا و نام و عزت و تمکین
تسکین دل و قناعت و صبر و یقین
خلقت کو اپنے تو نے سب کچھ بخشا
اللہ مگر ہم ترے بندے ہی نہین

ایضاً

زاہد جو ہین اونہین ہے طاعت پہ گھمنڈ
اہل دنیا رکھی ہین دولت پہ گھمنڈ
واقف ہون نہ طاعت سے نہ دولت سے مین
ہے مجھکو اگر تو تیری رحمت پہ گھمنڈ

ایضاً

ہر چند کہ ہین بحسب ظاہر ہم کم
حق ہم مین ہے اور حق مین الحق ہین ہم
باور جو نہو تو ہمی زاہدون کو دیکھین
پتلی ہین آنکھ کے ہے سارا عالم

ایضاً

غم نے ترے ایکدم نہ دل خوش چھوڑا
تھا صبر جو یار اون نے بھی موہنہ موڑا
جلتا ہے عجب طپش سے اس سینہ مین
اللہ یہ دل ہے یا کہ پکا پھوڑا

ایضاً

آنکا ترے خیال حد سے گذرا
دل صبر و حیا سے اپنی حد سے گذرا
کب تک دیکھا کرون بھلا پیارا راہ
بس یار کہ انتظار حد سے گذرا

ایضاً

اپنی بھی نظر مین سب یہ گہاتین ہین گے
ہان تم ہو رقیب اور یہہ راتین ہین گے
کہتے جو محبت ہو تجھکو مین چاہون ہون
موہنہ پر کی میان یہہ ساری باتین ہین گے

ایضاً

ہان موہنہ سے کہین ہماری ہم سے ہی جیسے
رہتی ہے نہین ہوا ہی ایکدم بے خیر
کچھہ اور تو کیا کرین گے لیکن ضد سے
ہی بیٹھین گے جی ہے ہم پھر اپنا بس خیر

ایضاً

ہیرا نہین قیاس کے ہنر سے عاری
جو شخص ہین طالع سے او نہین کی یاری
اعلی درجہ کو پہونچے وہ ہم رہ گئے
کیون ہو نہ گران مایون کا پلہ بھاری

ایضاً

کافر یہہ کہے ہے حق پرستی سے گذر
ناصح کہتا ہے جوش مستی سے گذر
انشا تجھسے جو پوچھو ہین دو نو پوچ
جھگڑا کہین چھوٹے اپنے ہستی سے گذر

ایضاً

مینے جو کہا اوس سے یہہ رو رو پھر آہ
صد حیف کہ دل سے دل نہووی آگاہ
وہ ہاتھہ کو پھیر اپنے موہنہ پر بولا
سمجھونگا بھلا تجھسے مین انشا اللہ

ایضاً

بہلہ رہی تمہاری شان بہلہ رہی دماغ
بہلہ رہی تمہاری آن بہلہ رہی دماغ
مجھسے کبھی بات بھی نہ کرنے اللہ
بہلہ رہی تمہارے جان بہلہ رہی دماغ

ایضاً

شب نعش پہ پروانے کی گریان تھی شمع
اور آتش فرقت مین فروزان تھی شمع
اتنے مین پٹک کے سر سے تاج زرین
دیکھو تو ستی ہوگئی بیجان ستے شمع

ایضاً

مینے جو کہا مری طرف کو دیکھو
دیتا ہون و گرنہ جی ہے دیکھو دیکھو
غصہ ہو لگے کہنے کہ این کیا معقول
خوب بے خطے کے واہ موہنہ تو دیکھو

ایضاً

ٹھہرا ہے یہی جو دن ہے بھرنا جینا	ایسا مجھکو تو کیا ہے کرنا جینا
جو دم کہ کٹے خوشی سے سو بہتر ہے	آخر تو یہہ لگ رہا ہے مرنا جینا

ایضاً

لازم یہہ ادا و ناز سہنا ہے نہ تھا	اور اوسکی طرف دیکھکے رہنا ہی تھا
اظہار کیا کہ چاہتے ہیں تمکو	کہہ بیٹھے ہم اوس سے جو کہ کہنا ہی نہ تھا

ایضاً

سب چھلکے سے بنے جبکہ اوسکے چھلکے	بوسے کہ پڑے جان پہ تیرے سٹکے
پھر دانت تلی کھسک کے ناحق یہہ کہا	بس چل بے اب آشنائی تجھسے کٹکے

ایضاً

عالم کے سبھی طور ہمنے کیا کیا دیکھے	خوبان کے بھی لطف و جور کیا کیا دیکھی
شادی و غم و وصل و ہجر ای انشا	کیا کیا دیکھین گے اور کیا کیا دیکھے

ایضاً

دل میں نے سنا کہیں نکل ہی جاوے	اس غصہ سے جان کیون نہ جل ہی جاوے
گھبرا گھبرا کے دم لبون پہ آیا	اف کیجئے اور بس نکل ہی جاوے

رباعی بایجاد غریب

جم جم تو بیٹھے اور دی مجھکو جام	جم جم تو بیٹھے اور دی مجھکو جام
اس دور میں ساقیا نہ کر کچھ تکرار	جم جم تو بیٹھے اور دی مجھکو جام

ایضاً

کی مے سے جو ایکبار توبہ	اے ساقی و اے بہار توبہ
بس کیجئے معاف مجھسے تقصیر ہوے	توبہ توبہ ہزار توبہ

ایضاً

پھر عشق ہوا ہی میرے جی کا جنجال	ہر وقت رہی ہے مجھکو اوسکا ہے خیال

اب وہیان کہین ہے اور جیتون ہی کہین   دل کاٹے اندنون عجایب احوال

ایضاً

جنت کے فواکہ ہین روپیہ پیسے بولن   جھوٹ ہون نصیبون مین اگر اپنی ہون
جو لذت و لطف چاہو انسے لو   طوبیٰ کے پھل ہین یہ کہ بہر جونکو تون

رباعی مستزاد

در سلک سخن زلب گہر ہا می سفت زاہد می نوش   مشتاق رعایت شیخ و واعظ نہ شنفت در عیش خوش
نگذشت ز حد جو قیل و قال ایشان اوہم بجواب   زاسرار نفخت فیہ من روحی گفت گفتند خموش

رباعی

از بہر محمد و علی و زہرا از بہر حسنین   صدقہ سجاد و باقر و جعفر کاہو رب زین
بہر کاظم تقی رضا بہر تقی از بہر نقی   بہر حسن و مہدی دین یا مولی دی مجھکو چین

ایضاً

معمورۂ دل ز جلوہ ہای صنم است   ہر جا یہ ز جلوہ ہا بجاے صنم است
در ہی تو برہمن و فغان ناقوس   این سینہ مگر کلیسای صنم است

ایضاً

زاہد ز کلیسا بجنگ آمدہ ام   مولویت و ناقوس بچنگ آمدہ ام
چو خاج و صلیب ہمچو صبیان دارم   انجیل گرفتہ از فرنگ آمدہ ام

ایضاً

قطع نظر از ما و منی خواہم کرد   نیکی نہ چو زاہد دنی خواہم کرد
زنار ز اشک و رگ جان خواہم بست   در بتکدہ ہا برہمنی خواہم کرد

ایضاً

جز جلوۂ او درپردہ دیدہ نبود   جز سیر خودی ہیچ مرا سیر نبود
چون خوب بچشم غیر بیجا دیدم   من بودم و دل بود کسے غیر نبود

ایضاً

هرچند نجوم چرخ را انبازے
هر دم لقشون قاهرے تازے
بے افتاری گلوم از طفل سرشنک
بازی بازی بریش بابا بازے

ایضاً

چون طوف حرم نصیب غیرم کردند
رهبان کلیسائے دیرم کردند
در کنج خرابات خویش اوقات گذشت
صد شکر که عاقبت بخیرم کردند

ایضاً

رفتیم تہ خاک و درد یارم باقی است
وز بادهٔ عشق او خمارم باقی است
نرگس بدمید بہ مزارم چو نگاه
یعنی که هنوز انتظارم باقی است

ایضاً

زینسان که بسوختن سرے داشته ام
در شعلهٔ حیات خویش انگاشته ام
با سوز و گدازت ار نسازم چه کنم
چون شمع ز آتش علم افراشته ام

ایضاً

روزم شده همچو شب نمیدانم چیست
جانم آمد بلب نمیدانم چیست
می جویم و خویش را نیابم در خویش
بیتابی را سبب نمیدانم چیست

ایضاً

افتان خیزان اگر توانم خود را
در عالم بیخودی رسانم خود را
من کیستم و چه ام چه بودم چه شوم
نشناسم خویش را ندانم خود را

ایضاً

آن طائر دل که بود عرشش ماوا
شد مرده ز ارتکاب عصیان اینجا
دارم سوال از تو چون ابراهیم
رب ارنی کیف تحیے الموتے

ایضاً

هرچند که مدام دیده ات پر آب است
وز سوز درون دلت بیتاب است
انشاء الله که شود مقصودت
خوش باش خدا مسبب الاسباب است

ایضاً

گفتی که بجای خود نشین یعنی چه — از هیچ منت چنین بچنین یعنی چه
محروم ز صحبتم چرا میداری — آخر چه گنه چه موجب این یعنی چه

ایضاً

از دیدن من ترا چه تنگ است بگو — زاهن دل تست یا ز سنگ است بگو
همراز شوی سگی و گاهی خمار — این بوقلمونی از چه رنگ است بگو

ایضاً

یکچند ز لطف دلربایی کردی — چندی از جور بیوفایی کردی
گردید محال دیدنت هم الحال — میدانم دعوی خدائی کردی

ایضاً

گو آمدن و نشستن و ایستادن — با یکدیگر بخنده لب بگشادن
گفتی ندهند بار کس را در بزم — مجرا موقوف شد بلفظ دادن

ایضاً

در بحر حقیقت است عالم چو صدف — غواص محمد و گهر شاه نجف
احباب امواج و اهل بیتش کشتی — باقی همه خار و خس وخرجینک خذف

ایضاً

وادی مقدس نجف اشرف را — دانیم که آن روضه چو طور است آنجا
آمد ز درش خطاب انی انا الله — در وجد شدیم خر موسی صعقا

ایضاً

ای صفدر و منصور و شجاع آصف جاه — بادا به نصرت ز الهی تا ماه
در دهر همیشه چون سلیمان باشی — یاران همه گویند که انشا الله

ایضاً

دل گشت دو صد قاش بگو بخشی در — شد در از کنون فاش بگو بخشی در

کشتی مارا بشے تو گشتی آغا + ای مرد قزلباش بگو بخشی در

ایضاً

دل رفت بدست عشق آغام خدا جانم شد بدست عشق آغام خدا
مردم مردم کنون ز جورش مردم مردم از دست عشق آغام خدا

ایضاً

با من بسر لطف و مدارا عشق است تنها هم گوید که این گدارا عشق است
خواهی لبیک و خواه ناقوس صنم ای زاهد و برہمن صدارا عشق است

ایضاً

گر زاہد و گر مست و گر قلاشم رندانہ بہر طریق خوش می باشم
آن کیست کہ غیبتم بگوید انشا اندر دہن پدر کلانش شاشم

ایضاً

می ہیچ خورد نہ آب خورد شد ایزد نی خواب کند نہ جامہ پوشد ایزد
ہر نقد عبادتی کہ زاہد دارد کی باغ بہشت می فروشد ایزد

ایضاً

زاہد کہ بجوش نیست بہر معمورست از حوصلہ اش خدا پرستی دورست
خود میداند کہ مایہ تقوایش امرود و انار و خوشہ انگورست

ایضاً بزبان اردو

گذری دنیا میں خیر جیسے گذرے ہر طرح یہ عمر میں ایسی ویسی گذری
پر وہاں کے خبر ملی نہ کچھ آجتلک بیچارے مسافر و نہ کیسے گذرے

ایضاً

از بہر لقمی مسافر آزاد است کاتمام گروہ را علامت خداست
بنہد نہ الف بود نہ جی سی مونہ از بہر ق و این منار و اینک چاہ است

ایضاً

از ناخن طنز خاطر باده پرست
بگذار هزار زد و تقوت از دست
چشم بد دور طرفه چیزے هستے
انشاالله پهلوان زنده خوش است

تخراش آغا داری توفیق خود هیچ مگو
برجاش آغا ای یار شفیق پندی بشنو
ماشاالله ای نام خدا سبحان الله
خوش باش آغا ای زهد طریق با خلق نکو

مقطعات در معرفت زبان پشتو

ی بکسر یا تحتانیه هستی مے شود
یو بضم یا تحتانیه را هستیم دان
هان بگرو واحد و غایب مذکر نیست دی
وه بفتح واو های ساکن اینجا بود و ان
وی بفتح واه بود ید است و وم بودم بود
دی بکسر دال با یا معنے هستید شد
نیست اینجا شد ندی ولیس ندی شنند

یاسته هستید ویم بالفتح هستیم ای عزیز
نیست در تذکیر و در تانیث فرق هیچ چیز
در مونث ده بفتح دال با ها شد تمیز
و وچه بودند است و وی بودی ای جان جهان
دی بفتح دال با یا هست باشد سر زمان
نون مفتوحه در اول شان کند منفی عیان
جمله انشاالله این را یک بیک سازد بیان

قطعه دوم

به سلک نظم کشتم رسم خط پشتو را
به فوق و تحت همین سین و نقطه ثبت شود
بدون مرکز اگر کاف وش بود حرفے
بدانکه وقت تلفظ چه دال و تا باشد
مراد اگر متکلم بود بوقت کلام
ذ دال حرف بدان مستفاد و ضافت را
بود مرا د از این فقره خون دل کردن
ادخی چه اشک شور کوست چشم و مخ رود نیست

سه نقطه بر سر ح آورند و زی خوانند
بوقت خواند نش او را بجا سے خ خوانند
دو نقطه بر سر و زیر ش نهند و کاف کنند
چه های هوز اگر زیر دال و تا آرند
باین رویه همین میم حرف منویسند
مثال او درته خو کره است ای دانند
ازین زیاده چه گویم به پیش دانشمند
زره دل هست یعنی اینچنین همے گویند

ل جاهی از تو بدان سخ سرورانه مرا — زاشنک سرخ لسر او خیو شیر خان گفتند
بدانکه مرا کره یعنے بده کن کاه تو بکن — هفه ډرح بود آن روز هست ای فرزند

قطعه سوم

و ذرا تو سیل میدان سے تنگی مے شود — ب بجای درهم آید هم بجاے برلود
لاړ راه هست و لاړه را بدان استاده است — شد لاهی زا یعنے زانجا زهی بود جاری کند
لو تره یعنی کبوتر لس شخه را سیر دان — نسته را نیست میدان کو رخانه کن سند
کوری می بیند کرم میدارم هست دل مدام — روغ را میدان مرتب من ترا باشم بلد

قطعه چهارم در بحر هزج سالم

ډودی اخورا خوړنان لنه بنشین یار استا — تن امروز است در شه سنکے نیکے دید بولا
بیا تا من بروم ... رو ... ګی ... — خو لو یعنے دهان غاخونه دندان و لیوړه بینی
روز هی ابر و غوکو نه گوشت دشت کردن کجا انجا — ژبه یعنی زبان و وس وست در غوی کف شد

کوته انگشت و انگشتان گوتی قدسه گوړا

ایضاً

یو د یلار پدر مور ار بدان مادر — خور است خواهر لور دختر است ډر دویه بېر

ایضاً

یو دوا لس در هی سلو بنیرا — اشپگ آن لس او دوا تانه لس
یو لس و دو الس و در نی لس لس گو — تا سلو لس و پنیر لس در رس

قطعه

شل بود بیست و یس در شش سی دان — سلو کیپ را بجاے چل هیچو ا ان

نیز دشت پنجه است و اشیا رش شصت و هفتاد او یا بعد از ان
هست هشتاد و آتیا و نو تا و با شد صد سال است ای جان

قطعه

گروهی را که خود ایز تعالی عبادی خواند در دار السلام اند
مر ایشان را حفاظت میکند حق میان قوم خود با احتشام اند
خواص الناس ایشانند لاریب عوام الناس شیطان را غلام اند
ترفع را چه نسبت با حضیض است بزیر اینها و شان بالای بام اند
مقید گشته اندر فوج ابلیس گرفتار مصائب صبح و شام اند
نظر کن آیه و استفزز ای شیخ همه ابلیس را در زیر دام اند
جو بر سر خاک ریزند این غریبان ندیدستند آبی تشنه کام اند
ولیکن پخته اند اندر عقیدت اگرچه در عبادت سخت خام اند
گهی نشنیده اند آواز غیبی مقر وحی و منزل لا کلام اند
گهی در خواب جنی را ندیده شناسای ملایک هم قیام اند
غنیمت دان اگر صائم نباشند که از دل بنده ماه صیام اند
نماز سرسری از هم گذارند نگو شان را که از جنس لئام اند
دگر زایشان چه می آید باین عجز ببی بی چاره ها مشت عظام اند
بشر هستند گر چیزی از ایشان شود سرزد بسی عالی مقام اند
که از سلطان شیطان در رسیده برای امر دین در اهتمام اند
برین تقدیر اگر در عقل سنجی خواص الناس کمتر از عوام اند

قطعه در تاریخ رحلت الماس علیخان

رفت الماس علیخان طرف ملک بهشت وای ویلا ز چنین حاتم دوران افسوس
قائم اللیل و سحر خیز و انیس الفقرا کس نبود است چنین قاری قرآن افسوس

شصت سال است که او وفات شریف آن بود
آه رخ آه ز حیف مرد مسلمان افسوس

صبح در ماتم او چاک گریبان کرده
گشت بکمره تر از شام غریبان افسوس

سال تاریخ وفاتش ز خرد جستم گفت
حیف ای آه از الماس علیخان افسوس

قطعه

عجب طرح کا یہ مضمون ہاتھ آیا تھا
کسے عرب کے جو ضربت رسیده تھی کف دست

تو اہل ہند کے سمجھانیکو یہ کہتا تھا
ہنا ملاحظه سف آن ہذه المخوب است

قطعه

سنو لطیف ترین قصص برای خدا
بآن بزرگ که بود است ساکن بغداد

بگفت مرد طریقی النعلم الپتنه
فقال اعلمها انها العظیم آباد

بلیح مصر وسکانها لطیف ولطیف
ہناک اہل صلاح ہناک اہل سداد

ایضاً

والا مناقبی که بری از معائب است
آغا جواد المتخلص بحاجب است

امروز ہمچو صیغۂ معروف ذات اوست
مذکور رفتگان همه مجهول غائب است

ایضاً

ہست ورد سحرت آیه سیروا فی الارض
بیشتر بار ز ولایت بحجاز آمده

تا به این کابه ہم از لطف نمائی چه عجب
ای که از راحلۂ دور و دراز آمده

بارک الله بیا اے قدمت بر سر و چشم
که پئے دیدن ارباب نیاز آمده

تا بہ پرسم کہ رہ بادیہ راطے کردی   یا درین معرکہ از راہ حجاز آمدہ
از چہ رومی نکنی خاطر انشاء اللہ   اندرین شہر خود ای بندہ نواز آمدہ

ایضاً

تو ای نسیم سحرگہ ز جانب انشا   برو بخدمت حاجب علی شیرازی
سلام شوق رسان و بگو بعجز و نیاز   کہ می سزد بکمال تو ہر قدر نازی
بلے ز نفحہ روح القدس مدد داری   ازان مسیح زبان و سرا سر اعجازی
ہمای عالم قدسے سہیم تو عنقاست   چو طائران بہشت بدین خوش آوازے
قصیدہ و غزل فی البدیہات دایم   علو مرتبہ داری بلند پروازے
کسی بہ پیش تو دیگر چہ لاف شعر زند   بفکر سعدی شیراز را تو انبازے
لبسان رستم و ستافزاے نکوکردار   بہر طرف کہ کنی قصد رخش می تازی
ہنوز قید ندارے چو سرو آزادے   بہر کجا کہ دلت میکشد سرافرازی
تو سر بمہر نثر ہمچو نامۂ شاہان   اگرچہ فقرۂ مخصوص مطلب رازی
باین جریمہ کہ حاضر بخدمتت نشدم   توقع اینکہ ز چشم خودم نیندازی
بدون حکم وزیر الممالک ای آغا   چسان کنم حرکت تو کریست یا بازی
نماز روزہ معاف ست عذر گر باشد   بگو برای چہ دیگر بشکوہ پردازے
بعید نیست پئے سیر اگر بخانۂ من   قدم گذارے دگاہے ز لطف بنوازے

قطعہ تاریخ جلوس جناب عالی متعالی مدظلکم العالی

دوازدہ صد ز سال ہجرت گذشتہ بود و دوازدہ بالا   کہ این سعادت علی اعلی ز لطف بخشید مملکت را
عدد رسید از ائمہ دین دو شش برای تو نقش آمد   سہ خال آورد آن مقامر کہ باخت نرد دغا و غوغا
ہمای تاریخ بود در سر سروش غیبم گفت رہبر   بگفت لفظی و معنوی خود میان دو شش بود ہویدا
عدد دو شش با ہزار و دو صد بود و در دو شش حساب ابجد   دوازدہ گر دلت بخواہد دوازدہ بود ائمہ ما
ازین دلیل صباحت افزا کہ ہست مانند صبح روشن   نمود تحریر کلک انشا دو شش سنین جلوس والا

عروس ثلمیک یافت والی شود و امن برار لاے — چو دید حسن جناب عالی شگفته روشد مثال عذرا
شجاع باذل نصیر عادل اولی الفضائل رئیس کامل — ضمان سائل نکو شمائل بلطف مائل بعدل کسرا
وزیر اعظم مہ مکرم ندیو عالم نشه معظم — بذہن اسلم بجود محکم بعقل احکم امیر دانا
چرانه حاسد ز رشک میرد چو حق مرکز قرار گیرد — زمانه زینت ز تو پذیرد بفضل سبحانه تعالی

ایضاً قطعه

اوس کہلاڑی کی بہلا کرتب کو کیا لکہے کوئی — بوند بہر پانیکو جسنی چاند سا ٹکڑا کیا
ٹہو کے سکتے سامنہ یہان سے وہان تلک جو کچہہ کہے — ہوگیا سب وہ اجہڑے تو سوچ تو کیا کیا کیا

قطعه تاریخ مسجد سالار بخش

مرد ہی ٹہو کے دولت چرخ کی مسجد کے بیچ — تجہکو اب چوردن سی بہی ایک راہ ہی سالار بخش
امر نا مشروع پر موقوف کچہہ ہرگز نہین — بخشنے والا ترا الله ہے سالار بخش
کیون ہو سیرا کی ہٹیی یہہ تری بہائی و لاٹ — بول اُٹہی سب کہ قرص ماہ ہے سالار بخش
آئے بہرات بخت سے یون مسعود غازی کہہ گئے — ہے یہی تاریخ مسجد واہ ہی سالار بخش

قطعه عربی

رب علی رحمتک الوافیه — اسئلک الصحة و العافیه
انت مغیث الفقراهب لنا — عافیة کافیة شافیة

ایضاً

سنار اروشنی گویند لاریب — بجز الش آن سناحرفی ندارد
بیاموز آشنائی را ازانش — که غیر از آشنا حرفی ندارد

ایضاً

تا شرب باده شغل شه بے نظیر بود — درویش هر کجاست ز بذلش امیر بود
مسدود گشت باب سخاوت ز توبه اش — شر قلیل باعث خیر کثیر بود

تاریخ فوت امیر بیگ

واے ویلا کہ نوزدہ سالہ — رفت چون آن جوان بسوی جنان
وادریغا ست از سر افسوس — سال فوت امیر بیک بدان

ایضاً قطعہ

بنر نے گل پوست کندہ کہا — یہ پہنچوایہ اپنے سے اسے بربری
نری تو نہ روٹھا نرونکا یہ کام — نریٹی کٹانے نری تھی نرے
یہی قول سجاد کا یاد رکھ — نہ کر ہم سے کہریان عبث اے کہرے
نجیبون کے گہر ہین نہین کوئی نر — چارون کے حصہ پڑی ہے نری

قطعہ تاریخ مسجد سالار بخش

سالار بخش اینجا رقاصہ ایست در شہر — اعجاز ظاہر او را در ہر مقام ہندی است
فی الحال مسجدی ساخت وہ وہ چہ طرفہ مسجد — آن مسجدی کہ گوئی دار السلام ہندی است
در رقص و در تغنی یکتای عصر خویش است — ہیرست مادر او زین نام نام ہندی است
سکان ہند اکثر با اعتقاد باشند — ذکر خواص یکسو این از عوام ہندی است
انشا دگر چہ گوید چون خوب غور کردہ — تاریخ مسجد او بیت الحرام ہندی است

قطعہ

جبکہ کٹ کٹ کے بنا دستہ تو بولا وہ درخت — جہانٹ جس سے اوسی نجار پسر لیتا ہے
میرے ایک جزو کو دہر اپنی ہی قوت کی ہنی — واہ کیا سوچ کے تیرا یہہ تبر لیتا ہے

ایضاً

بخدا کہ غائبانہ و بہ خیر سفتم آغا — ز صفات آنچہ باید بحضور گفتم آغا
اثرے ولی مرتب نشد است شرمسارم — کہ ہنوز گرد ہا راز رہ ہیت نہ رفتم آغا
سر ماہتاب تابان کہ شمردہ ام کواکب — ز فور اشتیاقت ہمہ شب نخفتم آغا
نہ کشیدہ ام نفس ہم تو ببین چہ کار کردم — کہ چو برق شعلہ را تہ دل نہفتم آغا
زچہ روکہ خرامد پے سیر خانہ باغم — نہ درخت سایہ دارم نہ چو گل شکفتم آغا
پے دیدن جمالت نرسیدہ ام و لیکن — چہ قدر زمحنت و ستم چہ قدر کلفتم آغا

سخنے کہ گفتہ بودمی تو بگوش گل سحرگہ | بحضور وصف انشا ز صبا شنفتم آغا

قطعہ در تہنیت جلوس سالگرہ جنابعالی

ہر طرف سرو قباپوش بڑے پھرتے ہین * کھولی کیون دلکی نہ ہر غنچہ خوشحال گرہ
بھر رہی زر و اجناس کے از بہر نثار * بیٹھے سب کھولتی ہین صاحب اموال گرہ
یہ سئے گوہر شب تاب کہ بس خیر اپنا * کہکشان دینی لگی کھول کے رومال گرہ
آج نواب فلک رتبہ یمین الدولہ * ناظم الملک بہادر کے ہوئی سالگرہ
جب تلک عقد ثریا رہے انشاء اللہ * یون ہی پڑتے رہے یہہ تا صد وسی سال گرہ
سٹھی ناڑی کے برس گانٹھہ سے پھر لین تو مدام * پھر نئی سرسے وہی ٹھیری جدی سالگرہ
رشتہ عمر مین دیتی رہین تارونکی نمط * خود رسولؐ و علیؑ و فاطمہؑ و آلؑ گرہ

قطعہ دعائیہ شاہزادہ سلیمان و تہنیت نو روز

خداوند بحق جانشین احمد مرسلؐ * اسی نو روز مین محکوم روم و روس ہم دیکھین
قشون قاہرہ حاضر جلو مین شاہ کی ہووے * کرین گردن کشان پھر سب پابوس ہم دیکھین
پڑھین خطبہ مین اوسکا اسم اعظم سکہ ہو جاری * عدو جو کوئی ہو یارب اوسی محبوس ہم دیکھین
عمل اوسکا ہو جون شاہ جہان بانیس صوبون مین * گلی مین اپنے بھی ایک خلعت ملبوس ہم دیکھین
وہ ہی تخت مرصع اور وہی پھر چتر حاضر ہو * زمرد کی بنی ویسی ہے پھر طاوس ہم دیکھین
دعا مانگی ہے انشاء اللہ ای یارو کہو آمین * سلیمان کا جلوس میمنت مانوس ہم دیکھین

قطعہ در تہنیت صحت نواب سعادتعلیخان بہادر

این روز دلکشاست چہ خوش عید جان نواز * کامروز نور تازہ چراغ نظارہ یافت
فیض ہواست بسکہ بہر سنگ کارگر * بالیدگی چو غنچہ نسرین شرارہ یافت
یعنی وزیر اعظم دوران کہ سرخرو * از حلقہ غلامی او گوشوارہ یافت

آن ناظم جهان که زمین نگاه او — کام گدا برآمده و رنجور چاره یافت
کرده است غسل صحت داز فیض او تمام — نسرین و لعل در چمن و بحر و خاره یافت
او ریخت آب بر تن و شد شاد عالمی — چون تشنه که آب بقا را نگاره یافت
گویی تمام خلق تن یک مریض بود — صحت به بدن رخت اهی ماه پاره یافت
زان چیزها که در صد قاف از نظر گذشت — این پیر چرخ هم طبقی از ستاره یافت
تاریخ عید فرخ غسل مبارکش — انشا نوشت ملک حیات دوباره یافت

ایضاً تاریخ صحت

از رنج مزاج ناظم الملک — بوده است زمانه را بدل درد
هم غسل بهار سر گران داشت — می گشت نسیم با دم سرد
آن روی لطیف تر ز نسرین — بوده است برنگ جعفری زرد
شد محو حسن نرگس آسا — ضعفش زد و چشم ناز پرورد
از لطف حکیم بنده پرور — بخشنده بو به غنچه نورد
آمد پی شستن تنش آب — خورشید بگونه زر آورد
صد نغمه تهنیت بگردون — از نوع بشر رساند هر فرد
انشاء الله گفت تاریخ — در چشمه زندگی شنا کرد

ایضاً تاریخ صحت نواب ممدوح

ناظم الملک ستم دیده الم — چون ز فضل اله غسل نمود
جبهٔ خویش را مسیحا بخشت — مهر زرین کلاه غسل نمود
آب برای نماز شکرانه — شاه انجم سپاه غسل نمود
سال تاریخ جستش انشا — گفت با اوج و جاه غسل نمود

تاریخ ازدواج مرزا سلیمان شکوه بهادر

سال تاریخ ازدواج کسی — که سلیمان شکوه ذیشان است

گشت مرقوم لوح حق بہ قلم
عقد بلقیس با سلیمان ہست

قطعہ در تہنیت جشن نواب ناظم الملک سعادتعلیخان بہادر دام اقبالہ

آج ہی زور ہی کچھہ دہوم کے شادی انشا
جبسے آغوش وزارت مین رہی بوسی عروس

اہل نظارہ کے آنکھون مین سمائی اکر
فر کسرے و فریدون و جم وکیکاوس

یون زری پوش ہوئی کرسی زینہ کہ گرو
جیسے گلشن مین پہرین جلوہ کنان ہو طاؤس

شرق سی غرب تلک عرب سی لیکر تا شرق
روس سے روم تلک روم سی لیکر تا روس

کوئی سو بار پہر آوی تو نہ دیکھی ایسے
شوکت نوبت شاہانہ و آوازۂ کوس

کیا تعجب ہے اگر دیکھہ کے یہہ فور وظہور
گبر دیرینہ ملقب ہو بہ عبد القدوس

سطوت صاحب محفل کے نظر کرنے سے
بانگ بیباک کرے ساز صدای ناقوس

ذہن ایسا کہ ارسطو بھی کرے شاگردی
مدرکہ یہہ کہ بہ از مدرکۂ جالینوس

آسمان تارون بہری رات کی کہاتا ہے قسم
کہ رہے طالع اگر ہم بھی ہون ہیاکی فانوس

شکر ہے یہہ کہ مراد آج برآئے صد شکر
چھٹ گئی جتنے کہ تہی قید الم کے محبوس

کشت امید تر و تازہ ہوئی خلق کے آج
کوئی اسوقت کسی طرح نہین ہے مایوس

قدسیان مستعد آمین کے ہیے مین یہہ قول
تا کرے تیری مدد بادشہ کشور طوس

ناظم الملک بہادر کو یہہ انشا اللہ
ہو مبارک صدوسی سال تلک جشن جلوس

ایضاً در تہنیت صحت فرزند نواب سعادت علیخان بہادر

تیری نواب جہان تاب کو انشاء اللہ
ثمر نخل برومند مبارک ہووے

روشنی اوسکی ہے دنیا مین رہے اور اسکو
شادی صحت فرزند مبارک ہووے

قطعہ در جواب کسانیکہ باکوفہ لکھنؤ را ہمعدد دانستہ طعن می نمودند

ہی لکھنؤ تو جائے وا علی سے ہم عدد
کیونکر نہ اسکو نا د علیا کے ہو مدد

اچھی طرف نہ جائے الیاس ضرور کیا — جون ابن سعد لائے کوفہ ہی کی سند
جائز ہے اس دلیل پہ آکر اگر کہے — فخر معاویہ مین کوئی خارجے اشد
بارہ مہینے برج بھی بارہ فلک مین دیکھ — بارہ ہی بارہ اونین بھی ہین تو نہ رکھہ حسد
بارہ وہاکے بارہ ہی یاد وے اکائیان — نام معاویہ کو نہ سوے اگر خرد
بارہ بغیر کار روائی کہین نہین — ہی حال مومنین بڑائی پہ حد سے جد
نام خدا یہ شیر بھشت زمانہ ہین — ہین لاکھون اسمین بھولکی صورت کی سرقد
ہوتے ہے اسمین تعزیہ داری امام کی — اسکی مدد کو ہین حسنین اور اونکی جد
اول کا اونکا یا ولا اسکی ما موج ابجر سال کی — بر بغض ہزار و دو صد لعن ہے سزد
دشمن کو لکھنؤ کے بس اب جاپہ ندیکو سوئے — پر اوسکی دم مین باندھکے ایک برچہ شد
سب اوسکی عزت اور سعادت ملی ہی ہے — قائم رہے ہمیشہ الٰہی وہ تا ابد
حاکم ہے اوسکا ناظم ملک جہانیان — بخشی خدانے ہے جسے لمع جبین و خد
نواب نامدار سلامت رہے مدام — باندھے ہے وہ ویلکے شرق سے تا غرب اپنی حد

قطعہ تاریخ قتل عام کہ نادر شاہ در دہلی کرد

یکہزار و یکصد و پنجاہ و یک بود آنزمان — تا بیامد شاہ نادر ان مجسم شکل قہر
چون لباس سرخ در پوشید گفتا اولاتکل — رود خون گشتگان مخلوط شد با آب نہر
بہر پرسید ندا آہ را نیز اندران سفاک دہر — فقرۂ تاریخ این است آہ قتل عام شہر
۱۱۵۱

تاریخ قتل شدن نادر شاہ

شاہ شاہان نادر کشورستان مقبول گشت — آنکہ حکم نافذش بالا تر از مریخ شد
تا شنید این رویداد عبرت انشا گفت آہ — واہی ویلا قتل نادر شہ ہمین تاریخ شد

تاریخ وفات شاہ عالم بادشاہ

ہزار و دو صد و بست و یکم ز ہجری بود — کہ بست رخت سفر بادشاہ عالمیان

بروز ہفتم شہر صیام راہی شد ۔۔۔ برای دیدن حور و قصور و ملک جنان
چه جوش ملایکه تاریخ رحلتش گفتند ۔۔۔ گذشت از سر جان یوم سابع رمضان

ایضاً

ہے فوت شاہ عالم فخر جہانبان ۔۔۔ وہ غم کہ جس سے ہر بنی آدم کو غم ہوا
وہ بار سر جھکا کے کہا آفتاب نے ۔۔۔ تاریخ بادشاہ کے عالم کو غم ہوا ۱۲۲۱

ایضاً

رفت بسوی ملک نعیم ۔۔۔ بادشاہان را شاہ دریغا
جملہ شنیدند از لب رضوان ۔۔۔ سال وفاتش آہ دریغا ۱۲۲۱

ایضاً

حیف از آن شاہ ولاور شاہ عالم بادشاہ ۔۔۔ آنکہ تخت سلطنت گیرد از زر و سیم
در سرای جاودانی شد ازین دار فنا ۔۔۔ سال تاریخ وفاتش را چه پرسی وا دریغ

تاریخ جلوس میمنت مانوس اکبر بادشاہ ثانی

چو تاج و تخت مرصع گرفت اکبر شاہ ۔۔۔ کہ شہریار جہان است و ملک را والی
ہمای چتر چنین جلوس او چو انشا ۔۔۔ نوشت اوج فلک مد ظلہ العالی

تاریخ اورنگ آرائی اکبر بادشاہ ثانی

چو انشا خواست تاریخ جلوس ظل سبحانی ۔۔۔ خرد گفتا بگو شاہ ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

گرفت آن اکبر ثانی چو دیہیم خلافت را ۔۔۔ مرتب شد بصد تزئین جلوس ظل سبحانی
پی سال تاریخش تخیل می نمود انشا ۔۔۔ ندا از دو گوش آمد این جلوس ظل سبحانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

گفت بہ اکبر شاہ بہادر ۔۔۔ حکم اسکے شاہ جہاں نے

سال جلوسش این بود انشا — شاہ ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

جلوس کرد بعہد فروزیب اکبر شاہ — کہ شہریار جہان است و ملک را والی
چہ شان تخت فزود از جلوس سال جلوس — دگر مپرس بگو مد ظلہ العالی

قطعہ تاریخ ولادت مرشدزادہ والا گہر

شکر از فیض حق باد بہاری وزید — باغ وزارت گرفت تازگی از نہال
نخل برومند آن ناظم ملک جہان — یافت در آغوش خود کودک یوسف جمال
کرد ز شرق شرف مہر سعادت طلوع — فقرۂ تاریخ اوست مظہر اوج جلال

تاریخ وفات زین العابدین خان مرحوم خلف نواب مرزا شفیع خان امیر الامرا

آہ ازان آغا کہ زین العابدینخان نام اوست — بود چہ آغا زیب زین جنت المأوی بگو
جو بیماری بجانش داد مولانا حسین — حالیا سر گروۂ اہل بہشت آنرا بگو
لفظ مردن چون نمی زیبد بر آن اسم شریف — گشت مسرور از ہوائی عالم بالا بگو
با ملک شد ہمنشین یا حور عین صحبت گزید — خاطرش افسرد از دنیا و ما فیہا بگو
ماہ رویش را تصور کن ولا اندر خیال — ونگہان تاریخ آن افسوس ای آغا بگو

ایضاً قطعہ تاریخ وفات آن مرحوم

رفت زین العابدین خان جلتش بہر بہشت — سال تاریخ وفاتش اوخ اوخ آہ گفت

قطعات چیستان و پہیلی ہا

پہیلی الٰہی

نام سبحان ربی الاعلی — کہو سنا ہے بتا تو مجھکو بھلا
جسکے صدقے سے خود بخود انشا — ہو یہ ظاہر مری خدا یہ لا

چیستان باران

چیست آن چیز ایہا الاحباب ... کہ ز قالبش برآید آتش و آب
بازستان بود ورا نسبت ... در سراپاش میچکد رحمت
چون شمائل جمال ہم دارد ... کشت یارا بجوش مے آرد
غیرت‌نامہ عشق ساغر نوش ... یار آن را کہ می کشد بر دوشش
صورتش ہیچ پاک بازان ہست ... خود بہ تجنیس خویش نازان است
رونق انشا ازان بود لا ریب ... ناگہان میرسد ز عالم غیب

چیستان بھٹا

مشتی گہر گرفتہ مثار انیقدر بجو لیش ... کاین لقمہ از دہان تکبر زیادہ است
مردمی سفید پوش کہ ریشش دراز داشت ... با حلہای سبز در آتش فتادہ است

چیستان بطور لغز و معما

گر ترا فہم و قت نظر است ... بود و بنہا و شکل ہمدگر است
وضع نرد و یک شوے کے آرد ... وان دگر از دل عدم بارد
ہست آنجا کمال صاحب ہوش ... گر بہ بینی لطافتے ہر گوش

چیستان ہزاری

بود کدام درخت آن عصای اہل نظر ... کہ ہیچ شاخ ندارد نہ برگ و غنچہ و بر
وے گل است صد و یا زدہ ورا شکم ام ... معلق است سہ تا برگ و یکہزار ثمر
سوای امر محبت ازو نہ خیزد ہیچ ... بجنبش پر روشش از صد ہزار بار سحر
گہے چو شاہ بود چتر بر سرش بالجزم ... گہے زمانہ کندیش دگاہ زیر و زبر
نگہ بسوی ونش افگنے اگر بس ہیچ ... دگر بہان کہ بود خود گذاف را ہمسر

چیستان نام کنہیا

غرض انشا بگوش ہوش شنو ... اگرت فہم چیستان باشد

کیست آن پیشوائے جملہ ہنود — کاسم او قلب آن مکان باشد
آن مکان را چنال کن عربے — ہرچہ گفت است اندرون باشد

چیستان گوگرد در زبان ترکی

سوز قلب الحول بار بو عربے — نہ بولار فارسے سی وی قرداش
برج کو نکلی ایچون شفا شود در — اول قینزال کیلسہ قولمیز ایکاش
النون سبے وانحی قابلغون لا نا — اوج تبلیغہ لغز جیقیار چو قوباش

چیستان بزبان ترکی

ای قالیسی انی چیقنی مو سوزدن وہ انیست — قرداش عرب تبلیغہ شو وسماق ایت فی دو ک
ای اول کہ دورت یاقہ بورار سنکا ایس وعاق — تیکرنیک او چون رسول او چون کونکلی ایحرہ کو ر

پہیلی برگ و بار

فارسے برگ ہند لبس ہم خوب — بار از رد اگر شود مقلوب

پہیلی اسپ

موہنہ مین ناہر جبہے مرگ — ایسوا دیکھے جیسے درگ
بگلا طوطا واسے سنگ — اور بہت سے آہ مین رنگ

پہیلی خور در دوہرہ

کٹ جاوے تو ہو گدہا اور لٹا کہہ ہو سوے — پورن کہانی بہار سی پیچ پیچ سورج ہوے
مورت جا کی جیون پری ہر دین ہوت پران — بیاہ پہیلی مین کہی بوجہو چتر سجان

ایضاً پہیلی

او لٹے مرکے سار وپ — تریا واسے سنگر د ہوپ
چرن کٹی نے چھوٹا ہوے — روس کے بیچا ہر دی بوسے
واسے ہردی موری کیل — کاہو سمجھے کو ڈبیل
اوہ کا بیکھہ ہون عربی ناؤن — جو پوچھو تو باؤن گاؤن

پہیلی اب و زبان اردو

پانی مار اور پانی باپ — اوسکا اشارہ بوجھین آپ

پہیلی سیب و الماس

پوپھل جنے بوسکے تر سے — بانر بن کے دیوے گہر کے
پیٹ نہین تو اوس کے ساتھ — ایک میان ہون آوین ہاتھ
ایک جواہر مین ہیرا نکسا — جاسے پہول اوس سے یکسا
تمکے سمجھے سو یہہ بوجھے — انشا اللہ کو سب کچھ سوجھے

پہیلی

سہرا بہیا چاہے کے سیس — یہہ سب ہے کیسے موری ایس

پہیلی لفظ بگو

واسکے عربی تو ہرا دہرم — تیرے کہدے کا سے سرم
ہیا کا پوچھت کا ہے دینگ — تہوڑدن اوردن ناہین ہینگ
چپت برادر صاف بگو — رخشان کن او صاف بگو
قل یا ہذا عبد اللہ — رخشان کردم ہمچون ماہ
کہہ تو سے کچھ اوس کا کہوج — دل ہے دلمین اپنے سوچ
مجھے ایکم بات بہ یور — موندین قالیسی سوزے دور
انشا اور اکبر درست — ہرکہ نفہمد باشد سست

پہیلی لفظ آہ

ہے نصف تو اسم ذات کی سی صورت — دن کی صورت نہ رات کی صورت
کام آوے وہ دردمین جو لکھی الف — تو ہو قلم و دوات کی سی صورت

پہیلی مشک

باس سو باس اور سکری مار — سید ہا ادہکا تار سیتار
پہار سے اولٹو الٹون بار — کو ڈہون عربی یا نزدو ہار

گیہون اوپجے واسکے بیچ — سوچو تو پایا او پچ اور بیچ

پہیلی لکھی

پہارے اولو گو کر ہو وسے — کو ونہین جو دانکو کہو وسے
یہہ کم او سلئے سید سبے بہت — ہے یہہ پہیلے ایک اچہت
دیکھ آوسکے جہاڑ سمیت — سبکو نکا بیٹہ سکے پیٹ
واسکے ترسکے جیس پیلاٹ — گیلے انچہر پوسے چاٹ

من مخمسات

آپ خدانے جب کہا صل علی محمدؐ — کیون نہ کہین پہر انبیا صل علی محمدؐ
عرش سے آتی ہے صدا صل علی محمدؐ — نور جمال مصطفی صل علی محمدؐ
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

عرش کی کچہ نہین فقط قائمہ جلیل پر — لوح جبین مہر پر چشمہ سلسبیل پر
ثبت یہی نقوش ہین عدن کے ہر فصیل پر — ہے خط نسخ سے لکہا شہپر جبرئیل پر
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

لمعۂ ذات کبریا باعث خلق جزو کل — فخر جمیع مرسلین رہبر و ہادی سبل
نور سے جسکے ہو گئی آتش کفر بجہہ کے گل — بعد نماز تہا یہی ورد و وظیفہ رسل
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

میری زبان کہان کہ ہو وصف دوازدہ امام — ال نبی دہا سنے ہین وہ ائمہ انام
یاد کرو انکو صبح و شام کہتی علیہم السلام — نور جمال ذات حق اونہین سہارا تمام
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

بہیجتے ہین سدا اور و وحش و طیور انس و جن — حور و بہشت جاودان کسکو ملی ہین اسکے بن
واہ عجیب جیز ہے قلب ہو جس سے مطمئن — انشا اگر نجات تو چاہے تو پڑہ یہ رات دن
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

ایضاً مخمس

چھائی یہ گھٹا زور سے ای ساقی بدست
بجلی کے تڑپ یہ دیکھہ نہ کر فکر کو اب پست
تاک دست سبو سی تو لگا لی دی مجھے دست
امشب بچمن نکہت گل مست شراب است
من مستم و بر دختر رز عین شباب است

جائز نہ رکھہ اتنا بھی ستم آہ تو ہمیں
افسردہ نکر دل کو ذرا دیکھہ تو ادہر
سبزی سے ترا دشت کیطرف کچھہ تو نظر کر
از نسترن و نرگس و نسرین صنوبر
در صحن گلستان بحوض آب گلاب است

ای جان بہار آہ تو پہر دہیان اب سن
دستار پہ پہر لیوین ذرا طرہ سوسن
آ سیر کرین پہر لین گل و غنچہ سے دامن
ہر نخل تر و تازگی آورد بہ گلشن
بر سبزہ نگر کشت بچمن تا کمر آب است

خواہش یہی اپنی ہے اگر پوچہی تو در اصل
ایام گئی ہجر کے صد شکر ہوا وصل
میرے ترے اسوقت مین ایکدم بہی نہو فصل
زنجیر اگر تو بہ شود بگسلد این فصل
ایا ہمہ از خشمک برق است و سحاب است

ہم سے کبھی باہم جو ہے سر رشتہ یارے
فوارے ہی پڑے چھوٹتے ہین اور نہر ہے جارے
خاطر شکنی کر تو نہ اسوقت ہمارے
بے می نتوان زیست درین باد بہارے
الحال صبوحی زدن از بہر ثواب است

نہ نغمہ سے کچھہ کام نہ ہے زمزمہ درکار
جو لطف کہ اسمین ہے سو آہنگ سے و شور
حاجت نہین مطرب کی یہان سن کے میری یار
از جنبش برگ گل و اشجار چہ اشار
صوت عجبے بی دف و نی چنگ و رباب است

کرتی تھی نسیم سحر آرایش بستان
دل اوس سے ہوا آئینہ در چمنستان
لی آئی شگوفہ کے جہکورا ایک کہ حیران
از بوی گل و یاسمن و سنبل و ریحان
ہرگز نہ بدل طاقت و نہ صبر نہ تاب است

کچھہ بات سمجھ آتی ہے بن مجھسے اب انشا
خمخانۂ وحدت مین ہے میرا وطن انشا
جو شخص کہ ہو محو کرے کیا سخن انشا
مدہوش شدم بر روش انجمن انشا

از آب نبود است فقط ازمی ناب است

ایضاً در تہنیت عید غدیر برای شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بطور ترجیع بند

بلطف صفدر ضرغام دین جناب امیر ۔ چمک کھڑی ہو سلیمان شکوہ کے شمشیر
یہی کہی ہے دعا مانگ ہر صغیر و کبیر ۔ خدا کرے یہہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اگلی سال دیوی وزیر

عجب طرحکا زمانہ کو ہووی عز و شرف ۔ کہ شاہ جسمین سلیمان وزیر ہو آصف
صدا بلند ہے اب تو یہی ہر ایک طرف ۔ خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اگلی سال دیوی وزیر

شتاب زیب دہ تخت و تاج و ملک و حشم ۔ شہا جہان مین کہ دین سب تجھے امام امم
غرض امیر عرب بخش دین تمام عجم ۔ خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اگلی سال دیوی وزیر

نہ رہنے پاے زمین پر جو غیر ذلک ہو ۔ عدو جو ہووے ترا سو عدم کو سالک ہو
یہ خانہ زاد ترا بخشی الممالک ہو ۔ خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اگلی سال دیوی وزیر

رہے ترے ہی اقالیم سبعہ زیر نگین ۔ ہر ایک ہفت ہزاری ہوں ہوں جو تجھ قرین
یہہ سن مخمس انشا سبھی کہو آمین ۔ خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس اگلی سال دیوی وزیر

مخمس

تا بکے سیر کنان عمر بدہ آغاز کنی ۔ تا کجا اینہمہ اے خانہ برانداز کنی
مست موج سحری پیشہ و انداز کنی ۔ گرہ از زلف اگر رو بچمن باز کنی
صید رعنا صد سرو سرافراز کنی

حسن تقریر تو با آب بقا بستیزد ۔ نطق تو غلغلہ از معجزہا انگیزد

گوئے از ہر نفست عیسی مریم خیزد — رستخیزی بعدم بر سر ہم می ریزد

گر سخن از لب جان بخش خود آغاز کنے

آفتاب از نگہ خالیف ولرزان ماند — از کلف داغ بدل ماہ درخشان ماند

محو نظارہ تو یوسف کنعان ماند — نہ فقط آینہ بر روی تو حیران ماند

گر بخود دیدہ کشائی بنحد ناز کنے

ہر چہ انشا طلبد جملہ مہیاست بہ نجد — فوج آہو بجلو طرفہ تماشاست بہ نجد

ہیچ دانے کہ چرا غلغلہ برپاست بہ نجد — رخصت ای قیس کنون آمدہ شیداست بہ نجد

زود ازین مرحلہ آہنگ حدی ساز کنے

مخمس زہندی و فارسی و ترکی و عربی و پنجابی +

قد سقا اللہم کاسات العذاب — صار عینی من دموع کالسحاب

انی غوصت سے فی شط الحجاب — خیر البدن لسک سنن ابجد آب

کو یدی کو نکلم اولا ہی باعرم کباب

ئے سوار سین موسے یار بن کمہ — یوقبورا ول یا شول بلار عالم ہمہ

بیرہ ان بان الدملا شتاک برہمہ — نامہ برنا محمد سے ایلتب یارمہ

تیز نیہ اندین الب کہلیتو زجواب

بادل خورشید دارم سیر باغ — خاطر از اندوہ و غم دارد فراغ

یار در ہر تازگے دارد دماغ — ساقیا بنگر پے او چون سر کیل ایاغ

اولمسون ضایع بو کچہ ماہتاب

حیف یار و نوجوانیکا وہ سن — ایک دن رہتا تہا مین عیش بن

مفت مین یون ہی گئی گذری وہ دن — قاری اولام آہ نخوک لعلہ مین

گیلہ دوریا و معزاول عہد شباب

خشک وچ سادی تو ستر اہنر اپنے — گہب لئی ہے من سون نیڑان دی انی

اکھہ ڈھولین پسندے دل وچ کی سنے   جا مدن ار نوق ملار سنے

یو قیوز لازم ستغا آمدن حجاب

مخمس

مین اپنا دل مضمحل بیچتا ہون   حیا کس سئے ہو خجل بیچتا ہون
نہین بیچنے مین خجل بیچتا ہون   یہ سودا تو دیکھہ کہ دل بیچتا ہون
سے شیشہ کو زیر بغل بیچتا ہون

نہین اسمین کچھہ ریب تکرار تا بکے   رو یہ یہی ہے صفاہان ہو یار سے
کہ او نین سے یعنے بکاؤ ہو جو شی   جو ہو مال کہوٹا وہ گھر مین رہی ہے
مین بازار مین اسکو چل بیچتا ہون

گرے مول پر کیا کوئی جی جلا اب   کہ ہاتھون سے اسکی بہت مین جلا اب
رہون جی ہی جی مین نکیون تلملا اب   لگا کہنے قیمت تو سے کہئیے بہلا اب
کہ اتنے پہ اسکو اصل بیچتا ہون

نہ کر مول اسکا تو چپکا ہے بس رہ   کہ اسکی نہین قدر سے کچھہ ہو آگہ
جو کچھہ بیچے تجھسے وہ ہے مرد ابلہ   خریدا ہے اس ڈہب سے دل بہی کہین کہہ
یہ سب سمجھے ہو اب اور کہل بیچتا ہون

نگہہ ہے کا سودا ہے بگڑو سنتے سب جے   یہان جیکا سودا ہے بگڑو سنتے بجے
سیاہی کا سودا ہے بگڑو سنتے سب جے   یہہ راضی کا سودا ہے بگڑو سنتے سب جے
مین کیا یہہ بجنگ و جدل بیچتا ہون

کہان کے لگانے کہو سب جے کہو سب جے   جہ خوش خوب ہے خلطی سے کیا خوب پوچھی
بہت آپ ہین سب جے چلے تو کہو سے   یہ بڑی ہے گی جلدی خریدار کو جی
وزارہ تو جاؤ کہ کل بیچتا ہون

عبث ہوش بک بک سے کیون کیجئے گم   پسندیدہ وہ بات ہے نزد مردم

کب جھکے سننے سے نہ کچھ ہو تلاطم — اگر مول پوچھو ہو یہان واجبی تم

تو دل کو مین دلکی بدل بیچتا ہون

اسی ہاتھ سے اپنی کھو یا کھو تم — یہی ہے خریدار ہو یا نہو تم
محبت سے کے بیچ آگے بھیا نہ ہو تم — یہی مول دلکا ہے لو یا نہ لو تم

مین اسکو یہان آج کل بیچتا ہون

جو باغ بلاغت کی دیکھی بہار اب — لٹا کر گل آفرین صد ہزار اب
لگا دی بس انشا نی بھی یہہ پکار اب — سخن کا خریدار ہو جو شاہ اب

مین اوس پاس اپنی غزل بیچتا ہون

مخمس غزل میر سجاد ایہام گو

وہ جو معمار کا اگر کے تنا — سینے پتھر بھی ڈھو ہی پر نہ منا
تب تو ٹہ مٹا یہہ میری دلمین ٹھنا — راج او ٹھا وہی ہے جس بنا کو بنا

منہدم آخر ش کرے ہی فنا

جیسا مین ویسا کوئی عاشق نہین — ہے کہین عشق ہے تو صادق نہین
پاڑ ہا چیتا ہرن بھی فایق نہین — دلکی وحشت کے کوئی لائق نہین

جنگل اور بن گیا ہے سبز گھنا

مرتعش یہہ نحیف خاک سے جئے — ہل ہلا تا نہ کیو نکہ زہر پئے
کب تلک زخم دل کو اپنی سئے — دیکھی اوسکی تیغ بناؤ کرے

کبھی ایسا نہین بناؤ بنا

جیب جو دامن چھری دریدہ صبح — رات کی ہے یہہ نور دیدہ صبح
صاف شفاف ہی دمیدہ صبح — ہے بہت لطف سی رسیدہ صبح

کس تجلی کا ہے یہہ نور چھنا

اونگلیان جو سنی کر ایک مرگئے — پرورش یافتہ ہے عالم کے

طفل سان ہٹ کری ہی ہم ہم کے پالنی مین پلا شو غم کے
زادۂ دہر سے نہ ایک جیا

ست سمجھو سحاب ہے یہہ دود نہین تاری یہہ بالو ہے موجود
جیسے پھر بیچ فلک بیٹھے کود پہاڑ سا یہہ بھنکی ہے چرخ کبود
خود بخود ہے بہنا نجھ و یہہ جیا

عشق کے جن سے کی ہو تنزل کم جون کنھیا بجائے برج مین سے
نور سی اوسکے جلوہ گر ہر شے آنا نحن کے کون لائق ہے
مین ہون مین وہ وہ اور کون انا

کس پہ غصہ ہو سمجھے فریاد کسکو جا دیجئے مبارکباد
سعید النسا یہہ کہہ گئے استاد مدح وذم کسکی سمجھے سجاد
کریں اپنی نبی علی کی ثنا

مخمس قصیدہ مولوی حیدر علی صاحب

چون تعریف مولوی حیدر علی سندیلوی شنیدم اتفاقاً خود جناب شان بتقریبی در لکھنو آمدند فی الفور سوار شدہ رفتم و طور الکلام قصیدہ بے نقط خود برایشان عرض کردم بعد ازین از اوشان ہم متکلف شدم کہ می شنوم کہ جناب در عربی و فارسی وہندی اشعار میگویند چیزے ارشاد شود فرمودند کہ کلام من کہ قابل اطمینان است ہندی است گفتم ازین چہ بہتر باید خواند قصیدہ کہ در نعت آنحضرت فرمودہ بودند صلہ آن پیش حملہ عرش حضرت رب العالمین است کہ روز قیامت پیش خواہند کشید حقیر با لحاح تمام قصیدہ را گرفتم از عبارہ ہیچ مفرحی نبر غم من باو نمیرسد زیرا چہ ہر مصرعہ اوگویا قطعہ زعفرانی است برائی تفریح طبع بخاطرم رسید کہ اگر تخمیس کردہ آید در جہان گذران یادگار بیست مطلع قصیدہ اینست

رسول حق کا محمد نبی خیر انام ہی فخر کون و مکان تجھپہ درود و سلام

عجب اینکه مولانا باین عمر خود و طلبۂ العلم مزراستند که لہجہ فارس ہم یاد گرفتہ اند و عربی اشعار ہم میگویند و زبان اردو ہم در شاہجہان آباد حاصل کردہ اند و در علم موسیقی نیز کہ اصلی است از اصول اربعہ ریاضی دخل کلی دارند یعنی عشاق و عراق و حسینی وغیرہ خوب می سرایند گاہی پیش خفاشی کہ از شاگردان خاص است خیال خواندہ داد طلب میشوند قربان این شعور و بلاگردان این عقل ہرگاہ در سرودن مضائقہ نکردند و ساز زدن چہ مضائقہ چند امجلسے کہ علما فراہم آیند و دران یکے جوڑی بزند و دیگری

تال وہ ویکے ساز نواز د و گوید +	انظر الینا او میان چیرہ والی + ضاق المجال
علینا سانون بھی اپنی کول بلاسے	ست بھجرک نینڈی جان جلبن ہین یہ پیا ہے تجہاں بن بتیا

ایضًا مخمس موصوف

جناب مولوی حیدر علی بلند مقام	کہ زمرۂ علما لیتے ہین اونہین کا نام
کلام اون کا یہ ہے مدظلہ العلاّم	رسول حق کا محمد نبی خیر انام

ہے فخر کون و مکان تجھہ اوپر درود و سلام

محن وہ ذات مقدس پہ اپنی ستھے ہین	سخن سے آپ کی دریا ہی فیض بہتے ہین
سند یلہ مین بھی پڑھتے مدام رہتے ہین	خدا ملائکہ صلوات تجھہ پہ کہتے ہین

صباح و شام و مدام اور لیالی و ایام

چمن مین کہتی پہری ہے گلوسنی موج نسیم	درود و درود جو بھیجے تو ہی ثواب عظیم
بہار کہتی ہے یہ شعر واجب التعظیم	ہے امر تمکو بھی صلوا و سلموا التسلیم

ہے امتثال امر واجب ای وی الافہام

اگرچہ اشک مین جون سیل موج بہتا ہون	مقدر اپنی جو قسمت مین ہے سو سہتا ہون
زبان کو ہے حرکت کب خموش رہتا ہون	بموجب امر خدا مین صلوۃ کہتا ہون

کہان صلوۃ ہی سے کہان وہ عالی مقام

کسی سے کوئی جو جبار کے صفات سکہے	وہ چاہیئے کہ پھر اوس دن کالی رات کہے
گناہگار کے کیا باعث نجات سکہے	مگر حدیث مین آیا جو کوئی صلوات سکہے

صلوٰۃ اوسکی ہے مقبول مفضل منعام

ظہور جملہ عالم مین ہے یہہ سب اوسکا — فرشتہ کرتے ہین مذکور جب نہ تب اوسکا
طیور سدرہ بہی رکہتی ہین ذکر اب اوسکا — جو مینے عقل سے پوچہا کہ کیا سبب اوسکا

کہا کہ ملہم حق نے یہہ مجہہ کیا الہام

پڑہو درود ابہی پہر تو خیر ٹل چل ہے — میسر آج جو ہے بات سو کہان کل ہے
درود آئینہ دل کو مثل صیقل ہے — کہ وہ ہی مبدء اول سے نور اول ہے

اوسیکی نور سے عالم کو ہی وجود انجام

بہی کی امت مرحومہ جرعہ کو تر — نہ فسخ ور سخ سی خطرہ نہ مسخ ہونیکا ڈر
محمد عربی ہے جو اپنا پیغمبر — وہ ہی نبی تہا جب آدم تہا آب و گل اندر

وہی ہوا ہی سبہی انبیا کا فض ختام

مدار آیۂ لولاک و خلقت آدم — حبیب حضرت خلاق و خواجۂ عالم
ملیک و مالک و ملاک کعبۂ و زمزم — وہی ہے روز جزا شافع جمیع امم

رضائی اوسکی ہے منظور خالق علام

یہ نوش ساغر وحدت سے اوسنے کی ہے مے — کہ شرط شے و بلا شرط شے لبشرط الشی
گئے ہین اوسنے ہی بس مرتبہ یہہ ساری طے — اوسیکی حسن کا جلوہ یہان وہان بہی ہے

یہان بہی نام اوسیکا وہان بہی اوسکا نام

کیا ظہور جب اوسنے ہوئی عجائب سیر — جبیر اسو کہہ کیا گر پڑے ہزار ون دیر
رجوع نوع بشر کو ہوئی بجانب خیر — یہانسے جانئے محبوب وہ ہی ہی نہ غیر

چنانچہ آیت یحببکم دلیل اوسپہ تمام

یہ شعر عظمت اللہ مجہکو بہاتا ہے — کہ جسگہڑی اسی پڑہتا ہون جین آتا ہے
عجب طرح سے یہ جملہ مزہی دکہاتا ہے — جو کوئی تحفہ کہ محبوب آگے لاتا ہے

محب اوس ستی خوش ہوے ہی سب مدام

یہہ بات سخت ہی مشکل تہے کیجئے ٹک غور — جواب ویسا مدلل سوال کا سو یہہ طور

مکالمہ یہ بہم ہو چکا تو بس نے الفور — سبب یہ کہلے کہا عقل نے کہوں کچھ اور
تو سنئے کیجئے پہر مومنونکی تبیین اعلام

ہوا مقولہ منقول عقل سے یہہ حصول — کہ سب درود کا پڑہنا سدا کرین معمول
جو خوف صدمۂ سردی ہو یون یہی ہی مقبول — اگرچہ شرط ادب ہے کہ اسم پاک رسول
زباںسی نکلے وضو ساتھہ یا لکھین اقلام

وضو درود مین گو ہو نہ میری بہائی شرط — صلوٰۃ خمسہ مین شارع کو ہی یہ بہائی شرط
یہی تو مجتہد وقت نے سنائی شرط — ولی نماز خدا مین طہارت آئے شرط
درود بیچ نہین شرط ای خجستہ صیام

یہ راز سمجہی ہے وہ جو کہ ہو فنا فی اللہ — بصارت اور بصیرت ہو تب تو سوجہے راہ
عجب طرحکا یہ مضمون بندہا کہ واہ ہی واہ — سبب جو اوسکا بیان مین کرون خدا ہی گواہ
کہ شرح اسکی ہین وقت ہی نزد ذوی افہام

بلند عرش برین سے ہے اوسکا پایہ ہے — خدا نے نور سے اپنے اوسی بنایا ہے
پہر اوسکی سایہ ہو کیونکر وہ آپ سایہ ہے — شروع صلوٰۃ کہ اللہ اکبر آیا ہے
درود اوسکی سے پایا صلوٰۃ نی انجام

نہین بہم عشرت آحاد مین تکرار — اگر مئات الوف آوین ہی احد ہے بکار
اسے سمجہہ لے تنک ایک غور سی کہ ہین یا سرار — صلوٰۃ و احمد و رحمت بیک عدد مین شمار
حساب جفر مین ہین متحد بلا اوہام

دلونکو عشق کے گرمی جو دی تو نرمایا — وہ شعلہ برق ہو کر کا ہی پہر نہ شرمایا
برس پڑا وہ جو بادل تہا خوب گرمایا — صلوٰۃ صورت احمد یہ حق نے فرمایا
یہ شان اسم کے آوی وہ کیسا جسکا نام

کرہی ہے وقت سحر آفتاب جیسے طلوع — اسی طرح سے سمجہتے ہین اوسکو اہل رجوع
زہی کمال رجوع خضوع و فور خشوع — قعود دال ہے اور سجدہ میم جا ہی رکوع
چہارم حرف الف جا ہتی سو آیا قیام

اگر عبادت رب ودود ہے منظور
فنا کی تخیل کو ہے یہہ بات ضرور
تو کر خیال کہ گویا ہو نہین اوسکی حضور
سمجھ کے دیکھہ یہان کون ناظر و منظور
ہر ایک رمز خبر ہین اوٹھا تو دلسی تمام

رکھی ہے منزل السعی طریقت اور
حقیقتاً جو سنو تو یہہ ہے حقیقت اور
شریعتون سے ہے کچھہ عشق کی شریعت اور
صلوۃ عظمت حق ہو وہان عظیمت اور
جو کوئی منکر حق ہے وہ ہے الد الخصام

اگرچہ کھینچے مصور طلسم سے کے تصویر
تجلیات سے کے ہے اور قسم کے تصویر
ولے نہ کھینچ سکے اوسکی جسم کی تصویر
جو کوئی پاک ہو لاویگا اسم کی تصویر
وہ پاوی نفع عبادت ہو اور اوسکا نام

درود کے جو موظف ہین اونکو راحت ہے
یہ راز سمجھی ہے وہ شخص جسکو وقت ہے
اونہین کے واسطے آمادہ قصر جنت ہے
صلوۃ حق سے بنی پر بمعنے رحمت ہے
لکھا ہے اسکو کتب بیچ مردمان اعلام

مدیح اوسکی ہین ہر خاص و عام عالم پر
وہ ذات پاک ہے رحمت تمام عالم پر
یہ سایہ اوس کا رہے گا تمام عالم پر
اوسکی حکم سے ہے صبح و شام عالم پر
جو ہووی رحمت رحمت اوپر تو عین تمام

مجاز والے نہین جانتے حقیقت سے
ملے یہ بات ہوا جبکہ وحشت الفت سے
نشا یہہ اونکو ہے پی ہے جنہون نے عشق کی مے
صلواۃ عبد سے معنے مین طلب رحمت ہے
سوا سوال کے بندون سے کچھہ نہووی کام

جو حق پرست ہین اونکو نہین ہے مطلق بیم
درود بھیجئے پر وہ کرم کریگا کریم
سرای پیر و احمد ہے خلد و ار النعیم
خدا رحیم ہے محبوب اوسکا وہ بھی رحیم
سوال رحمت رحمت یہ کیون نہوگا الزام

اگرچہ مرد مسلمان کو ہے عبادت شرط
رسول اپنی کے جتنے ہوئی اطاعت شرط
ولے نجات کو ہے اوسکی ہے عنایت شرط
سوال کرنے کو کیا چاہیے طہارت شرط

سوال ایسا کہ جسکا ہمیشہ ہو ابرام

وہ رستگار ہین جو امت پیمبر ہین — بشر وہ جملہ ملائک کے طرح بی شر ہین
اونہین کے واسطے جنت مین سب بنے گہر ہین — یہان تو طاہر و عاصی سبھی برابر ہین
نہین ہے فرق یہان درمیان خاص و عوام

نہ ڈر تو خوف قیامت سی گو گذر ہے وہان — رسول خالق داور سارا ہبر ہے وہان
حساب کا جو وہ جھگڑا ہے مختصر ہے وہان — ورا بسکہ پڑہ ہون معاصی سے کیا خطر ہے وہان
جہان صلوۃ وسیلہ ہو روز حشر قیام

قصیدہ مولوی صاحب کا تہا برائے ثواب — مخمس اوسپہ ہے انشا سے ایہا الاحباب
سمجہ کے کہتے ہین وہ دام ظلہ الوہاب — نبی و آل نبی اور اوسکے سب اصحاب
درود پڑہ کے سبہو نیز کر اختتام کلام

مخمس دیگر

درین زمانہ یاد نیست ہیچکس ہمسر — بعلم و فضل و ذکا و کمال و فہم و ہنر
تیمنا بنویسیم چند بند دگر — باین خیال کہ باشد سعادتم یاور
کہ ہست شرح طلب این کلام را انجام

ببین برائے رسولم چہ شان و تکریم است — کہ جبرئیل امین در مقام تسلیم است
بعرش اعظم و کرسیش فخر و تعظیم است — دلیل دعوی انا احمد بلا میم است +
چہ میم شکل سیم داد نہ عدد از جام

نہ است تسع بود تسع را عدد دہ صد دہ — بے چہار و شش و ہفت آمدش ہمرہ
بہ نہ فلک شدہ ساطع لوامع آن مہ — ازین حساب محاسب شود کجا آگہ
حصول گشت ہمان ہفت دہ درین ہنگام

کہ حاصل عدد احمد و صلوۃ بود — یک است و ہشت و دگر چار چار در احمد
نہ است و سہ و یک و چار در صلوۃ عدد — باین دلیل کہ واو صلوۃ الف باشد

دگر چہ میطلبی والسلام والا کرام

عدد روی جعفر ہفدہ است در رحمت — چرا فزود یکے گویدت اگر جودت
بگوش ہیچ نمی خواہد اندرین وقت — نبودہ است ہمان جلوۂ احد عظمت

دگر نہ ہم عدد احمد است رحمت تام

برس بکنہ حقیقت مساعی کہ شود — ازین میانہ غرض آن بزرگ را این بود
صلوۃ و رحمت و احمد اگر شود معدود — مساوی العدد آید ہمہ ہو المقصود

کہ تا زیادہ شود عظم و شوکت اسلام

بروی خلق جہان غرفۂ بہشت کشاد — باین وسیلہ خدایش جزای خیر دہاد
بحق احمد مرسل و آلہ الامجاد — اجلۂ علما را بود ہمین استاد

کنون ز مغتنمات ست آن خجستہ شیام

مخمس قطعہ مرزا جان طپش کہ ترانہ سرائیدن الفاظاً بلفظ موزون کردہ بودند

کیونکر مرزا جان طپش سے قارین نہ ساری بیر کرین — اوس سے یہہ قتل عام ہوا ہے جا نہیں حالت غیر کرین
کیا لازم تہا کہکے یہ قطعہ دفع قشون طیر کرین — فصل بہار آئی گلشن مین چلو طپش تک سیر کرین

شاخ پہ گل کے ہے ترنم ہر اک مرغ گلستانی

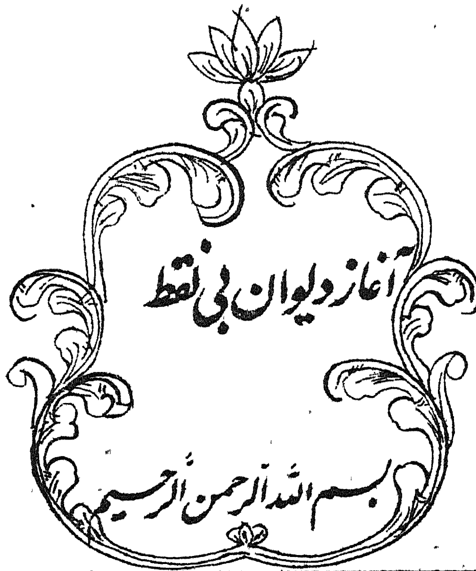
سرگم پدنی لیتی ہے کویل کوئی موہنہ کو چڑاتی ہین — ٹیا ٹوئی کرتے ہین بگلی اگلی دہوم مچاتی ہین
یہ جو ترانہ خوب بنا ہے اسکو بیٹھے گاتی ہین — لی چکی ہے اوج ہوا پر بول یہہ اوڑتی جاتی ہین

تم درناتم تم درناتم دیم تنا درتا دانی

طوطی مینا کلچڑی چہا ہنو ہوگئی سبکو حیرانی — جانوروںکے سر پر ٹوٹا جبکہ غضب یہ سلطانی
سرخاب مین سب ڈوبین لہو مین بنگ اڑی اور بن پانی — چونچ اٹہا کر بولی بلبل بیرے لٹوری ای جانی

تم دری ناتم تم دری ناتم تادر آیا تا دانی

تمام شد



اور کس کا آسرا ہو سر گروہ اس راہ کا	آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا
اہل عالم کا سہارا آسرا کس کام رکھ	ہر سحر گہ آسرا وا اللہ اوس درگاہ کا
لو دکھا و لمعۂ اسرار کوہ طور حمد	گرد کرد و معرکہ سو لاکھ مہر و ماہ کا
ہو اگہا ہر طرح کا ہمکو آرام و سرور	دور کردو سو ہلا آلام اور اکراہ کا
اللہ اللہ کس طرح ہو درک اوہام و حواس	کوہ کا عالم اودہر کو طور اودہر سو کاہ کا
وہم کو ہوگا مدرکہ سا ہمرہ اہل عدم	آہ اگر معلوم ہو معدوم سر ہو واہ کا
واہ ہر دم کا وہ طور وعدۂ امداد اور	رو کہا عالم اور وہ سو کہا دلاسا آہ کا

ہو اگر ورد کار انشا روح اور حوار ارم
ماسوا اللہ مالک کرو رد الا اللہ کا

رہ رو رسم حمد اکر و الم اور درد ہوا ہوا	ادر سے گلکدہ ارم سراہ ولولہ دا ہوا
کھو آ اوس امرد سادہ کو دل اہل سکر کو گدگدا	کہ مراد آس کا گل (یعنی شگفتہ) کہلا سر کو ہار ہرا ہوا (امید)

رہا کل ہوس کا معاملہ وہ سہرا ورا دہار ہوس کو رہ
وہ او دا اس لوگ وہ سارا وہ سر اور اگ دا ہوا
کہو او عطارد آج ۔ ما مع لوح وسدہ کہا کرو
کہ آلہ دا ور دادرس مدد گر وہ گدا ہوا

اوس اساس سلسلہ دراکو سراہ انشا او ہرا وہر
(یعنے تعریف کن)
کہ درود محمل مدعا مہ مصر اہل دعا ہوا

دل اہل دلا کو سرور ہوا الم اوسراس دو ہوا
کہ عملو محامد آل رسول ہوا ور لمعہ ظہور ہوا
کہو مہر و عطارد و ماہ و سہا کہو سدرۂ کلک وہ رو ہوا
سر وحہ آہ عدو کو رکہا سر رد کی لحد عور ہوا
کہو لوگو اوس امر رسادہ کو آ مرعدۂ مہر کو آگ لگا
کہ مراسم عہد وداع کو آہ صدا آہ مرور دہور ہوا
اسد اللہ امام ہمام مدد کرو حاکم دار سلام مدد
دم رحم حوالہ سراہل سوال کو کاس مدام ظہور ہوا

کرو انشا درود کا ورد سدا سحر اور مسا کہو صل علے
کہ درود محمد حاکم کل سر و کار امارد و حور ہوا

سو واہ ہو سو واہ وا او ملحد اوگا وطلا
کہ لعل و گوہر کا لگا او ملحد اوگا وطلا
لا حال لا اور راگ گا کر ولولہ اور کود آ
سر سادہ کر سر دم ہلا او ملحد اوگا وطلا
گو سالہ ہو کر گھاس کہا مر سوم اور معمول کر
اس حال اور اوس حال کا او ملحد اوگا وطلا
موسم ہوا اور عدکا اور کوہ او دا اکلکلا
صحرا سرا اور لہ لہا او ملحد اوگا وطلا

گر دہ طور دوا و لمعہ انشا کو ملا
سر کار موسی کا عصا او ملحد اوگا وطلا

ملا رگا کہ سر کو مسار لال ہوا
عروس لالہ کو طاوس وار حال ہوا
ہوا کو عطر لگا اور گل کھلا ہر گاہ
وہ ماہ مالک عمر دہ و دو سال ہوا
ملا اساس علوم و کمال سو ہمکو
حوالہ امرا کو کہ ملک و مال ہوا
دلا ارم کو سدا و حلول و الا و وہ
سو کس کو علم کہ طوطا ہوا کہ لعل ہوا
صدا آہ کہ درود درود صل علے
محمد و علے آلہ محال ہوا
رہا معاملہ ہمراہ عکس اس حد کو
کہ لال لال وہ گل گورا گورا گال ہوا
گرا ارادہ ملک سرور کر ما آ
سماع و ولولہ و حال کا کمال ہوا

رہا معاملہ اس طور ہمدگر کہ مدام ادہر کو وعدہ ہوا اور ادہر سوال ہوا

ملا وہ ماہ کہ الحمد للہ او انشا
کہ دور لاکہہ طرح عالم ملال ہوا

دل کم حوصلہ کو گو کہ سدا درد رہا
المدد المدد اے معرکہ آرا کہ مدام
آہ وہ محمل سلما وہ دراے وہ صحرا
ملکہ مورد الہام رہا اور سدا

ہمدم اوسکا گلہ آلودہ دم سرد رہا
مرد اس معرکہ کا وا درس مرد رہا
کہ سدا حوصلہ اوس مرحلہ کا گرد رہا
مدرکہ در طمع آمد و آورد رہا

سحر اوس گل کو ملا عطر اور انشا سو کوس
واہ سر راہ دیر گلکدہ ورد رہا

ہم دم سر کہسار ہوا لہلہا سارا اور سو رہ کو کا
آلودۂ مکر و حسد و حرص ہوا ہو صد طول امل کہہ
کر مرحلہ رسم وراہ علم کو سلوک مسرور ہوا ہمدم
حمام ہوا ادہر ہوا گرم سراسر کر کاسۂ ملے دور
رحم و کرم و مہر کرو ہمہ موں آگر آ او ادہر آ او

سو کوس اوگا اور کہلا لالہ حمرا اس آگ کو سلگا
کہ سر کو ملا سطح اور مرد کہ ملا علم و عمل اچہا
ہو سوے عمل او ولد آدم و حوا رکہہ حوصلہ اعلی
کہہ اوسکو تو او حور کہ دہو دیا کر ادہر الہو اس کا اوسکو
آ او کہ ملا سلسلہ کا کل سو دا او ہمکو دلاسا

آرام محل سارا طلا کار مرصع کر دو لو اے انشا
در طور سہا امر دکم محرم آسا کا راگ کدارا

ہمکو آرام ہو دلا کس طرح
حاسد آل احمد مرسل
ہو سوسر کلام سہرو سرور
ہو اگر کام آگ کا معدوم

اور وہ کام ہو دلا کس طرح
اہل اسلام ہو دلا کس طرح
سو سر عام ہو دلا کس طرح
گرم حمام ہو دلا کس طرح

آہ او انشا مدام رہم والا
آہ وہ رام ہو دلا کس طرح

سو سم گل کا لہلہا سارا آہ گروہ اہل صلاح دور ہوا کل کا سہ مل کا آہ گروہ اہل صلاح

لالہ کھلا سو کوس سراسر عدو ہوا کا دہ عالم — ولولہ دل کا معرکہ آرا آہ گروہِ اہلِ صلاح
ابر کھلا سرد ہوا اور عطرِ عروس گل کو ملا — لطمہ ہوا کا سو للکارا آہ گروہِ اہلِ صلاح
گھور رہو لو مور رہ کو کاگا و ملگر راگ ملہار — سرسر کہسارا و داو دا آہ گروہِ اہلِ صلاح

آلِ رسول اللہ سوا ہو آسرا کس کا انشا کو
اور ہو لسکا اوسکو سہارا آہ گروہِ اہلِ صلاح

اوکرا کو سدا دو ورع و صلاح — وا ہوا کو سدا دو ورع و صلاح
راہ و رسم عمل سو کل معدوم — سالکا کو سدا دو ورع و صلاح
موسمِ رعد و کوہسار ہوا — اسلہا کو سدا دو ورع و صلاح
امردِ سادہ رو کو گھورا در کو و — حال لا کو سدا دو ورع و صلاح

کس کو رحم و کرم سوا انشا
آسرا و سدا دو ورع و صلاح

حورِ عروس ملا عا صل علی محمد — عطر سہاگ کا لگا صل علی محمد
واہ وہ عالم اور ادا سہرا املا دلا ہوا — طورِ سحر سو رس مسا صل علی محمد
سلسلۂ کلام گرم اور ہوا وہ سرد سرد — وصل سما و مہر کا صل علی محمد
وارد معرکہ ہوا مہرۂ ماہ و مہر کو — اور عطارد و سما صل علی محمد
آس مراد کا اوہر اور ادہر کو گل کھلا — گل کدہ سارا لہلہا صل علی محمد
معرکہ دہوم دہام کا وہ محل اور اوسکا دو — کار مرصع و طلا صل علی محمد
صدر صدور رسم و راہ حاکم محکمہ ہوا — مہر ملوک کا لکھا صل علی محمد
طرۂ لعل و گوہر اور سلسلہ ہار کا کھلا — دا درۂ ارم ہوا صل علی محمد
صل علی محمد آلِ رسول کا رہا — ہمکو مدام آسرا صل علی محمد

سورۂ حمد اور درود ورد کر انشا وا ہوا
وہ گرو رواہ ہوا صل علی محمد

آمد آمد گل ہوا اور وہ سادہ رو امرد — دور کا سہل ہوا اور وہ سادہ رو امرد

نور و مہر و ماہ اہل سدرہ کو   شمع دل دل کا ہوا گہرا سہاگ
سر گروہ ہو سر گروہ ہو سدرہ   سرو و بلبل کا ہوا گہرا سہاگ
سرو کھا مردود ملحد کا سحر   اور ہیکل کا ہوا گہرا سہاگ

لوگو انشا کو دوا المسک دو
دام کاکل کا ہوا گہرا سہاگ

واہ وا سر گروہ اہل کمال   وہ سما اور راگ کا وہ حال
وہ کلاہ و ردا وہ عمامہ   وہ عصا وہ صلاح وہ رومال
(یعنے چادر)
طول آمال اور سوء عمل   واہ ورع وسرا اکل حلال
اور سوا ہو آوا اور کھولو   سر سودا ہلا ہلا کے گال
کھو اس طرح سنگ اور سروا   کلمۂ حملہ سو ساہ کمال
گاؤ سر سادہ کو دکھو   مرا د مرآ و اور لا و گلال

اور انشا کو دو کھو دا کھولو
عرس اور وہ لولہ کرو ہر سال

آہ موسے وہ طور کا عالم   اور اوس راہ و ور کا عالم
وہ ادا ادا کہا وہ واہ کہ ہو   گرد اوس ماہ و حور کا عالم
لاؤ دار وہ دو کہ ہوا اوسکا   شکر راح سرور کا عالم
ملکا اوس معلم آسا ہو (یعنے مے)   علم صدر الصدور کا عالم
لا کلام اللہ اور مطالعہ کر (الف نون)   کلک و لوح و سطور کا عالم
واہ وہ عہد وہ کلام وہ عمر   وہ رسول حضور کا عالم
واہ وہ سدرہ وہ ہوا وہ املاک   وہ مدام طہور کا عالم

امرد سادہ رو کو گھور انشا
اور کچھ واہ حور کا عالم

طور سحر کا دولہا کا سا جوڑ عروس کا گل سا موسم   لاؤ امرد کا تہ دل کا ہمکو دکھلا سارا عالم

محرم گل اوس حال اور سر کا اور ہوا اگس طوس سر آہ
اور مرآ ہو گرد سواد دورۂ صحرا سکہ وکہلا
لالہ کہلا سو کوس سراسر کوہ اور صحرا لال ہوا

آہ دلارام آہ دلارام آہ اوسہ ماہ او محرم
راہ دلا اور محمل سلما اور درا کا سلسلہ ہر دم
کو دکلام حال کر اسدم دم کو ہلا کر گا سر گم

رعد ہوا کا معرکہ گرما گرم رہا اور ہو رہ وہ کو کا
انشا اللہ حمد ادا کر دور ہوا کل درد و الم

لا او عروس ہر عا کہد و سہا و ماہ کو
معرکہ وداع کا وار وا گر ہو کر سلام
سدرۂ ملک ہوا دورۂ سر و آہ سرد
عکس کلاہ ہالہ کے اور ملک کلاہ ملک

عطر سہاگ کا ملو کاکل دود راہ کو
سلسلۂ درا کو اور عالم گرد راہ کو
سدرہ کو کر دعا سلام اور سلام گاہ کو
آہ کلاہ آہ آہ دور کر اس کلاہ کو

اوس احد و صمد سوا الہہ کو کدام الہ
انشا اساس دہر کو ہدم اور آلہ کو (جمع آلہ)

سلسلہ گر کلام کا وا ہو
دل کو سو طرح کا سرور ہوا ہو
داور اماہ مصر اہل و لا
راحم لمع حکم حاکم عصر

سامع درد دل کو سودا ہو
وہ دل آرام گر ہمارا ہو
ملک دل کا وسادہ آرا ہو
مہر و ماہ و عطارد آسا ہو

کر موحد دعا کہ انشا کا
کار ہر دو سرا الہا ہو

سر گروہ گدا حماک اللہ
ہو حصول مراد ہر دو سرا
کر دعا اور آل احمد کا
ورد حمد و درود کہ ہر دم
موسم گل ہوا اور ہو گلدم
رحم اللہ کا ہوا او حور

آہ کا کر عصا حماک اللہ
ادہر آ کہ صدا حماک اللہ
رکہہ سدا آسرا حماک اللہ
کہلا عالما حماک اللہ
گلکدہ کہلہا حماک اللہ
آس کا گل کہلا حماک اللہ

اہل عالم کو کہہ مدام انشا
صاد را وار دا حماک اللہ

دلدار آمد الحمد للہ
دو دلم داد مرہم سمارا
گردید او گرد دمہ و مہر
گرد او عدو را آگاہ حالم
گر عدل داور آرد لوارا
درد عالم ہا دارد دل ما
ہر کس کہ آرد آرام روحم

روح و گل و دل آورد ہمراہ
کردم ہلاہل در کاسۂ ماہ
ہر کس کہ دارد ورد سحرگاہ
صد آہ صد آہ صد آہ صد آہ
داؤد گردد مطرود درگاہ
درد در عالم ہر سال و ہر ماہ
درد اکہ دارد ہر لمحہ اکراہ

انشا ومادم ورد و در عالم +
سر کرد آہ ہم اللہ اللہ +

من رباعیات

کس کام وہ وعدہ دم دلاسا اور دہوم
ہو دلکو اداد کہا کرکہ ہوا
یعنے بگیرید

آکھ را کھ راسہاگ کل رسم و رسوم
ہمکو سرکار کا ارادہ معلوم

ایضاً

ہو عطر سہاگ کا لگا کر مسرور
وہ طور دکھا کہ ہمکو کل ہو معلوم

آرام محل رکھہ اسم دل کا اور حور
موسے کا عالم اور وہ لمعۂ طور

ایضاً

کم ہو گا دلدار اور دکھہ کا عالم
رکھہ آس سدا کہا کر انشاء اللہ

کرور درود کا سلم پرد م
اللہم ارحم ارحم ارحم ارحم

مخمس

آگ لگا دو گرم ہو آہ رہا سہاگ کر و
وہ کہ ڈرا دو والا ہوا وسکو اکل کہرا کرو

دور کرو دور اوکو سارا گلا ہوا کرو   ہکلو ملو ڈلو کہلو کہو لو گرہ کہو وا کرو

آو کہلو ملو کہلو گو دکو گدا کرو

گوکہ مسوس کوس لو اور ملولہ کوکہ کہاؤ   رولاکہ دکہ دہوم دہام آؤ مگر ملو ملاؤ

گرم رہ سلوک ہو مروحہ مہر کا ملاؤ   دور کرو ہاگ کو لہرا سہاگ کا لگاؤ

دکہہ کو سکھا کر آگ دورا کہہ کو سہرا سا کرو

واہ ہوا کا عالم اور موسم رعد لہہ لہا   دہر کو عطر گل ملا وا در د ارم ہوا

گاہ کہوا دہوا دہو گاہ کہوا ہا ا ہا   مور ہو کو کو کو کو د طور کمال کا دکہا

گاؤ ملہار اور گرم معرکہ راگ کا کرو

ماہر حال ہم رہو اہل سلوک ہوا گر   حاکم طور دم رہو اہل سلوک ہوا گر

گرد سر حرم رہو اہل سلوک ہوا گر   در صاد ہم رہو اہل سلوک ہوا گر

کو عدم ور و د ہو سر لوا دہر کہا کرو

حامل ور دوہ ہوا محمل سر گروہ ورع   دورہ گردوہ ہوا محمل سر گروہ ورع

ہمسر ور دوہ ہوا محمل سر گروہ ورع   مرحلہ گردوہ ہوا محمل سر گروہ ورع

ولولہ سماع کو سلسلہ درا کرو

لاکہہ مراحل حد سالکو لو دکہاد واور   لاکہہ حمار دہم کو لاولد ادولاد و اور

کوہ علوم وحلم کو حملہ کرو ملادو اور   طول امل کو سر دہر وسوء عمل ملادو اور

دوکہو وکہاد و ہکلو گل اور لہو کہا کرو

وسوسہ ملال کو ہرکہوا دہر کہلو کہلو   مسلو اوکا سوگ گدا اوکہر کرو اور رہو

دہو کا دو دکہہ کو کمل کہلا دلکو لگا ہو ملو   انشا ادہر کو اولو اور دلاسا دلکو دو

صلح مصالحت کرو حمد و درود ادا کرو

نثر در صنعت ایضاً

الحمد للہ کہ آس مراد کا گل کہلا عطر سہاگ کا لگا کر املا کہلا وہ ماہ رو دوالہہ سا ہو کر

امروز کم عمر سادہ سادہ بلک ماہرو ہمراہ ملکہ کو ہر آئدا وارد آرام محل ہوا سلسلہ
کاکل کا محاورہ اردو کا کھلا اور کلمہ و کلام کا دروا رہا ۵

لاگ کا لگا لگا اور آگ کا لگا لگا		دل کھلا انشا اور ہر شعر راگ کا لگا لگا

اللہ کا رحم اور رسم و رسول ادا کر اوس ہم عمر محرم اسرار دل آرام کا گلگلا سا
گال ملا اور گدگدا کر اوسکو کھاموں رکو کا اوجو راس ملہار کا اور لہرا لہرا کر
راگ کا اٹھا ہا ہا اہو ہو ہو

تمام شد



پس از مناسک تحمید و نعت صل علی ۔۔۔ محمد و علی آله بگو ای انشا
ثنای آنکه سعادت علی عم اینش ۔۔۔ ز لفظ خویش عنایت نمود در همه جا
وزیر اعظم هندوستان و ناظم ملک ۔۔۔ یمین دوله بهادر سرآمد امرا
جناب عالی فرخ شیم سخی و دلیر ۔۔۔ شجاع و صفدر و منصور مالک الروسا
خدااش تا صد و سی سال زندگی بخشد ۔۔۔ بحق حیدر کرار و جمله آل عبا
بسلک نظم بکش جمله عوامل نحو ۔۔۔ فراغ گشت چو حاصل ز حمد و نعت و ثنا
بدان عوامل نحو است در عرب یکصد ۔۔۔ دو تاش معنوی و جمله لفظی ای دانا

در بیان عامل معنوی

خلو فعل مضارع ز ناصب و جازم ۔۔۔ همین معامله معنوی است چشم کشا
بدانکه عامل لفظی اگر تجرد یافت ۔۔۔ همان مقدمه ابتدا است در علما

تقسیم عوامل لفظی

سماعی است و قیاسی دو قسم زان لفظی ۔۔۔ قیاسی است همه هفت تا بفهم و بیا

کدام صفت بود اسم فاعل و مفعول — مضاف مصدر و پس فعل مطلق ای دانا
بجا اسم از صفت که مشبه باسم فاعل هست — دگر چه ناصبیه تمیز اسم نام مها

در بیان سیزده گانه عوامل لفظی و قیاسی

سماعی آن نود و یک که سیزده قسم است — بیان جمله کنم در رویه فصحا

حروف جر قسم اول

چو رب و منذ و مذ و فی عدا خلا حاشا — الی علی و من کاف و لام با حتی
عن است و تا و اگر واو اینهمه دریاب — حروف جر بود غیر شان دگر اصلا

دوم حروف مشبه بفعل

لعل و لیت و کان است و ان ان بے — دگر بگوئی که لاکن هست اے بینا
بدانکه ناصب اسم اند و رافع خبرا — بهر کجا که در آیند در کلام اینها
هر آنچه گفتمت ای ور انگوش هوش شنو — بخوان حروف مشبه بفعل هر ششش را

قسم سوم حروف ناصبه اسم

حروف ناصب اسم اند و آو و یا و آی — اگرچه همزه و الا ایا و یا و هیا

قسم چهارم حروف ناصبه فعل

کے است باز اذن ان و لن همین هر چار — حروف ناصبهٔ فعل اے سمن سیما

قسم پنجم در حروف جازم فعل

حروف جازم فعل ان لما و من مهما — متی و ای و اذ ما و حیثما اے
هم این است و رین هیچ شک و ریب نماند — اجله طلبه شود اعلم العلما

قسم ششم اسماء ناصبه تمیز

چهارم اسم بود ناصب از پئے نکره — بشرط آنکه چو تمیز او فتد آنجا

یکے عشر چو مرکب کنند با احد شش	ازان چهار بود ای مه سپهر ذکا
مراد این عشرات ست با احا دبلے	نه انزبرائے خبر لیس کاین ست وکذا

قسم هشتم در اسماء افعال

ز اسم فعل بدان شش شمر ازان ناصب	رویدو دونک و بله وعلیک و حیهل ها
سه تا ش رافع اسم اند یاد کن هیهات	بکن ملاحظه شتان و باز سرعان را

قسم نهم در افعال ناقصه

بدانکه سیزده افعال ناقصه باشند	جمیع ناصب اخبار و رافع اسما
چه ظل و بات و دگر لیس و مابرح مازال	چو صار و کان و دگر اصبح و دگر امسا
دگر چه مانفک و مادام و مافتے اضحے	دگر ضحع که ازینها بر آمدست برنا

قسم دهم در ما ولای مشبه بلیس

ما و لائے مشبه بلیس اے طالب	اگر خبر و هست هست النسب واوسے
که هر دو رافع اسم اند و ناصب خبر اند	درین سخن بنود هیچ جای چون وچرا

قسم یازدهم در افعال مقاربه

چو ناقص انیهمه افعال را مقاربه گو	کرب لجد دگر ش کاد و شک ست عسی

قسم دوازدهم در افعال مدح وذم

چهار تا دگر افعال مدح وذم باشد	چو حبذا دگر ساء بجنس نعم عها
بدانکه رافع اسما جنس انیهمه اند	کریم علم به بخشد تر اوذهن وذکا

قسم سیزدهم در افعال قلوب

برائے شک و یقین اند چند فعل دگر	ز قلب انیهمه تا شے شوند مولانا
حسبت خلت وظننت برای شک باشد	علمت بهر یقین لیس رایت ای دانا

وجدت نیز یقین زعمت مشترک ہست — بیان شک و یقین کردہ شد چنین املا
چو ہر دو اسم در آید ہر دو را منصوب — کنند اینہمہ پوشیدہ نیست از انشا

در بیان حرف عاطفہ

بل ہست و لاکن و حتی و واو فا و لا — دگر چہ ثم و ام و ہم آمدا و اما
حروف عطفہ ہمین دہ بود صبا کن — ازین زیادہ ندیدہ است ہیچکس اصلا

در بیان مفاعل پنجگانہ

لہ و مطلق و فیہ و ہم بود و معہ — بدانکہ ہست مفاعیل پنج در دنیا

تراکیب شش گانہ

درون نحو تراکیب را بود شش طور — بدان اضافی و تعداد ہاست اے رعنا
دگر چہ مزجی و اسنادیست و توصیفی — دگر کدام بود صوتے ای کرم فرما

در بیان انّ مکسورہ

چہار جاست کہ مکسور انّ را خواسے — در ابتدا اش چو آرند باشد از ان شنوا
چو بعد قول در آید فتد چو بعد قسم — دگر چہ در خبرش لام را شو ماوا

در بیان انّ مفتوحہ

بدانکہ پنج محل انّ سے شود مفتوح — چو بعد علم و لیس از ظن و بعد از لولا
چو بعد لو بفتد یا میانہ ہم آید — ہمین معاملہ مشہور ہست در طلبا

در بیان اسما منصرفہ انبیا علیہم السلام

شعیب و صالح و لوط و محمد و ہود است — کہ منصرف شود اسما انبیا بخدا

دگر کدام کلمه نوح غیر منصرف است | گروه جمله پیغمبران با تقوی

در بیان الف لام

دو قسم هست الف در کلام اهل عرب | بدانکش زائده و غیر زائده ای دانا
زغیر زائده کن گوش یا دگیرش زود | شمرده اند ورا چار قسم اهل سنا
برای جنس و دگر هست بهر استغراق | چو عهد خارجی و عهد ذهنی است سما
برای حسن کلام است زائد اندر نظم | به نثر نیز همین گفته بلیغان را
چو لام میم هم از بهر معرفت آید | حدیث مصطفوی را بپرس از علما

در معارف پنجگانه

بدانکه پنج معارف بود میان عرب | نیافت ست کسی غیر شان در استقرا
بگو مضمر و مدخول لام و هم علم است | دگر چه مبهم ایا عقل و ذهن را ملجا

مضاف سوی همان هر چهار پنجم شناس
کتاب هست بعد این کلید گنج انشا

تمام شد





حمد ہے فرض اوسکے وقت سحر
جسنے کاٹے ہین مرغ روح کے پر

تن کے کھانچہ مین کر دیا ہے بند
کہ وہ یکچند وہان رہے خورسند

مرغ زرین آفتاب فلک
نر طائر سے لیکے تا بہ ملک

اور سکان عالم لاہوت
یاد مین اوسکے ہین سبھی مبہوت

کنگرہ مین جسکے ذہن کا طاوس
خلق کرتا ہے طائر افسوس

کیا کہون وہ کہ کیا کھلاڑی ہے
اوس سے غافل ہے سو اناڑی ہے

کرکے تن مرغ روح کا ڈھانچہ
جسنے ڈھانکا سپہر کا کھانچہ

حکم سے جسکے اس زمانہ مین
یعنے دنیا کے مرغ خانہ مین

رات دن ماکیان اوج سپہر
روز دیتی ہے ایک بیضۂ مہر

نیند کو چھوڑ صبح ہے نزدیک
بانگ ہوتی ہے چونک صاح الدیک

دیکھ تو کیا ہے نور کا ہے وقت
طرفہ نور ظہور کا ہے وقت

محو ذکر خدا ہین جملہ طیور
آدمی ہوکے تو کرے ہے قصور

سن نصیحت مرے بسمع قبول
تو بھی ٹک یاد حق مین ہو مشغول

وقت سیمرغ کو کہے یہ معلوم
قاف پر بولتا ہے یا قیوم

او ہٹہ کہ وقت نماز جاتا ہی
وقت راز و نیاز جاتا ہی

آگ لگ جاے تیری غیرت کو
لعنت اس تیرے آدمیت کو

مرغ جو جانور ہے ویوہی اذان
اور سویا کرے تو امی انسان

نعت

گر ثناے رسول راہ نما
جسکی نعلین کا ہے سایہ ہما

صلواۃ اوسپہ بھیجی جاوید
ہی جو ایک آسمان پہ مرغ سفید

گر حمایت کرے نہ اوسکے آل
نہ جمین مرغ عقل کے پر و بال

بسکہ شاہ جہان قمر تمثال
وہ سلیمان شکوہ با اقبال

مالک ملک و صاحب دیہیم
وارث تاج و تخت ہفت اقلیم

بادشہ زادہ ہمایون فر
فخر تیمور و بابر و اکبر

اور جناب وزیر آصف جاہ
جسکے اختر سے ہے بانچہ سپاہ

لڑنے بھڑنے سے ذوق رکھتے ہیں
مرغ بازی کا شوق رکھتے ہین

کیون اولعا لعزم کو نہ بہاوے رزم
یعنے ہے اسکے رزم بھی ایک بزم

شغل ہے جنکو ترک و تازے کا
کھیل ہے اونکو مرغ بازی کا

گوش دل سے یہ سن لے میری بات
انمین ہین انبیا کے چند صفات

صبح خیزی ہے اور شجاعت ہے
اور ہمت ہے اور غیرت ہے

کیون انہون کا نہ جنگ پر ہو مزاج
صرف اس قوم کو ہی تاج کی لاج

اب مجھے بھی یہ شوق ہے اسکا
کہ سمجھتا ہون مرغ کو عنقا

قصد باے کا جبکہ کرتا ہون
کیا ہے ڈگ لنبے لنبے بھرتا ہون

واب اپنے بغل مین ایک مرغا
چلتا رہے رہے قدم میرے مرغا

چمنستان مین دیکھ تاج خروس
چاہتا ہون کہ لیجے اسکو بھی چوس

نسل فولاد مرغ ہین اپنے ... داد بیداد مرغ ہین ایسے
پہلوانونکی ہین اونہون مین صفات ... لات و عزا کو توڑے اونکی لات
پاس اپنے جو مرغ ہے جاوا ... ہے وہ اسفندیار کا باوا
ہے چو ہیچہ وہ سامنے ہوتا ... بیٹا رستم کا زال کا پوتا
برہ مشہور سا جو ایک ہے پٹھا ... اوسکا پاسنگ ہین ہے بندہ لٹھا
وہ ہین ہو گئ وہ ایک ہے آفت ... کیا کہون اوسکی جرات و قوت
جا ہے گر چہ چیخ سے تو وہ سنڈا ... توڑ ڈالے سپہر کا انڈا

ہین غرض خوب خوب عالی مرغ
ہے بجا کہتے گر انہین سیمرغ

قطعہ تاریخ تعمیر حویلی علی نقی خان بہادر کہ اصل مادۂ تاریخ تصنیف کسی دیگر مصنف صاحب بود و سہ مصرعہ دیگر سید انشا اللہ خان صاحب بہم رسانیدہ تضمین فرمودند

تا حال کے نہ رستم کے نہ سنجر کے ... فارسے نہ عربے نہ ترکے
تاریخ کہی ہوئی یہ کسی لڑکے ... حویلی علی نقی خان بہادر کے

ہجو میان مصحفی من تصنیف میان انشا اللہ خان +

بخدا وندی شخصے کہ رحیم است و کریم است و علیم است و حلیم است و حکیم است و عظیم است و سلیم است و قدیم است و شریف است و لطیف است و خبیر است و بصیر است و نصیر است و کبیر است و رءوف است و غفور است و شکور است و ودود است و مرا خلق نمود است و بود خالق آفاق قسم میخورم الکنون کہ مرا ہیچ ز ہجو تو سروکار نبود است و لے از طرفت گشت شروع اینہمہ اقوال مزخرف شنو اے مردک نادان اندر وہنت شاشیۂ عالم غزل و مثنوی پوچ تو اے دنبکی و خارجی از مغفہ نطفہ مرجا نہ ملعونہ نا بو نہ مردودۂ مطرودۂ مغفو بہ مقہورہ مخذولہ کہ مجموعۂ دشنام

غلاظ ہست و شد او ست گذشت از نطفۂ آن تحکنہ بنا چار ترا ہجو نمودم کہ دلم خون شدہ جوشید و بلرزید و بپیچید و طپید و جگر آتش شدہ در سینہ سوزان من خستہ دل مضطر و حیران اندر رذہنت شناشہ عالم اگر از نطفۂ ابلیس نباشی دل ہچو من سید کہ ز اولاد حسین ست و نجیب الطرفین است و شریف ست و لطیف است و فصیح است و بلیغ است و بود محسن بر حق کہ بجز مرحمت و لطف و کرم بخشی و تعریف کمال و صفت پیش کسی گاہ بیان ہیچ نکردہ ست و ترا بود ثنا خوان اندر رذہنت شناشہ عالم شدہ اثبات کہ تو دشمن دینی و لعینے و بود انسب و بر موقع و لایق کہ ترا لعن نمایند ہمہ اہل سماوات و کسانیکہ برین روے زمین از امراء و نجبا و شرفاء فصحاء و بلغاء و علماء و فقراء و فقہاء و فضلاء و ظرفاء و کملاء و حکماء و قبلاء و جہلاء و سفہا انچہ تو کردی نکند زادہ مردان اندر رذہنت شناشہ عالم ٭

قطعہ تاریخ دیگر بطور استہزا

کہنے مصرع پڑے سبھے لاجسم	ایک ہے عقل ہیر سے اسمین گم
ایک مصرع کے بڑھ گئے ہے دم	حویلی علی نقی خان بہادر دام حشمتہم

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا و نعت رسول کے اوپر روشن ضمیران صبح نفس کے ظاہر ہو کہ اس زمانہ میمنت اقتران مین کلیات انشا اللہ خان کہ کلیات بیمثال اور کلام شکر مقال شعرای ماضی و حال ہے اور ہر مضمون اسکا گویا الہام غیبی ہے جسکو جناب منشی سید انشا اللہ خان صاحب مرحوم نے تصنیف فرمایا تھا اور ہر شعر اسکا بیمثال سقم سے پاک ہے اور عیب کا اسمین کیا وہم و ادراک ہے ماہ فروری ۱۸۷۶ عیسوی مطابق شہر محرم الحرام ۱۲۹۳ ہجری مطبع فیض منبع نامی گرامی مشہور نزدیک و دور رفعت و حشمت و فور جناب منشی نولکشور ادام اللہ بالفرح والسرور الی یوم النشور مین باہتمام

مقبول بارگاہ کونین منشی سید امجد حسین رضوی لکھنوی سلمہ اللہ ربہ القوی کر
سے زیور طبع کو پہونچکر مطالعہ ناظرین باتمکین میں در آیا فقط ✤✤

تمام شد